

## مفت

(۱) نبی اسلام کا اکل الاعیان ہونا۔  
(۲) نبی اسلام کا اصل افعال میں ہونا۔  
(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور  
انکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی اہمیت

(۵) اسلامی تمدن کی نوعیت

(۶) اسلامی احکام اور قوانین شریعت

(۷) ائمہ طاہرین کے گفتگو پر کیا

(۸) مبلغ صاحبین کے باقی حکم

(۹) قرآن مجید افضل الکتاب ہونا

(۱۰) اثبات اصل اسلام بمقابل

عقلیت و تعلیم

(۱۱) خلفہ قدیمہ جدیدہ اور دیگر

مذہب کے مقابلہ میں حاکمیت اسلام

درازہ شہادت

(۱۲) اکتشافات جدیدین

و تحقیق اسلام

(۱۳) اخبار علیہ

## قول

(۱) یہ رسالہ بافضل ہو کر نئی ماہ کی  
آخری تاریخوں میں شائع ہو کر گیا  
(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال  
کے لیے خریدنا ہو گا۔

(۳) نمونہ کا پرچہ ہر کے نمٹ

آنے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۴) جواب طلب امور کیسے

جوابی کارڈ یا نمٹ کرنا چاہیے

دہ اشعار کی جست و خیز

خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۶) علمی معاملات کے متعلق خط

و کتابت ارسال مضامین بنام

مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام

مدیر ہونا چاہیے

(۷) شرح قیمت

رؤسار و البیان کے جوہر

فرامیں عام خیر خواہوں کے

پندرہ سو روپے کے مالکین

## مکتبہ

(۱) مقاصد رسالہ کا احاطہ کو کر ضرور  
لکھا جائے ورنہ درجہ اولیٰ  
نہ ہو سکے گا

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہیں

اڈیشن کو بغیر و تبدل در اصلاح کا اختیار

ہو گا

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس

اور عام فہم ہونا

(۴) مضامین صاف و خوب تحریر

کیے جائیں اور عبارت عربیہ پر

عبارت لگائے جائیں نہ

عربی عبارت کا دوسرا

کالم میں ترجمہ ہونا چاہیے

(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا

کا حوالہ دیا جائے

(۶) ناقابل شاعت مضمون

واپس نہ ہو گا اگر ضرورت ہو تو

صاحب مضمون کو نمٹ کر بھیجا جائے



هَذَا بَابُ التَّوَكُّلِ مِنْ دَمْعِ عَمَلِ الشُّفَّاقِ  
سُورَةُ الْاِنْشَارِ

الولع

منبہ (۱)۔ اہل تہذیب و تمدن کے مطابق ماہ شعبان ۱۴۳۸ھ

فہرست مضامین

نمبر شمار مضمون  
 ۱۔ شہدات و فہرست رقوم اعانت  
 ۲۔ استاذ علیہ علویہ پر سرکار صدر الشریعہ دایم  
 خطہ کا خیر مقدم  
 ۳۔ خطہ صدر مجلس استقبالیہ اجلاس یازدہم ستمبر ۱۳۱۰ ع  
 ۴۔ خطہ صدر مجلس اجلاس یازدہم دسمبر ۱۳۱۰ ع  
 ۵۔ رپورٹ آئینری جنرل سکریٹری مریٹہ الوائین  
 مہتممات صانہ عالمہ باطلالون و جابر فون  
 مضمون نگار  
 میر وہید گلرک مدرسہ  
 جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب  
 مسند الانافضل  
 جناب ذولب میرزا محمد سجاد علیا نصابہ ملک  
 شیش محلہ کھارنجانہ آئرلینڈ جناب علیا نصابہ ملک  
 مجلس استقبالیہ  
 حضور پر نور ہزارائیں جناب حبیب دکن  
 رامپور خلد اللہ ملکہ و سلطانیہ  
 جناب اب مرزا عابد حسین خان صاحب کھنہ  
 جناب آغا الیقین حسین صاحب حلالی قمتی



## شکستِ نظر

جناب مولوی سید عدیل خیر صاحب غلطابستان میں۔

جناب موصوف ۱۶ جولائی کو سری نگرست براہ گاندراہل روانہ ہو کر ۲۳ جولائی کو کرگل پہنچے اور پانچ روڈ کے قیام میں دو بار بیٹھنے کی جانب سے ایک نشست لہنت کی دوسری منعقد ہو ۸۱ جلسہ کی مجلس عزائم میں مجمع بہت کافی نمائندگی شدہ اور غرضی سب سے زیادہ تھے تقریر کافی اثر سے روشناس ہوئی،

۲۸ جولائی کو کرگل سے شہر منگ کی جانب روانہ ہوئے مگر چونکہ راجہ صاحب کچھ منگ مقام انجیر میں تعین تھے لہذا جناب غلطاب نے بھی وہیں قیام کیا اور ایک مجلس پیکر ۳۱ جولائی کو وہاں سے روانہ ہو کر احمد آباد میں پہنچے یہ مقام اگرچہ مرکز و باہریت ہو مگر چونکہ راجہ صاحب بہادر ہار دو بائے ولے تھے اسوجہ سے یہاں قیام مناسب نہ جانکر دہلی پہنچ کر منہریج الاول کو فضا کی ایک مجلس پر بھی آئے۔ وہاں بیٹھتے ہتھار کی تلقین اور نور بخشوں کو افہام و فہیم کے بعد کونسل اور لیٹرا اور دو غنی سے مرور کرتے ہوئے ۷ اگست کو چنابہ شریف لے آئے جہاں آپ کا کافی طور پر استقبال کیا گیا اور ۱۶ اگست تک چھ مجلسیں منعقد ہوئیں۔

حنین ہے پہلے مجلس سید مختار صاحب کی خانقاہ میں موصوف اور تمام نور بخشوں کے ہزارے بعد نماز جمعہ منعقد ہوئی اور جناب داعی کی دلکش تقریر نے بعض خصوصیات ذہنیہ کو حاذقین کی زبانوں پر جاری کر دیا دوسری اور تیسری مجلسوں مختلف امام باڑوں میں منعقد ہوئی چوتھی مجلس بقرب ولادت باسعادت سرورِ مائتات ایک تیسرے امام باڑہ میں منعقد ہوئی پانچویں مجلس چوتھے امام باڑہ میں منعقد ہوئی جس میں تعلیم تجارت اتفاق و اتحاد مطالعہ رسائل اخبارات مذہبی کی تلقین ہدایت فرمائی مدرسہ کے حالات بیان کیے اور اسکی خدمتیں بیان کر کے اس کی اعانت پر توجہ دلائی چھٹی مجلس محلہ چنچن میں منعقد ہوئی جس میں مسائل موضوع تقریر تھا، ان مجالس کے عائد متعدد دہانت محبتوں میں تعلیم تلقین ہوا اور فرس علیگی اور نور بخشوں کے حالات کے جوابات دیکر ان کو مطمئن کیا اور انعامیہ دباس شاہ صاحب کے رٹائیر لٹریچر میں جو نزاع تھی انکو دھن کر کے باہمی میل جل کر دیا،

۱۸ اگست کو چنابہ سے روانہ ہو کر لیٹرا پہنچ کر اسٹریٹ تفصل حسین صاحب کے ہاں ہوئے ۱۸ اگست کو نور بخشوں کی خانقاہ میں مجلس منعقد ہوئی موضوع تقریر سچلہ ۳۷ فرقہ ہائے اسلام فرقہ اجیہ کی تعلیم و تحسین تھی سماجی نلام محمد صاحب نے تقریر کا ترجمہ کیا حاضرین نہایت متاثر ہوئے۔



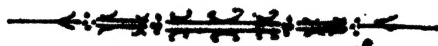


## مفت

مطلع بشتان کے سلسلہ میں جناب غلام محمد صاحب بشتانی کے نامہ کرم کا تذکرہ بھی جیانا چاہتا ہوں۔ مفت نے مدت اوٹھلین کے بشتانی خدمات دینیہ کا اعتراف فرما کر نہایت پر خلوص الفاظ میں اس کا شکریہ ادا کیا ہے اور ایک مخصوص مضمون میں جزا فیائی اور انسانی حالات پر تبصروں فرما کر مومنین بشتان کی خیریں ہیدری کے سلسلہ میں بشتان کے مشہور مقام جیلوں ایک مدرسہ دینیہ کے اجرا اور بشتانیوں کی دوا جیلوں کے انعقاد کا تذکرہ فرمایا ہے۔

۱) جمعیت الامیہ بشتانیہ جس کا صدر مقام کوہ منصوری ہے اور جس کے ضروری حالات الیٰ غلط کے گذشتہ نمبروں میں درج ہو چکے ہیں،

۲) انجن چرمان بشتان چینی احوال جو گند دگر مند ہی اینٹ میں قائم ہوئی ہے ہم اپنے بشتانی بیانیوں کی اس خیریں ہیدری پر ان حضرات کو تہ دلے مبارکباد دیتے ہوئے ان کے تنظیم قومی کے لیے اہمیت پر دعا ہیں۔



## جناب مولوی محمد رفیع صاحب مختلف مقامات میں

جانب مفت نے بعد تعطیل محرم ۱۳ جون سے دسمبر ۱۳ جون تک جن مقامات کا دورہ کیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے،

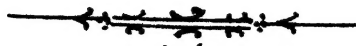
سہارنپور۔ جب لانا انجن ہمارے پور میں شہرکت کی تین دفعہ ہوئے جلسہ کے وقت میں کل توام کا موقع تھا، موضع گریہ گنہ رودلی۔ سہارنپور سے لکھنؤ واپس آکر موضع گوپال شریف لے گئے جہاں ایک جلسہ منعقد ہوا موضع کورہ اسادات۔ وہاں کے محفلت اہل تمام نے موضع میں لے گئے جہاں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ رودلی۔ حسب الطلب چوہدری ارشاد حسین صاحب مدلی کے جہاں انجن امامیہ کی جانب سے تین جلسہ منعقد ہوئے اور مختلف مسائل اخلاقی کا تذکرہ ہوا جس کے ثانی جواب دیے گئے۔

پور علی ستی رودلی سے زید پور اور امرہ بہ اور لکھنؤ میں ۲۰ ستمبر تک قیام کر کے تیسری ستمبر کو پور علی ستی سے واپس آئے۔ موضع کورہ اسادات۔ پور علی سے ہوتا ہوا لکھنؤ میں ۲۰ ستمبر تک قیام کر کے تیسری ستمبر کو پور علی سے واپس آئے۔ موضع کورہ اسادات۔ پور علی سے ہوتا ہوا لکھنؤ میں ۲۰ ستمبر تک قیام کر کے تیسری ستمبر کو پور علی سے واپس آئے۔

موضع کورہ اسادات۔ پور علی سے ہوتا ہوا لکھنؤ میں ۲۰ ستمبر تک قیام کر کے تیسری ستمبر کو پور علی سے واپس آئے۔ موضع کورہ اسادات۔ پور علی سے ہوتا ہوا لکھنؤ میں ۲۰ ستمبر تک قیام کر کے تیسری ستمبر کو پور علی سے واپس آئے۔

موضع کورہ اسادات۔ پور علی سے ہوتا ہوا لکھنؤ میں ۲۰ ستمبر تک قیام کر کے تیسری ستمبر کو پور علی سے واپس آئے۔ موضع کورہ اسادات۔ پور علی سے ہوتا ہوا لکھنؤ میں ۲۰ ستمبر تک قیام کر کے تیسری ستمبر کو پور علی سے واپس آئے۔

لاکھنؤ روز قیام پور ہے اور تین جلسہ دعا کے منعقد ہوئے ہر طبقہ کے لوگ شریک ہوئے آئنا تقریریں  
کیوں کی محنت ہے کچھ سوالات کیے گئے جسکے جوابات کے لئے ایک خاص جلسہ منظرہ کے منعقد کرنے کی دھڑ  
دی گئی مگر اسکا آرپوش نظر نہیں کیا،  
شاہجہاں پور۔ یہاں ایک جلسہ دعا منعقد ہوا جس میں جناب صاحب کے فضائل بیان کیے گئے جو کافی اثر  
ہے روشناس ہوئے،



جناب امی شیخ جو حسین صاحب اعظم کا دورہ سلسلہ منبر  
جب شیخ ۱۲ راج خیر کے برکاتہ ثناء میں جٹری کر کے بی بی میں ایک ہفتہ قیام فرما کر جن عیالات  
پر تشریف لے گئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہو۔  
بھرمی ضلع تھانہ۔ ۸ مارچ ۱۸۸۷ء کے قیام میں دس بارہ جلسہ دعا کے منعقد ہوئے جس میں  
حضرات اہل سنت بکثرت شریک ہوتے رہے،  
مبارک پور ضلع اعظم گڑھ۔ بھٹری سے ۵ می کو روانہ ہو کر لکھنؤ اور وہاں سے ۶ می کو مبارک پور پہنچا وہاں  
کی انجمن اور مدرسہ کے تصفیہ طلب امور کو طے کیا جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے اور دو تقریریں کیں اور ۶ جون  
تک قیام فرما کر ۱۰-۱۵-۱۸۸۷ء میں اعظم بیان فرمائے  
کرہاں ضلع اعظم گڑھ۔ آئنا قیام مبارک پور میں ۲ روز کے لئے اس موقع میں تشریف لیگا کہ موغلہ ارٹھارڈ  
موسلحہ اعظم گڑھ۔ ۲۶ جون کو یہاں پہنچ کر ایک می کے قیام میں ایک خطہ شان رسالت پراخا اور  
نبارس۔ ۲۷ جون کو نبارس پہنچ کر چار روز کے قیام میں ایک موغلہ کی نسبت آئی موضوع  
تقریریں صدق ذہب اور اعجاز قرآن تھا،

سوہت ضلع الہ آباد۔ ۳۰ جون کو نبارس سے روانہ ہو کر سوہت پہنچے جہاں کے پھر ذرہ قیام میں ۲ جلسہ ہوئے،  
علی پور ضلع مظفر گڑھ سوہت سے لکھنؤ اور لکھنؤ سے جالپور میں ۱۷ جون کے لئے پھر مبارک پور اور وہاں سے پھر  
لکھنؤ وہاں آکر ہر جگہ کو علی پور روانہ ہوئے جہاں پہنچ کر کم گت کو انجمن حیات کے جلسہ میں محبت  
الہیت، سیرۃ النبی علی المرتبہ تین تقریریں فرمائیں اور علاوہ اسکے ایک ماہ لال کے قیام میں چھ رسالت  
تقریروں کی نسبت آئی اور پھر صاحب نے ہندی جامعہ تاروین سے حیات و وفات مسیح پراو  
مولوی محمد حسن صاحب حنفی سے عصمت انبیاء و عصمت الہیت پر گفتگو ہوئی اس گفتگو کے وقت سب کچھ  
صاحب پائیس ہی موجود تھے جنہوں نے باوجود غشی ہونے کے جناب دعا کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

فرمایا کہ تمام ایسی صاحب نجات مسیح ثابت کرے اور نہ مولوی صاحب اپنے دعویٰ کو پائے ثبوت کیلئے چاہے  
میں آج تک عصمت انبیاء الہیت کا قائل نہ تھا مگر ان جناب غلطی کی تقریر سے مسئلہ ثابت ہو گیا۔

خیر پور ضلع مظفر گڑھ - یکم ستمبر کو علی پور سے روانہ ہو کر خیر پور پہنچے جہاں جادوئے کے قیام میں تین ہفتے  
سیرت بنی اور محبت الہیت اور پابندی صوم صلاۃ پر اٹھاد فرمائیں،

علی پور کی واپسی - ۵ ستمبر کو علی پور سے واپس آکر دو ہفتہ کے قیام میں چٹہ غطا ہوئے اور لاہوری ملتے  
الہیت کی تحقیق یاد اور ایک خفی مولوی صاحب گریہ و بکا کے متعلق گفتگو ہوئی،

جلالپور سپر والا ضلع ملتان - ۱۱ ستمبر کو حسب الطلب دیوان محمد غوث صاحب تھان نشین جلالپور روانہ ہوئے  
اشادہ میں سہر سلطان پور چکر ایک خفی مولوی صاحب کے گریہ و بکا پر گفتگو ہوئی چکاہارہ صلح بت سے ثابت  
کیا گیا اور مظفر گڑھ پور چکر ایک احمدی ہے جو حضرت محمد پر گفتگو پائی اور مرزا صاحب کے دعوائی مہدویت کو باطل  
کیا گیا ۲۰ ستمبر کو جلالپور پور چکر دس روز کے قیام میں علان اعتراضات کے جوابات دینے کے آٹھ خط خلافت  
حقہ اور صدق مذہب پر ہوئے جس نے عوام کے شکوک رفع کر دیے اور آخری خط میں چار شخصوں سے جواب

حق قبول کیا،

جوتی ضلع مظفر گڑھ - ۶ اکتوبر کو جلالپور سے علی پور واپس آکر ستمبر کو جوتی پہنچے جہاں دو خطا محاسبین  
اسلام اور تبلیغ بول و آبل بول پر نہایت نوز ہوئے

علی پور کی واپسی - ۹ اکتوبر کو علی پور واپس آکر ۲۸ اکتوبر تک آٹھ دو خط مختلف مضامین پر ہوئے جن میں  
ہے ۱۰ اکتوبر کو ایک خط مرزائی جماعت کے جلسہ سیرت النبی میں نہایت مقبول ہوا۔

بندہ ۱۵ اسحاق ضلع مظفر گڑھ ۲۸ اکتوبر کو علی پور سے روانہ ہو کر بندہ اسحاق پہنچے جہاں صرف ایک گھر میں  
محمد حسین صاحب رئیس اعظم کلمہ جنہوں نے اپنی ذاتی تحقیق سے صحابہ بنو کلان اس مذہب کو اختیار کیا ہے اور  
کتب الہیت کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا ہے، یہاں بجز مبادیہ خیالات کے کوئی خط نہیں ہوا،

جلالپور سپر والا کی واپسی - ۳۰ نومبر کو حسب الطلب دیوان محمد غوث صاحب پور جلالپور جانا پڑا شنگھان  
بقی میں تمام ہوا ۱۳ بجے شب تک مختلف سوالات کے جوابات دیے صبح کو خط کا اعلان ہو کر بجے جلوس شروع

ہوا ۱۶ گنتہ تک تبلیغ بول اور صدق مذہب حق پر تقریر فرمائی جو سب حد موثر ہوئی اکثر حضرات اہل سنت بھی  
فسرک خط تھے، شکوہ مولوی عبدالحمید صاحب خفی ہے مسئلہ خلافت پر گفتگو ہوئی حق ثابت ہو گیا اور کلامی مسائل

دینی بھی نہ اعتراضات حق ذکر نہ ہوا، ۲۰ نومبر کو جلالپور پہنچے جہاں مولوی نواز احمد صاحب نے جو خط لکھے تھے  
مولا نے انہیں موعود کے دو خط ہر دو زمین روز نکات مختلف سوالات پر ہوئے سب خط لکھیں پھر جلالپور چلے گئے

کلیات تحصیل علی پور۔ ۵۸ نومبر کو بہادر اور ادوہاں ہے ۱۸ نومبر کو علی پور اور وہاں ہے ۲۲ نومبر کو علی پور پھر انسانی شرافت اور سلسلہ خلافت اکیہ پر ایک خط نہایت مؤثر تھا  
 حقیقتاً تحصیل علی پور۔ یکم دسمبر کو سینا پور پھر ایک خط کی ذرت کی جو نہایت مؤثر تھا

## ایک سو پچاس نو مسلموں کا قبول مذہب

چار سال کا عرصہ ہو کہ مرزا علی پور تحصیل کے اچھوتوں کو مسلمان کر گئے تھے جناب خط کے زمانہ میں علی پور میں وہ لگ اکثر خط میں شریک ہوتے رہے اور ایک خط خود ان کے محلہ میں بھی ہوا جس کے اثر سے وہ سب زن و مرد ۲۰ ماہ نومبر سے آخر کو دائرہ مذہب حق میں داخل ہو گئے اور انکو اصل و فروع کی تلقین کر کے اقرا نامہ کی خانہ پری کر کے سذات دیدئے گئے خداوند عالم ثبات و استقلال عنایت فرمائے۔  
 جناب مولوی احمد حسین صاحب خط ممالک متوسطہ میں۔

جناب ممدوح جس جہد و جہد ہے اس صوبہ میں فرائض تبلیغ ادا کر رہے ہیں اور جو کامیابی آپ کے حاصل ہوئی ہے وہ گذشتہ ممبروں کے حوالہ سے واضح ہو چکی ہے بیٹھ حاجی الہی بخش صاحب کا اعتراف حق اور موصوف کی مذہبی و عیسوی اور تبلیغی انہماک بہت کچھ عمد و معاون ثابت ہو رہا ہے اور جناب ممدوح جناب بیٹھ صاحب کی محبت میں بہت کامیاب دورہ کر رہے ہیں گذشتہ ممبر میں ۱۴ نومبر سے دہلی کے حالات راج کر کے بعد یہ لبر بہت کچھ لائق لحاظ ہے کہ فیصلہ چاندہ کی کانگریس کمیٹی کے سکریٹری اور مدرسہ ناصیر اسلام کے مری جناب مولوی شیخ عبدالرزاق صاحب جن کی خیالات میں تغیر عیسوس ہو رہا ہے اور ممدوح نے در مشربہ اسلام البتہ مانتا ہے کے انگریزی اور اردو ہر دو لٹریٹن طلب کئے ہیں خداوند عالم صراط مستقیم تک پہنچا دے،  
 فیصلہ چاندہ میں طلباء اعظم صاحب بیٹھ صاحب موصوف و سید ابراہیم صاحب ممدوح سرکاری سراسر فروکش تھے اور جناب بیٹھ صاحب ہشت سرجن ٹیڈیکل کلچر امراؤتی بھی آقا ست گزین تھے، ڈاکٹر صاحب موصوف جو خفی المذہب لیکن جو یہ قیلیا فترہ بزرگ ہیں جناب اعظم سے تقریباً چھ گنہہ مصفاہ باری تعالیٰ پر گنگو کہتے ہیں اور خدا کا شکریہ کہ ان کے ہام شکوک رفع ہو گئے،

۲۴ نومبر کو جناب فیصلہ صاحب بیٹھ صاحب موصوف ناگپور کی رات واپس ہوئے اٹلے راہ میں اسٹیشن کھینیاں پبلک برن خانی نوجوان سٹیجی خان لرد عبدالمعتان خان خفی المذہب سے ملاقات ہوئی جنکو جناب بیٹھ صاحب نے اپنی اسد ہار نامہ لکھ لکھ دیا اور انخواہ مقرر کردی وہ بیٹھ صاحب کے ہمراہ چلے دو دن روز کے بعد عند اندک وہ مذہب حق کے اصل و حوالہ سے انکو آگاہ کیا گیا جسے سکروہ تیر ہو گئی اور بالآخر آگاہ کی گنگو کے بعد دائرہ اہل

ایلان میں داخل ہو گئے یہ ۱۸۱۴ء سال اردوان عربی اور فارسی اور دو کوسے بھی واقف ہیں اور سو فیصد کل نظام  
پیدا تحصیل ساؤنڈرٹیل ناگپور کی مسجد میں پینتاری بھی کچھ ہیں، نچا سر عینی اور بونین اور دھن ملو پین  
تکسلی تعلیم کے شوق میں لکھو کما نام اور حصول تعلیم کے لیے اپنے وطن میں پہلے ذریعے منتقلی ہیں، ایشیائی سہ کلو نام  
صیام سہ چٹاں، ہینڈ صاحب بھی آواں ہیں اور جبکہ اغناس کو شیش میں بھی سٹیم صاحب صوفت بیکال  
نک : باہر روپیہ اجوارا نک بطور وقفہ دیتے ہیں،

بہر حال ۲۴ نومبر کو ناگپور پہنچ کر ۲۵ نومبر تک وہیں تشریف لے گئے، ۲۶ نومبر کو سرگئے اور وہاں سے  
سرکی اور سوکی سے زنگ پور تشریف لے گئے

تشریف میں خباب حسین خٹا صاحب پر سامرا جاتا اور جہاں تک کلاں اور عید الفیلم صاحب کلر کے مسئلہ خلافت  
دعوا داری پر کئی روز تک گفتگو ہی جس سے اول الذکر نہایت متاثر ہوئے اور ثانی الذکر عداوتی سے جھٹ  
خالف تھے اس قدر واقف ہو گئے،

بہر حال یہ دورہ خباب و اخلا کا ناگپور اور اطراف ناگپور میں بہت کامیاب ہوا، ۲۰ دسمبر تک ان تمام  
مقالت کھٹے کے پہنچا ناگپور میں رونق افزہ ہوئے، ۲۱ دسمبر کو ایک جلسہ دفعا کا حکیم نیا دلی محمد حم کے  
املاہ میں منعقد ہوا اور ۲۲ دسمبر کو بعد اسی رام ٹیک کاشی میں خباب آفاضل علیشا صاحب کے ہنگام پر  
ایک کافی تعداد کے مجمع میں تقریر فرمائی، موصوع بیان ان دونوں جلسوں میں فضائل امیر القین اور خلافت  
تفاوت تھا جبر کافی طریقہ سے روشنی ڈالی گئی اور سامعین نہایت متاثر و مخطوط ہوئے،

خاباب لوی شید محمد محمد صاحب اخلا صلح انا وافر صر کبا وغیرہ میں

یہ دورہ شروع ماہ دسمبر ۱۳۹۴ء سے آخر ماہ نوکمر جاری رہا اور جن جن مقالات خباب مدوح تشریف  
لے گئے ان کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

مواہن ضلع اناؤ حسب طلب انجن جعفری ۲ دسمبر ۱۳۹۴ء کو دار و قصبہ ہو کر دار و سمرک قیام پذیر رہے جہیں  
جلسہ دفعا کے منعقد ہوئے اور جبکہ سالناب کے خاتم الانبیا اور خباب ولایتیاب کے شرف اوصیا ہوئے  
ہوئے پر تقریر کی گئی،

پیشانی اگرچہ بہت پرانی ہے لیکن بحالت برجون ڈیرھو ویشید اور تقریباً دو ہزار پلوں انہنت  
آباد ہیں باقی سب ہندو میں، قبیلہ درنرہی اور اخلاقی اور مالی حالت متوسط ہے شیوں کی ایک مسجد ایک  
اہم بلاہ ایک وقف ہر کوئی دوسرے دینیہ نہیں ہے صرف ایک سرکاری مسجد ہے جہیں اوروں کی ایک  
قبیلہ ہوتی ہے، صوم و ملازہ کی طرف تو میر دلائی کی سخت ضرورت ہے،

سکندر پور ضلع فیض آباد ۱۰ دسمبر کو مہمان بنے لکھنؤ میں آئے اگر وہ دسمبر کو سکندر پور پہنچا اور سبترک مقیم رہے  
 اور اس میں زلزلہ میں سات جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جنہیں غلبہ مانع بنے اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا، اسلام  
 کے سبب رفتی، اسلام میں اسات کا مرتبہ، عبادت الہی کا غرض خلقت ہونا، سعادت الہییت کا موجب بھارت ہونا  
 نہایت وضاحت سے بیان فرمایا اور باب اختلاف فرق اسلامی پر بہت تیز روشنی ڈالکر اہل عقل کو حق و باطل  
 کے امتیاز کا کافی موقع مرحمت فرمایا اور پرائیوٹ لکھنؤ وینس جو سوالات کیے گئے انکے بھی کافی جوابات  
 مرحمت فرمائے بہت کچھ حقیقت پر روشنی ڈالی، خلافت یزید بن معاویہ کو بحیث عامۃ اور اختلاف معلوہ اور غیر  
 معلوہ کے اطلاق کے ماننے والوں کے لیے برحق ثابت کیا جس سے مسلمانوں میں بڑی یقینی پیدا ہو گئی، اور عظیم  
 سے شہادت حضرت شیدائے ائمہ کا مقصود ہونا واضح فرمایا، عقد ائمہ المؤمنین زینب بنت جحش کے سوال کو حل  
 کیا اور اس کے علاوہ ادبھی مختلف مباحث پر تفصیلی گفتگو ہوتی رہی جس سے برادران الہنت بہت متاثر ہوئے  
 اس قصبہ میں تین سو شیعہ اور سارے جارسو برادران الہنت آباد ہیں باقی سب ہندو ہیں تعلیمی اور مذہبی  
 حالت متوسط اخلاقی حالت بہت عمدہ مالی حالت کمزور ہے ایک عالیشان مسجد ہے ایک امام باڑہ چمکتے  
 اور باغیچہ خام ہیں ایک وقف ہے مدرسہ دینیہ کوئی نہیں صرف ایک سرکاری مدرسہ ہے، ایک انجمن بنام  
 انجمن زیدیہ قائم ہے جس کے انتظام سے سال بھر کے تعلیمی مجالس ہوتے ہیں اور برادران الہنت ۲۷ رجسٹرڈ جلسہ  
 وعظ منعقد کرتے ہیں جن میں انکے علمائے شریف لاتے ہیں وقتاً فوقتاً مبلغین کامیاں آنا اور حضرت کو متنبہ  
 کرتے رہنا اور موسم و صلوات کی طرف توجہ دلانے رہنا بہت ضروری ہے،  
 مچھلی گاؤں ضلع فیض آباد ۱۰ دسمبر کو یہاں پہنچا، ۱۶ دسمبر تک تشریف فرما ہے صرف ایک جلسہ وعظ اور سبترک  
 کو منعقد ہوا اور ۱۰ دسمبر کو مختلف مسائل اخلاقی کا تذکرہ اور انکے حل و املا کا سلسلہ ہوا  
 اس قصبہ میں تین سو شیعہ اور نو نفوس برادران الہنت آباد ہیں باقی سب ہندو ہیں، تعلیمی اور اخلاقی اور  
 مالی حالت متوسط اور مذہبی حالت اچھی ہے دو مسجدیں ہیں چار امام باڑہ ہیں وقف اور انجمن اور مدرسہ  
 کوئی نہیں ہے،  
 داد پور ضلع فیض آباد ۱۰ دسمبر کو یہاں پہنچا ۱۹ دسمبر تک تشریف فرما ہے صرف ایک جلسہ وعظ  
 کا منعقد ہوا اور انجمن اور مدرسہ کی تحریک کی گئی، اس جہتی میں صرف پچاس نفوس شیعہ آباد ہیں جنگی  
 تعلیمی حالت بہت بہت ہے اخلاقی حالت متوسط ہے مالی حالت بہت کم زور ہے گزشتہ ہی حالت بہت  
 اچھی ہے، ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف اور انجمن اور مدرسہ کوئی نہیں ہے،  
 سکندر پور ضلع فیض آباد ۱۰ دسمبر کو یہاں پہنچا ۲۲ دسمبر تک مقیم رہے دو جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے

کلیں کے چھاپن تقریروں کی نسبت کمائی جو کافی دیر سے روشناس ہوئیں •

فیض آباد ۲۰ دسمبر کو فیض آباد ہو چکا وہاں میں مجلس پر بھی جو نہایت مفید و کامیاب ثابت ہوئی  
دو دن کی فیض آباد حسب وعدہ ۲۱ دسمبر کو دلی ہو چکا جاب چودہری لارڈ جین صاحب کے امام بارگاہ  
میں ایک مجلس پر بھی میں دو گھنٹہ تک تقریر فرما کر حاضرین کو غلط و شاب فرمایا،

قبول نہیں ہو سکتا

جلب شد انترنت علی صاحب شجره ملک و الخلیفه سے اطلاع دیتے ہیں کہ ابو شجرہ شجر علی صاحب بریلوی ابن میرقد علی صاحب مادام انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ ٹاٹگانہ کاریلوی نے فیض جاست جناب مولوی سید حسین صاحب بخاری حدیث مدرسہ خوجاگانہ شامی شری شجرہ اور مطالبہ نورایان و اگر اوروہ تاریخ احمدی وغیرہ وغیرہ کے بعد ریجنل سطح پر مذہب حق قبول فرمائیے اور خداوند عالم استقامت عطا فرمائے ۛ

زاجیریہ

البداية

شیخہ اور ان کے اہل خانہ کی دینی تعلیم و حفاظت قابلِ بدور و مبالغہ ہے جس میں چونکہ ان کی کچھ مالی کوشش  
کی تھوڑی سی ضرورت ہے لہذا ان کے لیے ایک خاص مکان یا مکانوں کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ یہ مکانیں ان کے لیے تعلیم و  
مجتہدین کے لیے رہائش کے لیے اور دوسرے بائیں فروع دینی ہر غرض کے مالی مطالبات کو سمجھ کر ان کے لیے  
سے علیٰ حقانیت کے مطابق امداد ان سب مطالب کو پورا کرنے کے لیے جاری کاغذ پر جاری تمام ہے۔ وغیرہ میں ایک ایسے  
تصہیراتی رسالہ اور نظامِ محصول فی سالہ میں محصولی مصلحتیں تحریر ہوئی ہیں۔

# فهرست توأم اعانت مقرر و غیر مقرر و ستر و عظمین ارباب و ستر

## مستقبل

عائیزاب بی بی غلام علی صاحب پادشاهی

عائیزاب بی بی محمد صاحب جویند

عائیزاب بی بی نظام الدین صاحب لکھنؤ

عائیزاب بی بی مولوی ممتاز حسین صاحب غطا

متفرقات مندرجہ فرد صاحب بی بی تقار

عائیزاب بی بی علی صاحب -

عائیزاب بی بی محمد اشم صاحب کراچی

عائیزاب بی بی حاجی رحمت اللہ راجی

عائیزاب بی بی محمد حیدر گوگل کراچی

سیٹھ نور محمد کراچی

عائیزاب بی بی رمضان اشم کراچی

عائیزاب بی بی ولی محمد کریم بہائی کراچی

عائیزاب بی بی عثمان صاحب گولہ شمش لکھنؤ

اعانت بذریعہ مولوی فضل علی صاحب

عائیزاب بی بی جمال صاحب مداس

عائیزاب بی بی محمد رضا صاحب لکھنؤ

عائیزاب بی بی جمعی حسن صاحب دکن بی بی

راہو رسا بی بی

عائیزاب بی بی محمد صاحب بی بی گلزار گڑھ

عائیزاب بی بی محمد صاحب بنجر شاہ کپڑی خاص لکھنؤ

ریاست عالیہ محمود آباد

الکرام

## غیر مستقبل

عائیزاب بی بی محمد اہمائی کچھ مندر

عائیزاب بی بی کریم صاحب شہر تبلیغ

عائیزاب بی بی عبدالعزیز صاحب اکبر لکھنؤ

عائیزاب بی بی کریم صاحب جی شریف پراکھنؤ

عائیزاب بی بی سید جمال الدین حیدر صاحب بنار

عائیزاب بی بی سلطان صاحب پشاور

عائیزاب بی بی محمد صاحب کالیہا پور

عائیزاب بی بی محمد صاحب اندر کیمیا

عائیزاب بی بی کریم صاحب شہر کانپور

عائیزاب بی بی کریم صاحب شہر تبلیغ

لکھنؤ

بنزل کل

سید عاشق حسین بی بی لکھنؤ



## استاذِ عالیہ و پیر کا رصدِ شریک کا خیر مقدم

گزشتہ شمارہ میں جب جناب سرکارِ رصدِ شریک دام ظلہ العالی عقباتِ عالیات حضرات اہل عراق و ہند مقدس حضرت نابین اللہ صلوٰۃ اللہ علیہم کی زیارت ہے مشرف ہوئے تو ہر ایک مقام کے باشندوں نے جن مخلص اور جس جوش و شہاد کا استقبال کیا اور جیسے جیسے غلط فہمیوں کی خدمت فیضِ رحمت میں پیش کیئے وہ جرائدِ عراق و ایران کے مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہیں، سرکارِ ممدوح نے آج تک ان کے تراجم کی اشاعت اور الواظظہ کے صفحات پر ان کا اندراج پسند نہیں کیا مگر وہیں کا ایڈیٹر جو وقتِ حضورؐ کی دستاویزِ بابِ مدینۃ العلم کے محضر اور میں پیش کیا گیا تھا وہ اجابِ اطباء کے بعد اسرار ہے ہم ہذا ناظرین کرتے ہیں۔ یہ ایڈیٹرین و یقینہ مشہور ہے میں ہنرمند ہمارے کہ جویدہ مقدسہ الہدیٰ میں شائع ہوا تھا اور جویدہ مذکورہ کے مجتہد میر نے ایک فٹ نوٹ بھی شہرِ محرم فرمایا تھا، ہم پہلے اس فٹ نوٹ کا معنوی ترجمہ خلاصہ ذیل میں درج کر کے اصل ایڈیٹرین مع اس کے معنوی ترجمہ کے پیش کریں گے جو ہمارے فاضل دوست مولانا مولوی سیدہ صفر حسین صاحب ممتاز الانا فاضل نے بغرض اشاعت ہمارے پاس روانہ فرمایا ہے،

## نکودہ بالافطرت کا معنوی ترجمہ

یہ وہ ایڈیٹر ہے جو بختِ اشرف میں اسلام کے مجاہد شجاع امداد کے سیفِ صامِ ہندی بانی مدینۃ تبلیغہ مدرستہ اوطین الحوزہ یعنی حضرت جتنا لا سلام آئے آقا اسیدہ مجتہدین و امتِ انفاصلہ کے محضر اور میں پڑھا گیا تھا یہ وہ نکودہ لہجہ اپنی دعوت اور اپنے مبلغین کے ذریعہ کثیر التعداد لوگوں کو دینِ حنیف میں داخل کر چکے ہیں اور امتِ مروجہ ہمیشہ ان کے ذکر اور کوششوں کے تذکرہ سے فرخاک رہی ہے ہمارے پڑھنے کو اطلاع دی ہے کہ جب جناب سیدہ دام ظلہ از یقینہ الاحرام منقطع ہوئی ہیں زیارتِ نجف اشرف سے مشرف ہوئے تو ان کی تشریف آوری کی خبر سنکر انتہائے تعظیم کے ساتھ آپ کا استقبال امداد کا خیر مقدم ادا کر کے امداد کے ذرا نی چہرہ کی زیارت سے ضرور ہونے کے لئے ہرگز نہ سے ٹک و ہڈے امداد ایک جم غفیر علما اور فضلاء اہل اشرف بلکہ کا بیرون ہنر جمع ہو گیا اور جو وقت تک جناب ممدوح قبتہ بابِ مدینۃ العلم تک نہیں پہنچے

تحت تک و لوگ آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ ہر اک پانچ مقدمہ ادا کرنے کے لئے طیارہ امام  
اور طاہر خلیل علیہ اور سید صاحب کی محفل گئی دن تک مقدمہ کوئی دہری میں۔ حضرات آپ کی  
زیارت کے شوق میں کمال سرعت سے جا رہے تھے اور آپ کے جلالِ اکمال سے مشرور و کریمیت  
و تنہیت ادا کرتے تھے اور نظم و شعر کہہ جواہر زواہر کی لڑیاں پیش کرتے تھے اور محلہ ان کے یہاں  
ہے جو کاتب کاغذ محفل شیخ محمد بن طغفر نے محفل انور میں پیش کیا تھا،

آقا شیخ محمد بن آل طغفر الخفیٰ فاضل و ادب و نجف ہے ہیں اور تعلق نگاری اور جودت نظر اور براعت  
کلام اور انشا پر مادی میں مخصوص درجہ رکھتے ہیں، آپ کے برادر محترم شیخ عبداللہ بنی طغفری موضع عشار  
لہور میں عالم اور امام جماعت اور رئیس روحانی ہیں اور خاندان طغفری نجف اشرف کے بیوت  
علیہ سے ہیں، محمد وح کی جانب سے یقیناً آقا شیخ حسن جلتونے بڑا تھا جو خود شہید ادیب ہیں، ۱۲  
(مدیر الہامیہ)



## الکلام الجلیل

## علامہ محمد مقدس بن محمد کرمی

فلک وادی مقدس پر طلوع  
حضرت سادات کرام اہم پر ہمارا اسلام۔ اے  
رعب و دربر والی شان از محفل ہماری تنہیت قبول  
فرمائیے ماہتاب علم کے گڑھ جمع ہونے والی جماعت  
اے ہاتھ انجمن تیر علم ہے اقتباس نوکر اس مجمع  
کے بزرگ کو سروران شہر اور بزرگان قوم اپنے  
جہت میں لیجئے میں اگر کوں اس بلند پایہ مجمع میں بھی کلمہ  
کیا وہ جتنا سار ہو یا سزا آیدیں یا جو میں صدی کی ایک ہر  
زمین پر شہر و قریہ کا نام زبیر غفران پر ہمیں جس کی کیا نیکی  
حضرت اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی حقیقی  
ہستی آپ لوگوں کی شباب و جوانیوں کی اپنے  
وہ سزا صبر کے بدولت انہایت وجہ شکر گذار

السید نجم الحسن فی سماء الوادی المقدس  
سلاماً ایہا السادة الامجاد۔ ہنایا محفل  
المحبیب۔ استنادہ ایہا الہا لفر من تکشف  
منذ الیوم و سوات المصرو و امثال طاقہ  
ومن المحفل ببر فی هذا العجم السامی  
ابالنجم الثاقب ام ربیک القداسر  
ام بصیر الدین فی القرون (التراجم عشو)  
ام بیاد و بذارہ (الحنفیہ) فی صحیفہ  
وساقیہا بنیدر عنقریب

سادق: ان الحقیقہ الاسلامیہ  
لاریب شاکرہ خفا و تکم بقصدہا البلسل  
مفتیہ بنحو تکرار الدینیر تباہ حامل

علہا وراغم قوا عداہا تا اسعدنی داتا  
اعبر عن شعوری العظیم نحو ضیفنا  
الاعظم واکرم نازل فی منفق الغریب  
بما وفقت له من الاغراط بسکات نظامکم  
الشجادی وھا انی لقائہ بواجب سبغ  
نعمۃ : حسب الامکان ، ولا اخال فین  
انتسب لہذہ النحلۃ الرشیدۃ واستوطن  
ہذہ البقعة المبارکۃ متھونا بفریضۃ  
الشکر للنعم علی اثر نبور ربحو الحسن  
فی سماء العادی المقدس :

فعلی الرحب ایہا القادوم المہتمم وعلی  
السعة ایہا الطالع السعدی فلطالما  
تطلعت لمطالعک الہمی عیون مخلصیک  
علی البعدان لم میرح تمثال روحانیک  
ماثلا للقاء البصائر وشیج جھودک  
فی سبیل الدین الخفیف تطوف جول  
کعبۃ القبول الکاملۃ : ویا حییت من  
امامہم خیریم اماضہ بایہ مع " وداہیہ  
تضووع شریعہ النافع من مطاوی ملکیتہ  
ربیب اللہ بینۃ " مع " وعتش باہا الجہاد  
الاکبر منہوزا مخطوطا ببارک لک بانقر  
اللہ علی یدیک بل وایارک اللامۃ عامۃ بما  
عمہا من فیضک الغمر :

ولعلی ایہا القدالی الاولاد الذاب  
عن امنیہ السلاطین خجۃ وامنہا حجنہ

ہے اور اپنی اس دینی عزت و جتہ جو ایک  
عظیم دار اسکے ہوسس اساس کے ساتھ کجک مائل  
ہے ایک عجیب فطہ کے ظلم میں ہے کس  
قدر خوش قسمت ہوں میں جبکہ اہل نجس کی منزل  
میں بکے زبان معزز ہوں اور نہایت بزرگ  
و محرم آنے والے کے ساتھ ہوں اور نہایت بزرگ  
آپ لوگوں کی رہبرک ہوں کی انہی مسلک میں  
مسلک ہوئی کے رفیق ہوں اہل ادب میں  
حق الامکان ایک فریضہ اور کرنے کے لئے اٹھا  
ہوں اور میرا تو یہ خیال ہے کہ جو لوگ اس نعمت کا بل  
ہے بہرہ یاب ہوئے اور اس میں شریف کے متوطن  
ہیں اُن میں کوئی شخص بھی ایسا نہ ہو گا جس نے  
ہماری ادبگت قبول فرما کر نعم کے فریضہ شکر اور کونہ  
میں کوئی ایسی اور ساری کی ہو بعد اسکے کہ نجم طالع  
فلک وادی مقدس پر طلوع فرما کر ہلوگوں سے  
رضت ہوں پس مرجا سے رحمت و جلال کے  
ساتھ ہم پر فرستے بلالہ اللہ ہم سے یہ کر کے اسفل  
کے ساتھ طلوع ہونے والے مبارک طلوع  
میں آگے روشن اور رفیق افزا چہرہ کی زیارت  
کے لئے اپنے خلص احباب کی نگاہیں دو رہی ہے  
خشم انتظار تھیں اگرچہ اپنی روحانیت کی تصویر  
لہذا وہیں حق میں آگئی جو وہ جہ کا نورانی حشر جسکے  
گرد و برقی روشنی والی عقلیں پر بارشوں طواف ہوتی  
ہمیشہ ہلوگوں کے پیش نظر ہاں اور اسے بنی لام  
اور اپنے پروردگار کی شریح مہر کے زیارت کو رہے

فی ہذا الخیر، وعبادة الاحیاء  
وہم انش الزعانف وکتمت جیانک  
بالطرات العقائد والاضلالت و  
لتیقلص لہجر تبشیرک ظل واجیة  
الشوک وظلال الحاد ولینقط لایلا  
صہدک معوجال الدعایات :- فنا  
انت وشرک الحقیقة الاذالت الجاہلہ  
کسوتہ الارسلیات المسیحیة والمقوم  
لنا اھوم بقتل الاعباء التبشیریة وللشد  
لما استسلفہ الطامر والقاهر بشکک  
قوجیہ جحافل التلیث - رانی اجمال السید  
بھرق من خدام دین جہدک المادی  
ص لا فخر جمیلی القلبی لقد استک  
وقعلی الروحی بروحانینک اللتین  
برھنت علیھما انک الجلیلة سجلما  
لسیادتک التاریخ الناصع بأحرفہ اللذیة  
وانافس بماؤک الجلیلہ فی اسواق الارشاد  
والهدایة والطاول بمساعیک الناجحة  
فی معرض الخدامات الطاملة  
بزوغا واعتلا اھما (النجم) المادی فی  
خضراء الحقائق سمواد لآقاء اجمال الخبئی  
فوق خمرام الاصلاح وعیق الانقاذ  
تقد ماہلوع اجمال المجد فی اقوم التلھج  
ان لک بالک التبری الخف الاشرون  
لنورہ الفلاد منھو الفلسفة وھجو المعاد

والجہ دینی پڑا اور لے دین حق کی طرف انہی کی پرت  
وہوت دے دے دے جسکے معید ذلخ علم کی دیکھو  
اب دنیہ علم کچھ بھی دیکھ اور پڑیوہ دعامض منال  
بے ٹکار دیکھ یا ما فی میں پھلی ہوئی ہے آپ  
ہاں پر علم حیدر سلام ملو اے راہد کے بہت شہ  
ماہر ہیشہ آپ مغلطہ معور دنیا میں رہے اور میں آپ کو  
ان کامیابوں پر حیک ساتھ خدا نے آپ کو دونوں  
لم تحوں پر نقیاب فرمایا ہے مبارکباد دیتا ہوں بلکہ  
میں ساری امت محمدی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ  
انہیں آپ کے ناپید اکا اور بے غیوض ہے استغان  
کا بہترین اور قابل قدر موقع ملا اور لے نہر کے  
کیا قذافی اور لے اس آدھی اور خواہش پرستی اور  
مکر و قیاری کے راز میں ایسے دین کی نصرت نہایت  
کرنے والے جو تمام دینوں میں بحیثیت حجت و دلیل  
لمند مرتبہ ہر اکمل ذرا ہے حکما و سادہ واضح و  
روشن ہے آپ ہمیشہ زندہ و سلامت رہے اور آپ کی  
زندگی کی بدولت دنیا کے تمام باطل عقیدے  
اور دنیاوی گمراہیاں مرنے اور نیست نامہ و ہوجھا  
اور آپ طلعت نورانی کی صبح کی جسے شرک و الجا  
کی تاریکیاں ہلکے معدوم ہوتی رہیں اور آپ کے معجز  
صدق کے سامنے وقبال وعلوی باطل کجلاؤ  
باطل میں اعتبار ہوتا ہے اسلئے کہ قسم ہے  
حق اور انکی غوث و شان کی آپ ہی کی دست  
وہ ہستی ہے جو ان شکستہ خیموں کو جوڑ سکے  
جو سمیت کے تہ بند و عمارت کی کر خاک ہو گئیں

ما المشوقہ بامضی من مواضی اقلامہم  
وما لا بد لہم من مواضی من نیرات اراہم  
والن الغایۃ لموحدة فوحدا وعاانکم اللہ  
مشکوری السی وداصلہ اسلاک المواصلۃ  
بینکم:

وافی وایم الحق لشداہد الرغبة: الی  
سابق الحماۃ والمد افعین فی الحاضرة  
وتارہما: ان یضہدوا ویدعوا واندلنازل  
المنفاتی فی بث الدعوۃ الحمدیہ من  
وقتلہ یانہ الخضر فی البلاد الغربیۃ وغیرہا  
والسلام علیک ایہا العلم الفردی حاکم  
وم تحلک وذی اکف الاتہمال مرفوعہ  
وعیون الرجاء شاخصۃ الی فیض حدی الطول  
والنہ: ان یولیک تأییدہ وقسایدہ  
ومیحلک ایاب مسرۃ وسلامۃ الی نصیۃ  
العمل ودست الدالۃ علی الصراط  
السفیم والمحجۃ اللاجبۃ وعلی من یخیر  
خاتم السلام

رحمن الخضر

اور راستی کے اس بیکر متدل کر سکیں گے  
نگین بارہل نے عیدہ ہو گیا ہے اسکتا ہی کی  
وہ واسکے چھلات طاہرین کی بنیادوں کے مستحکم  
کرے اور توحید کی مضبوط جہاں کے ذریعہ تثلیث  
کی منہ زور روک دینے نظیر بکر عری کے مسلمہ میدان کی  
میں روکے ہوئے پٹری جہاں اور بے شک میں  
اسے میرے سید اگر چہ میں بھی آپکے جبر زور گوار کے  
خادان دین میں ہے ہوں لیکن مجھے اپنے اس بیگانہ  
طبی و روحانی پر غرناز ہے جو آپکے مجھے حاصل ہے  
بیب آپکی ایسی روحانیت و تقدس کس پر آپکی  
محترم نشانیاں کافی شہادت دیتی ہیں اور یادوت  
کی پاک وصات تاریخ نے اپنے سنہری حروف میں  
انکو ناقابل انکار بنا دیا ہے اور میں بازادہ اہمیت  
دارشاد میں کمال شوق کے ساتھ آپکے خوشامد اور  
جلیل فضائل و مناقب کی طرف ردل سے رافب  
ہوں اور آپکے مضمر خدات کے مقابل میں آپکی کیا ہے  
کوششوں کے میدان کو نہایت وسیع  
اور طویل و عرض بہتا ہوں اے ملک حقیقت پر ہا یہ کہنے  
و اے دین کے ستارے ہمیشہ طالع اہل بندہ اور ملے

موجودات عالم کی منتجب ہستی قیصر صلاحت سے رہائی بخشنے کی بندوں اور افق اصلاح پر ہمیشہ تجھے خدا شرف  
صلی سے قرار فرما رہے اور اسے صراط مستقیم کے تیز رفتاری سے ملنے کو نہ دے آپ کو کامیابی اور اس کے برعکس  
نصیب آپ کو خدا الباس خیر و عافیت سے ایکستہ رکھے یقین جانیے کہ آپکی ملک پر نخت احشوت میں بہترین  
معین و ناصر تیار ہیں جنہوں نے اپنی پُر زور تقیض سے فلسفہ کی چٹوں کو پلایا اور حقائق عالم و معادتہ  
کی کامل تنقیح و تدقیق کی ہے اللہ کے قلموں کی بے مثل روانی کے انگے اب غیر کا غیر و علما کے حقیقت  
اور انکی روشن و درخشاں راہیں برحق طاقت کو آب شرمندگی میں غرق کر سکتے ہیں اور درحقیقت



## خطبہ صدر مجلس استقبالیہ اجلاس بیہستم درویشین لکھنؤ

جو کہ عالیجناب ازبیل راجہ نواب علیانصاحب بہادر فاضلدار اکبر پور ضلع سیتاپور صدر مجلس استقبالیہ زمانہ اجلاس میں آفا تھا ایسے سخت طویل ہو گئے کہ شریک اجلاس نہ ہو سکے لہذا اس خطبہ کو جناب مدد کی جانب سے جناب نواب میرزا محمد شجاع علیانصاحب دکن شیش محل لکھنؤ نے جناب صدر محترم حضور پر نور ہزارائیس نواب صاحب دہا سپوزہ اندھ لکھا و سلطانہ کی تشریف آوری کے بعد اجلاس بیہم میں حضور مدد و رح کے محضر انور میں پیش فرمایا۔ زنا پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زلافت محمد نعت اولیٰ سبب بر خالک ادب خفق سحر و میتوں کو دن در دوے میتوں گھنٹن

یہ رہائیس حضرات ملار کرام و معزز حاضرین جلسہ !  
محبت صدر مجلس استقبالیہ مسکرو در فرض ہیں لکب یہ کہیں اُن تہم معزز مہمانوں کا جو دور دورہ کا سفر اختیار کر کے اور اپنی راحتوں کو ترک کرنے کے بعد اس موسم سرما میں ہوتے الیٰ علیین کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے ہیں فکر یہ ادا کروں، اسکے علان میرا دوسرا فرض یہ ہو گا کہ میں اس شاندار مجلسی ہولار کے اجمالی حالات بیان کروں جس کی استقبالیہ کمیٹی کی صلیت کا مجھے آج مشرف حاصل ہوتے الیٰ علیین کے متعلق مکمل ہولت کا پیش کرنا اس ہولار کے سکریٹری کا کام ہے اور اسکے سبب مفید ہولت و شوریٰ آپ اپنے اجلاس کے صدر محترم کی زبان فیض ترجمان سے سنیں گے جو آپ کی ناخانی الیٰ سبب کے واسطے قوم کی آواز پر لیتا کہتے ہوئے اس شاندار اجتماع کی صدارت کے واسطے تشریف لائے ہیں۔

مجلس ہم خدمت اُن ذمہ داروں اور مصروفیتوں سے بخوبی واقف ہیں جو محبت ایک محمدیہ دلی ریاست کے آگے ذمہ ہیں اور جن کی موجودگی میں خصوصاً نپا کر اُن بہا وقت کسی دوسرے کام کے واسطے مشکل سے نکال سکتے ہیں، لیکن اسکے بعد بھی حضور والا امر المعروف و نہی عن المنکر کے مقدس فرضیہ کو ادا کر کے اس دینی اداہ کے طبلوں کے لئے وقت نکالنا اور اس موسم سرما میں ہونا طبعی سفر اختیار کرنا اور اپنی راحت و آسائش کو ترک کر کے اپنے دینی بھائیوں کی صف میں بیٹھنا حضور والا کی

اسلام پروردی اور ملت پرستی کا بہترین ثبوت ہے،

حضور ملا ہے جس ایسی ہی امید تھی اسلئے کہ حضور ملا کی تربیت ابتدائی ہی دینی ماحول میں ہوئی تھی اور حضور ملا کے والد ماجد نواب جنت مکان بھی پادشہی ہم سب محرمین و ملول ہیں اور جو اسلام کے لئے دنیا کی ہر عین تھے ہمیشہ ہی اسکے سامنے رہے کہ وہ تاجیدیا جانشین چھوڑ جائیں جو اسلام پرستی علی الخصوص علم پروردی میں اُن کے روایات کو اپنی رکھ سکے اور اولاد سولائیہ کا صحیح مصداق بن سکے، حضور ملا ہیں وہ وقت یاد ہے کہ جب اس مدرسہ سالانہ اجلاس میں آج سے تین سال قبل حضور ملا نہایت جوش اور انہماک سے بحیثیت قائم مقام صدر اپنے والد ماجد جنت مکان کی زیارت فرما رہے تھے اور اس دن کے لئے تیار کیے جا رہے تھے کہ ایک روز آپ بحیثیت نائب نہیں بلکہ نمائندے قوم بکر جاری کشی کو شامل مراد تک پہنچا دیں گے۔ ہم اسی وقت اس منظر کو اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ

بالے سرش ز ہوش مندی      میثافت سادۂ لبندی

تلوہ بلندی سے مولو طرہ ریاست و امارت نہیں بلکہ قوم کی مزاری ہو۔ یورہائیس ہمارے لئے اچکے والد ماجد نواب صاحب جنت مکان کی جدائی بہت شاق ہے ہمارا بہت بھامن اور سرپرست ہم سے جدا ہو گیا، امیدوں کی اُن گھٹاؤں میں حضور ملا کی ذات والاصفات آفتابِ احسن اور ہمارے زخمِ قلبِ مضطرب کے داغچے مریم کا کلام دے رہی ہے ہم خدائے عزوجل کے شکر گزار ہیں کہ اُس نے اگر ایک نعمت سے ہم کو محروم کر دیا تو اسلام کو آپ کا ایسا نعم البدل عطا فرما کر ملائی امانت بھی کر دی،

یورہائیس مسٹر پاس حضور ملا کی دین پروردی اور اسلام کی دینی کا شکر ادا کرنے کے لئے القا موڈ نہیں لیکن میں حضور ملا کو یقین دلاتا ہوں کہ حضور ملا کی اس زحمت فرمائی اور تشریف آوری پر صرف وہ حضرت جو اس شاندار اجتماعِ ملیہ میں مشرک ہیں حضور ملا کے لئے تہ دل سے دعا کر رہے ہیں بلکہ تمام شیعیان ہند حضور ملا کی اہل عروقتی اقبال کے لئے بارگاہِ احدیث میں تہ دل ہے دعا کریں۔ میں اس فکر و مسرت کو لبِ لعل نہ دوں گا اور اس شعرِ زخمِ کز اہل کہ۔

مدارِ تقصیرات ما چنداں کہ قصصِ نیرا      فکرِ نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو

موجود حاضرینِ مجلس میں آپ حضرات کی خدماتِ الیہ کاست ہیں بھی اسی سادات کے ساتھ سلام کا طرہ امتیاز رہی ہے نہایت گرم جوشی کے ساتھ جریہ خیر مقدم پیش کرتا ہوں اور آپ کی زحمت فرمائی کا تہ دل سے شکر یہ نو اکڑا ہوں

فکرِ کے فرض سے بگرواش ہونے کے بعد لب مجھے فرض پہنچا اور مدوۃ الافرغین کی حالت پر لکھ



مختصر تبصرہ مقصود ہے مدت الوغظین و نیاں اسلام میں پہلا منظم تبلیغی ادارہ ہے جہاں تک نفس تبلیغی تعلق ہے کہ کسی مسلم اس سے انکار نہیں کر سکا کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور ہر مسلم کا فرض تبلیغ و اشاعت مذہب ہے ہر زمانہ میں تبلیغ کے لئے کوششیں کی گئیں اور خدا کے سچے پرستاروں نے اسلام کو عالمگیر مذہب ثابت کر رکھا لیکن یہ کوششیں زیادہ تر انفرادی حیثیت رکھتی تھیں مدت الوغظین نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے ضروریات زمانہ کو دیکھتے ہوئے ایک ایسا نو ذمہ پیش کیا جو عالم اسلام کے لئے اس سے بڑھا معیاد و کارآمد ثابت ہو سکے،

حضرت انفرادی کوششوں کا زمانہ گزر چکا اور اب وہی اسکیم بار آور ہو سکتی ہے جس کی تائید میں قوم کی متفقہ قوت ہو مسلمانوں کے پاس خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کے پاس کوئی ایسا خواہش نہیں ہے جسے وہ سچی مصلحتوں کے عطیات کی طرح اسلام کی خدمت اور اشاعت کے لئے وقف کر سکیں اور اپنی آواہ کو دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچا سکیں مسلمان اگر کسی وقت قرآن پاک کے ترجمہ کو سینکڑوں مختلف بالوں میں پیش کر سکتے ہیں تو اجتماعی قوت کے ذریعہ نہ کہ انفرادی کوشش کے ذریعہ۔

مسلمان اگر بسپ امریکہ، افریقہ، اور دنیا کے دوسرے حصوں میں اپنے تبلیغی مرکز قائم کرنا چاہتے ہیں تو وہ صرف اجتماعی قوت سے ایسا کر سکتے ہیں۔ اور بغیر مرکزیت کے وہ اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے مسیحی انجمنوں کی شاخیں دنیا میں اس وقت پھیلیں جس جی جماعت نے پہلے اپنا ایک مرکز قائم کیا اور انکی تمام قوتیں اس مرکز کو قوت دینے کے واسطے مصروف عمل ہو گئیں ورنہ اگر وہ اپنی اپنی جگہ پر ایک ایک کتاب شائع کرتے تو اس تیز رفتاری کیساتھ انکی تعداد میں اضافہ نہ ہوتا پہلے اس یقینا لاکھوں پڑ سالانہ صرف کو نہ بے واسطے موجود نہیں ہیں نہ ہمارے پاس مذہب کے ایسے سچے اور مخلص کارکن بڑی تعداد میں موجود ہیں جیسے ہماری بعض معاصر قوم کے پاس ہیں لیکن کیلید پیہہ اور اتنے آدمی ایک دن میں تیار ہو سکتے تھے کہ کیا حملے دنوں کی بنجری کے بعد ایک نہیں مٹیا اور تیار کر سکتے ہیں ہمدت الوغظین مستحق حمد و شکر ہے کہ اس نے گیارہ سال کی طویل مدت میں وہ کارہائے نمایاں کر رکھائے ہیں جن سے بعض معاصر اقوام سنے اس سے کہیں فائدہ زیادہ میں باوجود عدم موانع نہ کئے ہوں گے اور اگر مجھے دوسرے اداروں کے تبلیغی نتائج سے مقابلہ کرنا موع ہوتا تو میں دکھا سکتا تھا کہ باوجود کسی سرواہ و قہر کارکنان ہمارے اس نو عمر ادارہ نے کتنی عمدہ و حقیقت پیدا کی۔ انشکرتاری ہوگی اگر میں مدرسہ کے فرائض و حضرات کے تذکرہ سے قبل اس کے محسوس اور بانی کا شکریہ نہ دل سے زادا کروں جن کی عفو و رزقی امریائی کی چھ ہے یہ ادارہ قابل رشک ہوتا ہے اور جس سے ایک روز خلائ مقبل کے آثار ظاہر ہوں گے ہم میں

حضرت مولانا غفران علیہ السلام کے عالمِ حرم میں لائے اور انکی آبیاری اور انکی نشوونما کا کرمیت تمام تر ان  
مددگاروں کو دیا جاسکتا ہے جو وقت بھی اس مدرسے کے حجم میں طلبِ جگر کا کام کر رہے ہیں اور وہ ہر  
سرکارِ شریعت اور جنابِ نجمِ اعلیٰ مدظلہ اور سرہماراجہ صاحبِ بہادر محمد آبادی القابہ ہیں۔ ایک نے اپنے  
دل و دماغ سے اس تحریک کا نقشِ اولیٰ قائم کیا اور مسلسل جدوجہد ہے اس نقشِ کرمیت کو صفحہ و درجہ  
مشہورِ حقیقت دی اور دوسرے کی فیاضیوں اور زیرپاشیوں اور مالی ایشیائے اس دینی ادارہ کو خلعت  
حیات بخشا آپ حضرت مفتی ہوں گے کہ گیارہ دسمبر ۱۹۷۱ء کو اس مدرسہ کا افتتاح ہوا اور سرہماراجہ  
صاحبِ بہادر القابہ نے ایک جائداد وقف کی جس کی آمدنی سے مدرسہ کے ابتدائی دور میں ابے  
چھ ہزار روپیہ سالانہ اور اب سات ہزار روپیہ سالانہ ملتا ہے۔

غیر ممکن تھا کہ قومِ ان حضرات کے عنایت ایشیائے قدر نہ کرتی اور اس نیک کام میں ان  
مجاہدینِ راہِ اسلام کا اہتمام نہ بناتی چنانچہ مجھے یہ ذکر کرتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ قیامِ مدرسہ مولانا غفران  
کو جتنا زمانہ گزر گیا اور اُسے اپنے مفید کاموں کی بدولت قوم میں ہر دلعزیزی حاصل ہوتی گئی قوم  
کی طرف سے بھی مدرسہ کی امداد میں اضافہ ہوتا گیا اور ہوتا جا رہا ہے اُن کا قدر و امدادی رقم کا مدرسہ  
کو رسوا قوم اور مردمانِ ملت سے حاصل ہوئی جو اللہ دینا میرے لئے آسان نہیں ہے بہت مشکل ہے  
اور اس لئے میں صرف ایک گران قدر متقل عطیہ کا ذکر کروں گا جو آج سے تین سال قبل اس مدرسہ  
کو حاصل ہوا اور جس سے ہندوین مہین اور مدرسہ کے کاموں میں بیش بہا امداد ملی وہ بیش بہا عطیہ حضرت  
جنتِ بکال ہزارائیں مرحوم باب فرما زولئے راہو کا تھا۔ خدا اوں کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ  
دے۔ حاضرین سے اقبال ہے کہ وہ ایک سورہ فاتحہ ہے مرحوم کی روح کو شاد کروں

اب حضرت مدرسہ کے خدمات اور انکی سرگرمیاں بے خبر نہیں ہیں۔ اور اس لئے اس سلسلہ  
میں مجھے کچھ زبانِ تفصیل ہے نہیں بلکہ صرف اتنا بتا دینا ہے کہ مدرسہ مولانا غفران کے مبلغین نہ صرف  
ہندوستان کے ہر گوشہ کو روشنی علم و تہذیب کے روشن کر رہے ہیں بلکہ بیرونِ ہند بھی شگفتہ۔ ہانگ کانگ  
سیام اشترٹ سٹریٹ مشرقی افریقہ۔ میداگاسکر تک جا کر خدائی پیغام پہنچاتے رہتے ہیں ہر وقت  
مستقل طور پر افریقہ میں دو غفران کام کر رہے ہیں۔ اندون ہندوستانی پریسڈنسی پنجاب۔ سرحد بلتستان یوپی  
بنگال، سیامی، ملایہ، چین، تائیوان وغیرہ میں مدرسہ کے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ مدرسہ کے اکثر غفران شہد  
سندھی پنجابی، گجراتی، انگریزی پر بھی قادر ہیں اور ان جہاں جاتے ہیں وہاں انہیں زبانِ یارین  
تکی دینی تکی نبی دالم کی مجوسی نہیں ہوتی،

حاصلت آپ خوب جانتے ہیں کہ تبلیغ و تبلیغ ممکن ہے ایک یہ ہے کہ وہ ان مختلف کے بارے میں واقف ہو کہ آپ کے پیروں کے لئے جو طرز مجاہدہ ہیں میں لانا اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو اعتراضات آپ کے جائیں اور کیا تبلیغ و تبلیغ سے جواب دیا جائے اور اس کے تبلیغ کے ان و ان طریقوں سے تبلیغ اور آپ کے قلوب میں کہ وہ دوسرے مذاہب کی کمزوریاں اور اپنے مذہب کی فضیلتیں ثابت کر سکیں لیکن وہ حتیٰ الامکان مجاہدہ سے پرہیز کرتے ہیں اور خصوصاً مسلمانوں کے دیگر فرقوں کے مقابلہ میں وہ کسی نزاع میں حصہ نہیں لیتے بلکہ حقانیت اسلام پتھر پر بریں کر کے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں اسلام کی کجی اور اتحاد کا بہترین عمل ثبوت دیتے ہیں ۵

دوسرے کا لائحہ عمل بھی یہ ہے کہ اسلام کے فرقوں میں اتحاد قائم کیا جائے اور حتیٰ الامکان ایسی باتوں سے بھی گریز کیا جائے جس سے ہندوستان کی متحدہ قومیت یا بین الاقوامی فضا کو صدمہ پہونچے گا اور نیزہ اس مقصد عظیم کے بعد دوسرے کا مقصد یہ ہے کہ خلاف شرع رسوم اور اخلاق کی اصلاح کی جائے دین اسلام کے سچے اعتقادات کی تعلیم دی جائے اور اسلام کے متعلق دیگر مذاہب کے پرستاروں میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوں ان کا سختی و درستی کے ساتھ نہیں بلکہ صلہ و الفتی کے ساتھ بر لاٹل دفاع کیا جائے بھے مستقیم کہ دوسرے بعض انہیں تبلیغی خدمات پر اکتفا نہیں کی بلکہ اُردو انگریزی اور بنگلہ وغیرہ میں اچھا خاصہ مذہبی لٹریچر جمع کر دیا ہے اور دوسرے کی طرف سے اُردو میں ایک تبلیغی ماہوار رسالہ الواجبات ایک انگریزی رسالہ مسلم ریویو۔ ایک گجراتی رسالہ نجمہ نور ماہوار شائع ہو رہا ہے ان پمفلٹوں اور رسالوں کی اشاعت میں دوسرے کا بہت کافی روپیہ صرف ہوا اور یہاں تک خسارہ پہنچ رہے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس طرح کسی قوم کے تبلیغی رسالہ تجارتی حیثیت سے کامیاب نہیں ہو سکتے تبلیغ دوسرے کے پیسے بھی اپنی آمدنی ہے اپنے اخراجات بلا مستقبل عطیات کے کسی طرح نہیں چلائے جا سکتے اگرچہ اس نیک کام کا سلسلہ جاتی رکھنا ہے اور پیغام اکی کو دنیا کے ہر گوشہ میں پہونچا ہے تو ہمیں ان تبلیغی رسالوں کی اشاعت کیلئے کافی امداد دینی چاہیے اور ان کے حلقہ اثر کو عالمگیر بنانے کی جدوجہد کرنی چاہیے ۶

دوسرے کے تبلیغی نتائج اس لحاظ سے کہ جنرل سکرٹری صاحب تفصیل کے ساتھ اپنی رپورٹ میں بیان فرمائینگے بھے صورت اتنا ظاہر کر دینا ہے کہ بھے یہ معلوم کر کے دلی مسرت ہوئی کہ دوسرے کے تبلیغی نتائج نے نہایت بلائے و فائدہ عیسائیوں اور دیگر اقوام کے لوگوں کو اپنے حق تبلیغ سے دین اسلام کی دعوت کی صورت میں انہیں اسلامی بلادی میں معاذل کرنے میں کامیاب ہوئے غلغلہ اُردو کے متوجہ بہ دوسرے کی طرف سے تقریباً سو آبادیوں میں کام کیا گیا اور وہاں کے حکم راجہوت جو مذہب اسلام تک کو قبول کرنا شروع کیا

تھے پاسے مدرسہ کے مبلغین کی جہد و جد سے دین حق پر قائم رکھے جاسکے بلقان جو یہ سرحد مندرجہ  
بجمل میں وہ سلطان جنھوں نے مذہب اسلام کی صحت بالکل بدل دی تھی مدرسہ کے مبلغین کی اصلاح  
کی بدولت بہت کچھ سدہ ہو گئے۔ اور آپ کو یہ شکر مشرت ہوئی کہ ان مقامات کے زبان تو لوگ راہ راست  
پر آگئے ہیں۔

میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ مدرسہ کے خدمات و فرائض پر تفصیل سے روشنی نہیں ڈالنا چاہتا صرف  
اشارات و کنایات پر اکتفا کروں گا لہذا میں آپ کا زبان و وقت ضائع نہیں کر دوں گا تاکہ ان کو  
کہ مدرسہ کی مالی حالت اب بھی بہت زیاں ناقابل اطمینان ہے اور بہت سے کام مالی کمزوری کی وجہ  
ادھورے پڑے ہوئے ہیں، مجھے دیکھ کر دہرا کر کہوں کہ طرف سے بتا گیا کہ مدرسہ کی منتقلی کوئی صورت میں نہ ہو سکتی ہے  
سالانہ ہر ادھار کا ادھار سالانہ نہیں ملے گا لہذا یہ کہ کیا منتقلی کوئی واسطہ انتراجات کا یہ ہم تو ان قابل لحاظ نہیں ہے،  
حضرت ہیکو اب بیدار ہونا چاہئے غفلت کا وقت گزر چکا اگر آج جبکہ دوسرے مذاہب کے سیر و سفر  
عالم میں مشغول ہیں ہم خواب غفلت میں پڑے رہے تو ہمارے منزل مقصود تک پہنچنا حال ہو گا ہمارا  
حالت اس سفر کی سی ہوگی جسکی حالت کا شاعر نے ان الفاظ میں خاکہ کھینچا ہے ۵

رفتہ کہ خار از باکشم محل نہاں شد از نظر یک خطہ فانیل بودم صد سالہ را ہم دشت  
اگر آپ کو اسلام عزیز ہے۔ اگر آپ تبلیغ کے سچے شیدائی ہیں۔ اگر آپ اللہ علیہ السلام کے اس  
ایثار و قربانی کی دل سے قدر کرتے ہیں جو انھوں نے اسلام کے احیاء کے لئے برداشت کیں اگر آپ  
یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں حضرت ختمی مرتبت کے ام لیا اپنے دین پر باقی رکھے جاسکیں اور ان کی اولاد  
میں یونان و افریقا اضافہ ہوتا رہے اسلام کی صورت اس طرح منظر آئے جسے اسلام کے اول دور میں حرکت  
کر چکی ضرورت پیکار و جدی لڑائی چاہتے ہیں کہ دین اسلام اور شیخ جعفری کی روشنی روز بروز متمیز ہوتی  
جائے تو مدرسہ الومظنین کو اپنے مقصد بنیاد میں کامیاب بنانے کے لئے ممکن ادا ہے درجہ نہ فرمائیے تاکہ  
اس گھر کا اوجہ اتمام دینا کو اپنی روشنی سے منور کر سکے مدرسہ کی مالی امداد کی طرف جلد از جلد توجہ کیجیے  
اور اسی جوش ایثار و عزم سے کام لیجئے جس سے کہ آپ کے سرور باب فیتہ العلم مولیٰ علی نے ذوالعشر کے  
میدان میں کام لیا تھا اور خاتم النبیین کے شن کو تقویت دیکر ان کا پیچہ و ثبوت کیجئے،  
لوگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قابل جب آنکھ ہی ہے نہ چمکا تو پھر لو کیا ہے  
یہ وہاں حضرات علماء اکرام اور معزز حاضرین جلسہ میں نے آپ کا وقت عزیز صرف کیا۔

لطیف ہیکو اپنا تذکرہ

امید کہ آپ حضرات مجھے اس صبح خراسانی پر صاف فرما دیجئے۔

## خطبہ حضرت علامہ سید محمد رفیع الدین

### کَلَامُ اللَّهِ وَلَوْ قُطِبَ عَلَى الْكَافِرِ

تقریر دلیپز حضور پرنور سرائیس علیہ السلام فرزند ولید بر دولت انگلیہ فخلص الدولہ ناصر الملک  
امیر الامرا نواب الشہ محمد رضا علی خان صاحب بہادر مستند جنگ فرماں روا کے ولایت  
راہپور خلد آباد لکھنؤ سلطانہ جو حضور ممدوح نے جلاسنی پھر میں خطبہ صدر مجلس استقبالہ کے  
بعد ارشاد فرما کر جملہ حاضرین والائیکین سے خراج تحسین حاصل فرمایا، زاجیر میر

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### حَکَمٌ مَّلاؤْمٌ مَّجْہَلٌ سَنَا

حضرت مسلانہ کرام و حضار مجلس!

سلام علیکم

حضرت عجم العلماء کے مہر رلیخ نے مجھے آج پھر اُس مرکز پر پھونچا دیا جہاں دو سال قبل نگہانی طو  
بے مجھے اپنے والد مرحوم نواب جت مکان کی نیابت کا شرف حاصل ہو چکا ہے میرے والد مرحوم کے انتقال  
پر لال کا عمر نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہندوستان تک عروس کیا گیا ان مرحوم کے صفات عالم طو  
بے شہر ہیں لیکن اُنکی بے بڑی تعریف یہ تھی کہ وہ مذہب کے سچے عاشق اور پیرو تھے۔ میں آپ حضرت کا  
عزاد اور حضرت نجم العلماء کا حضور مافکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے قومی و تبلیغی مدرسہ کے  
اجلاس کا جگو صدر مجلس تجویز فرمایا۔

آپ کے صدر مجلس استقبالہ میرے دوست راجہ نواب علی خان صاحب نے میرے اور میری ربات کے  
متعلق جن خوشگوار خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ راجہ صاحب کے خلوص و محبت کا نمونہ ہے جس کا میں  
محترف ہوں،

حضرات! میں درختہ الفطین کو اُمت ہے جانتا ہوں جب یہ عالم و مجروح آ یا اور اسکی ولید  
اختری نے حضرت نجم العلماء کے سایہ کا شرف حاصل کیا مجھے مدرسہ کے اغراض و مقاصد سے ہمیشہ

ہر کسی پر ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا میری تعلیم دینی اصول میں ہوئی ہے یقیناً ایسا ہی ہے کہ میں سمجھاؤں  
کہ تعلیم جن فطرت کا زید ہے اور نہ صرف بلکہ بہت حد تک اس کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس نے مجھے  
فطرت ایمان پر پیدا فرمایا اور ان اس باب عطا فرمائے جو دل کے لیے بہت میں مشورہ و معرفت ہیں،  
ابھی میں جذبہ مذہب کو اپنی فطرت میں مرکوز آیا ہوں اور یہی بنا ہے کہ انہی گونا گوں صفوں  
میں بھی اسلام داخل اسلام خصوصاً تبلیغی اور اہل کفر و فساد میں نہیں کر سکتا یہی سبب ہے کہ انہی پرانے  
اندرونی اصلاحات و رعایا کی بہبود و فلاح کے مادی سامع کے باوجود میں نے مرتبہ اور عظیم کی اس  
رقم کو باقی رکھا جو ریاست سے اہل بھی جاتی ہے۔

حضرت اجماع تک علم حکومتوں کا تعلق ہے میں ان کے وجود کو ایک شگوفہ مذہب جانتا ہوں  
فروع کی سرسبز ہی میرے دل ہے اصل کی حیات افزائی کو محض نہیں کر سکتی براہِ نون مذہب کے پہلو  
بہ پہلو میرا ہونا نہ صرف مساوات بلکہ فطرت عالم کے مطابق ہے میں اپنے لیے اس میں جذبہ شکر محسوس  
نہیں کرتا براہِ نون مذہب کے پہلو بہ پہلو ہونا میرے لیے تختِ حکومت کے نقش و نگار ہے کہیں زبان  
مستور انگیر ہے اگرچہ پھول جامِ جم کے بھی گلہ ان میں کیوں نہ ہو مگر انکی اصل وحقی بہار اُسی چمن میں ہے  
جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے مجھے اپنے براہِ نون ملت و مذہب کے مجمع میں وہ انساب و اہل ہمدان جو ایک پھل  
کو اپنی شاخ اور اپنے چمن کی ہوا سے ہو سکتا ہے،

حضرات اسلام تو اپنے روزِ اول سے ایک تبلیغی مذہب ہے لیکن آج دنیا کی تو میں کشمکش حیات  
و تنازع البقا کی جنگ میں مبتلا ہو کر اپنے خصوصیات کو تبلیغی کہہ فیروز زن نہیں رکھ سکتیں اس زمانہِ حرب  
میں زندگی صرف اُس پہاڑی کا حق ہے جو حریف کی ضرب سے بچنے کا ستر اجاتا ہو۔

میں آپ کے خیال کو دل سے پسند کرتا ہوں کہ یہ زمانہ انفرادی و شخصی کشمکش کا نہیں ہے بلکہ  
اجتماعی قوت کے صرف کا وقت ہے، مجھے افسوس ہو گا اگر اس ماحولِ ادارہ تبلیغ کو انفرادی حیثیت دیکھائے  
جس کا خدا کے مقابلہ ہم انی کا بھی یہ خیال ہو گا۔

حضرات اس عند مذہب سوز میں بحقیقت فراموش کو نہ کہے کہ قابل نہیں ہے کہ جس مذہب میں  
سیلاب مذہب غلا و فساد ہے اور جن مذاہب کے مذہب کو مشادہ کے غور سے بند ہو رہے ہیں وہی کو  
تبلیغ مذہب کے لیے اپنی جائزادیں اور لاکھوں پونہ سالانہ مشن کو دے رہے ہیں یہ ایسے کہ جنگ خود  
لیکے دیکھ کر ہر اہلِ حق سے ہلاکت جنگ چھین لیتا ایک چوشتا رہا ہی کا کام ہے ہلوسے متقابل  
مذہب کی پہلے پہلے قوت سے آگاہ ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ انکا تمدن بھی مذہبی سبب کے بغیر دروہلا

لوگوں کا سفر نہیں کر سکتا تاریخی سہولت رکھنے والے ہیں مگر آہستہ آہستہ نہیں ہیں کہ تین صدی پہلے  
ہندوستانِ ثلثت ہے یوں اہل حق تعالیٰ کا جیسے حج سپین اسلام اور مسلمانوں کے نام اہل حق ہے لیکن اگر  
شن کی متعلقہ کا دھوکے سے لاکھوں ویسی عیسائی پیدا ہو چکے اور برابری کی قیادت میں اضافہ ہوا ہے  
براعظم وین کی تبلیغی سہائیں اگرچہ نوکار ہیں لیکن ان کے اثرات بھی جا بجا نمایاں ہیں افسوس ہے اس  
قوم پر جس کا مذہب کی بنیاد ہی تبلیغ و اشاعت پر رکھی گئی ہو۔ جس کے بچوں کو فرعون میں امر بالمعروف و  
نہی عن المنکر کا سبق دیا گیا ہو جس کی نماز و اذان۔ دن میں پانچ مرتبہ تبلیغ کا فرض پورا کرتی ہے خاص کر وہ  
حق پرست گروں جسے جسم ایمان میں لفظ تبلیغ ہے روح چھوٹی گئی ہو اور جسے تکمیل نصیر ایمان کے ساتھ  
دستبرخون امامِ نبوت پر دعوت دی گئی ہو۔ فرض تبلیغ کو بول بھول جاتے،

حضرات! جو کہ اس صانعِ آفاق ہے کہ تبلیغ کا ایک عامیانہ راستہ جنگ و جہل بھی ہے  
مگر ہمارے لئے تو مجاہدانہ کاوشیں اپنے امامِ زمانہ کی آمد تک ممنوع ہو چکیں ہم کو قطعاً دفاع پر بھی سکتا  
ہے اور ہر ماہ بھی سکتا ہے۔

حضرات! ہماری قوم کی تعداد کم ہے۔ اس اتنی ہی جتنی جہانیت میں دل و دماغ کا حصہ ہے  
لہذا قومِ عالم کے طغیانِ شور و فتنہ اسے مقابلہ ہے تو ہی جہان کا طغیان کفر پرستی کی طغیان کشتی کا نقصان  
اگرچہ اس آگیزوں۔ گزائیدہ ہمارا کام نہیں ہے بڑا آسرا یہ ہے کہ ساحلِ قصہ تک پہنچنے  
کے لئے اگرچہ کچھ بھی ہو۔ مگر اللہ شہد ہے کہ ہماری کشتی اسی خطا سفر پر لگی ہوئی ہے جس پر نصیحت  
الطبیئہ گزر چکا ہے۔

حضرات میں تبلیغ کجبات تو کچھ ہے بڑا وسیلہ جانا ہوں لیکن مجاہدانہ طریق کا ہمیشہ غیر مفید  
ہے ہم تو اس تبلیغ کے شوقی ہیں جس میں قوتِ بازو ہے کام نہ لیا گیا ہو جبر و اکراہ کا دخل نہ ہو  
کاؤنٹر فوٹیک قیادہ حق کا اگر ناکیسا خستہ ہے چھکے پر سرخی بھی جھلکی ہو اور کفار کے دل رنگ  
اسلام میں رنگ گئے ہوں،

ہم نے اپنی حکومتی مصروفیتوں میں مطالعہِ کتب بھی کا ایک وقت عین کر رکھا ہے حال ہی میں  
سہری گاہ ہے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مین میں جیسے جہان کا واقعہ گزرا  
میں دیکھتا ہوں کہ وہ فوج جمع کرنا چاہے دم قدم ہے ہر طرف اسلام دعوت پاتا ہے جس کی بے نظیر حرات  
کے واقعات نے مفتِ خزان کے معرکوں کو کمائی بنا دیا ہے جب میدانِ تبلیغ میں قدم رکھتا ہے  
تو اقدار میں دو الفقار نہیں ہوتی۔ قبائل میں ایمان لائے ہیں مگر مجاہدوں کے پردوں پر مڑ چکے کہ

نہیں بلکہ صنفِ نماز کے قیام سے اور قلوب کفار پر عیسوی نفع حاصل ہوتی ہے مگر لوگ اسے نہیں فاد کے حضور و حضور ہے،

مجھے معلوم ہے کہ مدرسۃ الاسلام کے فیاض و پناہ پر حق عمل ایسا ہی رکھا ہے اور سوائے غلام کے ساتھ ساتھ اسلام کی بہترین خدمت کی ہے بلکہ خیال ہے کہ اگر اسلام کے تمام فرائض انجام دے گا تو کام پختہ رہے تو اسلام کو کابل فائزہ حاصل ہو سکے گا،

مگر جب بیرونی اخبار مدرسہ کی دنیا میں بھی روشنی پڑتے ہیں وہ مبارک و مسعود وقت ہو گا جب مدرسۃ الاسلام ہندوستان کے مشرقی افق سے چارہ انگ عالم میں ضیاء پاشی کرے گا لیکن فی الحال مدرسہ کے اہل حل و عقد کو خیال رکھنا چاہئے کہ مسجد ہے جیسے گھر کا چراغ جلا جاتا ہے، ہندوستان میں نکال "پنجاب" در اس ابراہم کے علاقوں میں تبلیغ کے لئے بڑے بڑے میدان موجود ہیں اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ وہاں مقامات پر جاتے رہتے ہیں اور بعض صوبوں میں انکا قیام بھی ہے مگر ہندوستان کے تمام صوبوں میں تبلیغ کا قیام ضرور ہی ہے جہاں تک مجھے اطلاع ملی ہے یہ خبر عام ہے کہ ہر شہر میں چھوٹی بڑی ہماری انجمنیں موجود ہیں۔ اگر یہ انجمن اپنے فرض و مقاصد میں مدرسۃ الاسلام کے مبلغین اور مدرسہ کی خدمت اپنے ذمہ لے لیں تو مدرسہ ایک بڑے خمیچے سے بھاگ سکتا ہے۔

مدرسہ کا بہترین کام وہ بین ماہوار رسالے ہیں جو اردو "انگریزی" گجراتی "میں تبلیغی مضامین انجام دے رہے ہیں خصوصاً وہ انگریزی رسالہ جو مغرب و مشرق دونوں طرف اثر انداز ہے لیکن ہندوستان کا تعلق ہے۔ ابھی ایسے ہی چند ماہوار رسالوں کی اور ضرورت ہے جو برہمن، مرہٹہ، اردو، تلگو، پشتو، میں مقاصد تبلیغ پر سے کر سکیں،

آخر میں آپے اتحاد ملت و ملت شناسی کی امید رکھتا ہوں اور اس کی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جانتا ہوں۔

نظارہ عیدِ منبر۔ یہ رسالہ بھی جس پر ہم کسی گذشتہ نمبر میں ملے زنی کو چکے ہیں اس کی حقہ نمائندگی کا ہے شائع ہوا ہے لکھنؤ کے مشہور اہل قلم کے بہترین مضامین کے علاوہ شہری کے اعلیٰ ترین علمی و ادبی ایک مرتبہ اپنا جلد دیکھا ہے ہیں۔ منظرہ کا ترجمہ پانچ پانچ کاغذ کتابت طبعیت و درجہ بہت صرف اٹھ آدھ ہر دیر نظر ہے نشان لکھنؤ جہری جلد طبع فرمائیے،



## پرواز نیری جہاں کبیری جہاں کبیری

جناب مولیٰ نے خطبہ خود مختار کے بعد فرمایا: دین و دنیا

اگر اعلیٰ جہاں عزید الطاف است اگر بہ قہر برانی دین ماحصاف است  
یہ ہمیں مقتدران ملت و برادران ایمانی قبل اسکے کہ میں دوستوں غنیم کی رہنمائی کی  
حضرت کے سامنے پیش کروں اپنا پہلا فرض یہ تھا کہ میں نے جناب کے سامنے تمام اراکین مجلس اعلیٰ کے  
جناب کے سامنے اپنے واجب و اختیاریہ صدر کی خدمت میں یہ خبر مقدم پیش کر دی تھی۔ فی الحقیقت  
خود ہوا کی تشریف آوری عالم طور پر تمام مملکتیں کے لئے اور خاص طور پر مدرسہ الٰہیہ کے لئے  
مذہب کا بل تھوڑا

خداوند مدرسہ الٰہیہ خود کی رحمت اور محنت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے، خداوند عالم حضور  
محمّد کو ۳۵ سال بتوفیق مزید ملت حقہ کی نصرت کے لئے بھیج دیا رکھے اسے

ابن دعالامین و اولاد جہاں آیں باد

اسکے بعد میں تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خاص کر ان حضرات کا جہاں تکلیف دہ  
موسم سراسر محنت کی شرکت کے لئے دور دراز کا سفر اختیار فرما کر تشریف لائے ہیں میں اپنے  
خاص مہتممین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان حضرات نے حسب مہول اپنے فرائض کو قابل مدح طریقہ پر انجام دیا  
مسئلہ کی بابت اس ادارہ کی سرگزشت پیش کر کے ہے قبل میں یہ ضرورت محسوس کرتا ہوں  
کہ نہایت اعلیٰ طریقہ پاس ادارہ کی مدد کی ترقیوں کا ایک خاکہ پیش کر دوں اور یہ بتا دوں کہ اس  
ادارہ نے اپنی فیصل مدت حیات میں کیا کارنامے کیے،

آپ حضرات واقف ہیں کہ ادارہ تعلیم کے مدرسہ الٰہیہ کا افتتاح سرکار ہمارا صاحب جہاں  
بانی در دست حق پرست سے مل میں آیا جو کہ یہ مدرسہ اپنی نوعیت میں تمام ہندوستان کے  
لئے اولین جدید محنت و کوشش کا اوج ہے کسی نصاب تعلیم اور طریقہ عمل کا نمونہ بنا کر اس مدرسہ کا کھانا  
جسٹس جہاں نے اس لیے حالت زما پر نظر کرتے ہوئے جس قدر بھی نیک و نیکوئی کے بعد ممکن تھا  
میں نے اس میں سونپ دیا گیا اور پہلی جماعت کو جلد سے جلد تیار کر کے مبلغین کو تعلیم میں بنایا گیا  
اور نکال دیا گیا

اس لئے کہ میں ہندو تہذیب کا کام شروع ہوا اور پھر افراط مشرقی افریقہ کے براعظم کی طرف دنا

ہندوستان میں اُن وقت فتنہ ارتداد کا بہت زور شور تھا لہذا چند مخصوص و اعلیٰ طبقہ کی طرف سے اس خدمت پر سامہ لے گئے۔ ہمارے دو غنیم نے اس موقع پر نہایت ہمدردی کے ساتھ دیگر فرقہ ہام سے کٹ کر بروہن اپنے فراموش کو انجیل دیا اور انھوں نے سکیرٹوں میں بلکہ ہزاروں ملکاتہ و مسلمان راجپوتوں کو ہمدرد ہونے سے پہلے۔

۱۸۴۰ء میں کام کی یہ کثرت ہو گئی اور مجھ ایسے اہل شخص کو بعد از آنریری بیکری مقرر کیا گیا اُن وقت مالکب افریقہ۔ صوبہ سرحدی۔ پنجاب، سندھ، اودیوپی میں ہمارے دو غنیم کار تبلیغ انجیل کے رہے تھے اور احاطہ بمبئی، کانیا و اراکچہ مالک متوسط۔ بارہ بنگال۔ اور بہا، تک ہمارا مشن دورہ کر چکا تھا۔ دو غنیم کی کوششوں سے تبلیغ کا کام کافی طور پر آگے بڑھ چکا تھا اور سرکار کا حکم اعلیٰ کی بنیادوں پر جب جدید مدرسے کے کاموں کو بہت کچھ معراج کمال تک پہنچا چکی تھی مختلف مقامات پر تقریباً آٹھ مدارس اور متعدد انجمنیں درمیان غنیم کے مقاصد کی تائید اور مقامی اصلاحات کیلئے قائم ہو چکی تھیں جس سے تصنیف و تالیف یعنی انجمن مؤید العلوم سے دس چھوٹے بڑے رسالہ مختلف زبانوں میں چھپ کر شائع ہو چکے تھے ترجمہ کلام مجید کا انتظام درپیش تھا جسے اشاعت کا کام نہریہ رسالہ اور اعلیٰ جلد ملتا تھا

۱۸۴۱ء میں افریقہ کا دورہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم کیا گیا۔ جکا نتیجہ یہ ہوا کہ افریقہ میں متعدد دینی مدارس کھل گئے، ہر مقام پر انجمنیں قائم ہو گئیں۔ صوم و صلاۃ، کو بائبل کے ساتھ ادا کرنے کی تعلیم مومنین کو ہو گئی۔ اُنکے اہمی تفرقوں کی اصلاح کی گئی، یہ مقصد ہمیشہ ہمارے دو غنیم کے پیش نظر رہا اور ان جہاں جہاں بھی تبلیغ کے لئے گئے وہاں انھوں نے مومنین کے آپس میں صفائی پیدا کرنے کی بزرگ کوشش کی۔ اگر نہری ترجمہ قرآن مجید کے لیے تمام اخراجات کا بار مومنین افریقہ نے اپنے ذمہ لیا جبکہ اپنے مبلغ چھ ہزار نقد وصول بھی ہو گئے، طمان افریقہ کے مالک متجدہ، پنجاب۔ صوبہ سرحدی بنگال مدراس۔ میسور۔ اور بمبئی کے مختلف مقامات پر بھی بدستور دورہ کا سلسلہ جاری رہا اور انجمن مؤید العلوم نے اس قدر ترقی کی کہ پندرہ کتابوں کا اور اضافہ ہو گیا، شعبہ اشاعت میں طمان رسالہ اور اعلیٰ کے ایک انگریزی رسالہ سلم دیو کو اضافہ عمل میں آیا۔ یہ رسالہ جن ضروریات کو محسوس کر کے جاری کیا گیا تھا اس کا اثر اس حد تک ضرر دہا کہ درمیان غنیم پر اعظم یورپ اور جزائر برطانیہ میں روشناس ہو گیا ۱۸۴۲ء کی کارگزاریاں نہایت درجہ اہمیت رکھتی ہیں اس سال ہمارا مشن اسٹریٹس سلٹنٹ سیام۔ ہانگ کانگ اور سنگالی روانہ ہوا اور قریب ۵ ماہ کے بعد مکمل دورہ کر کے واپس آیا اور ان غنیم غلام کامیابیاں ہوئیں ایک تو یہ کہ ہماری ایک مذہبی تصنیف کا سیاسی بیان میں ترجمہ کیا گیا اور

ملک بنیام بن تقیم ہوا۔

دوسری کامیابی یہ ہے کہ ایک معزز دکنیہا کے مشر (دین مشرف) باسلام ہوئے اور ان کا اسلامی نام حسین ولس رکھا گیا۔ موصوف ملک جاہا میں رہتا رہا کہ ایک سو فرم کے منبر ہیں آپ نے خط و کتابت کا سلسلہ برابری ہے۔ چنانچہ حال میں ایک خط آپ کا وصل ہوا ہے جس میں اپنے حالات زندگی کے ساتھ اپنے جذبات مذہبی کا اس عنوان ہے اعلان کیا ہے کہ اویشینا کے خواہ میں جلال اسلام کی تبلیغ ابھی تک نہیں ہوئی ہے آپ کا ادا وہ ہے کہ درستی الوطنین کی جانب سے وہاں تبلیغ اسلام کریں ان کے اعلان کے واسطے ایک کاک میں ایک چینی میسائی بیرسٹر۔ ولیم ہواٹ مشرف بہ اسلام..... ہوئے۔ اور آپ کا امراہیم ولیم ہواٹ رکھا گیا،

ہندوستان میں ملتان کا دورہ بھی اسی سال ہوا۔ اس خطہ ارض کی راہ اس قدر خطرناک اور ناقابلِ عبور ہے کہ قدم قدم پر موت طمان پیش نظر رہتا ہے۔ دشوار گزار راہ کی وجہ سے یہاں تبلیغ کا کام ایک مدت دراز سے بند تھا، جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کے مسلمان باشندوں کے عقائد بہت زبان خراب ہو گئے ہیں ان میں ایک فرقہ نور بخشی پیدا ہو گیا ہے، یہ ملک اس درجہ سرد ہے کہ موسم گرما میں بھی تن اہ یہاں کے لوگ وہاں ٹھہر سکتے ہیں اس لیے ہر سال موسم گرما میں وہاں وددہ کیا جاتا ہے اور اصلاح عمل میں آ رہی ہے،

شملہ میں بھی ہمارے مشن کو قابلِ ذکر کامیابی حاصل ہوئی کہ سیلون کے ایک بہادر مذہب مشر جناد اس مشرف باسلام ہوئے اس سال کیلپازہ استعداد میں ہو گیا کہ دستور العمل کو توہم کے ایک جدید دستور العمل میں تبدیل کیا گیا جس کے آئین کے تحت میں اس وقت کام ہو رہا ہے۔ اس دستور العمل میں متعدد شبہہ قائم کیے گئے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔ شبہہ تعلیم، شبہہ تبلیغ، شبہہ تحقیق، شبہہ تفتیش، شبہہ تصفیہ و تالیف، شبہہ کتب خانہ، شبہہ نیچا اور شبہہ اخبار و رسائل۔

۱۹۲۷ء میں یہ امر خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کہ اس مبارک سال میں ہزار گروہیڈ بائیس خسرو دکن ناواقتہ عمرہ و اقبالہ نے اپنی ملکیت میں ہمارے داعی کو تبلیغ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ہمارا راجہ صاحب بہادری محمد دالہ و سرکار بنجہ الملائہ کا دعویٰ پیش کیا گیا جسکی بنا پر حکومت آصفیہ نے ہمارے دوسرے انتظامات و حالات دریافت کرنے کے لیے... گورنمنٹ کو لکھا تھا جس نے انیسٹر مدرس علوم شرقیہ کو ہمارے مدرسہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے موبن کیا انیسٹر صاحب نے چند ماہ ہوئے ہمارے مدرسہ کے متعلق حکومت آصفیہ کو رپورٹ

دہری ہے جسے نتیجہ کا انتظار ہے اسی سال سالہ در پنجہ نور و مجراتی زبان میں مقام مہی مدرسہ کی جانب سے جاری کیا گیا، لیکن انہیں ہے کہ مالی مشکلات در پیش ہونے کی وجہ سے یہ رسالہ میان میں بند ہو گیا مگر اس سال پھر کوشش کی جا رہی ہے کہ باقاعدہ شائع کیا جاوے۔

سال ذر بحث یعنی سنہ ۱۳۲۷ء کے حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ شعبہ تعلیم کے سال آخر کے امتحان میں صرف ایک طالب علم شریک امتحان ہوا اور بد قسمتی سے ناکامیاب رہا۔ سال دوم کے امتحان میں تین طالب علم شریک امتحان ہوئے اور سب ناکامیاب رہے۔ اپریل کلاس کے سال اول میں صرف ایک طالب علم شریک امتحان ہوا اور کامیاب ہوا اور دوسرے سال کے امتحان میں دو شریک امتحان ہوئے جن میں سے ایک کامیاب ہوا۔

اس سال شعبہ تصنیف و تالیف یعنی انجمن ہونید العلوم کی کامیابیوں کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ایک جلد تیار ہو گئی ہے۔ صحیفہ کابلہ کے انگریزی ترجمہ کا ایک حصہ شائع ہوا۔ شائع ہو چکا تھا اور آخری حصہ اس سال مہینہ ناظرین کیا جا رہا ہے۔ صحیفہ کابلہ کوئی غیر معروف کتاب نہیں ہے، غالباً مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہو گا کہ یہ... حضرت علی بن حسین علیہ السلام کی روزانہ دعاؤں کی کتاب ہے، مجھے اسکے متعلق صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ دنیا و لادول کے گھرنے کی دعائیں دیکھ کر اودیہ معلوم کرے کہ حضور ختمی مرتبت کی تعلیم رشتہ بعد و بعد کے متعلق کیا تھی۔ اس شعبہ ہے انگریزی زبان میں اس وقت تک بارہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور بنگلہ زبان میں آٹھ کتابیں شائع کی گئی ہیں اور اردو زبان میں ۵۰ چھوٹے بڑے رسالے شائع ہو چکے ہیں۔

شعبہ تبلیغ میں جد و جد کا میدان شل سالہ گزشتہ مزید سرگرمیوں کے ساتھ کھلا رہا۔ تمام ہندوؤں پرست ہمارے داخلین اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے۔ اس سال آریوں اور قادیانیوں سے محکمہ اکلارہ مناظرے ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجاب میں ۸۸ حضرات نے مذہب حق قبول کیا۔ بیٹی میں مشریش پارکر جو مشہور ریڈیو شیخ پارکر..... کے صاحبزادے ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اس وقت ہمارے یہاں بارہ داخلین ہندوستان کے مختلف صوبوں میں کار تبلیغ انجام دے رہے ہیں اور دو داخلین افریقہ میں معین ہیں ایک مشرقی افریقہ میں دوسرے میدا کاسکر اور

بارشیں ہیں۔  
مدرسہ کی طرف سے اس وقت تین رسالے جاری ہیں ایک اردو کا ہوا رسالہ الوافطہ۔ دوسرا انگریزی

کام اور اسلام پر اور اویسی گھمراہی کا رسالہ پچھ لور۔ ان تینوں رسالوں پر درس کا بحث کافی مدد سے  
صحت پر لور ہوا ہے شہری پرچے منسل ہے اپنی آسانی سے پناہ خراج چلا سکتے ہیں اور اس پر  
یہ رسائل بھی بلاستقبل سالانہ امداد کے جاری نہیں رکھے جاسکتے توں کو ان کی طرف توجہ کی ضرورت  
ہے کیونکہ جس سے بہت عرصہ تک اس مالی بارگاہ اٹھانے کا تحمل نہیں رکھتا ہے جس پر فکر کرتے ہوئے بھی سحر  
ہوتی ہے کہ اس سال سرکار نجم العلماء مظاہر کی زیارت عبات عالیات و مشہد مقدس بھی ہمارے مقصد  
کے مقاصد کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی اور عالم اسلام کی بہت سی ممتاز ہستیاں ہمارے مدرسے سے  
روحانیس ہوئیں، ایران و عراق کے بہت سے ذی اثر حضرات اور مدرسہ الطہر اتحاد قائم ہوا۔  
نہج اشرف میں مدرسہ الہ افغان کی ایک تلخ قائم کرنے کی تجویز وہاں کے علماء اور ذی اثر حضرات  
کی طرف سے پیش کی گئی جو زیر غور رہی، بھی تھوڑے ہی دن کی بات ہے کہ ایک خاص مسئلہ میں ہزار کلینی  
آٹھ تیرہ زائش زیدو بار ایران نے ایک مکتوب کے ذریعے مدرسہ کو سرفراز کیا ہے اور ان کے مکتوب کے  
ان فقرات نے کہ ”ہم جو بخشی شاہنشاہ ایران تمام عالم میں تمہا لیے تاجدار ہیں جو عالم شیعہ کی پشت  
پناہ رکھے جانے کے مستحق ہیں“، یہ کہ یہ امید دلائی ہے کہ حکومت جعفریہ ایران بھی ہمارے مقاصد سے  
ہم آہنگ اور ہمارے نظریہ سے متفق ہے

اس ادارہ کی کارگزاریوں کا سرسری طور پر خاکہ پیش کر چکے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ادارہ  
نہ تھ سال کی تحلیل و نت میں باوجود چند چند مالی مشکلات کے جکارائے نمایاں کیے ہیں وہاں  
قابل نہیں ہیں کہ معمولی طور سے دیکھے جائیں۔ ہمارے حسابات جو اس رپورٹ کے آخر میں پیش کیے  
جائیں گے، کے دیکھنے سے یہ واضح ہوگا کہ ہم اپنے ضروری مصارف اپنی آمدنی سے پورا کرنے پر قادر نہیں  
ہیں اور ہماری کم مانگی ہمارے کاموں کے لئے نہایت درجہ سدا ہے جو کچھ تھوڑا بہت اس وقت تک  
نظر آتا ہے وہ محض سرکار نجم العلماء کی بہت حالی اور پر خلوص جدوجہد کا نتیجہ ہے ورنہ اتنے قلیل سرمایہ  
سے میرا کام اور تنگدستی ایسے دور و دراز مقامات تک کاربیلنگ کھیلانا اور ساتھ ہی ساتھ ایک طاقتور  
حکومت اور ایک عظیم گنجائش میں ۱۳۶ عربی قادی و لکڑی غلہ موجود ہیں مدرسہ کے لیے ہونا آسانی  
کام تھا ان لوگوں کی تعداد جو شرف بہ اسلام ہوئے ہیں نظر اس پر کہ معلوم ہوتی ہے لیکن جو بے چین  
کا زبان وقت مسلمانوں کی اصلاح میں صرف ہوا ہے اور جہد و مصاحبت میں آج کے ہیں  
ان کی تفصیل بلحاظ حالات تکمیل کی جاتی ہے بحالت موجن مسلمانوں میں اس وجہ غریبان و عیالوں کی  
ہیں کہ ان کی آمد ضرورت ہے کہ پہلے اپنے گھر کی اصلاح کی جائے، اور پھر باہر تھم نکلا جائے مثلاً کہ

عربی اخبار سے جس چیز حالت پیش کرتا ہے اور وہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اس زمانہ میں اصلاح کی کس قدر ضرورت ہے۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کے ملک میں ایسے مقامات موجود ہیں جہاں حالہ اسل ہے تبلیغ کی سرگرمی بند ہو جانے کی وجہ سے آپ کے بھائی سخت مصیبت اور نزلوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ مجدد اقصیٰ شیعہ از غصہ سے چند سالین پیش کرتا ہوں کہ پنجاب میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو محض دو رکعتی نماز پانچوں وقت ملکر اٹھاتی تھی ہے، سرحدی مقامات میں آٹھ عشری گروہ میں ایک فرقہ پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بیان کر رہا ہے ان کے اعتقادات نصیریوں سے ملتے جلتے ہیں۔ یہاں باب کے مرثکے بعد اب تک متروک میں متونی کی ازدواج بھی تقسیم ہو جاتے اور بروقت غمزدگی کا فروخت کرنا بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بھی زبان پر لغت بات یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو دوسرے کی زوجہ سے بغیر طلاق و عقد کے مباد لکھنے میں کوئی کراہت نہیں محسوس کرتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ جو ناگفتہ بہ حالات ہیں ان میں خلاف تدریب جھگڑا نظر انداز کرتا ہوں پیری مریدی کو انقدر فروغ ہے ..... کہ پر صاحب مدظلہ لیکر بہ آسانی مرید کا روزہ نماز صلاوات کر سکتے ہیں،

موسلم راجوت جو لکھانے کہلاتے ہیں ان کا سلام قبول کیے ہوئے قریب تین سو سال کا زمانہ گزر چکا ہے تاہم ان کے حالات عجیب و غریب ہیں شادی اور موت کے مواقع پر کوئی نہ ہی پابندی رکھتی ہے نہ نکاح جاتا ہے بلکہ آسانی زبان مد نظر ہوتی ہے اگر ہندو متوقعہ پر موجود ہوتے تو ہندو کے اصول پر رسوم ادا کیے جائیں گے ورنہ اسطرحی طریقہ بڑا جائے کام کرنے پر لاش جلائی بھی جاتی ہے اور دفن بھی کیا جاتا ہے اسطرح شادی کے موقع پر پنڈت جی بھو زری گھوڑے پر اڑا لیا جاتا ہے اور ایک نانہ کے بعد جبکہ دو تین اولادیں پیدا ہو جاتی ہیں تو اس ابتدائی عقد کو قاضی جی اگر متحکم کر دیتے ہیں۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان لکھانوں کی آبادی قریب ۱۰ لاکھ کے بتائی جاتی ہے۔

سندھ پنجاب اور کشمیر میں آٹھ عشری گروہ میں بھی پیری مریدی کا رواج جاری ہے۔ جٹوں میں قریب قریب کل آبادی مذہب امامیہ ہے۔ ان میں ایک گروہ بخشی کے نام سے موسوم ہے جو حدیث کی طوطا مائل ہے، سندھ میں بدعت کی یہ حالت ہے کہ بنگال کے کچا پال پر محاذ مشرق حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زبردستی ہے، بنگال میں کلکتہ کے قریب سندھ میں ایک مقام ہے، یہاں قریب قریب کچھ بستیاں ہیں یہاں ایک نئے قسم کا مذہب پیدا ہو گیا ہے۔ ان کے پیروں کی طلب علی بن علی علیہ السلام کے ساتھ اپنا اسم رکھ کر اجماعی عقل کو لایا ہے اور ان کا کلمہ لا الہ الا اللہ

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی کہ بچے علیؑ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا  
 دی اللہ جلے کہ جس کو حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو جو نہیں ہیں اقامت کی عمر جو اقامت فرود  
 ہیں ان کو نام لیا جائے اور طلب علیؑ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی دعا ہو تا چاہیے، جو اسے مغرب کی  
 بارگاہ کے شرف کی طرف جاکر بارگاہ فریدی میں شرف کی بارگاہ کی دعا ہو تا چاہیے، جو اسے مغرب کی  
 بارگاہ کی طرف جاکر بارگاہ فریدی میں شرف کی بارگاہ کی دعا ہو تا چاہیے، جو اسے مغرب کی  
 نغمہ وغیرہ بھی رکھے چاہئے ہیں اور پڑوس کی پریشانی ہوتی ہے مغرب میں ہر مغربوں کو نام لیا جائے  
 رنگ بدلائے ایک وقت وہ تھا کہ سلطان نام عظم میں اسلام کی آواز ہو چکا ہے تھے اور شرق سے  
 مغرب شمال سے جنوب تک کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں اسلام کی احسانیت کا جوچ نہ تھا دنیا کی اصلاح  
 پر کمر بستہ تھے لیکن کج وہ وقت ہے کہ جو خود اپنی اصلاح اسکاں سے اس نظر آ رہی ہے،  
 اسلام کی حالت اس قدر ضعف و انحطاط تک پہنچ چکی ہے تو کیا اب بھی آپ اطمینان سے  
 بیٹھے رہیں گے اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ ہمارا گرجن جتن جتن دیگر مائے سب کے پھندہ دل میں  
 گرفتار ہو کر ان میں شامل ہوتا جا رہا ہے اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ آپ اطمینان کی نیند سوئیں محض یہ  
 سمجھ لینا کافی نہیں ہے کہ اسلام کے اصول اس قدر زبردست ہیں کہ ان کے ٹوٹنے میں کسی دوسرے  
 مذہب کو کامیابی نہیں ہو سکتی مذہب اپنے ماحول کے اثرات سے غلط ہو کر مصلحت سے بہت پیچھے  
 ہٹ گیا ہے، ان مخصوص حالات کے ساتھ ہماری عالم حالت جو کبھی خطہ افغانی یا کسی خطہ اسلامی  
 ملک محدود نہیں یہ ہے کہ بالعموم افراد اسلامی میں خصوصیات اسلام کی جھلک اب نظر نہیں آتی ہے  
 اور یہ امر غلط ہے کہ آپ کے حلیف آپ کی کمرہ دیوں سے واقف ہیں اور اس سے فائدہ اٹھا رہے  
 ہیں چنانچہ اخبار گاہیں کلکتہ صنفہ اور دہلی میں دیو بندویوں جو بس پچھل ہنری مارٹن اسکول  
 لاہور کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جہیں بظاہر لکھا گیا ہے کہ لاہور میں ہنری مارٹن اسکول کے قیام  
 کا صورت یہ مقصد ہے کہ وہ اپنے مشربوں کی اس طرح تربیت کرے کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے  
 مذہب کے دائرہ میں لاسکیں یہ فتنہ صرف اسلام کے مقابلہ کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ ابھی نہیں صورت  
 ایسے دیکھیں کہ تعلیم دی جا رہی جس کے ذریعے مسلمانوں کی کمرہ دیوں سے فائدہ اٹھا کر انھیں  
 مگر انہیں سکھیں اس سکول کا ایک مقصد یہ بھی ہوا کہ ان کی طرف سے تقاضا اب الٹ ہو جائے کہ  
 جائے جس سے دنیا پر بظاہر ہونا ہے کہ ان کی تعلیم کو انہی اس جو دہلی میں کس طرح دیا جائے  
 ایک کامیابی حاصل ہوئی واضح رہے کہ یہی نتائج اسلام کے مقابلہ کے لئے تیار نہیں کیے جاتے



ہر ایک کا مقصد صحت پر ہو گا کہ دیکھیں ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے عقیدہ و مذہب کی دولت سے محروم کیوں نہیں کیا۔

حکومت! یہ ایک نئے قدم کی تجویز ہے جو چند لمحوں میں اسے جائزہ عمل پہنچائے پتہ چلے گا کہ یہ کتنی غفلت نہیں تھی کہ برسوں تک اس سے روشناس نہ ہو سکیں کیا معاشرہ اقوام کی اس جدوجہد کے دیکھتے ہیں کہ آپ کو اپنے قافلہ کا احساس نہ ہو گا۔ کیا طلب اسلام کو غصہ میں دیکھ کر آپ کا دل نہ پیسیر گا۔ کیا آپ اس کے لیے لکھتے ہیں کہ دشمن آئیں اسلام لیکر آپ کی طرف بڑھیں اور آپ اپنی ساری زندگی کی خدمت کا ایسا حصہ پر بھی احساس نہ کریں، تبلیغ کی اہمیت اور دوزخ و آفریقہ کی طرف سے کھانسی سے کھانسی ہے نہ اسلام کے ان نمایاں کو سن کر اپنا مقصد جو مجھ سے زیادہ اپنے آپ میں دیکھتے ہیں اور قومی ضرورت بات ہے باخبر ہیں مجھے جو کہہ سکتا ہے نہ صرف یہ ہے کہ اسلام کو اس وقت آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے، اور اس وقت کا قافلہ اسلام کشی کا حرافہ ہے۔

خدا! اب بھی اپنی دینی ضرورت بات کا احساس کیجئے اپنے داخلہ یعنی اولیٰ مرتبہ اور اعلیٰ کو آپ کے عقیدہ کاموں میں مدد کر اپنی اسلام پرستی کا ثبوت دیجئے، مجھے اس سے زبان کچھ اور کھانسی ہے، اب میں حجابات کو پیش کر رہا ہوں کہ جو اس شہر پر اپنی رویت کو ختم کرتا ہوں کہ۔  
ہیں بھی طوطہ ہو کسی کی طرح راہ لے  
کبھی نہ دیکھنے والوں سے بھی ملے گا

## گوشہ آدمی ابتدا اجوری لغایت ۱۲ و سبب ۹۲

آدمی مستقل	.....
آدمی غیر مستقل جو بصورت وظائف اور چندوں کے وصول ہوئی	.....
آدمی متفرق مندرجہ ذیل	.....
آدمی نگران بنوئے اسلام	.....
آدمی الواعظا	.....
آدمی مسلم ریلوے	.....
آدمی دانی آدمی شہر	.....





## اثبات صانع علم الباطن اثبات حقیر فریق

یہ تقریر ہے تھیں نے جو قابل عقود نے اجلاس سوم میں موضوع مذکور پر کمال خوشنویسی زبان میں ارشاد فرما کر اس امر کو واضح کر دیا کہ مرتبہ الواعظین کس سبب سے پناہ اور کس بطنی استدلال اور کبھی فلسفیانہ حکیمانہ قوت کے واعظین تیار کرنا تھا ہے اور موجودہ انداز میں اسلام کو ایسے واعظین کی کتنی ضرورت ہے اس تقریر نے مطلق فہم پر ایک وجد کی کیفیت طاری کر دی تھی اور جب غافل معروضہ تقریر کا ارادہ کرتے تھے تو غفلت کا اصرار علی الخصوص جناب صدر محترم کا ارشاد آپ کو تقریر کے جاری دیکھنے پر مجبور کر دیتا تھا تاہم یہ تقریر ایک گھنٹہ سے زبان وقت میں تمام ہوئی جسے ہم غافل قرار دے اصرار تمام لکھ کر گذر نظرین کرتے

ہیں اور کبھی آئندہ منبر پر بجا ترجمہ بھی پیش کر دینگے (داجیز پر)

لازم میدان اول صفائے جو ہر فرد را واضح نماید آنکہ برائے غیر واقفین از اصطلاح صوبہ فہم  
معذرت از ان کمال رضا و رغبت متوجہ بیاہم شود کہ جو ہر فرد ترجمہ لغت (انتم) می باشد کہ در فانی  
را تو موسیٰ بنامند و صفائے ادب و لای تجزی است یعنی اجزاء صفا صلیہ کہ قابل تقسیم و تجزیہ نیما شد  
کہ ماں با اصطلاحی عبارتست از قوۃ و ہیولۃ و با اصطلاح دیگر عبارتست از تجزی و اجزاء ہر فرد  
و بعضاں دوم ماخذ در موضوع تقریر است چوں کہ قابل وجود استقلال ہیولی و مدیہ از نسبت سائر  
موجودات عالم شد لکن اثبات ہیولی در اجسام برائے ابطال جزو لای تجزی و اجزاء ہر فرد می باشد پس لفظ  
ماں یا جزو ہر فرد کہ در اثنا تقریر سےج مبارکاتیں میرسد بنمای اجزاء صغیرہ صلیہ است کہ گمان صلیان  
قدیم و قابل تجزیہ و تقسیم نیما شد۔ بعد از مبین شدن موضوع و اطراف شمار متوجہ داشتہ معروض میام  
و عقیدہ موجودات مادیہ را لا جظہ میگویم ادبہ قسم خارج نیست۔ یا صاحب حیات و حرکت ارادی ہر دست  
مثیل الانسان و امور۔ یا آنکہ صاحب حیات است فقط و بے حرکت ارادی ندارد و شل کل دریاں آنکہ نہ  
حیات دارد نہ حرکت ارادی شل خاک و آب، موجودات مادیہ از اثری تا اثری از این قسم خارج  
نست، دہر کہ از این موجودات سے گمان کر انماز مواد جامدہ و غاصر کہ نہ از حیات و زندہ گے و راوی  
است نہ از حرکت ارادی و راوی سے است اس قول کہ مواد ہیک نہ دارای حیات است نہ حیات  
حرکت اختیار منافی نیست قول اول را کہ نبات حیات دار میا حیوان حیات و حرکت ہر دو بخت آنکہ  
حیات امری است عارض ان و مشرقہ است کہ چند صافی پنجم ماں می شود مثلاً دان گندم را ملاحظہ

[illegible]

[illegible]

صله الیه که او اول مستی داشته بواسطه حرکات مختلفه بالمی و تصادم و کائنات بدین شکل است  
 میسر آید و آن را حواصنار صله الاخری و غیر قابل تقیم و تجزیه میباشند و چون عمده ترمیم و جبر  
 این مذهب بواسطه دیو قریب شد اجزاء صله با جواهر فرود منتصب با و نون میگردد جواهر  
 و بقراطیس آکایان نظم الاساطیر و الاطمن با و حکم از قبیل تفکاک الهی و نفی الارزّه جواهر و بطریق  
 و باطل نمودن فعلانده صورت نظر از بیان آن اوله بنمایم نقطه چندگی مختصر اوموس و بقول طری  
 را باطل بنمایم فلسفه نشو و اتقا تا الیف و اکثر شیل شیل متعانه ع من و طبع شسته بنویسد  
 مذهب و بقریط و در جواهر شیه مذهب با دینی مادی و عصر و لدن ایما شد و فرق با عادات  
 که نزد و تو قریب نیست بر ائمه جواهر اگر اشکال مختلفه بنویسد دینی ایتماز جواهر و با حفظ اشکال  
 گرفته و اما نزد اختلاف بصفات کیمیا دره میباشند از بیان و اکثر شیل یا بنظر معلوم میشود که و بقریط  
 جواهر خود را دارای اشکال مختلفه دانسته هر شکل که باشد مربع یا دایره یا کعب یا گردی یا غیر آنها  
 گن جواهر لای تجزیه با داشتن شکل کوبه دریش در از دست بدی است هر شے که متشکل شده لایه قابل تقیم  
 و تجزیه میباشند چون شکل امری است تحصیل از تقاطع خطوط در حجم و تنبکه خود و با قبول قسمه بنماید بطریق اولی  
 شکل تحصیل مربع تجزیه است، اما اینکه تقیم و تلاشی در ادراه یا نیت طبعاً قابل اندام دینی است و چون دینی  
 او نیست اقدیم باشد بلکه امری است عارض و حادث نمود و یو قریط هم تجزیه و تلاشی را لازم حد و  
 میداند نظراً خواست که جزو لای تجزیه را ثابت نماید و بی جری الحق لمسانه من حیث لای شرف و کاس  
 مذهب خود را مندم ساخت دلیل دیگر که جواهر فرود یا جواهر تجزیه باطل و صانع بسوئیت نیست است  
 که جزو لای تجزیه فرض ممکن نیست هر آن چیز را که در ذهن میآید تقیم قابل تقیم است و ممکن نیست شئی  
 را در ذهن و وجود و هم و قبول قسمه نه نماید اگر مستعین درین قسمه بمن همراه نیستند بلکه بشیبه  
 دارند و ملاحظه بدین و خزانة فکر خویش فرمون تجربه فرمایند آیا میتوانند جزو دهن بیادند که معرض  
 تجزیه و تلاشی درین شے آکایان اشکال نشود که از دایره پاک هم ممکن نیست تصور شود و اینکه عدم امکان تصور او  
 لاشکاف عدم وجودش نیست چهل از دایره پاک موجود نیست مجرد ساحت او منزه از ادعای زمان  
 مکان میباشد فلذا فوق تصور است بخلاف جواهر فرود که بنشین او ادعای آن و جسم میداند و درین  
 و مکان از او محروم است و تنبکه او میشود و زمان و مکان و لای شے تصور نشود و اینکه برائے تصور وجود  
 و ادان او در دهن نیست خیل مورد و تعجب است دهن انسانی که میبرد و مات را نظرات خود را میبرد  
 جسته عا که موجود دانسته با این بودن و مکانی بدانی و لدن لدنی تواند فرض تصور کند و گویا تصور خود

این شبهه را در مقام د. مشهور است که این شبهه را می توان با این جوابه تصدیق بر این شبهه را با تحلیل  
عن الحوال الی کون یعنی جوهر و غیره با هم منضم و تصور است که او چه تسبیل قلیل و فرط تسبیل قلیل  
خنده و غلبه منضم منضم است و تفصیل را با جمل منضمین هم ممکن است لکن مصداق تقصیر با منضمین  
ناممکن واحد ممکن نیست تصور کنیم منضم جزو لا یتجزی را با جوهر منضم را با منضم و خواص خیال آید و کون قلیل  
لاستولی نیست تصور شود و خلاصه عدم امکان تصور جزو لا یتجزی بطلان دارد و منضمین میداند تا با آنها جوهر  
و بقا طین حالش واضح و معلوم شد که صاحب مبدی غیر منجمدات عالم نیست حال به منضم جوهر لا مرکب کلی  
و در دن در چه حالت موجود است یا معدوم قدیم است با حادث جوهر بر آنکه انجامات همه در حقیقت  
دانشه بقول خودشان کوچکتر از اتموس و جزو لا یتجزی و بقا طین می باشد و آن جوهر را بطرح حرکتیکه از  
جهت قوت جذب دفع محلی بشود بصورت عالم دالو ارجوید گشت و آن قوت جذب دفع را ذاتی  
و غیره جوهر میدانند این خوب اگر چه شکلی برای او افزوده فاعل نشده اند یعنی و بیاب متشکل بودن  
اجزاء و من سکوت اختیار نود و از جهت شکل اشکال به متوجه آنهائیت و لکن دلا بودن اجزاء را با تجزئی  
دو قوت متضاد یک قوت جذب و دیگر قوت دفع را آنیکه بسیط میدانند که دارد و منضم است شئی بسیط که در شئی  
تقیم او می باشد ممکن نیست که دو قوت متضاد داشته باشد آب با آنکه مرکب است که با منضمین  
است استولی نیست که معدوم بر دو قوت حرارتی و سردی شود و آنش با آنیکه مرکب است فقط اجماع حرارتی و سردی  
جوهر فرمایند آنیکه بسیط میدانند چه طور ممکن است که دو اقتضا متضاد داشته باشد یک اقتضا و جذب  
و یک اقتضا دفع پس اصحاب ان با اجتماع ضدین را تجزیر کنند و بگویند هیچ خطوری نیست که آتش هم عله  
حرارة شود هم عله برودن یا اگر شئی واحد در آن واحد هم متحرک باشد هم ساکن یا اگر یک شئی هم سیاه  
باشد هم سفید یا اگر کمتر به ترکیب جوهر شوند تا آنیکه از جهت صلاح جذب شود و از جهت فاعل دفع و دفع  
است عقل آنها مثل عقل سائر عالم بجز اجتماع ضدین نیست با چار از تسلیم ترکیب جوهر و عقیده ترکیب  
شد قابل تجزیه و تلاشی است تجزیه اشکالات رفیق حدوث و عدم می باشد و هیچ علت با قدم و بیگانه از  
کمالیکه خود را از این امر را مسلم دارند و ملان را این شبهه دوم که در جوهر و بقا طین شده و جوهر را  
و لا مرکب هم دارد است بر حال جزو لا یتجزی چه در بقا طین چه در درونی غیر متعین و در این جوهر فرمایند  
فرمن شود قابل قیمة و تجزیه است که آنیکه فلاسفه عصر و طالعین از علم چو لوجیا تصریح بر تجزیه جوهر  
فرمودند از جمله مشغولت جمله لا صنفه نقل از و اکثر هنری سمت و نیز امر کای که در جمله مرکبان  
نوشته چنین شکل دارد فقد ثبت ان الله ان الجواهر المفردة جوهر من دقائمی که با شت





تعلیق خود مشغول و احساس تعارف و بیانیات پیدا کرد غنیمت از خودی اجمالیته یک آن نیتوانست  
مستقر شود تا این اگر اطاعت و مطاعت بر دل بند و کیا آستین هم از بدن از قیصر زانید چنانچه این  
را محقق بنیاد یا آگهی میزد روحین بدن دست اتحاد یکدیگر میزد از دست دست روح بدن اما محض کتب  
نایبند یا آگهی میزد روحین بدن با هم متحد نمیشد و ما را انشربک یعنی ما را الغضه که نفع و ناز و ب میزد  
یا آگهی میزد بدن متحد با بدن نمیشد و اصل سبی یاد نماید که یک آن تو اینم نیست نمود اینجاست که قول مجز  
بیان را بر لبان جاری عرض میکنم فی الله شک فاطمہ السملات دالارض بیان من خاتمه یافت  
نقطه کر یک مطلب شمارا درج میکنم کلمی در اثنا بیان از مرقع بین انهار و اشتم بخت فقت  
و عاشات با نجر و دلا و نجر تحقیق برست کلمی شخصی است محمد و قابل نیامیز الکی قطعه بعض جزئیات  
لاوری بود جمله مختلف جمله ۵۵ ضمه ۵۵ بنویسد کلمی فقه کوشش نزدیک خود و حبه کرد که چند بیت را  
که زود او نشاء کرن بر قبر او متوش نایبند ابیات اینست

Do not afraid wailing hearts that weep.  
For ewa still his beloved sleep  
And if endless sleep he wulla so  
beat

یعنی خائف نشوید ای قلوب بایه بخت اینکه خدا در عطا میکند دوست خود را نوم و اگر اراده  
فراید که این نوم ابدی همیشه باشد چه از آن بهتر است



دستان مغربی که منظره اور مدینه منوره کافر کز اسلام اور مبدایمان بنوا کسی وضاحت و صراحت کا  
المعرفه: تعلق نہیں ہے ہر کہ گوجاں ہے کہ یہی مقدس سرزمین دین الکی کا موط  
دستان غم ختم اٹل و نشان اور یہی متبرک خطہ مسلمین و مومنین کے لیے سرایہ ناز و افتخار اور  
سندھین کے جبروت روح و جان ہیں، دین الکی کی گوجاں خطہ کے اواد کہ خطہ ہی ہے بلند ہو کہ مدینہ منورہ  
کی چادر و پردہ سے گراتی ہوئی سوسے عالم میں بیو بیو تھی اور ادا و پیاں بادینہ فطالت اسی خانی  
صلوات عالم ہے چاک کر صراط مستقیم کے رہر دین کے خطہ کے اجد قدوس کی جانب منسوب ہو کر پیشہ  
کے مبارک لقب ہونے والا گوجاں کی مقدس سرزمین پر پنا جلود و کھایا ہوا دین الکی  
اور ان کے اہلیت کرام اسی مدینہ کی تبرک منجم پر دینا ہے گدارہ کش ہو کر آد اسم فریاد ہے دین الکی



انھیں جو ہے ان مبارک سرزمینوں کو دنیا و مافیہا کی محبوب ترین مٹیاں سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی بہتر چیز ان کی نظروں کو انہی طرف جذب نہیں کر سکتی، انھیں مقدس سرزمینوں کی مصروفیت کے خلوص بھرے دلوں کی گلیاں شکستہ ہو جاتی ہیں اور انھیں مبارک مقامات ارض پر ناقدر زمانہ کے ہاتھوں نازل ہونے والی معجزات کے عقیدت آئین و ادوات نشانِ طلب کے پھولوں کو اس طرح پر غور کر دیتی ہیں کہ پھر انہیں لنگھتی کانٹا نہیں باقی نہیں رہتا۔

نشانِ اسلام کی گفتگو متبہانِ اطلاعِ اللہ کے ان ظاہر و باطنی مرکزوں کو بار بار صدہ ہونچا چکی ہیں اور ان نجدیوں کا بھی یہ پاکِ حلقہ پہلی مرتبہ کا واقعہ نہیں ہے بلکہ آج ہے اکیسویں تالیس برس پیشتر بھی حرمین شریفین ان کے بے پناہ مظالم سے آوازِ استغاثہ بلند کر چکے ہیں مگر اس زمانہ میں مسلمانوں کی قوت و طاقت اور سلاطین اسلام کی غیرت و حمیت باؤنٹا کی نذر نہ ہوئی تھی بجاۃً اس زمانہ کے جس میں مسلمانوں کی بے دست دہائی اور سلاطین اسلام کی بے جی سے سلطانِ بغداد اپنی دشمنی کے اظہار کا پورا پورا موقع مل گیا اور جو ظلم ان مقامات پر ڈونچا ہوا تھا ان اُس نے بلا کسی ہلاکت کے توڑ ڈال دیا ہے اہم کہ لفرش ہے ظلمِ قہر اہے اورن مظالمِ غصلا تحریر نہیں ہو سکتی، انھوں نے شمال کو دم غم کا نشانہ اور اہلِ حرمین تحفظ آفرینہ کر کا صدائے احتجاج بلند کرنا اگرچہ ایک مذہبی حرکت سے زبان و قلم نہیں ہے لیکن اس سے زائد ہمارے اسکان ہے بھی غامض ہے اگر اچکے نجد کے اریخی حالات اور اہلِ نجد کے مظالم کی خوبچکاں داستانیں اور ان شہیدینِ غم کے اہم کنش ظلمِ جان و تن و مال کے دستِ ظلم ہے ان بہتر مقامات خصوصاً شہادہ و عزالت اللہ کرام اور بدگمان دین پر گردے اور اہل ایمان خصوصاً انجمن کو سکینہ و راجحہ جات ملاحظہ فرمائیں وہ تو ذکر و عنوان و مالہ کو ملاحظہ فرمائیے سو منور کا رسالہ ہے کتابِ طباعت بھی قیمت ہے قیمت صحت ہر ہے انجمن تحفظ آفرینہ کہ اہلِ شہادہ کا لفرش ہے طلب فرمائیے

منتبع غفر انکابِ منبر اس نامہ الوجود رسالہ کے حاسن بھی کسی گذشتہ منبر میں سپردِ قلم ہو چکے ہیں گو غفر انکابِ منبر جو حضرت غفر انکابِ علیہ الرحمہ اور ان کی اولادِ اجداد کے حالات و واقعات کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے قدردانِ علوم کو صلائے عام دے رہا ہے بہت کچھ قابلِ دید ہے اور ان حضراتِ عالی درجہ کے علمی و ذہنی احادیث کا اتھنا یہی ہے کہ عالمِ شمع میں کوئی گہرے لکھنے کے اب نہیں ہے خالی رہو منور کا رسالہ کا سفید کاغذ قیمت درجہ دیر ہے نشانِ لکھو جو ہری محلِ طلب فرمائیے

[illegible]

ساجی کرچی اینڈ سٹریٹ کلک



[illegible]

نام مطهر	تعداد	نام مطهر
عالمجانب محمد حسین صاحب نگر ضلع گوجرانوالا	۷	عالمجانب محمد حسین صاحب نگر ضلع گوجرانوالا
عالمجانب مفتی نیاز احمد صاحب مدرس	۷	عالمجانب محمد حسین صاحب نگر ضلع گوجرانوالا
سید نگر ضلع گوجرانوالا		
عالمجانب محمد حیات صاحب سید نگر	۷	عالمجانب الطاف حسین صاحب سید نگر ضلع گوجرانوالا
نعل گوجرانوالا		
عالمجانب چارغ دین صاحب تعاب	۷	عالمجانب جنات محمد صاحب کشمیری سید نگر ضلع گوجرانوالا
سید نگر ضلع گوجرانوالا		
عالمجانب میر عابد علی صاحب رئیس	۷	عالمجانب نور شیدین صاحب سید نگر ضلع گوجرانوالا
انبالا		
عالمجانب ذاکر حسین صاحب ہاشمی	۸	عالمجانب سید ولایت علی شاہ صاحب سید نگر ضلع گوجرانوالا
انبالا		
عالمجانب میران علی صاحب محلہ ترکمان انبالا	۸	عالمجانب سائیں دو ابائی نگر ضلع گوجرانوالا

ملک

# نجم المذہب والاعلام السالفتہ الغلیل کے منقذہ قابل تصنیف

نور انکائب قیمتوں میں زیروست رعایت

النبوة والخلافه تصنیف حضرت شمس العلماء رحمہ اللہ جلد  
 صدر المجلد ہستہ خلافت پر اتقوی ماہ محققانہ نظر  
 قابل دیدر سالہ ہے اگر برزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ۳  
 الموحد شیعہ علم شمس العلماء رحمہ اللہ مظلہ صدر المجلد  
 مسئلہ توحید کو نہایت متقن و لائق ہے ثابت کیا گیا  
 ہے مغرب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جایا ۳  
 خطاب فاضل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جنت  
 شمس العلماء مولانا الیہ سبط حسن صاحب قلم اب  
 صدر المجلد عنایت کے اصول کا مقابلہ ۳  
 مسائل حکماء اردو ترجمہ مناجیح حکماء صاحب العلماء  
 مولانا الیہ سبط حسن صاحب جہان رستوں کے  
 مذہب کی تفصیل اور ان کے خیالات کا رد ۳  
 یہ بھی اتوریت کی پیشگوئیوں سے جواب سائلین  
 کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر  
 صاحب فیروزہ جناب سلطان العلماء اعلیٰ القدر مقامہ ۳  
 رد التسلخ و مفسدہ جناب مولانا محمد ارون صاحب جلد  
 مرحوم مسئلہ تائید پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث روح  
 و مان کی قدامت کا ابطال آریوں کی مایہ ناز  
 کتابوں کی شکست جواب  
 انسانی قربانی و دین کے زمانہ کی انسانی  
 قربانی از جناب خواجہ غلام احسن صاحب ۲  
 و دینت قربانی و دین سے قربانی کا حوالہ دیا جاتا ۳

خواجہ غلام احسن صاحب  
 تصدیق رسالت گوتم بدہ کی پیشگوئیوں سے  
 جناب جنتی مرتب کی رسالت کا ثبوت از جناب  
 مولوی سید احمد عیاض صاحب ہانی بی بی ۲  
 اسلام انیز دی لائٹ آف شیخ غلام گزری ترجمہ  
 شریعۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب بادشاہ حسین صاحب  
 بی بی اہول عقائد اسلام کی حقیقت دگر دہا ہے کتاب  
 میں نبوت لائل ہے ثابت کی گئی جو جلد اگلے نمبر ۱۸  
 دی پرافٹ شپ انیز دی کیلیف انگریزی ترجمہ النبوة  
 و الخلافہ ترجمہ جناب لوی القادری صاحب اعظم جلد اگلے نمبر ۱۸  
 دی ریچرچی آف کربلا از مولوی پرانگریزی زبان  
 تبصرہ از جناب امیر عیاض صاحب لکھنؤ یونیورسٹی ۱۸  
 الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف و ثبوت ۳  
 از جناب مولانا مولوی محمد ارون صاحب بدھ مرحوم ۱۸  
 المعراج و لائل تخلیقہ و تجلیہ معراج کا ثبوت از  
 جناب مولانا الیہ محمد ارون صاحب بدھ مرحوم ۱۸  
 اسلام مغرب کی نظریات و چارہ نشاہیں صاحب ہم ۱۸  
 شریعۃ الاسلام حصہ اول و ثانی عقائد و شریعت کا لائل  
 تذکرہ از جناب مولانا الیہ محمد صاحب بن محمد رحمہ اللہ مظلہ ۳  
 شریعۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل  
 حصہ اول از جناب سرکار محمد رحمہ اللہ مظلہ ۲  
 شریعۃ الاسلام ضمیمہ مستر کے متعلق ضروری احکام و دیگر مفید

## عزت

حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہر میں آپ کے مخالفین کی تہمتیں سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خدائے غیبی کی جو صورت رونما ہو گئی ہو اس پر نظر کر کے کشتہ زاد اہل حق کو تازہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات لائق صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ ملکہ موجود نہ تھا جو ایک سربراہان میں ہونا چاہئے اس خلافت واقع خیال کو دفع کرنے کے لئے فاضل جلیل خباب مولوی شہید محمد رضی صاحب ذکی پوری تلمیذ حضرت قدس القامین مولانا الشیخ محمد ہارون صاحب رحمہ و مغفورہ ذکی پوری نے اس کا اقدار سالہ کی ترتیب و تالیف میں متفقانہ جدوجہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس محضوع خاص میں پیرائہ کم نظیر بلکہ عدم نظیر ہے فاضل مدوح نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے بہت نظر کے ساتھ بحث کوئے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اہل بیت قائم فرمائی تھی ان سے بہتر کسی انصاف پیشہ و عدالت شمار شدہ عالم میں نہیں آسکتی اور انھیں اصل میں دین و دنیا دونوں کی اصلاح قدرتی کامداد ضرورتاً نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے عرض اس سوال کے خصوصیت کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے مدد ملے اور ذکرنا چاہیے قیمت طمان مصور لاکھ ۱۰

لے کا پتہ

نیو الائنڈ سٹریٹ الہ انجیلین لکچر







مکتبہ اسلامیہ

# الوا عظ

مکتبہ العظیمہ کتب خانہ اسلامیہ

محکم دلائل و حجتوں کے علمائے



مدیر

حکیم شیدائے عالم علی رضوی

ابن سید اقبال

مکتبہ العظیمہ کتب خانہ اسلامیہ

مکتبہ العظیمہ کتب خانہ اسلامیہ

مضامین

فہرست

مکاتیب

۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲
۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵
۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸
۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱
۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴
۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷
۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰
۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳
۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶
۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹
۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲
۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸
۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴
۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰
۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳
۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶
۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹
۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲
۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵
۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸
۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱
۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴
۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷
۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰
۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳
۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶
۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹
۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲
۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵
۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸
۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱
۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴
۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷
۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰
۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳
۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶
۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹
۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲
۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵
۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸
۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱
۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴
۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷
۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰
۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳
۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶
۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹
۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲
۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵
۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸
۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱
۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴
۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷
۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰
۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳
۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶
۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹
۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲
۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵
۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸
۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱
۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴
۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷
۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰

## عاجزۃ النکاح

عذر گناہ بدتر از گناہ اگرچہ ایک شہور اور سچا مقولہ ضرور ہے مگر کرامتِ اس کے نزدیک عذر کا قبول کر لینا بھی ایک معمولی بات ہے، اور اس لیے یہ امید بے جا نہیں ہے کہ آپ ہمارے ذاتی عذر کو قبول فرمائیں گے اور ہم کو معافی دے دیں گے۔

کچھ شک نہیں کہ الواعظ کے انتظار میں آپ کی سخت زحمت اٹھانا پڑی ہوگی مگر ہم بھی آپ کو یاد کرانا چاہتے ہیں کہ یہ غیر معمولی تاخیر اشاعت ہمارے قلب کے لیے بھی بے انتہا تکلیف دہ اور بے حد ندامت کا موجب تھی مالی مجبوریوں کے علانِ مدبر محترم کی طولانی اور اپٹ لیٹ کر آنے والی سخت بیماریوں نے ہم کو ایسا مجبور کیا کہ ہم باوجود بلج کوشش کے بھی الواعظ کو اس کے معینہ اوقات پر حاضر نہ کر سکے۔

ممبر جلد ۱ حسب معمول نمبر ۱۲ جلد ۹ کے بعد دی پی ہونا چاہیے تھا مگر چونکہ انہماکِ انوس کے ساتھ ۱۲ اپریل کو شائع ہوا لہذا انہماکِ ندامت کو جسے ہم انگو دی پی نہ کر سکے پھر فردی کا پیر اطلاع دیکر دی پی کرنا کاراں کیا مگر انوس کے مدبر محترم کی بیادزی نے نئی میں متاثر کیا کہ موصوف کی زندگی سے یاس ہو گئی اور پھر ہم اپنے اراد میں کامیاب نہ ہو سکے، اچھ لہذا اب ممدوح کی صحبت کعبہِ رحمت ہے اور ہم پر دو ممبر درجہ مجبوری ایک با شائع کر کے نہایت ادب کے ساتھ معافی کے خواستگار ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد اس کمی کو پورا کر دینے کا اراد رکھتے ہیں۔

گذشتہ سال الواعظ کی کافی آمدنی کو اور نمبر ان تین نمبروں کے اخراجات کو مدبر کے صدقہ و خیر نے پورا کر دیا مگر چونکہ اس سال مدرسہ کی مالی حالت خود نازک ہوئی ہے لہذا اکیمال تنہا اکیمال ہے (ان نمبروں کو ملاحظہ فرمائیے) والا یہی وہی اور ال فرار دی ہے کے لیے یہاں مصارف سے خود بھی بچے اور ہر سائی بچا ہے ورنہ ہوا انشاء اللہ پندہ دی پی خانہ جو ہا جکا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا

و حضرات ہمارے عید شادی کے موقع میں جنوں نے اپنا حصہ الائنہ بذریعہ منی اوڈر بھیجا۔ حکم منہن فرمایا ہے آپ بھی اس طرح ملکہ بہت منتظر سے سن آئی،





# النَّاسِ هَكَذَا مَوَاعِظًا لِلْمُتَّقِينَ سورہ آل عمران

باب ساہوری درج ۳۱ مطابق ماہ رمضان و شوال ۱۲۹۹ھ

## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	نمبر شمار
۱	میر	۱۔ شذرات	
۲	"	۲۔ ملک لائق عربیہ کی ضرورت	
۳	"	۳۔ عاجیہ انتہی	
۴	جانب لوی سید عدیل خضر صاحب اعظم	۴۔ تذکرہ شیعہ حفاظ قرآن	
۵	جانب لالہ لوی سید علی نقی صاحب بدائع	۵۔ اصول دین اور قرآن منبر کجواب تفسیر	
۶	"	۶۔ فہرست توہم اعانت مدرسہ الاعظمین	
۷	جانب سید عاشق حسین صاحب بدائع ملک سید		

## شخص

جناب مولوی سید اطہار الحقین صاحب الہدایہ فریقہ میں

نمبر ۱۲ جلد ۵ میں اطلاع دی جا چکی ہے کہ انکی مرتبہ مومنین افریقہ کی خواہش کے موافق دوا غلط ان اطراف میں فرائض تبلیغ ادا کرینگے ایک جناب مولوی سید سلطان علی صاحب داغط جو اڑاکا سکریں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرینگے دوسرے جناب مولوی سید اطہار الحقین صاحب جو ممباسہ اور اس کے اطراف میں اپنے فرائض ادا کرینگے اول الذکر کی کوئی رپورٹ ابھی تک ہکو وصول نہیں ہوئی اور آخر الذکر کے متعلق جو اطلاع ملی ہے انکی تفصیل حسب ذیل ہے :-

ممباسہ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۹ ماہ شعبان ۱۳۴۹ھ ہجری کو وارد ممباسہ ہو کر یکم جنوری ۱۳۵۰ھ قیام پذیر رہے اور ابن طفیل عرصہ میں تین جلسہ وعظ کے منعقد ہوئے جن کی تقریریں کافی اثر سے روشناس ہوئیں :-

بھگانی چونکہ ممباسہ میں ایک بزرگ مولوی صاحب منجانب جماعت مقرر ہیں اور نماز جماعت اور گرائی حد سے انھیں کے مشغول ہے لہذا مزید قیام کو وہاں مناسب نہ جانکر ۳۰ جنوری کو وہاں سے روانہ ہو کر قیام تھا لگا تشریف لائے گرداں بھی وجہ مذکور مزید قیام کو نا مناسب جانکر بھگانی چلے آئے یہاں کے مومنین اگرچہ زبان خوشحال نہیں ہیں لیکن اندر ادبست کافی ہے ۱۲ شعبان ہے ورنہ سوال کیا جناب داغط وہاں تشریف فرما ہے بچکانہ نماز جماعت اور ہر روز کم از کم ایک مجلس وعظ منعقد ہوتی رہی لوگوں کو صوم و صلاۃ کا علوی بنادیا، اور اسی منہ و انہ کی باوام کو دکا آپس کی مخالفتوں کو دفع کرانے کے باہم متحد و متفق کرادیا اور گو جناب داغط نے چندہ کی کوئی تحریک نہیں کی بلکہ خود اپنی جانب سے بانچہ شلنگ مدد کے چندہ میں اور چھ شلنگ مدد کے لڑکوں کو انعام مرحمت فرمائے مگر ان حضرات نے خود متنبہ ہو کر ۲۴ شلنگ کا باہمی چندہ کر کے جناب داغط کو اطلاع دی جسے مدد معنے شریف دیوچی کو روانہ کرنے کی ہدایت کر دی -

لگو ما حضرات بھگانی جناب داغط کے نصرت کرنے پر آمان نہ تھے بلکہ مزید قیام کے تمنی تھے مگر چونکہ شریف دیوچی کا گرائی نامہ بریں خلاصہ ہو چکا تھا کہ جناب داغط بھگانی سے فوراً تھلا لگا چلے آئیں اور وہاں دو چار روز قیام کرنے کے بعد زنجبار پہونچکر حسین شریف دیوچی سے مشورہ کر کے واپس اسلام ہوتے

ہوے لگواتر شریف بے جا نہیں کیونکہ وہاں جماعت میں سخت اختلاف ہو گیا ہے اور مقدمہ حکومت میں دائر کر دیا گیا جو بے حد دہریہ خرچ ہو چکا ہے اور حکومت نے نجات پر فیصلہ کا انحصار کیا ہے لہذا انتخاب موصوف بہ وقت تمام وراثت مطابق ۲۴ فروری ۱۳۳۸ء کو ہو گا کافی ہے روانہ ہو کر تھا لگا آئے اور ۲ مارچ تک قیام پذیر ہو کر زنجبار اور وہاں سے ۱۳ مارچ کو واپس اسلام آباد آکر دس روز قیام فرما کر لگوٹا شریف لے گئے۔“

## ملک عراق عرب میں تسلیح کی ضرورت

### اطراف کربلا کوٹ و حیدر میں ضلالت کا طوفان

جس طرح عرب اور ایران کے بعض حصہ باوجود وہاں کی وحدت پسندی اور ترقی معکوس کے آج بھی علم و عمل کا مرکز اور صحیح معنوں میں ہماری علمی و مذہبی یونیورسٹی کے جانے کے بدستور سابق مستحق ہیں اسی طرح وہاں کے بعض حصہ باوجود اقرار اسلام کے آج بھی اپنی گمراہیوں اور بدکاریوں کے سبب سے ایام جاہلیت کا سماں پیش نظر کر رہے ہیں،

کربلا کوٹ اور حیدر، عراق کے علمی مرکزوں سے بہت دور نہیں ہیں لیکن وہاں کا بکاشی فرقہ تصوف کا علمبردار ہوا کہ اپنی ضلالت و غواہیت میں کم نظیر بلکہ عظیم النظیر ہے اور اپنی حالتوں کو اس قدر پوشیدہ رکھا ہے کہ غالباً علمائے عراق بھی آج تک اس سے بے خبر تھے لیکن آخر خاکے، بوڑھے پھوٹی اور نجف اشرف کے حج اسلامیت نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے خواب آفسائے شیخ موسیٰ الابریری الزنجانی کو ان لوگوں کی ہدایت کے لئے روانہ کیا، جناب موصوف نے ایک نامہ کرم میں جن الفاظ سے مدتہ الاغلیں لکھ کر اس جماعت کے حالات سے مطلع کیا، اس کا خلاصہ بہ ترتیب عبارات حسب ذیل ہے:-

• اس جماعت کی تعداد علاقہ ترکی شہروں کے جہاں ان لوگوں کی آبادی بے حد و بیشمار ہے خاص کربلا کوٹ و حیدر کے اطراف میں ایک لاکھ نفوس زائد ہے یہ لوگ بکاشی ختمیہ ہیں کہ حاجی بکاش کی روح فخر علی کی روح کے ساتھ مل کر ایک ہو گئی ہے، لوگ غسل جنابت نہیں کرتے فقط مشربہ کامونہ دیکھ لینا کافی جانتے ہیں، پانی سے طہارت نہیں کرتے کہتے ہیں کہ پانی نے خدا کا مونہ دیکھا ہے، نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے ماہ رمضان کے روزوں کے بدلہ عاشور محرم میں دس روزہ روزہ رکھتے ہیں تمام منکھایوں سے



اور کئی ہونی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں شب عاشور کو عید قرار دیتے ہیں ایسے دھوچوکا وہ حصہ جو ہونٹوں پر ہوتا ہو نہیں کھاتے جو شخص کھائے تو بستر کفر جانتے ہیں اٹھام میں نہیں جاتے، اہلبیت اثناعشر کو نہایت درجہ دوست رکھتے ہیں مرشدوں کی خانقاہ کو بیت اللہ جانتے ہیں جب میں چالیس برس مرشد کی خانقاہ میں خدمت کر چکے ہیں امیر لوگ اپنے ال ہے فقیر لوگ اپنی جان و عیال ہے تو دود و نفع اپنی عورت کے داخل طرفیت ہوتے ہیں ان لوگوں پر فرض ہے کہ ہر جیسے مطیع رہیں مرشد کی تعریف کریں اسکی کرامت کے قائل ہوں یہ لوگ قہر ان شراب کو حلال جانتے ہیں پانی کی طرح پی رہے ہیں اور شراب پیتے وقت ترکی زبان میں کفر آمیز اشعار پڑھتے ہیں زبان بھی ان کی ترکی ہی ہے عربی بھی جانتے ہیں تیس برس کے بعد مرشد کی دعوت سے اس کے مریدوں کے کرتے ہیں جس میں کم از کم چالیس بولیں شراب کی ہوتی ہیں دوسرے سال پہرا بھا کرتے ہیں اور یہ سلسلہ علان اس میں برس کے پانچ برس تک رہتا ہے ہر سال ایک دعوت مع شراب کے پانچوں سال ایک کو سفند ذبح کرنے میں جبکا پوست اس صوفی سے مخصوص ہوتا ہے اور ان دود و نفع کو بھائی بھائی اور ان کی عورتوں کو بہن بہن قرار دیتے ہیں بعد اس کے مرشد کی عبادت کرنا چاہتے جو وقت مرشد کی خدمت میں جلتے ہیں روک روک کر سجدہ میں جاتے ہیں پھر سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھتے ہیں شب ہائے جمعہ میں نماز طرفیت پڑھتے ہیں مرشد کو اپنے دربان میں بٹھا کر اسکو سجدہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ خدا نے ہم کو پیدا کیا ائمہ علیہ السلام کو چاروں معصومین سے الگ جانتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے اہل ایمان اچودہ معصوم احمد محمد علی یہ سب بعد حروف بھی اٹھائیں ہیں اہلسنت کو نہ بیٹی دیتے ہیں اور نہ انکی بیٹی لیتے ہیں۔

- حقیر آقا شیخ موسیٰ الابرہی الزنجانی، علمائے اعلام اور حج اسلام نجف اشرف کے حکم سے دہلی برس ان لوگوں میں رکر شب دروز مجادلہ اور مباحثہ میں مصروف رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر ایک ہزار نفر سے زائد شیعہ خالص اصولی ہو گئے جن میں سے چند آدمیوں کو پس لے لیا اور ان بالفعل نجف اشرف میں مشغول تحصیل و نیات ہیں،
- مذکورہ بالا صوفیوں کے پاس ایک ایسی کتاب ہے جسے یہ الگ پوشیدہ رکھتے ہیں جو صوفی کے نام لکھ ہے کہ کوئی شخص اسکو دیکھے اگرچہ ہزار لیرہ بھی خرچ کرے، بالآخر جب ایک

تعداد (ہزار آدمیوں کی) ان میں سے ہدایت یافتہ ہو گئی تو وہ کتاب و کتابت ہوئی وہ  
ترکی زبان کی کتاب ہے جسے شاہنشاہ کی طرف منسوب کرتے ہیں نام اس کا کتاب مناسبت ملا دیا  
ہے، اول ہے آخر تک سب لکھے بغیر بچے لکھے ہیں کہ پیغمبر چوتھیں مرتبہ سورج کو گئے  
ہر مرتبہ خدا کو جو ان امر و خوش روئے نابالغ اور دختر پاکرہ کی صورت میں دیکھا اور خدا نے  
ان دونوں صورتوں میں پیغمبر کی مراد دی جو رد و جفا نہیں کی، صوفی کو بھی لازم ہے کہ اپنے دل  
اور لڑکیوں کو مرتبہ کے سپرد کریں اور اس کی مراد دیں۔

واضح ہے کہ صاحبان غیرت و حمت اور پختہ کار مسلمان تحمل نہیں کر سکتے کہ یہ جماعت  
اس حال ہے وادی ضلالت میں ان صوفیاء مجتہد شیطان کے چنگال میں احکام کلمہ  
اور دیانت اس سے دور پڑی رہی قال رسول اللہ لابی ذر لو ھدی اللہ تعالیٰ  
سبدک واحدًا خذواک مما طلع علیہ الشمس فی نخلۃ من الدنیا وما فیہا  
فرمایا حضرت رسول نے انور ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے ایک شخص کو بھی ہدایت  
کر دے تو تیرے لئے ان تمام چیزوں سے تیرے جیسے طلوع کیا اور ایک نسخہ میں و  
کہ دنیا و ما فیہا ہے بہت ہے،

اگر کوئی شخص اس جماعت کی ہدایت کا عمدہ طریقہ سے خواہاں ہو تو ایک مدرسہ ان  
اطراف میں قائم کہ پانچ برس کے عرصہ میں سب ہدایت یافتہ ہو جائیں گے، خرچ اس  
مدرسہ کا ان اطراف میں پانچ چھ ہزار ہے زبان نہ ہو گا جیسے سبب امر و نعت و اذات  
کے بالفعل کا طین شریفین میں توقف کر کے منتظر کائنات ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ ابواب کے  
کوئی امر ظاہر کرے،

(چھٹا)

(موسیٰ الابرہی الزنجانی)

کچھ شک نہیں کہ جن لوگوں کے عقائد و اعمال کی یہ حالت ہو جو اس خط میں ذکر کی گئی ہے ان کو  
مسلمان کہنا اسلام کے خوشامیہ پر ایک ایسا بدنامہ لگا دیا ہے جو اس سے اہل عقل و حکمت کے  
نزدیک باعث ستیزہ و خوار کرنے کے لئے کافی و دانی ہے، کوئی دیندار مسلمان باوجود حالات مذکورہ کے ایسے  
لوگوں کو مسلمان نہیں کہہ سکتا اور نہ محبت الہیت کو باوجود ان کفر و لعنہ و اعمال و اقوال کے ان کے  
لئے فیض خیال کہہ سکتا ہے مگر چونکہ وہ خود اپنے کو دائرہ اسلام میں جہل اور مرہ اہل تشیع میں شامل جانتے ہیں  
اور باوجود اعانے اسلام و ایمان کے ایسے عقائد و اعمال کے معقد اور ایسے اعمال فاسدہ کے حامل ہیں

جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج کل اسلام حقیقی کی آواز ہی اُن کے کانوں تک نہیں پہنچی اہل ایمان حقیقی کی تصویر کشی ہی ان کی آنکھوں کے سامنے نہیں کی گئی کوئی اسلامی مبلغ وہاں تک نہیں پہنچا کہ کسی واعظ نے اُن کے بلا دیں قدم نہیں رکھا لہذا علیہ السلام تبلیغ کا وہاں تک پہنچنا اور حضرت واعظین کا اُن کے بلا دیں جا کر اسلام حقیقی کی آواز سے اُن کی سامعہ نوازی کرنا اور ایمان حقیقی کی تصویر کشی سے اُن کے دلوں اور آنکھوں میں بصیرت و بصارت کا پیدا کرنا اور اُن کی ہر ایت و اصلاح کو کہ انھیں صراطِ مستقیم تک پہنچانا فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بہترین طریقہ سے ادا کرنا کیا مراد ہے، خداوند عالم حج اسلامیہ نجف اشرف اطال اللہ تعالیٰ ہم کے علوم و کمالات اور اُن کے اسلام نواز احساسات میں برکت عطا فرمائے جنھوں نے اُن گمراہوں کی رہنمائی کے لئے محترم کاتبِ خطا کو اُن کی جانب روانہ کیا اور جناب موصوف کو بہترین جزائے محبتیں کراست فرمائے جنھوں نے ڈھائی سال وہاں کی صورتوں کو برداشت کر کے ایک ہزار نفوس کو صراطِ مستقیم تک پہنچا دیا ایک تنہا کی کوشش اور ایک ہزار آدمیوں کا راہِ راست پر گمانا امید دلانا ہے کہ گہرا ضابطہ کوشش کی جائے اور ایک تبلیغی مدرسہ ہاں قائم کر دیا جائے تو اس پوری جماعت کا راہِ راست پر آگنا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور شیر ایمان تبلیغ کے نزدیک پانچ چھ ہزار روپیہ سالانہ کے مصارف بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے،

عراق عرب میں مدرسۃ الواعظین کے اثرات پہنچانے اور وہاں اس مدرسہ کی ایک برانچ قائم کرانے کی خواہش جو جناب سر کا صد الشریعہ و ام طہ العالی کے محضرانور میں ممدوح کی تشریف بری عراق کے موقع پریش کی گئی تھی اس خطا کی وھول بانی کے بعد انتہائے اہمیت کو پہنچ گئی اور بخوبی تمام وضع ہو گیا کہ وہاں تبلیغ کے کیسی شد یہ ضرورت سے ادا دبانے علماء و اعلام مدرسۃ الواعظین کو کس نظر سے دیکھ رہے ہیں بہر حال مدرسۃ الواعظین کے ارباب حل و عقد اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں اور امید ہے کہ موجود مالی مشکلات کے عقدہ حل ہو جائے کہ بعد ایک مؤثر اقدام کیا جاسکے گا (ذاجیز مرید)

### البدایہ

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا نہایت قابل دید مسئلہ جو جسیں بچوں ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہو اور انھیں کی سمجھ کا اندازہ کر کے پہلے ایک مقدمہ میں اجالا اھول دن اور کلہ اسلام و ایمان کو سمجھا دیا ہو پھر پہلے باب میں اھول دین کی ہر اھل کو بہت چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے بہن نشین کر دیا ہو دوسرے باب میں فرع دین میں ہے ہر فرع کے مولیٰ و مطالب بیان کر کے ہر ایک فرع کو تفصیل سے علی عنوان پر سمجھا دیا ہو اور ان مطالب کو پہلے کے باور ہی مضبوط کا غنڈ پر چلی ہے لہذا کیا یہ تمثیل فی سائرہ اور علاوہ موصول فی ۱۲ رسالہ شرح موصول علاق میں

## علمی کتابیں

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہوا الواعظ بن عمر ۹

صواعق محرقة اور اسکا  
تالیف الامام العالم العلامة القصیر المحدث شہاب الدین  
احمد بن حجوا لہ تہمتی نزیل مکة المشرفة

یہ عبارت صواعق محرقة کی روح کی ہے جو مطبعہ مینیہ مصر میں ۱۳۲۰ھ جاپی گئی ہے اس کے حاشیہ  
پر مصنف کی دوسری کتاب تطہیر النجاس بھی جاپی گئی ہے جو کولج کی مذکورہ بالا عبارت کے نیچے طرح  
ظاہر کیا گیا ہے (و بجا مشر کتاب تطہیر النجاس واللسان عن المظہور والتفہہ بثلث  
ستینا معادیر بن ابی سفیان)

صواعق محرقة مذکورہ کے دیباچہ کی سطور ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کب در کبوں اور کس  
طرح لکھی گئی ہے،

ما بعد نانی شئت قد تآ فی تالیف کتاب  
یبتن حقیقہ خلافتہ الصدیق وامارۃ ابن  
الخطاب فاجبت الی ذلک ماعز فی حد  
هذا الجناح فجاء عہد اللہ انور جلالہ  
ومنها جانا شریفا مسلکاً فینفا ثم سکت  
فی قوائد فی رمضان سنۃ خمسین وستم  
بالمسجد الحرام لکنہ الشیعۃ والرافضۃ ونحوہما  
الان بکثرۃ المشرق بلاد الاسلام قاتل  
الی فلک رجاء لہد ایتہ بعض من نزل بہ وقتہ  
عن اوضح المسالک ثم منہ لی ان ازید علیہ  
اضاعاف مافیہ وایین حقیقۃ خلافتہ الامم  
الاربعہ وفضائلہم وما یتبع ذلک الخ  
کچھ دن ہوئے کہ مجھ سے ایسی کتاب کی تالیف کا  
سوال ہوا تھا جس میں خلافت صدیق و امارت ابن  
خطاب کی حقیقہ بیان ہو مینے اس بارگاہ کی فوری  
خدمت کا خیال کر کے اسے منظور کر لیا (کتاب لکھی)  
تو محمد اللہ عز و بن گئی اور بڑا اچھا ذخیرہ اور عمدہ  
ملک معلوم ہوا اسکے بعد ماہ رمضان ۱۳۰۵ھ میں  
مسجد الحرام میں اسکے پڑانے کی خواہش کی گئی کیونکہ  
اشرف بلاد اسلام یعنی مکہ مشرقہ میں ان دونوں شیعہ اور  
رافضیہ اور کسی قسم کے لوگوں کی کثرت نہ توں بنے  
اسے بھی قبول کر لیا بدیناں میں بعض لوگ جھکے قدم  
راہ رہتے دیکھا گئے میں شاید انکی ہدایت ہو جا  
پر دل میں آئی کہ جتنا ہے اُس سے زیادہ ہیں  
بڑا ہوں اور چاروں خلفاء کی خلافت کی حقیقت بھی بیان کر دوں نیز ان کے فضائل اور اس قسم کی باتیں

بھی لکھوں

اس کتاب کا ترجمہ انھیں دفن خباب کمال الدین صاحب نے فرمایا ہے اور اس کے دیباچہ میں صفحہ ۴ پر اسطرح تحریر فرماتے ہیں:-

درستہ یسبعین و تسعمائة اقل البضاعة کمال الدین بن فخر الدین جہرمی را ماہور ساخت  
بالکتاب مذکور را بزبان فارسی نقل کن و تا فائدہ عام باشد..... در آن بشروع  
نمودم و بے تئیر و تبدیل در وضع و ترتیب آن را بفارسی نقل کردم بے آنکہ چیزے اہل  
کتاب را نقصان کنم و با زیادہ نایم گر ترجمہ آیات و احادیث و بیان الفاظ مشکلات از  
دوئے تفاسیر معتبرہ و شروح احادیث ثقات شہورہ استخراج نمودم..... و این کتاب  
را براہین قاطبہ در ترجمہ صواعق محرقہ موسوم گردانیدم.... قال الشيخ فی الاصل و رہتیکہ  
علی مقد مات و عشر کا ابواب صناعۃ

اس ہے واضح ہے کہ اہل کتاب نے مترجم نے کوئی کبی زیادتی ترجمہ میں نہیں کی ہے لیکن براہین  
قاطبہ مذکورہ جو مطبع محمدی لاہور میں ۱۳۲۷ھ میں برقیع مولوی غلام حیدر صاحب فیض احمد صاحب بار  
دوم بہت نام فقیر اللہ صاحب شائع ہوئی ہے انہیں حالات حضرت عثمان میں سے ایک پورے تہہ کا کمال  
ڈالایا ہے، ملاحظہ ہو اہل صواعق محرقہ مطبوعہ مہینہ مصر ۱۳۲۲ھ صفحہ ۶۷ (تمتہ) فقہ الخواج علیہ السلام  
یہ عبارت صفحہ مذکورہ کی طرہ ۲۷ سے شروع ہوتی ہے اور صفحہ ۶۹ کی طرہ ۱ پر تمام ہوئی ہے اس عبارت  
میں بعض معائن کا ذکر ہے جو عثمان پر وارد ہوئے ہیں اور انکا جواب دیا گیا ہے چنانچہ ان میں سے عزال کاہر  
صحابہ من الاعمال اسراف فی بیت المال یعنی اقارب کو اکثر بھتہ دینا مثلاً علم کو بلانا اور اسکو بہت  
کچھ دینا وغیرہ حضرت ابن مسعود و ابی بن کعب کو قید کرنا، حضرت ابوذر کو جلا وطن کرنا عجلوہ کو  
نہارج ایلہ کرنا۔ ابن عوف کو منافق کھانا عمار باسگر پٹوا، ناکعب بن عبدہ کی عتک عزت کرنا وغیرہ  
قرآن مجید کا جلا نا عید اللہ ابن عمر کو باوجود حضرت علی اور اصحاب کے کتھے رہنے کے قتل کرنا۔ منی میں  
باوجود حالت سفر ناز پدی پڑھنا، حضرت محمد بن ابی بکر کے ساتھ غدہ کرنا، ایسی باتیں مذکور ہیں  
اور انکے جوابات کی کوشش کی گئی ہے، یہ پوری عبارت ترجمہ ہے غالباً

صرف اتنا ہی نہیں ہے یہ تو بڑی صاف اور ایک جگہ کی عبارت ذکر کی گئی در ترجمہ میں  
دوسرے مقامات پر بھی اس قسم کی کبی زیادتی ملتی، جو اصل کتاب میں نہیں ہے حالانکہ مترجم نے دیباچہ  
میں کئی ایسی ہی صاف انکار کر دیا ہے، چنانچہ ترجمہ کے صفحہ ۱۹ پر اہل کتاب کے الفاظ فانظروا فلما

وجہ الناس کے ترجمہ میں یہ لکھا گیا ہے (وچوں عثمان را دفن کردند و مراجعت نمودند) اسی طرح ترجمہ صفحہ ۱۹ میں یزید بن حبیب سے جو روایت ابن عساکر نے کی ہے اُسکے ترجمہ میں روحانت و خطا و نشان واقع شد زبان کیا گیا ہے اسی صفحہ میں چند سطروں کے بعد جو روایت سرحد کائنات ہے ابن عساکر نے بیان کی ہے اُسکے ترجمہ میں زبان بر آں معاویہ و عائشہ دریں باب و طلب خون عثمان شامی کو زندہ کا اضافہ ہے الی غیر ذلک،

راتم عرض کرتا ہے کہ یہ شبہ نہ ہو کہ اتفاقاً سہوا چھوٹ گیا ہو کیونکہ کوئی ایسا مقام نہیں چھوٹا جو جانی رہ کر مولف کے حق میں زبان مفید ہو تا لیکہ وہی جیسے کم ہین آتی ہوئے ان لوگوں کی مزید تائید معنی جکی رد میں کتاب لکھی گئی ہو لہذا ان فتوے میں ہوشیار رہنا ضروری ہے جو کہ میرا دوسرے سخن صرف تحریف کے متعلق ہے، پہلے اور باتوں کی طرف توجہ دلانا ضروری نہیں ہے ناقد بعیر خود متوجہ ہونگے،

واقعہ احراق مکتبہ اسکندریہ سچے تاریخ تمدن اسلامی کے حوالہ ہے اس واقعہ کے متعلق کچھ عرض کیا جا چکا اور تاریخ اسلام ہے اسکے بعد میری نظر تاریخ اسلام، اردو مولفہ ایس ڈاکٹر حسین

صاحب دہلی کے اُس حصہ پڑی جو اس سے متعلق ہے اس موقع پر ناظرین کی توجہ تاریخ اسلام کی طرف مبذول کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ لوگ اس کو نہا خزانہ سے غافل ہیں حقیقت میں تاریخ اسلام، جسے قسطنطین اور کثیر المنفعہ کوئی تاریخ میرے خیال میں اردو تو کیا عربی اور فارسی میں بھی نہیں البتہ کی گئی قیمت میں اتقدر کم حجم اتنا قلیل اور اسلامی واقعات کی مستند اور باحوالہ باتیں ہرگز کسی جگہ کیا نہیں دیکھی لیکن اردو داں حضرات کے لیے تو یہ کتاب بے نظیر ہے ہی عربی ماں حضرات کے لیے بھی نعمت غیر متغیر ہے مدارس عربیہ کے طلباء بالخصوص گذارش ہے کہ اس بے ہاتھ سے فائدہ اٹھانے کی سعی فرمائیں تاریخ اسلام جلد سوم مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ء مطابق ۱۳۹۳ء صفحہ ۹۳ مطر ۲ کے آخر کی عبارت سے غلطنامہ کے صفحہ ۲ ذیل ترمیم میں لکھا گیا ہے اس طرح ہے، درگہ طبعات الامم مطبوعہ مصر میں سے یہ عبارت نکال ڈالی گئی ہے یعنی طبعات الامم کی وہ عبارت احراق مکتبہ اسکندریہ سے متعلق ہے جس کا ترجمہ تاریخ اسلام نے نقل کیا ہے

نخای شریف اور کتاب مکالم بخاری شریف میں جمع تحریف کی گئی ہے انکی ایک قسم اور گزربھی اخلاق میں تحریف کی فرید شہادت اس طرح کتاب سکادم الاخلاق میں تحریف کی اجمالی اطلاع اکتفاء القنوع سے اوپر ہو چکی ہے اس مقام پر میں کتاب ہدایۃ الموحیدین کی ایک عبارت بعینہ نقل کرتا ہوں کتاب مذکور ملا احمد صاحب کنانی الاصل نجفی المسکن کی تصنیف ہے ادبہ زمانہ ناصر الدین

شاہ مت چار ملا عباس علی کتاب فروش خوشتری الاصل تبریزی اسکی کے دارالطباعت میں چھاپی گئی ہے انکی تین جلدیں ہیں فلکیہ سائز پر ہر ہر جلد میں تین چار چار سو صفحات پر ختم ہوتی ہے اسکی جلد دوم ص ۱۳۱ پر ذیل فصل نجم ان مقام سوم در بیان لزوم معرفت ہر یک از انکہ باسم و نسب حسب ایشان یہ عبارت ہے :-

درینے دریں زماں از شدت تعصب و کمال بغض کہ با مذہب شیعہ و از مذہب کتب شیعہ را بہت آردن بنائے تحریف میگذازند چنانچہ دریں ایام مبارک اخلاق مجموعہ شیخ طبری علیہ الرحمہ را طبع کردن از ہر جا کہ اسم مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ است تحریف بیض حکما کر کے اندوہر جا کہ اسم مبارک علی بن ابیطالب علیہ السلام است تبصیر باسم عمر آوردن اندوہر جا کہ ذکر امام بحق باطنی جعفر صادق علیہ السلام دیدہ اند بدل بعض عرفانوں اندوہر جا کہ اسم مبارک عصمت کبریٰ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا است عوض بوائے نودہ اندوہر جا کہ طلب ہم احمد شد موجب رسائی علمائے ایشان دو دلیل بر فساد مذہب خودشان میباشند ظاہر و باطنی و باطنی کتبہ دال کہ از اول امر بنائے تغیر دین محمد بن عبداللہ را دارند و بنائے تمرد و نفاق راگزاشتہ اند ازینست کہ در خصوص نفوس وارد در خلافت علی بن ابی طالب علیہ السلام عذر را میگویند و بیچ یک خیالی از عصیت نیست گا ہی گویند کہ اس نفوس اخبار کاوند و اخبار اتحاد و صلح دین مانع نمیشد گا ہی گویند کہ اس نفوس در کتب مناقب مسطور است نہ کتب صحاح و اگر از صحاح معتبر و ایشان نقل نہایم گویند کتب صحاح نیز غیر معتبر و اند پس نہر حدیثی کہ در کتب صحاح است قابل استدلال است مؤلف گوید راست میگویند دریں زماں تا آخرین ایشان خصوصاً بعد از بنائے چاپہ گذاشتن کتب در مصدقہ سلا بول نسخہ قدیمہ خود را بسیار بغیر معتبر کردند لیکہ دس کردند چنانچہ در نسخہ عتیقہ صحیح بخاری کہ بخط خودشان نوشته شدہ است نزد داعی موجود است در حدیث نبوی کہ فرمودن ایتونی بدوا فاکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا نوشته شدہ است قال عمران الرجل لہوہ الاکان نسخہ چاپ ایشان نوشته اند کہ قال بعض المجلسا لان الرجل الخ

و انعم المحسن عرض کرتا ہے کہ اس عبارت کے لیے کسی مزید توضیح کی ضرورت باقی نہیں ہے صرف اصل عبارت ہی نقل کر دینا کافی ہو گا اور میرے مطلب کی دلیل واضح ہے و عدیل آخر از پشاور

## مذکرہ شیعہ خط قرآن

منبر

الفاظ و معانی کے مخصوص ارتباط کا فلسفہ جو سابق میں بیان کیا جا چکا ہے اس پر نظر رکھتے ہوئے قرآن مجید کی معادلات و رابطہ کرانہ نظر کے بغیر فوائد ہو سکتے ہیں انکا تعلق معانی کے ساتھ الفاظ سے زبان ہے وہ ہماری فوائد و فغایات جسکا حصول قرآن مجید کے مذاکرہ اور مطالعہ سے ہو سکتا ہے انکو سلسلہ وار لکھ کر ہم مکمل دیکھنے کے لئے ان کے اندر الفاظ کو زبان و دخل حاصل ہے یا معانی کو؛

بہلانا فائدہ ہر تفسیر کے صدق کا ثبوت معجزہ پر موقوف ہے، یہی وہ شے ہے جو سچائی کی کسوٹی اور حقانیت کا معیار ہے در نہ زبان سے تو اناللہ کہنے والے بھی نہیں جھپکتے، نبوت کا دعویٰ کو منسا مشکل ہے لیکن معجزہ وہ ہے جو حق کو باطل سے جدا کر دیتا ہو اور اس کے باعث سے غلط بیان یا وہ گوہر عیان نبوت کی زبان ہندی ہو جاتی اور ان کے دہنوں میں قفل لگ جاتے ہیں۔

مبدأ علم ہے جتنے انبیاء گزرے انکا معجزہ وقتی تھا اور اسی عہد کے اشخاص سے تسلیم ختم کرانے کے لئے کافی ہو سکتا تھا، اسی وجہ سے اس درق کے پلٹنے کے ساتھ انکی نبوتیں بھی انسانہ انسانی بن گئیں، اگر قرآن وحدیث کی گواہیوں نے ہم کو ان انبیاء کے صدق کا یقین نہ دلایا ہوتا تو ہم انکی نبوت کے صحیح تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی اور اسی وجہ سے عیسائی عاجز ہیں کہ وہ موسوی قوم کے ساتھ اپنے مسیح کی نبوت کو ثابت کر سکیں کیونکہ ان کے پاس اپنے دعویٰ کا ثبوت سوائے مشتبہ ادعائے یقینی قصوں حکایتوں کے کچھ بھی نہیں موجود ہے۔

اور اسی کے نتیجہ میں دیکھو کہ جن اشخاص کے متعلق اسلامی نصوص نے نبوت کی گواہی نہیں دی ہے انکی نبوت مشتبہ صورت میں باقی رہی اور دنیا کی کوئی طاقت انکو صحیح ثابت نہیں کر سکتی۔  
دوسری اہل بازوؤں میں انجمنی خیال آرائیوں کی بات دوسری ہے سکندر ذوالقرنین ہوں یا زرد  
حکیم یا مندرستان کے قدیمی دیوتا جن کی قدامت ادب زری کی حکایتیں بڑے شد و مد سے نقل کی جاتی ہیں لیکن انکی اصطلاحی نبوت بے اساس اختلاط و تخیلات کے احاطہ سے نکال کر کبھی یقینات کے دائرہ میں داخل نہیں ہو سکتی۔

یہ رسول اسلام کی خصوصیت تھی کہ خداوند عالم کی جانب سے آپ کو جہاں وہ ہزاروں معجزات عطا ہو جو انبیاء سابقین کے معجزات کی طرح وقتی حیثیت رکھتے تھے ان کے علاوہ سب سے روشن اور حیرت



انگیز معجزہ (قرآن) عطا ہوا ہے جو ایک مخصوص وقت پر بولکر ساکت ہو جائیگا گواہ نہیں اور نہ ایک دفعہ روشن ہو کر خاموش ہو جائیگا والا چراغ ہے بلکہ وہ بقا و دوام اور ابدی حیثیت کا مالک ہے اور ہمیشہ قائم الانبیا کی نبوت پر روشنی ڈالنے کے لیے موجود ہے۔

اُسکے ذریعہ سے ہر عہد میں منکر رسالت پر حجت خدا تمام اور حقانیت کا چراغ پوری جلوہ بازی کے ساتھ روشن ہے لہذا یہ کتاب ایسی ہے جس پر اطلاع حاصل کر فیہ نبوت رسالتا تب تعلیدی دائرہ بنے کلک کر حقیقی عنوان میں آجاتی ہے اور ایمان بالرسول کی روح تازہ ہوتی رہتی ہے۔

یہ بہت بڑا قرآن کا فائدہ ہے جس پر اسلامی حقانیت کی بنیاد اور آخری نجات کا دار مدار ہے سطحی نظروں سے دیکھنے پر شبہ ہو سکتا ہے کہ اس فائدہ کا تعلق معانی سے نہیں بلکہ الفاظ کے ساتھ ہے، لیکن تہہ ہے اہل کے بعد یہ امر یقینی ہو جاتا ہے کہ صرف الفاظ کا فائدہ قطعی حاصل نہیں ہو سکتا،

بعض مستشرقین اہل مغرب کا خیال ضرور ہے کہ الفاظ قرآن میں ایک موسیقی آئینہ اور ترنم کیفیت پائی جاتی ہے اور وہی اُسکے اندر مقناطیسی کشش پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے لیکن یہ خیال مضحکہ خیز اور درحقیقت قرآن کی اعجازی طاقت کے مقابلہ میں اپنی شکست کا اعتراف ہی، مجاز و قرآن کا تعلق ان وجوہ فصاحت اور لطافت ترتیب و نظم کلام سے ہے جن کو آیات قرآن اپنے دامن میں لیے ہوئے برآمد ہیں بنا پر یہ فائدہ مخصوص ہے انہی افراد سے جو ساقی قرآن اور ان کے ارتباط و انتظام اور ابھی کے اعتبار سے الفاظ کی نسبت و تسلسل کا اندازہ کرنے کی صلاحیت رکھیں صرف الفاظ شناس اور حروف آشنا شخص کے لیے اس سے بہرہ یاب ہو چکا کوئی ذریعہ نہیں ہے بلکہ محققین نے بسطے کیا ہے کہ معانی سے قطع نظر کہ اگر دیکھا جائے تو کسی کلام میں کوئی تفصیل حسن پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور نہ ایک کلام کو دوسرے پر کوئی امتیاز و توفیق حاصل ہے بلکہ کفر و ایمان و کلاموں میں جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے وہ الفاظ و معانی کی اجتماعی جنت ہے جب تفصیل و امتیاز اور بلاغت کلام معانی سے وابستہ ہے تو ظاہر ہے کہ یہی تفصیل و بلاغت ہوتے رہتے قرآن میں روح اعجاز بن گئی ہے لہذا اعجاز بھی معانی ہی سے وابستہ ہو سکتا ہے،

علامہ عبد القادر جیلانی اپنی کتاب دلائل الاعجاز صفحہ ۳۰ میں اس امر کے اثبات میں کہ اعجاز اور تفصیل کا نشو و نما معانی سے ہوتا ہے نہ صرف الفاظ سے رقمطراز ہیں :-

هل تشك اذا فكت في قوله قال رقيب  
يا ارض البلي ماء لك ويا سماء افلحي و  
غيفض الماء وقضى الا حروا استوت على  
جب اس آیت میں غور کرو کہ درمک گیا اسے زمین کل  
اپنے پانی کو اور اسے آسمان توصاف ہو جا د پانی نہ  
نشین کرد یا گیا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا اور کشتی نوح

الجودى وقيل بعد اللقوم الظالمين)  
 فتجلى لك منها الاعجاز ويهرك الذى  
 ترى سمع انك لم تجد ما وجدنا  
 من المزيه الطاهر والفضيله الفاهر  
 الا لا مريجه الى ارتباط هذه  
 الكلم بعضها ببعض وان يراض لها  
 المحسن والشرف الامن حيث  
 لاقت الاولى بالشانين  
 والثالثه بالرابعه وهكذا  
 الى ان تستقر بما الى اخرها  
 ان الفضل ينال ما بينهما  
 وحصل من مجموعهما ان  
 شككت فتأمل هل ترى  
 لفظه منها بحيث لو اخذت من  
 بين اخواتها وافدت لادت  
 من القصاصه ما توديره في  
 مصانها من الايه قله بلوى  
 واعتبرها وحدها من غير  
 ..... ان تنظر الى ما قبلها  
 والى ما بعدها وكذا لك اعتبار  
 سائر ما يليها وكيف بالشك في  
 ذلك ومعلوم ان مبدأ  
 العظمه في ان نبي  
 الارض شاموت ثم ان  
 سكان الندا عبيادون

کہ جو دی پرٹری اور کہا گیا کہ رحمت خدا ہے دو  
 ہر ظالم گروں کے لئے اور تعارض ساتھ ساتھ  
 سے شان عباد ہویدا ہوئی اور بلاغت کے جلوہ دار  
 منظر نے جو حیرت بنایا تو کیا اس بات میں شک  
 ہو سکتا ہے کہ یہ کبلی ہوئی خصوصیت اور بہت  
 شکن فضیلت جو اس کلام میں تم کو دکھائی دے  
 ہے یہ نہیں ہوگا ایسی جہت سے کہ جو ایک کلمہ کے دوسرے  
 کلمہ کے ساتھ ربط سے تعلق رکھتی ہے اور یہ خوبی  
 شرف نہیں پیدا ہو ہے مگر اس لحاظ سے کہ پہلا کلمہ  
 دوسرے کلمے سے اور دوسرا کلمہ تیسرے سے اور تیسرا چوتھے  
 سے اسی طرح آخر آیت تک دست گریاں ہے  
 اور اسی زبردست تسلسل اور جوڑ کے اندر فضیلت  
 کی تیدائش ہوئی ہے، اچھا اگر اس میں شک  
 ہو تو یوں سمجھ کر انہیں کبھی لفظ بھی ایسی ہے کہ  
 اگر اپنی ہمسایہ لفظوں کے پاس ہے ہمالی جات  
 اور تنہا کو دیکھئے تو وہ اسی طرح فصاحت کے حق کو  
 ادراک جس طرح وہ اپنی جگہ پر رہتے ہیں ادا کر  
 رہی ہے۔ کہو را بلوی اور صرف اسی لفظ پر نگاہ ڈالو  
 بغیر اسکے کہ اسکے قبل و بعد کے الفاظ پر نظر کر دے  
 طرح دیگر بعد والی لفظوں کو تنہا دیکھو تو کیا  
 اس میں کچھ بھی فصاحت ہے؟  
 کچھ غفلت اس کلام میں پیدا ہوئی ہے کہ  
 گواہی دے گئی دھانیوالے حکم کی اہمیت کو  
 تو نہیں لیکن سلف کے کہہ نہ تو کوئی بنا لیتی ہو اگر اس  
 کو حکم دیا گیا جس میں اولیٰ کو نیہ کو شربہ

ای غویا بیتھا الارض شرھا ضامن  
 الماء الى الکات دون ان یتقال  
 ابلع الماء شران ایتبع نداء  
 الارض وامرھا بما هو من مشاھھا  
 نداء السماء وامرھا کذا  
 بما یخصھا شران قیل وغیض لما  
 فجاء الفعل علی صیغۃ فعل التالف  
 علی انھ لم یفرض الا بامر امر وقد  
 قادر شرنا کید ذالک وقصرہ  
 بقولہ تعالیٰ ورفضی الامر ثم  
 ذکر ما هو نداء هذه الامور  
 وهو استوت علی الجودی شر  
 اضمار السفینۃ قبل الذکر  
 کما هو شرط القیامۃ والذکر  
 علی عظیم الشان ثم مقابلہ  
 قیل فی الخاتمۃ بقیل فی لفظہ  
 افتوی بشئ من هذه المضائض  
 التي تملأ بالاعجاز وعقہ  
 وتخصرک عند تصورھا ہیبة  
 تحیط بالنفس من اقطارھا  
 تعلقا باللفظ من حیث هو صوت  
 مسموع وحرکت تتوالی فی  
 النطق امر کل ذلک لمابین  
 معانی الالفاظ من الاتساق  
 العجیب فقد اتصنھا ذات

لباس میں امر کن کا نمونہ بنا کر پیش کیا گیا ہے اور اُس  
 میں افزائی اور خلوات و زری کی گنجائش نہیں  
 بہرہ کنذا حوت یا کے ساتھ ہوئی نہ اسی کے ساتھ  
 جیسے یا بیتھا الارض کیونکہ اس دوسری عبارت  
 میں کلام کی سب سے سادگی کو ایک غیر معمولی دھماکا لگا  
 ہے اور تمام طبقات ارض کو شخص واحد فرض کرنے  
 اسکے نام کو علم کی صورت میں پیش کرنے کی غرض بھی  
 فوت ہوتی ہے، بہرہ کی لفظ کو ضمیر کات کی طرف  
 منضات کیا گیا نہ یہ کہ کہا جائے ابلع الماء جبکہ  
 باعث اُس امر کی طرف ضمنی اشارہ ہو گیا کہ زمین  
 ہی کے لیے یہ امر لیاں ہے کہ وہ اُس پانی کو جذب  
 کرے کیونکہ وہ اُسی کا مخصوص حصہ ہے اور اُسی کے ساتھ  
 کل شئی برجع الی اصلہ کے مشہور فلسفہ پر بھی روشنی  
 پڑ گئی، بہرہ کہ زمین کی مادی اور اُس کے ثانیان شان حکم  
 دینے کے بعد آسمان کو ندادی گئی اور کوجہی بسا ہی  
 حکم دیا گیا جو اُس سے تعلق رکھتا تھا یعنی یہ کہ وہ اپنے  
 اوپر چمکے ہوئے بادلوں کی چنگگیری کو کولہ سے  
 اور اُپر چمکے بادلوں کا سلسلہ جس نے عالم غصیرات  
 کو غرق آب کر دیا ہے منقطع ہو جائے، بہرہ کہا گیا غرض  
 الماء وجود حقیقت سابقہ احکام کے نفاذ اور اُن کے  
 نتیجہ کا اعلان ہے اور اصل مجہول لایا گیا جس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ پانی جو تشریف ہوا ان ایک حاکم  
 کے حکم اور تادیرستی کی قدرت سے زہ خود بخود بہرہ کی  
 مالک کی گئی قول خدا (رفضی الامر) کے ساتھ (اد)  
 اس طرح عذاب ہلاک شدہ اقوام کے آخری انجام

انضبا حالا بدع للشك  
 بحال ان الالفاظ لا يتفاضل  
 من حيث هي الفاظ مجردة  
 ولا من حيث هي كلمة مفردة  
 وان الالفاظ تثبت لها الفضيلة  
 وخلافها في ملامتها معن  
 اللفظ لمعنى التي تليها وما اشبه  
 ذلك مما لا تعلق له بصريح  
 اللفظ -

کو محقق ہے جلیس بیان کرتے ہوئے الہی سلطنت کے  
 پر زور ارادہ اور اسکی وسیع طاقت کی طرف اشارہ  
 کیا گیا ہے، پر ان سب باتوں نے جو فائدہ اور حقیقت  
 تھی اسکو وہ استوت علی الجودی، کہ کر ظاہر  
 کیا گیا اور یہ دکھلادیا گیا کہ عذاب عظیم کے عالمگیر  
 مصائب کے کس طرح خدا کے مخصوص بندے نجات پہنچا  
 ہیں، پھر سفینہ رکنی نوح کی طرف اسکا تذکرہ کیے  
 بغیر ضمیر پھیری گئی جو غفلت شان کی مظہر ہے یعنی  
 مروج کی اہمیت اور نزاکت کو دیکھتے ہوئے مخاطب کے

ذہن میں اس کشتی کا خیال ہونا ضروری ہے اور ان اسکی رشتی ہے کہ اس کا اشارہ سنتے ہی ذہن  
 اسی کی طرف منتقل ہو جائے، پھر ابتدائے کلام میں جو قبل کی لفظ تھی اسکی  
 موافقت میں خاتمہ کے اندر بھی لفظ قبل کا اعانہ کیا گیا (قیل بعد اللعوم الظالمین)  
 کیا یہ خصوصیات جو انبیاء عیاشی شان ہے دہشت میں ڈال دیتے ہیں اور اسکی تصور ہے ایسی  
 ہیبت ہوتی ہے جو نفس کو تمام اطراف سے گھیر لیتی ہے، انکو کچھ تعلق الفاظ کی اس حیثیت  
 کے ساتھ ہی کہ وہ ذہن سے نکلتی ہوئی اور ہے جو گوش گزار ہوتی ہو اور حرف ہر حیات کے بنے  
 میں پہلو بہ پہلو موجود ہوتے ہیں یا ایسا نہیں بلکہ یہ سب اس بے مثل اور عجیب و غریب نظام  
 و تسلسل کا نتیجہ ہے جو ان الفاظ کے معانی میں ولایت ہے اب بالکل واضح ہو گیا اس طرح کہ  
 شک کی گنجائش باقی نہیں رہی یہ اگر الفاظ میں ایک دوسرے پر فوقیت صرف الفاظ یا فقر  
 کلمہ ہونیکے حیثیت سے نہیں پیدا ہوتی بلکہ الفاظ کے لیے لمبندی اور سہتی جو کچھ بھی حاصل  
 ہوتی ہے وہ اس جھپیدگی اور ارتباط سے جو دو لفظوں کے معانی میں پایا جاتا ہے یا ایسی  
 ہی کوئی بات جو تمنا الفاظ سے تعلق نہیں رکھتی۔

ہم نے یہ پورا کلام باوجود غیر معمولی طول و کھنکھ کے اسی جہت سے نقل کر دیا کہ اس کے بعد اس میں کئی  
 شبہ باقی نہیں رہتا کہ اعجاز قرآن کا تعلق معانی کے ساتھ ہے نہ الفاظ سے

دوسرے فوائد قرآن مجید اسلامی قوانین و احکام کا مجموعہ ہے اور اسی کی طرف منسوب نہ کہ میں جو  
 اس وقت موجود ہیں ان پر جب نظر کیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر اکثر تو ایسی ہیں کہ جن میں علی

پہلو سراسر منفقوہ ہے اور اگر بعض میں انسانی کار پر داری کے لئے کچھ قوانین مذکور بھی ہیں تو بالکل ناقص حیثیت ہے جس کو انسانی زندگی کی کامیابی میں کوئی اہمیت حاصل نہیں انہیں جو عیسائیوں کی مقدس کتاب ہے وہ فحش قالمیں میں ہو کر اگرچہ چار کتابوں کا نام ہو گئی ہے جو توحید فی التثلیث کے گو رکھ دیندے کے ساتھ توحید فی الترتیب کا نمونہ ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی احکام الہی کے بتلانے کی خاص نہیں ہے وہ درحقیقت مسیح کی تاریخ زندگی اور سوانح حیات کا مجموعہ ہے جس کو چار شخصوں نے متعارف لیکن جیسے جیسے پیراہن میں حج کیلئے اور ایک کو دوسرے کے تحریرات سے اختلافات اور ناقص کی پرواہ بھی نہیں ہوئی ہے انکی ابتدا اور انتہا خود انکی تاریخی حیثیت کی شاہد ہے،

انجیل متی کی ابتدا ”باب اول کتاب نسب نازرے عیسیٰ مسیح بن داؤد بن ابراہیم“ ہے اور انتہا دقت عیسیٰ اور اسکے دفن و کفن اور زندہ ہو کر آسمان کی طرف جانے پر ہوئی ہے انجیل مرقس کی ابتدا عیسیٰ تعزیتہ دہندہ کے قہار در عیسیٰ کے بعض کلمات سے ہوئی ہے اور انتہا پیر عیسیٰ کی وفات و دفن وغیرہ کے حالات پر ہے:-

انجیل لوقا کے شروع میں تو اسکے مصنف کی جانب سے بہت صاف صاف لکھا گیا ہے کہ یہ ”ان واقعات و حکایات کا مجموعہ ہے جو مجھ کو موثق ذرائع اور پیش رو معتمد اور توں سے معلوم ہوئے ہیں اور مجھ کو صلاح معلوم ہوئی کہ ان کو حرف بحرف سلسلہ وار تحریر کر دوں،

انتہا اس کی بھی عیسیٰ کی وفات اور اسکے بعد والے واقعات پر ہوئی ہے،

انجیل یوحنا کی ابتدا بھی یحییٰ کی حکایت سے اور انتہا عیسیٰ کے انجام کار پر ہو گئی ہے اور آخر میں یحییٰ طہر پر لکھا گیا ہے کہ یہ وہ واقعات ہیں جو عیسیٰ کے ایک شاگرد نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اُن کو اپنے فہم سے لکھا ہے اور مصنف انجیل کے نزدیک صحیح و درست ہیں یہ عیسائیوں کی سان لوجی ہے کہ وہ باوجود ایسے صریح علامات و اشارات کے جو ان کے پیش کو عیسیٰ پر اُتری ہوئی الہامی کتاب سمجھتے اور اسکو وحی مقدس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔“

نوریت میں اگرچہ ایک حد تک شرعی احکام کا ذکر کیا گیا ہے لیکن زبان تراشکے بولب تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اُمایک ابساحاج قانون جو نوع البشر کے فطریات زندگی کا متخلل ہو سکے موجود نہیں ہے، یہ اسلامی کتاب قرآن مجید ہی کی خصوصیت ہے کہ اُس نے اعلیٰ حیثیت سے زندگی کے ہر شعبہ پر روشنی ڈالی ہے اُس نے ہر کے بعد سب سے پہلے جس بات کا اعلان کر دیا جو یہ ہو کہ ذلک الکتاب کا دیب فیہ ہدیٰ للمنفین الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و ما رزقنا ہم ینفقون

# مجموع مآثر جنوری ۱۳۰۳ء

آمنی

بقایا آخر و سیمین ساله  
آمنی ماه جنوری ساله

سبع صامه  
اخلاص

مستقل

عالمیاب باؤ علام محمد صاحب راولپنڈی  
عالمیاب محمد اکبر صاحب کراچی انجمن اللہ  
رضویہ سیتا پور

عالمیاب سید واجد علی صاحب کابل رائے بریلی

عالمیاب میرزا بدر الدین صاحب شملہ

عالمیاب مولوی محمد جراحین صاحب جونپور

عالمیاب محمد عیسیٰ صاحب بہاول پور

عالمیاب محمد جلال صاحب مدلس

عالمیاب سید زوار حسین صاحب ممبئی

عالمیاب عتیقی صاحب کابل بقی

عالمیاب سید نذیر حسین صاحب فرق امین گڑھی

راجپور اسٹیٹ

عالمیاب کریم صاحب پراڈیش کافر پور

عالمیاب محمد محمود صاحب شیر شاہ کپڑی لکھنؤ

عالمیاب شمس الدین صاحب پراڈیش گڑھی

عالمیاب ذوالقادر صاحب گڑھی

عالمیاب محمد کبیر صاحب گنڈا گڑھی

عالمیاب نواب احمد خٹا صاحب تعلقہ دار

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

پریازاں ضلع پراڈیش

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب علی مرتضیٰ صاحب ناٹا گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

عالمیاب محمد باقر صاحب ڈکٹر گڑھی

تسلیم کنگ جلالہ بدریہ مولوی سید علیہ السلام	عائینا آقا شیخ ابو نصر گیلانی صاحب ع
داغ صاحب تحصیل دین پور	ابن اسریہ کلکتہ
عائینا صاحب مخرج صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا ابن امام صاحب دکیل پور کلکتہ
عائینا صاحب کراچین صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا میرام پور پونگ کلج
عائینا صاحب مورچین صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب مخرج صاحب دکیل پور کلکتہ
عائینا صاحب جواچین صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا شیخ شدن صاحب بنارس
عائینا صاحب ابن حسن صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب بنارس
عائینا صاحب حیدرآباد صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب کیم محمد علی صاحب تھوڑہ
عائینا صاحب البرکات صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب قبول حسین صاحب لکھنؤ
عائینا صاحب جواچین صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب میرزا حسین صاحب مثالیہ کلکتہ
عائینا صاحب بشیر علی صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب غفر علی صاحب جلال صاحب کلکتہ
عائینا صاحب صفدر حسین صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب صفدر علی صاحب نور علی لین کلکتہ
عائینا صاحب نجم الحسن صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب محمد صادق صاحب نور علی لین کلکتہ
عائینا صاحب اخلاق حسین صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب مرزا غلام حسین صاحب شاہ پوری
عائینا صاحب شیخ بہادر حسین صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب مارکٹ کلکتہ
عائینا صاحب فرزند علی صاحب نوکانوی کلکتہ	عائینا صاحب کاظم حسین صاحب نور علی لین کلکتہ
عائینا صاحب غیاث حسین شاہ سردار صاحب	عائینا صاحب پرنس محمد سلطان علی مرزا صاحب ع
مصطفیٰ آباد ضلع فیض آباد	نور علی لین کلکتہ
عائینا صاحب جی بہادر علی صاحب ہرن آباد کلکتہ	عائینا صاحب شریف جعفر صاحب نرگیاں کلکتہ
عائینا صاحب شہ محمد حیدر صاحب میاں براج کلکتہ	عائینا صاحب محبوب بن صاحب مختار کانپور
عائینا صاحب محمد کاظم صاحب مولیٰ آباد کراچی	عائینا صاحب ابو جعفر صاحب انجمن دیکوکل
دہلی بی انار و دروہ	عائینا صاحب دفع زبیر النسا کیم صاحب روتہ
عائینا صاحب محمد یونس صاحب چیت پور کلکتہ	امام بازارہ چیت پور کلکتہ
عائینا صاحب ضمیر حسین صاحب بڑا کانوٹ صاحب چوڑہ	عائینا صاحب پرنس نوشیروال جاہ صاحب بڈو

عالمیاب نواب کندر بلبلان مرزا صاحب سے	قرض از عالمیاب جنرل سکریٹری صاحب سے
نور علی بن ملک	قرض از سرکار متولی تنظیم
عالمیاب شیخ شتاق حسین صاحب بڑا گلاوہ	قیمت ٹکٹ صاحب لائسنس ہڈریہ مولوی عدیل اختر صاحب سے
جنرل	قیمت کتاب بجا والا نواب از مولوی عدیل اختر صاحب سے
عالمیاب سید شتاق حسین صاحب نالوہی کلکتہ	فروخت قمر صحن چمن
عالمیاب سید سجاد حسین صاحب سیدہ سر کلکتہ سے	قیمت ٹکٹ بابت و بوبو
عالمیاب سید فقیر حسین صاحب ٹکلی ٹولہ چور سے	چندہ صاحب سالہ ہڈریہ عالمیاب کبریہ سے
عالمیاب سید صی مرزا صاحب گنج دارو حال کلکتہ سے	صاحب استقبالیہ کیٹی
عالمیاب سید محمد زید صاحب لکھنؤ سے	قیمت بورہ
عالمیاب سید الطاف حسین صاحب ٹالی گنج سے	فروخت رسالہ نظم پرین
عالمیاب سید نواز اکبر علی صاحب بیرسر ٹالی گنج سے	
عالمیاب سید نواز افق علی صاحب ٹالی گنج سے	
عالمیاب منیر صاحب وقف خضر پور سے	
عالمیاب مرزا سلطان علی صاحب ٹالی گنج سے	
عالمیاب منشی عثمان علی صاحب معنی ناہوشاہ	
روڈ ٹالی گنج کلکتہ	

عالمیاب  
عالمیاب  
عالمیاب  
عالمیاب  
عالمیاب

آمنی دیگر شوجات

انجن مودر العلوم  
دفتر رسالہ الواغیہ  
دفتر مسلم ریویو

میں نے ان کلک منی  
صاحب

خبر

سالہ  
۱۳۱۳

دارالافتاء  
مشاہرہ و اعلیٰین

مشاہرہ و اعلیٰین  
وظائف تعلیم



سفر خراج	ساده	مصارف انجمن	لعمریہ
کتاب خانہ	۶	مصارف الوفا	لعمریہ
عادت	۱۲	مصارف مسلم دیوبند	لعمریہ

## خرچ متفرقات خجیل ذیل

## الف

طباعت کلام مجید	عار	انعام	۱۲
طباعت آئینہ کرامت مدرستہ الوداعین بنام خاں	۱۲	خرچ متعلق دفتر	۱۲
سفر از	سفرات		۱۲
خرچ ڈاک	لعمریہ	ادائے قرض	۱۲
خرید ریس دتی	لعمریہ	حوالہ رسوئے کمار	۱۲
تعمیم متعین جب نشا منطی	۱۲	قسم واپسی جو غیر متعلق آمدنی میں لکھ	۱۲
خرچ جالب لاء	لایس	جمع ہوی	۱۲

سینہ انجمن خراج

اعمال لعمریہ

۳۵

تتم

اعمال لعمریہ

۶۱۰

خادم مدرستہ  
سید عاشق حسین  
ہید کلرک

خادم ملت  
منو اعاجین  
آزیری جنرل سکریٹری مدرستہ الوداعین لکھنؤ

# جمع خراج ماه فروری ۱۹۳۱ء آمدنی

بقایا تا آخر فروری ۱۹۳۱ء  
آمدنی ماه فروری ۱۹۳۱ء

اعمال  
مال

## مستقل

عالمیاب سردار عبداللہ خان صاحب کپڑا علی پور ۵۰  
ضلع مظفر گڑھ

عالمیاب سید غلام رسول شاہ صاحب چٹھی ۵۰  
ضلع مظفر گڑھ

عالمیاب قاضی محمد حسین صاحب پشین ٹیپیکل ۵۰  
سلاطین پور ضلع مظفر گڑھ

عالمیاب قاضی محمد یونس خان صاحب لیڈار علی پور ۵۰  
ضلع مظفر گڑھ

عالمیاب محمد خاں خان صاحب سلطان پور ضلع مظفر گڑھ  
عالمیاب شیخ ثامن علی صاحب یل سندیلہ ۵۰

عالمیاب سید محمد جعفر صاحب یل شاہ آباد ۵۰  
ضلع حیدرآباد دکن

عالمیاب خدا بخش صاحب تری روپندی ۵۰  
ضلع مظفر گڑھ

راپور اسٹ  
رہاست بلہرہ

عالمیاب محمد جمال صاحب مدراس ۵۰  
عالمیاب سید مجتبیٰ حسن صاحب کل بستی ۵۰

عالمیاب محمد صاحب گڑا ایلی پور ۵۰  
عالمیاب نواب سید اقبال بہادر صاحب کراچی ۵۰

## غیر مستقل

عالمیاب سید علی صاحب طباطبائی پٹنہ ۵۰  
عالمیاب سید رحیم صاحب بنار پٹنہ ۵۰

عالمیاب سید صاحب آگرہ ۵۰  
عالمیاب مخدوم دیوان محمد غوث صاحب ۵۰

جلال پور ضلع ملتان  
عالمیاب سردار عزیز اللہ خان صاحب گوجرانو ۵۰

عالمیاب مخدوم سید محمد حسین صاحب پٹنہ ۵۰  
منظر گڑھ

## متفرقات

قیمت کلام حمید  
موصول تار برائے روانگی

قیمت شکر گیلہ  
رقم پیشانی

۵۰

ناو سفر کی بخت سے وصل

رقم فطرہ

سفر خرچ

۳۳

عار

سے

آمدنی دیگر شعبہ جات

انجمن موبد العلوم

الوا عطا

مسلم ریویو

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

میزان کل آمدنی

للعلماء

خرچ

شاہرہ ملازمین

دارالافتاء

شاہرہ و عظیمین

سفر خرچ و عظیمین

کتب خانہ

انجمن موبد العلوم

الوا عطا

مسلم ریویو

خرچ تفصیلات تفصیل ذیل :-

اما ملحق

خرچ ڈاک

خرچ جاسلہ

خرچ سفارت

ادائے قرض

دار ٹیکس

متعلق دفتر

جلد بندی صحیفہ کالہ

کردہ درج شدہ رقم خالص ہونی

انعام بقومہ عید فطر و جاسلہ

خرید کتاب اگر میری بدرجہہ دیو بدلے کتب خانہ

میزان کل خرچ

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

۱۳۵

مرزا علی محمد صاحب

نیا شمس الدین صاحب

مجمع

رَبِّكَ الْمُنْتَبِهِينَ وَالْمُنْتَهِينَ  
الْمُنْتَهِينَ الْمُنْتَهِينَ الْمُنْتَهِينَ

نَفْسِي نَفْسِي



الْعِلْمُ الْعِلْمُ الْعِلْمُ الْعِلْمُ الْعِلْمُ  
الْعِلْمُ الْعِلْمُ الْعِلْمُ الْعِلْمُ الْعِلْمُ

الْبَيْتُ الْبَيْتُ الْبَيْتُ الْبَيْتُ الْبَيْتُ  
الْبَيْتُ الْبَيْتُ الْبَيْتُ الْبَيْتُ الْبَيْتُ

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جہا تک تجربہ بجا ثابت ہوا ہے وہاں تک ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ احمدی جماعت کے لوگوں کا مام قاعدہ ہے کہ جو سوال یا اعتراض انکی طرف سے پیش ہوا اس کے جواب کتنا ہی تامل اور سکت کیوں نہ دیا جائے مگر اُسے ہرگز قبول نہ کریں گے بلکہ اپنے سوال یا اعتراض کو مختلف لمحوں میں پیش کرتے ہیں گے اور باوجود جواب پر جواب پڑنے کے یہی کہے جائیں گے کہ ہمارے سوال یا اعتراض کا جواب تو کچھ بھی نہیں ہوا اور ہر دور ہر کی باتیں بنا دی گئیں اب اسکو خیال مارنا نہ کہو یا مجیب کو عاجز کر کے خامہ فرسائی کے پیکل اور فضول اور تفصیل حاصل ہونے کا خیال دلا کر خاموش کرنے اور اپنا مطلب حاصل کر سکی نہ سیراب ہوا یہی حال یہ حضرات الواغٹہ کے ساتھ بھی چلنا چاہتے ہیں اور جن اعتراضات کا جواب الواغٹہ کے صفا پر کر دیا ہے وہاں جا چکے ہیں انھیں کو بہر تنویر لکھ پیش کر رہے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں ایک رسالہ بنام استفسار بڑے زور شور سے خباب تیار احمد صاحب رد و دلی کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں پرانے اعتراضات جو جنوری سنہ ۱۳۵۷ء میں پیش کر کے تھوڑے جیسے متعدد جوابات الواغٹہ کے صفحات پر دیے جا چکے ہیں بہر تنویر لکھ پیش کر کے بکرا اور ہمارے فاضل نامہ نگاروں کو لوگوں کو جواب طلب کیا گیا ہے اس رسالہ کے مصنف جس مذہب اور جس خیال کے ہوں ہیں اس سے کچھ بحث نہیں کرنا کہ چونکہ یہ رسالہ ہکو احمدی جماعت کے بعض مجسروں نے بغرض جواب بھیجا ہے لہذا ہمارا رئے سخن انھیں حضرت کی جانب ہو گا، اتنے اس رسالہ کا جواب نمبر ۱ جلد ۱ سے شروع کیا تھا اور عدل باری تعالیٰ کو آیات قرآن سے ثابت کر کے ائمہ ہندوں میں امامت کے متعلق خامہ فرسائی کا ارادہ کر رہے تھے کہ بھگت مشرق سے استفادہ کا پورا جواب ایک رسالہ کی صورت میں جابستہ طاب بنی اللغات فضائل اب تو فاضل یاب، العلم للعلماء المفرد و العلم للعلماء الامداد و حلیۃ الاجتماع و نور وحدۃ الارشاد الفاضل الخیر و الکمال البارع الباذل انفا قد النظر سلالۃ السلاۃ الاطاب آتائے آقا الید علی نقی صاحب قبلہ دام فضلہ الاحب نے اور سال فرمادیا اعداب ہم اسی جواب باصواب کا جواب کو اہل نظر کے سامنے پیش کر کے اسلام کے انصاف نام سے غور و تأمل کو سیدہ امین خباب بنی اللغات جو کہ ان اعتراضات کے جوابات آچکے قبل بھی اسی عنوان کے تحت میں نوک دیکھم فیض رقم فرما کر الواغٹہ کے سپرد کیجئے تھے لہذا اس جواب کو آپنے اصول دین و قرآن مجید سے موسوم فرمایا ہے والسلام خیر ختم۔

(ناچیز مرزا)

## حَمْدًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا

### اصول دین اور قرآن نمبر ۲

#### بجواب الاستفسار نمبر ۲

جزری سلسلہ میں جب کو گزرے ہوئے دو سال آٹھ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے جامعہ مبارکہ مدرسہ الغزالیہ کے جلسہ لکھنؤ میں جو رہے تھے جماعت احمدیہ کے سرگرم تبلیغ حامی الدین احمد صاحب احمدی الکبر آبادی کی طرف سے ایک اہتمام شائع ہوا تھا جس میں شبی عقائد کے مطابق حقیقی دین اسلام کے حصول ختم میں انکا اہتمام کرتے ہوئے علماء شیعہ کے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ قرآن مجید سے ان اصول کا ثبوت پیش کریں، جہاں تک معلوم ہوا ہے مدرسہ کی جانب سے اس اہتمام کا جواب جلسہ عام میں دیا گیا تھا لیکن مشہور صاحب نے اس ذاتی جواب کو ناکافی سمجھتے ہوئے تحریری جواب کا مطالبہ کیا اور دین ماہ کی - اخیر کو بہت زبان تصور کرتے ہوئے مکرر تقاضا کی ضرورت سمجھی، انکمال خیال تھا کہ ان کے اہتمام کی ہر ہر لفظ کو وہ گراں اور تہہ سکنڈری ہے جس کے مقابل عام شیعیت کی مجموعی طاقت ناکافی ہے، جب ہی تو وہ یوں اٹھاد فرماتے ہیں :-

دائیرہ صاحب، سہیل بین کو بھی ذریعہ تحریر توجہ دلاتا ہوں خدا کرے کہیں وہی حرات کر جائیں مگر یہ نہیں، انشاء اللہ کل نواب صاحب راہب کو بھی ایک جبری بھیجا ہوں و کہوں وہ کیا جواب دیتے ہیں ورنہ ایک تحریر ایک اہتماموں کے ذریعہ کر کے انشاء اللہ ایک مستقل ٹریکٹ مفت تقسیم کروں گا، آپ کی طرف سے اہتمام ہے کہ جو شائع و دال ہو جائے :-

اللہ اللہ! غرور نفوق اور دھواں الامن مہمازیں اہتمام زد تو ہو، میرے محترم بزرگ دیر الوداع نے اپنی سلسلہ کے پرچہ میں اہتمام کی ہر ہر لفظ کا واضح عالمانہ جواب تحریر فرمایا اور دشمن کے کسی اعتراض کو نشہ تحقیق نہیں چھوڑا جس کے بعد ہی جولائی کے پرچہ میں ہمارا ایک فیصلہ کن مقالہ شائع ہوا جس میں قرآن، حدیث، مرزا غلام احمد صاحب فاوانی کے تقریحات سے متعلق پرچہ بحث کو ٹنگ

اور نجات کے راستوں کو سدھ کر دیا گیا تھا،

سابقہ دور غور اور جوش و خروش کا مقتضائے تھا کہ دو تین دن نہیں چار پانچ ہفتہ نہیں بچھہینے ایک سال میں اسکا جواب شائع ہو جاتا لیکن دو سال کا زمانہ گزر گیا، صدمہ برخواست، عالم احمدیت شہر خرمشاں نیکیا، قوتِ اہلانی کے ساتھ ساتھ زورِ قلم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا، اب دو برس کا عرصہ گزرنے کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ مذکورہ مقالے کے مضامین کا نقشِ خاطر پر کے قلوب سے محو ہو گیا ہو گا اور شاید بعض لاپرواہی کے پاس ہے الاغصا کان پرچہ بھی گم ہو گیا ہو، لکھو بلکہ اودھ ہے سائر ملوں کو اس دورِ صوبہ بنگال کے شہر کلکتہ سے ایک چند روزہ اشتہار شائع کر نیکی ضرورت سمجھی گئی جس میں جناب مدیر الاخط کے مقالہ کو موضوع بحث قرار دیتے ہوئے آج میں بطورِ یقین تبرک ہمارے طویل الذیل مقالہ کے چند سطروں کو نقل کر کے اس کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے،

میب خیال میں چونکہ اس مضمون کی تحریریں تحقیق حق سے کوسوں دور، صرف سخن پروری اور ذاتی جذبات کی نمائش کا ذریعہ ہوتی ہیں لہذا اسکا جواب دینا فضول ہے لیکن صرف اس خیال سے کہ کسی کمزور ایمان رکھنے والے کو غلط فہمی یا کسی طالب حق کے منزلِ تحقیق تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو میں اس مضمون کے اہم اجزاء پر ایک انتقادی نگاہ ڈالنا چاہتا ہوں،

### عدلِ امامت کا قرآن سے ثبوت

شائع شدہ سابق مقالات میں عدل و امامت کے قرآنی شواہد کثرت سے پیش کیے چکے ہیں لیکن مستفسر صاحبانِ کام بیانات کو لبِ لبث ڈالتے ہوئے یہ سوال ضرور ہی سمجھتے ہیں کہ ”ایمان باشد ایمان بالرسول، ایمان بالیوم الآخر کی طرح عدل اور اثنا عشری امامت پر ایمان لاسنے والے کے لئے فرقانِ حمید میں کوئی آیت بھی موجود ہے۔“ یہ استہزام اگر حقیقتہً استہزام ہو تو اس سے بڑھ کر کذبِ مہنی کیا ہو سکتی ہے کہ جواب سن لینے کے بعد ہر ایسی سوال کا اعانہ کیا جائے اور اگر استہزام انکار ہی ہے تو نا انصافی اور حینِ پردہ کا بدراغ نہ، لیکن مستفسر کی خاطر یہ ہم پر ضرورتِ آیات قرآنیہ کی پیش کر دینے کے بعد عدل و امامت دونوں سے علو و علوہ بحث کر کے اس حقیقت پر آفتابِ زبانِ ترد و خنی ڈالینگے،

### ایمانِ باللہ کی تحقیق

قرآنِ حمید میں ایسا آیتیں کثرت سے ہیں جن میں ایمان باللہ کی تاکید کی گئی ہے اور اسکو بار بار نجات فرما

دیا گیا ہے

جو لوگ اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو ان کے لیے ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے اور انہیں کوئی خوف ہے نہ وہ رنجیدہ ہونگے، تم کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اُس پر توبہ کی

(۱) من امن بالله والیوم الآخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون

(۲) قولوا امنا بالله وما انزل الینا۔

طرف نازل کیا گیا،

جو کچھ رسول کی طرف اُس کے پروردگار کی جانب سے نازل کیا گیا اُس پر وہ ایمان لایا اور مومن بھی سب کہ سب اللہ اور اُس کے ملائکہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

(۳) من الرسول بما انزل الیک المومنون

کل امن بالله ولم یسئ ولا یتنبأ

کے سب اللہ اور اُس کے ملائکہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہمیں نازل کیا گیا وہ لوگ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں سے دور پڑتے ہیں اور برائی سے دور پڑتے ہیں۔

(۴) قل امتنا بالله وما انزل علینا

(۵) یومنون بالله والیوم الآخر ویامین

بالمعروف ینہون عن المنکر ویسألون

فی الخیرات واولئک من الصالحین

(۶) (ال عمران)

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور انہیں سے کسی ایک کے درمیان میں فرق نہیں کیا انہیں لوگوں کو عن قرب اُن کا پروردگار

(۷) والذین امنوا بالله ورسوله ولم یفرقوا

بین احد منهم واولئک سوف یتهم

اجوہو

اُن کے جبر عطف فرمائے گا۔

جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا اُس پر وہ ایمان رکھتے ہیں اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

(۸) یومنون بما انزل الیک وما انزل

من قبلك والمفیہین الصلوٰۃ والمو تون

الزکوٰۃ والمومنون بالله والیوم الآخر

اور اللہ اور یوم آخر کا یقین رکھتے ہیں۔

تو ایمان لاؤ تم اللہ اور اُس کے رسولوں پر تو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اسی سے لگے لیٹے رہے تو اللہ ان کو عن قرب اپنی رحمت و فضل

(۹) فامنوا بالله ورسوله

(۱۰) فاما الذین امنوا بالله وعتصموا به

فسیدخلہم فی رحمۃ منہ وفضل



میں داخل کرے گا

(۱۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

(نساء)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

(۱۱) فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيُّ الْأَخِي

الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ (الاحقران)

(۱۲) اَلْكَفُّمُ اَمْنُكُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی

عِبْدِنَا (انفال)

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے،

اگر تم اللہ پر اور اس (نبی) اور ادا پر ایمان لا چکے ہو جو تمہیں اپنے بند پر نازل کی،

اور ان لوگوں سے محتاط رہو جو اللہ پر ایمان رکھتے

(۱۳) فَاَمِنُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ

الْآخِرِ۔

ہیں اور نہ یوم آخر پر۔

جو لوگ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں وہ تم

سے اپنے جان و مال سے جہاد کرنے کے موقع پر

بھیڑ رہنے کی اجازت نہ مانگیں گے،

(۱۴) لَا يَتَذَكَّرُ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَّجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

أَنْفُسَهُمْ

اور جب کوئی سورہ اس بارہ میں نازل ہو کہ ایمان لاؤ

اور اس کے رسول کے ساتھ جہاد کرو تو انہیں سے قہر نہ

لوگ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں دیکھ رہے گی)

بیشک میں اس قوم کی ہمت و مذہب کو ترک

کر دیا اللہ پر ایمان نہیں لائے اور آخرت کے بھی شکرین

اور تم کو ان دونوں ذرائع و زانیہ کیساتھ خدا کے

حکم کے جاری کرنے میں مہربانی و نرمی کا خیال نہ ہونا

(۱۵) وَادَّا اَنْزَلَتْ سُوْرَةُ اَنْ اَمِنُوا بِاللّٰهِ وَ

جَاهِدُوا مَعَ رَسُوْلِهِ اَتَذْكُرُوْنَ اَوْ لَوْ اَطْلُوْا

مِنْهُمْ (توبہ)

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلٰی قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ

بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ (یوسف)

(۱۶) وَلَا تَأْخُذْكَ اَمْرًا فَرَضَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

اَنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

چاہئے اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو

(۱۷) اَمَّا الَّذِيْنَ اَمِنُوا بِاللّٰهِ وَ

رَسُوْلِهِ (توبہ)

ایمان دار صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے

رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر

ایمان لائے ہیں مگر ان کو خدا کی راہ میں کوئی

مکلف پہنچتی تو انہوں نے لوگوں کی تکلیف دہی

(۱۸) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا

اُوْدِيَ فِيْ اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ كَذٰبًا

اللّٰهُ رَعْنَكِبُوْا

کو شل مذاہب الہی کے قرار دے یا،

(۲۰) نبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ  
یؤمنون (جاشیر)

(۲۱) لتؤمنوا باللہ وراسولہ وقرآنہ  
و تو قورہ

(۲۲) ومن لم یؤمن باللہ وراسولہ فانا  
اعتدنا للکافرین سعیرا (فتح)

(۲۳) انما المؤمنون الذین امنوا باللہ و  
رسولہ و ہجرات۔

(۲۴) امنوا باللہ وراسولہ واتفقوا  
مما جملکہ مستخلفین فیہ مالکم لا یؤمنون  
باللہ والرسول ویدعوکم لتؤمنوا بہم  
کہ خدا پر ایمان نہیں لائے حالانکہ رسول مکمل ہوا ہے میں ان کے اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ،

(۲۵) والذین امنوا باللہ وراسولہ اولئک  
ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم  
میں وخیل ہیں۔

(۲۶) اعدت للذین امنوا باللہ وراسولہ  
(حدید)

(۲۷) ذلک لتؤمنوا باللہ ورسولہ و  
ایمان لاؤ،

(۲۸) یتخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا  
باللہ ورسولہ (ممتحنہ)

(۲۹) تؤمنون باللہ وراسولہ (حج)

(۳۰) فامنوا باللہ ورسولہ والنول  
ازلنا

تو اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر یہ لوگ کس بات  
پر ایمان لائیں گے،

تاکہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور  
اس کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو۔

اور جو شخص خدا اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے  
تو مجھے کافروں کے لئے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے  
میں تو بس وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول  
پر ایمان لائے ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال  
میں تم کو اسنے اگلوں کا خلیفہ قرار دیا ہے اس میں  
کچھ اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرو اور تم کو کیا ہو گیا ہے  
کہ خدا پر ایمان نہیں لائے حالانکہ رسول مکمل ہوا ہے میں ان کے اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ،

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں  
ان کے پروردگار کے نزدیک صدیقین و شہداء

میں سے گئی ہے وہ (جنت) ان لوگوں کے لئے  
جو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں،

یہ حکم اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر  
ایمان لاؤ،

وہ لوگ تم کو اور رسول کو اس بات پر گمراہ  
نہیں کرتے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو خدا پروردگار ہے

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔  
تو ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس  
نور پر جو مجھے نازل کیا،

(۳۱) وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا  
يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ

اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور اچھے کام کرے  
تو اس سے اس کی برائیوں کو دھو کر دے گا۔

(۳۲) وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَجْعَلْ قَلْبَهُ  
(تَقَابُنِ)

اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے تو اللہ اس کے دل کی  
برائیت کرتا ہے،

(۳۳) ذَلِكُمْ بَوَظُّهُ مِنَ الْوَيْلِ وَالْغَمِّ  
الْآخِرِ

ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے  
جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو۔

(۳۴) وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُحَاطِمْ  
خِذَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ رِطَاقًا

اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور اچھے کام  
کرسے تو اللہ اس کو ان باغوں میں داخل کرے گا  
جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(۳۵) ثَلِ هُوَ الْوَحْدَنُ اَمْتَابُهُ وَعَلَيْهِ  
تَوَكَّلْنَا رِطَاقًا

کہہ دو کہ وہی بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اسی پر ایمان  
لائے اور اسی پر بھجے بہرہ ور کیا ہے،

(۳۶) اِنَّ رُكَّانَ الْاَيْمَانِ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ  
رِطَاقًا

جیسا کہ وہ خدا کے بزرگ پر ایمان نہ لاتا تھا،  
جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا وہ نہ  
فقدان کا خوف کرے گا نہ ظلم کا

(۳۷) وَمَا قَعَدُوا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ  
الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ

اور نہ لوگ اُن (دومنین) سے صرف اس بات  
پر ناخوش ہوئے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے جو غالب  
اور سزا دار ہے

ان تمام آیات میں یہ سب سے پہلے بل کر مختلف عزائوں سے ایمان باللہ کی طرف دعوت دی  
گئی ہے اور اس کو مدارِ نجات بتلایا گیا ہے لیکن قرآن مجید میں کسی جگہ ایمان بتوحید اللہ کی لفظ  
نہیں ملتی مثلاً اٰمَنُوْا بتوحید اللہ، یومنون بتوحید اللہ، الذین اٰمنو بتوحید اللہ وغیرہ  
ہمارے غم طلب طبقہ میں تو حقائق قرآن کی کبھی نہیں اُکھائی محنت و ریاضت کے صرف کرنے کا  
یہی موقع ہے قرآن ہے ایک ہی آیت ایسی نکال دیں جس میں ایمان کی لفظ کا انشباب توحید اللہ کی  
کی طرف کر کے تصریح کر ایمان بتوحید اللہ کی دعوت دی گئی ہو لیکن میں ایک ایسے فرقے سے تعلق  
رکھتے ہوئے جسے متعلق اُس کے مخالفین کا یہ بیہنیا خیال ہو کہ انہیں حافظ قرآن نہیں ہو سکتا صرف  
اپنے غور و خوض اور تدبر فی القرآن پر بہرہ ور کر کے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ قرآن میں کوئی آیت

ایسی نہیں ملکتی جس میں ایمان کی لفظ کو توحید کے ساتھ منضم کیا گیا ہو

اگر ایمان باللہ کا مفہوم صرف وجود باری تعالیٰ کا اقرار و اعتراف ہے جیسا کہ اُنکے ظاہری معنی پر جمود اختیار کر نیکاً اقتضا ہے تو نہ توحید کی اصطلاح نہیں بتلائی، ماد میں اور دہر میں کہ جو اصل وجود خالق کے منکر ہیں اُنکے ساتھ تمام فرق عالم کائنات کے لئے خالق کے وجود کا اعتراف رکھتے ہیں جو کچھ بھی ہے وہ اُنکے خصوصیات و اوصاف میں اختلاف ہے انویہ دو ادھار نصاریٰ تین ان کبھی اُنکے وجود کے منکر ہیں اور بت پرست بھی اپنے اصنام کو اُن کی ذلت کا منظر فرض کر کے اُنکی ہمتی کا اقرار کرتے ہیں، در صورتیکہ ایمان باللہ میں ذات باری کے وجود کا اعتراف کافی ہو یہ سب مومن باللہ قرار پائیں گے اور آیہ شریفہ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا دھم مشرکون (سورہ یوسف) میں الا کو اگر استثنائے متضییع فرض کیا جائے جیسا کہ اُنکے ظاہری معنی کا اقتضا ہے تو نہ صاف بتلا رہی ہے کہ مشرکین کو ایمان باللہ حاصل ہے، اس صورت میں ان آیات سے کسی طرح توحید کو یکن با یکن ہونا ثابت نہیں ہوتا، اور جو کہ مستفسر کے نزدیک اصول دین میں ہے یونیکا معیار یہ کہ ایمان باللہ ایمان بالرسول ایمان بالکتاب وغیرہ کی ہیئت ترکیبیت اور اسی صورت سے جس شے کے ایمان کا حکم قرآن میں ہو وہی داخل اصول دین ہو سکتی ہے اور وہی لئے، وہ عدل کے داخل اصول دین ہونے سے منکر ہیں کیونکہ قرآن میں کہیں ایمان بالعدل کی لفظ لکھا اُس کا حکم نہیں دیا گیا ہے تو اس صورت میں اُن کو اپنے اعتقاد توحید سے اتمہ دھونا چاہئے ایسے کہ قرآن مجید میں کہیں ایمان بالتوحید کی لفظ کا وجود نہیں ہے،

اور اگر ایمان باللہ کا مفہوم ذرا وسیع و عریض یعنی وجود باری کے اقرار کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو اُن خصوصیات و اوصاف کے ساتھ جو اُنکے ثابیان شان میں انسا اسکا حقیقی محصل ہے تو اُنکے تحت میں جس طرح توحید مندرج ہوتی ہے اُسی طرح عدل بھی داخل ہے،

اگر آیات اللہ میں تدبیر کیا جائے تو ایمان باللہ کے ہی دوسرے معنی تعین ہو جاتے ہیں، سابق معنی کی رو سے ایمان باللہ یہود و نصاریٰ بلکہ عباد اصنام وثنویہ اور جو کس بھی حاصل ہے اظہار ہے کہ ملک عرب میں نزول قرآن اور اسلامی آغاز کے دور میں زبان ترہید اور عباد اصنام کی کثرت تھی، بلعین دہر میں کا وجود شاید النادر کا معدوم و مرکا مصداق ہو

ایسی صورت میں تاہم تو مسلسل و پیچ آیتوں میں پیرایہ بدل بدل کر ایمان باللہ کی دعوت دینا اور صرف وجود باری تعالیٰ کے اقرار لینے میں اتنا بڑا اہتمام صرف کرنا بالکل بے موقع بنے نامرہ اور فضول تحصیل حاصل ہے اور اس صورت میں سورہ یوسف والی آیت کے کلمہ الا کو استثنائے منقطع چھوڑ

کرنا اگر یہ ہے ذات الٰہیہ صاف جدا گانہ ہونے کا اہلاد صاف کا انکار کر نیکی کے ساتھ ممکن ہے لیکن جبکہ اوصاف میں ذات ہوں، خارج میں بس ایک مستی ہو جو ذات خود تمام آثار کمال کا مصدبے جس ذات کے ساتھ کسی صفت کے انتظام کو دخل نہیں تو اُس کے اُن اوصاف و خصوصیات میں جو اسکی ذات کے لیے نہایت ہیں کسی ایک صفت و خصوصیت کا انکار رکھنے والا حقیقت اُس مخصوص ذات کا معترف نہیں بلکہ ایک دوسری ذات کا معترف ہے۔

علاں اُس کے جبے ایسی ہو کہ اشارہ حیثہ اسکی طرف ہو تو اُس کے وجود کا اعتراف و اقرار اُس کے اوصاف پر موقوف نہیں جو اس ظاہر سے اُس کا ادراک کر کے اُس کے وجود کا اقرار ممکن ہے اگرچہ بعض اوصاف اُس کے معضرا نکالیں ہوں۔ لیکن جبکہ ذات ایسی ہو جسکے ادراک سے جو اس ظاہر سے قاصر ہوں تو اس صورت میں اُس کا ادراک معرفت ایمان، تصدیق سب کچھ موقوف ہے اس بات پر کہ اُس کے اوصاف کے ذریعہ ہے اشارہ کیا جائے اب اگر اُس کے وہ اوصاف جو واقعی ہیں اُسکی تصدیق حاصل ہے تو نہیں اوصاف کے ذریعہ ہے اُسکی طرف اشارہ ہو گا اور چونکہ یہ اوصاف اُس حقیقہ منطبق ہیں لہذا ایمان و تصدیق و ادراک اُسکی ذات کا قرار پایا لیکن اگر اُس کے اوصاف واقعہ کا ایمان و ادراک نہیں بلکہ ایسے اوصاف کا عقیدہ ہے جو اُسکی شان قدس و جلال کے خلاف ہیں تو جب اُن اوصاف کے ذریعہ اُسکے موصوف کی طرف اشارہ اور اس موصوف پر ایمان ہو گا تو یہ کسی طرح اُس ذات پر منطبق نہیں ہو سکتا جو اُن اوصاف سے متصف نہیں،

صفات باری تعالیٰ علی تحقیق عین ذات ہیں اور اگر اسکا ثبوت ہم نے مانگا گیا تو ہم خوشی سے اس پر بحث کے لیے تیار ہیں اور اُسی ذات کا بلکہ جاننے کمال میں اپنے علاں کسی نئے کی متعلق نہیں اللہ نام ہے، صفات کمال مستی لفظ اللہ ہے جدا گانہ نہ نہیں بلکہ متحد ہیں ایمان باللہ ہے لفظ اللہ پر ایمان مراد نہیں بلکہ مستی واقعی لفظ اللہ پر ایمان مراد ہے، اگر ذات جو کلام اللہ ہے صفات جدا گانہ کوئی نئے ہوتی تو صفات کے انکار کر نیکی کے ساتھ اُس پر ایمان ممکن تھا لیکن جبکہ صفات اُسکا عین ہیں تو کسی صفت کا انکار کر نیکی کے ساتھ مستی حقیقی اللہ پر ایمان پر تشرف ملے گیا،

اسی طرح چونکہ باری تعالیٰ ایسی ذات ہے کہ اشارہ حیثہ اسکی طرف ممکن نہیں لہذا اُس پر ایمان و ادراک اس امر پر موقوف ہے کہ اُس کے اوصاف کے ذریعہ اشارہ کر کے اُسکی ذات مخصوصہ کا ایمان حاصل ہو، اگر اُس کے واقعی اوصاف ثبوتیہ و سلبیہ کے خلاف دیگر اوصاف کا اعتقاد ہو تو چونکہ یہ اوصاف اُس پر منطبق ہیں لہذا یہ ادراک و ایمان اُس کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا۔ جاہل و ذنا فہم عوام بھی

شاید اس مطلب کو سمجھ لینے کے کہ اگر باری تعالیٰ دنیا و آخرت کا عالم، قادر، حکیم، عادل، جسم و جانیاں منفرد  
مبشر ہے تو اگر انسان کو اعتقاد یہ ہے کہ خدا ان ہے جو ایک نہیں بلکہ متعدد ہستیاں رکھتا ہو یا جمل سے  
مشتق ہو یا حکیم عادل نہیں بلکہ عبث و ظلم اس پر صبح ہے یا جسم و جانیاں رکھتا ہے تو یہ اعتقاد کسی  
طرح اس خدا کا اعتقاد نہیں جو یہ اوصاف نہیں رکھتا بلکہ واحد عالم قدیر حکیم وغیرہ ہے یہ اعتقاد  
ایک ملعونہ و فاسادہ خدا کا اعتقاد ہے کہ جبکہ وجود ہے صفہ ہستی خالی ہے، ہمارے اس بیان سے یہ امر  
بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ ایمان باللہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ باری تعالیٰ کا اون اوصاف کے ساتھ جو  
اسکے ثابا ثبات میں ہیں اعتقاد حاصل ہو اسی صورت سے توحید ایمان اللہ میں داخل اور اسی حیثیت سے عدل  
ایمان باللہ کا رکن ہے اور اسی اعتبار سے باری تعالیٰ کے تمام اوصاف جو عقل و سمعی اور شے ثابت  
ہو جائیں ایمان باللہ کا جز ہیں

### قرآن میں عدل و توحید کا مساوی پلہ

قرآن مجید میں جس طرح خداوند عالم کے لئے وحدت کو مختلف پیراؤں میں طرح طرح کا لباس مضار  
نابت کیا گیا، جو پہلے عدل کو بھی بار بار صورت بدل بدل کر پیش کیا گیا ہے اور باری تعالیٰ کے لئے توحید  
عدل ثابت کرنے میں پورا اہتمام صرف کیا گیا ہے

جس طرح توحید میں اجمالی اور سلی دو دنوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی ذل ہوا اللہ احد  
لکھرا سکی وحدت کو ثابت کیا گیا ہے اور کبھی لاھتقوا لئلا تشر اور لا الہ الاھو لکھرا تہد کی نفی کی گئی  
ہے۔ اسی طرح عدل میں ان دو دنوں ایمانی و سلبی پہلوؤں کو ملحوظ کیا گیا ہے،

ایک طرف اس صفت کو طبعی ثبوت کی صورت میں باری تعالیٰ کے لئے ثابت کیا گیا ہے اور  
دوسری طرف اس کے مخالف وصف ظلم کی جناب باری عز و جل سے نفی کی گئی ہے، اس سے صاف  
ظاہر ہے کہ قرآن میں توحید و عدل کا پلہ مساوی ہے اور جس طرح توحید کا اعتقاد ضروری ہے اسی طرح  
عدل کا اعتقاد بھی ایمان باللہ کے تحت میں لازمی ہے

### عدل کی حقیقت

کہنے میں تو یہ حیرت انگیز لفظ اور ایسے معنی بھی بالکل مختصر ہیں لیکن تلک و فروع کی حیثیت سے  
یہ صفت بہت وسیع ہو جاتی ہے۔

عدل کا اعتقاد رکھنے کے ساتھ جس طرح ایک مومن کامل باری تعالیٰ سے ظلم کی نفی کرتا ہے اسی طرح ظلم کے جتنے فروع اور متعلقات ہیں انکی بھی ذات احدیت سے نفی کر دیتا ہے، ظلم اور بے انصافی کو خدا پر جائز سمجھنے والے اس کے ساتھ بہت سے لازم کا پابند ہونے پر مجبور ہیں

خدا کا اپنے بندوں کو برے کاموں پر مجبور کرنا اور ہر خود ہی ان کو سزا دینا، بندوں کو ان کی طاقت سے زبان تکلیف دینا، فرمان بردار بندوں کے ساتھ نا انصافی کر کے ان کو عمل سے کم ہلا دینا، فرمان بندوں کو ان کے استحقاق سے زبان سزا دینا بندوں پر بغیر قصور کے عذاب نازل کرنا، اپنے احکام کو پورا پورا بغیر انکی مخالفت پر عقاب کرنا وغیرہ وغیرہ اور عدل باری تعالیٰ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان تمام افعال و اوصاف سے منزوع و مبرا ہے، قرآن مجید نے جس طرح صفت عدل کا نام لیکر اُسے باری تعالیٰ کے لیے ثابت اور ظلم کا نام لیکر اُس سے نفی کی ہے اسی طرح ظلم کے تمام آثار و لوازم کو طح سے خدا کی ذات سے علویہ کر کے عدل کی ایک مجسم تصویر پیش کر دی، جو ادنیٰ تمام آیات جناب باری کے صفت عدل کی دلیل ہیں اگر موقع ہوتا تو ہم ہر آیت کے ذیل میں اسکی شرح و تفسیر بھی لکھتے جاتے لیکن اختصار کا خیال اور ضیق وقت مجبور کرتا ہے کہ صرف انکی فہرست پیش کر دیں،

(وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ)

## آیات قرآن کا متفقہ فیصلہ

### خدا عادل و ظالم نہیں

- |   |  |
|---|--|
| (۱) شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَيُّومُ | خدا اور ملائکہ اور تمام صاحبان علم گواہ ہیں کہ سوا |
| وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ                                 | اللہ کے کوئی خدا نہیں اور نہ صفت عدل کے            |
| ذَالِ عَرْنَانِ پ ۳   | ساتھ قائم و دائم ہے،                               |
| وَمَا ذَلِكْ بِمَقَادِمِ إِيدَانِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ                   | یہ تو انھیں کاموں کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں      |
| لَيْسَ بِظُلَامٍ لِّلْعَبِيدِ   | نے پہلے کر رکھے ہیں اور خدا ہر گز بندوں پر ظلم     |
| ذَالِ عَرْنَانِ پ ۴   | کرنے والا نہیں ہے،                                 |
| (۲) إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ شَيْئًا لِّدِينِهِ (نسا پ ۵)             | خدا ہر گز ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا              |
| (۳) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا لَا مُبْدِلَ             | تمہارے پروردگار کی بات نجاتی اور عدل کے ساتھ       |
| لِلْكَلِمَاتِ (انعام پ ۸)   | پوری اتری، انکی بات کو کوئی بدل نہیں سکتا          |

(۵) قل امر دینی بالقسط (اعرات پ ۸)  
 (۶) ان الله لا يظلم الناس شيئا ولكن  
 الناس انفسهم يظلمون (يونس پ ۱)  
 (۷) وما ظلمناهم ولكن ظلموا انفسهم  
 (هود پ ۱۲)

(۸) ان الله يامر بالعدل فلاحسان  
 (غل پ ۱۲)

(۹) وننقم انهم انزلنا القسط يوم القيامة  
 وننظلم نفس شيئا وان كان مثقال خردل  
 اتينا بها وكفى بنا حاسبين  
 (انبیاء پ ۱۴)

(۱۰) ذلك بما قدمت يدك وان الله  
 ليس بظلام للعبيد (زمر پ ۱۴)

(۱۱) وما الله يريد ظلما للعباد (زمر پ ۲۴)

(۱۲) من عمل صالحا فلنفسه ومن اساقطها  
 وما ربه بظلام للعبيد  
 (حکمر سجدہ پ ۱۵)

(۱۳) ما يبدل القول لدي وما انا بظلام  
 للعبيد (ق پ ۲۶)

(۱۴) ذلك بما قدمت ايديك وان الله ليس  
 بظلام للعبيد (انفال پ ۱)  
 والا نہیں ہے،

(۱۵) ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا وما  
 بافسهم درعد پ ۱۳  
 نفسانی حالت کو بدل نہیں دیتا

کہہ دے کہ میرے پروردگار نے مجھ کو عدل وانصاف کا حکم دیا ہے  
 یقین جاننا کہ اللہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن  
 لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ظلم کرتے ہیں  
 ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا مگر خود انہوں نے اپنے  
 آپس میں ظلم کیا۔

بے شک اللہ تم کو عدل وانصاف نیکی و حسان  
 کا حکم دیتا ہے۔

تم قیامت کے دن عدل کی ترازویں کھڑی کر دینگے انہی کی  
 شخص پر کچھ بھی ظلم نہ ہو گا اور اگر رائی لے دینے کے  
 برابر بھی کسی کا عمل کم کا تو ہم اس کو سامنے لائینگے  
 اور ہم بے برہ کر کون حساب کریں گے انہوں کو  
 یہ انہیں کاموں کی بنا ہے جو تو نے اپنے ہاتھ سے  
 پہلے کر رکھے ہیں اور خدا ہرگز بند پر ظلم کریں گے انہیں۔  
 خدا کا ارادہ بندوں پر ظلم کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا  
 جس نے اچھے کام کیے اپنے نفع کے لیے اور جس نے  
 بے کام کیے اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور پھر  
 پروردگار لوگوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے

میرے یہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں بندوں  
 پر ظلم کرنے والا ہوں،

یہ تو انہیں کاموں کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے  
 پہلے سے کر رکھے ہیں اور خدا ہرگز بندوں پر ظلم کرنے

خدا کسی قوم سے نعمت کو جو انہیں ہے خواہ خواہ  
 سلب نہیں کرتا جب تک کہ وہ لوگ خود اپنی



کیا ہم اُن لوگوں کے ساتھ جنہیں نے ایمان  
اختیار کیا اور اعمال صالحہ کیے اُن لوگوں کا برابر  
کریں جنہوں نے زمین پر فساد برپا کیا یا ہم پر مشابہ

(۱۶) اَمْ نَجْعَلِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ اَمْ نَجْعَلِ الْمُتَّقِينَ  
كَالْفَجَّارِ (ص پ ۲۳)  
کو برکاتوں کے مثل بنادیں۔

جس نے اچھے اعمال کیے اُس نے اپنے لیے کیے  
اور جس نے بُرے کام کیے اُس نے اپنا ہی نقصان کیا  
وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنکی اولاد نے بھی ایمان  
میں اُکا ساتھ دیا تو ہم اُنکی اولاد کو بھی اُنکے درجہ  
تک پہنچا دینگے اور ہم نے اُنکے اعمال میں سے کچھ  
بھی کم نہیں کیا ہر شخص اپنے اعمال کے عوض جزا  
کسی کو دوسرے کے گناہ کا بار نہیں پڑے گا اور  
انسان کے لیے وہی مقرر ہے جتنی اُس نے کوشش  
کی ہے اور اُنکی کوشش کا مقرب ہی جائز رہے  
لیا جائیگا پھر اُس کو پورا دیا جائیگا

(۱۷) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَهَا  
دجائز پ ۲۵

(۱۸) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ  
بِإِيمَانٍ الْحَقَنَّا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا لَنَا هُمْ  
مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلٌّ مَرْغُوبٌ كَسَبَ  
سراہین (طور پ ۳۷)

(۱۹) الْأَنْزَارَ وَالزُّرَّادَ الْخَوِيَّ وَالْأَنسَ  
لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَسْعَىٰ وَالْأَنسَ سَعِيرٌ  
يَرَىٰ شَرَّهِ يَرَىٰ الْخِزْيَ الْأَوْتَىٰ  
(نجم پ ۲۷)

کسی شخص کو آئندہ تکلیف نہیں دیتا اگر اُسکی دوست بھر  
خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا اگر اُسکی دوست بھر  
اُسکا اچھا کام اُسکے لیے اور بُرا کام اُسی کے نقصان

(۲۰) لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَاسْغَاهَا بِرَحْمَتِهِ  
(۲۱) لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَاسْغَاهَا مَا كَسَبَتْ  
وَعَلَيْهَا مَا أَكْتَبَ (بقراء پ ۳)

کا باعث ہے،

ناپ اور تول کو عدل و انصاف ہے پورا کیا کرو  
ہم کسی کو اسکی دوست ہے زبان تکلیف نہیں دیتے  
اور جب بات کہو تو عدل و انصاف کے ساتھ اگرچہ  
رشتہ دار کے مقابل میں ہو اور خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرو۔

(۲۲) وَادْنُوا إِلَيْهِ الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا تَكُفُّ  
نَفْسًا إِلَّا وَاسْغَاهَا وَادْنُوا إِلَيْهِ قَاعِدًا لَوْ كُنَّا  
ذُاقِرِي وَبِعْهَدَ اللَّهِ اَوْفُوا رِزْقًا مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكُمْ

ہم کسی کو اسکی دوست سے زائد تکلیف نہیں دیتے۔  
ہم کسی شخص کو اسکی دوست سے بڑھ کر تکلیف نہیں  
دیتے اور ہمارے پاس لوگوں کے اعمال کی ایک

(۲۳) لَا تَكُفُّ نَفْسًا إِلَّا وَاسْغَاهَا (اعراف پ ۸)  
(۲۴) لَا تَكُفُّ نَفْسًا إِلَّا وَاسْغَاهَا لِدُنْيَا كِتَابٍ  
نِيْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُفْلِحُونَ (يونس پ ۳۱)

کتاب ہے جو ٹھیک بتلاتی ہے اور ان لوگوں پر

بال ظلم نہیں کیا جائیگا۔

۲۵) لَیَنْفِقْ فَمِنْهُمْ سَعْتٌ وَمَنْ تَدَّ

عَلَيْهِمْ رَازِقَهُ فَلْيَنْفِقْ سَاآتَاهُ اللَّهُ لَا يَخْلُقُ

اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَاتَ تَجْعَلُ رِزْقًا ۲۸

دست دی ہے اُسکے مطابق تکلیف دیا کرتا ہے،

۲۶) ذَٰلِكَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ دَلِيلٌ مِّنْكَ لِقَوْمٍ

ظَلَمَ وَاَهْلُهَا غَافِلُونَ (انعام پ ۸)

کرتے در صورتیکہ باشندے اُنکے بے خبر ہوں،

۲۷) وَمَا كَانَ دَلِيلٌ لِّجَاهِلٍ يَقْرَأُ

وَاَهْلُهَا عَصَا لَعْنُونَ (ہود پ ۲۲)

اُنکے نیکو کار ہوں۔

۲۸) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ

لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(بقرہ پ ۱)

۲۹) مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَلِهَا

مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى اِلَّا اَمْثَلُهَا وَهِيَ

لَا يُظْلَمُونَ (انعام پ ۳)

۳۰) هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(سبا پ ۲۲)

۳۱) وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ

وَانْفَرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى (انعام پ ۳)

۳۲) مَنْ اهْتَدٰى فَاَتْمَمْنٰ مَسْعٰىهُ بِنَفْسِهِ

وَمَنْ ضَلَّ فَاَتْمَمْنٰ ضَلٰلَتَهُ عَلَيْهِ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

وِزْرَ اُخْرٰى مَا كُنَّا مَعْدٰى بَيْنَ حَتٰى بَعَثْنٰ رَحْمٰنًا

اپنا ہی خود نقصان کرتا ہے اور کوئی دوسرے

بہ دہ لوگ تھے کہ جو گنہگار اُنکے لیے اُنکی کارگزار

ہے اور تمہارے لیے تمہاری کارگزار ہے اور جو کچھ

وہ کرتا ہے اُنکی پونجھ کچھ تم سے نہ ہوگی

جو شخص نیکی کرے گا اُسکو اُسکا دس گنا ثواب عطا

ہوگا اور جو شخص بری کرے تو اُنکی سزا اُسکے برابر

ہی ہو جائیگی اُمّات کے ساتھ کوئی ظلم نہیں ہوگا،

جو اعمال انھوں نے کیے تھے اُنکے مطابق اُن کو جزا

دی جائے گی۔

جو شخص کوئی بُرا کام کرتا ہے تو اُسکا نقصان اُن

کے لیے ہے اور کسی پر دوسرے کے گناہ کا بار نہیں پڑے گا

جو شخص صیح راستہ پر چلتا ہے وہ اپنے ہی لئے

چلتا ہے اور جو راستے سے ہٹتا ہے وہ بھٹک کر

اپنا ہی خود نقصان کرتا ہے اور کوئی دوسرے

دینی اسرائیل (۱) کے گناہ کا بار نہیں اٹھا سکتا۔ اور ہمارا کبھی شیوہ نہیں رہا کہ کسی قوم پر عذاب کریں جب تک کہ کوئی رسول ان کی طرف مبعوث نہ کریں۔

(۳۳) قل لا تسالون عما اجرنا ولا نسال عما تعملون (سبا پ ۲۲) تم ان سے کہو کہ نہ ہمارے گناہوں کی تم سے پوچھ کچھ ہوگی اور نہ تمہاری کارستانوں کی تم سے باز پرس۔

(۳۴) ولا تترسوا من الذرة ذرة وراخری وان تدع مثقلة الی حملها لا یحمل من شیء ولو کان ذا قربی (فاطر پ ۲۲) ولا تترسوا من الذرة ذرة وراخری (زمر پ ۳۵) (۳۵) فمن اهدى فلنفسه ومن ضل فانما یضل علیہا (زمر پ ۲۴) (۳۶) من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعلیہا (جاثیہ پ ۲۵) (۳۷) وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ہدینا حتی یتبین لہم ما یتقون (۳۸) تک کہ ان کو قابل اجتذاب چیزیں تیار نہ دے (۳۹) لیهلك من هلك عن بینة و یحیی من حی عن بینة (۴۰) من یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ

جو شخص ہلک ہون حجت تمام ہونیکے بعد اور جس کو زندگانی حاصل ہو وہ بھی بعد تمام حجت جو ایک ذرہ بیزاریک کام کرے یا گناہ انجام دیکھ لے گا اور جو ایک ذرہ بھلائی کام کرے گا اس کو بھی دیکھ لے گا

## ایک چھوڑ چالیس آیتیں

کسا اب بھی مطالبہ پور نہیں؟

قرآن مجید کی ایک آیت بھی اگر کسی چیز کی گواہی دے تو اس پر ایمان لانا مسلمانوں کا فرض ہے جو جائیکہ چالیس آیتیں متفقہ طور پر ایک زبان یک آہنگ ہو کر ایک مطلب کو بیان کریں اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ باری تعالیٰ کی نظر میں صفت عدالت کو کتنی اہمیت حاصل ہے

اور نہ کسی طرح راضی نہیں کہ اسکی طرف ظلم کا توہم بھی ہو سکے وہ اپڑ تو مسلسل آیتوں سے اس امر پر زور دیتا ہے کہ خداوند عالم عادل ہے اور اُسکے کاموں میں ظلم کا شائبہ نہیں، لیکن انہیں یہ کہہ کر بہت سے مسلمان پھر بھی اس پر ظلم کو روا سمجھتے رہے ہنغصہ صاحب بھی ایسی گروں میں داخل ہیں، انکا خیال ہے کہ شیعوں نے عدل کو اپنی عقل محض سے مدار ایاں بنا رکھا ہے اور یہ خدا ساز اصول میں سے ہے اللہ جنہ مذہب میں خدا کا عادل سمجھنا ضروری ہے وہ شیعوں کا عقلی اختراعی سے نہ کہ من عند اللہ ہے بڑے زور و شور سے سوال کی صورت میں مطالبہ کرتے ہیں، کیا ایمان باللہ ایمان بالرسول، ایمان بالہدیم الاخر کی طرح عدل پر ایمان لانیسکے لیے قرآن مجید میں کوئی لکڑیت بھی موجود ہے؟ کوئی الکیکے بجائے چلیں، آیتیں دیکھنے لینے کے لیے بھی معلوم نہیں منفسر کا مطالبہ پورا ہو گا یا وہ پھر یہی سوال کرینگے کہ ”کیا عدل پر ایمان کے لیے کوئی آیت قرآن میں ہے؟“

## اصول دین اور اصول مذہب کی تشریح

### توحید و عدل کا اصلی مفہوم

مذکورہ بالا بیانات سے یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ایمان باللہ کے تحت میں خداوند کریم کے تمام صفات کمال کا جواد کہ قطعاً ہے ثابت ہو جائیں اعتقاد ضروری ہے، اور یہ سب مدار نجات ہیں اور لیک مسلمان حقیقی طور پر اُنکی وقت مسلمان اور مومن ہو سکتا ہے جب وہ اُن تمام پر ایمان رکھے توحید و عدل اگرچہ ظاہر میں دو مختصر مفہوم ہیں لیکن علم کلام پر عبور حاصل کرنا والا، اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ یہ دونوں مفہوم باری تعالیٰ کے تمام اوصاف ثبوتیہ و سلبیہ صفات ذات و صفات فعل سب پر حاوی ہیں، یہ دونوں دوسرے خیاں ہیں جبکہ تحت میں متعدد ابواب مندرج ہیں، توحید کی ذیل میں ..... وجود و صانع و جود فی، قدم، علم، قدرت، حیات، اراد، نفی شریک، نفی اقبلج، نفی جسم و حیاتیات وغیرہ وغیرہ سب داخل ہیں اور عدل کے تحت میں نفی جبر، نفی ظلم، عدالت اور انصاف اور اس کے تمام فروع و شعب مندرج ہیں اور چونکہ ابھی سب کا اعتقاد بیعت مجبوعی ایمان باللہ کا مراد و فہم ہے اور اس پر تمام اجمال و مبادلات کی قبولیت متفرق ہے اس لیے توحید و عدل اپنے نذر کدہ بالا وسیع معنی کے ساتھ اصول دین میں داخل ہیں،

وہ چیزیں کہ جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے اگرچہ سب مدار نجات ہیں اور اُخرویٰ فلاح و نجات اُن کے اعتقاد پر موقوف ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ انہیں سے ہر لکاب کا منظر ظاہری احکام کی رو سے

بھی کافر سمجھا جائے،

حضرت رسالتؐ نے خود فرمایا تھا ستفتی امتی علی ثلث وسبعین فوقہ کلہم فی المآ  
الواحدہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلامی جماعت میں تفرقہ بازی ہمگی اس کے ساتھ ساتھ ہو جائے گی  
یہ سب متنبی میں داخل اور اسلامی جامعہ کچھ چیزیں لیکن نجات انہیں سے صرف ایک ہی جانت  
کے لئے ہے،

یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری صورت میں اسلام ایک وسیع معنی رکھتا ہے جو تمام فرقہ آلود  
کو شامل ہے ایسی صورت میں ہر وہ عقیدہ کہ جس پر نجات کا انحصار ہو ضروری نہیں کہ اس کا منکر واثو  
اسلام سے بھی خارج ہو جائے لیکن بعض ایسے اہم عقائد ضروری ہیں جو اسلام کے مخصوص ارکان ہیں اور  
جنہیں تمام مسلمان برابر سے شریک ہیں کہ انکا انکار کرنے والا شخص اسلامی دائرہ سے بھی خارج ہو جائے  
اسی بنا پر ان عقائد میں جو حقیقتہً اصول دین اور دارالایمان اور معیار نجات ہیں ایک دوسری اصطلاحی  
نگاہ ڈال کر فرقہ قرار دیدیا گیا ہے،

وہ عقائد کہ جنہیں تمام مسلمان اجماعی اور غیر اجماعی سب کے سب شریک ہیں جیسے لیکڑی شش ظاہری حشمت  
سے بھی مسلمان نہیں ہو سکتا انکا نام اصول دین رکھا گیا ہے اور ان عقائد کہ جیسا کہ بہت سے فرقہ اسلام  
نے انکار کیا ہے لیکن حقیقتہً وہ اور قطعہ سے ثابت ہیں اور دارنجات وایمان ہیں انکا نام اصول مذہب ہے  
اور چونکہ صحیح مذہب ہی دین و دین کا صحیح مصداق ہے ایسے ایسے جو اصول ہوں وہی حقیقتہً دین  
کے اصول ہیں اور ان الدین عند اللہ الاسلام، وضیت لکم الاسلام دینا، ومن یتنبغ غیر  
الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الآخرة من الخاسرین وغیرہ انھیں پر منطبق ہے،  
خواب میر الواعظ دامت معالیہ کا یہ لکھنا کہ ”دین ہول دین ہیں یعنی توحید نبوت مساوا اور دو اصل  
مذہب ہیں عدالت امامت اور ان پانچوں کو تقبیلاً اصل دین سمجھتے ہیں،“ اسی اصطلاح پر مبنی ہے، ہاں  
بے شک ہماری تحریر سے یہ اثر ثابت ہو گیا کہ یہ پانچوں تقبیلاً نہیں بلکہ حقیقتاً اصول دین ہیں اور دین کے اصول  
دین، دو کو اصول مذہب کہنا صرف ایک اصطلاحی فرقہ ہے،

ہمارے اس بیان سے متفسیر کے سوال نمبر ۲ اور نمبر ۳ کا جواب ہو جاتا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ  
دین کے تین ہی اصول ہیں تو میر شیوں کو دو اور خانہ سادہ اصول صحت عشری امامت کو داخل دین اور  
شامل ایمانیت کر دینے کا اختیار کہاں ہے لگیا اور جس مذہب کے یہ اصول ہیں عدل و امامت وہ شیوں  
کا عقلی و ختمی ہے نہ من عند اللہ جیسا کہ دین اسلام من عند اللہ ہے

## عقل و اصول دین

مستفہر صاحب دہر الوداع کے اس فقرے بہت چراغ پا ہوئے ہیں کہ ”اصول دین کی جتنی خوبی و نصیحت و معرفت محض عقل پر منحصر اور عقلاً واجب ہے“

دن چاہتے ہیں کہ اصول دین سب کے سب نصوص قرآنیہ سے ثابت ہوں اور عقل کا قدم دین میں نہ آنے پائے بلکہ مستفہر سے کہن پہنچے کہ اگر عقل نہ ہو تو قرآن پر ایمان لانے کی کیا صورت ہے؟

حضور والا! نصوص قرآنیہ سے کسی مطلب کا یقین کرنا تو قسم اس امر پر کہ اس پر دل سے قرآن کی صحت پر ایمان ہے ایں اور قرآن پر ایمان لانا اس بات پر منحصر ہے کہ رسول کی نبوت و صدق کا اعتقاد کر لیجئے اور رسول کی نبوت و صدق کا اعتقاد اُسی وقت ممکن ہو کہ آپ کسی باشعور و ارادہ قادر و حکیم مطلق ہستی کی الہیت کا اقرار کر چکے ہوں، آپ اگر خدا کی الہیت رسول کی رسالت قرآن کی حقایق کو خود قرآنی آیتوں سے ثابت کرنا چاہیں تو کیا منطقی حیثیت سے دور نہیں لازم آتا،

ایک طبعی و دہری کے مقابلہ میں جو وجود کا منکر ہے آپ قل ھو اللہ احد پڑھ کر دم کیجئے تو کیا نتیجہ ہو سکتا ہے،

اور ایک عیسائی کے سامنے جو تثلیث کا قائل ہے لا تقولوا ثلثہ انھو اخیرا لکم کا درو پڑھتے تو اس پر کیا اثر ہوگا؟

اور ایک آریہ کے آگے جو معاد اور حشر اجداد کا منکر ہو کسی حافظ قرآن کو بلا کر پورا سورہ حشر پڑھو ادیکھے تو وہ کب تسلیم کر لگتا؟

اور کسی مخالف اسلام کو مناظرہ کے وقت ان الثین عند اللہ الاسلام اور ما محمد الا رسول لکن قائل کرنا چاہیہ تو کیا یہ امر مفید جزیرہ ہوگا

یقین چاہیے! اگر آپ نے خدا کی خدائی رسول کی رسالت، قرآن کی حقایق کا خود قرآن میں لیکر یقین کیا ہے تو آپ کو خود قرآن کا ایمان نہیں ہے اور اپنے اسلام و ایمان پر نظر ثانی کرنا چاہیئے، خدا نے عقل اسی لئے دی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے اسکی امداد اسکے رسول کی معرفت حاصل ہو عقل ہی وہ جو ایک باشعور شخص کو ہاتھ پیر کر تحقیق حق کی طرف لجاتی اور رسول دینی کی صدق کا یقین دلاتی ہو اگر عقل نہ تھی تو انبیاء و رسول کی پیچھے پیچھے آوازیں پڑ جاتیں امد کوئی انکی بات بھی نہ سناؤ اگر سناؤ آپس یقین کر لیا کوئی باعث نہیں تھا،

بس امید کرتا ہوں کہ آئندہ بے متغیر صاحب اپنی زبان سے کبھی نہ نکالینگے کہ ہول دین کو عقل ہے نہیں بلکہ نصوص قرآنیہ سے سمجھنا چاہئے۔

بے شک اگر ہول دین میں سے کوئی امر ایسا ہو جس کی تصدیق پر قرآن مجید کی سچائی کا اعتقاد موقوف نہیں ہے تو اس کو قرآن مجید کی رو سے ثابت کرنا صحیح و درست ہے جس طرح اگر قرآن میں کوئی آیت اسکے متعلق نہ موجود ہو لیکن عقل قطعی طور سے اسکا فیصلہ کرتی ہو تو اسکا ماننا ضروری ہے و عدل کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں عقل اور قرآن دونوں متفق طور پر نااطق ہیں، ایک طرف عقل بتلاتی ہے کہ اگر خدا عادل نہ ہو تو جزا اور سزا اور قیامت و محاسب ہاں ہیں اور چونکہ خدا کامل بالذات ہے اس میں نقص کا ثابہ نہیں لہذا ظلم اس پر محال ہے، دوسری طرف قرآن مختلف انداز سے خدا کے عادل ہونے کی گواہی دیر رہا ہے اور ظلم کی صریحی طور سے نفی کرتا ہے، لہذا ایک عاقل اور مسلمان شخص کو اس کے تسلیم کرنے میں کیا عند ہو سکتا ہے؟

## مسئلہ امامت کی مختصر بحث

امامت کے معنی

امامت کے لغوی معنی تو پیشوائی کے ہیں اور اسی حیثیت سے جماعت میں نماز گاہ داروں کے مقتدا امام کہا جاتا ہے لیکن جناب باری کی اصطلاح میں امامت ایک خاص منصب اور مرتبہ کا نام ہے جس کو صرف اپنے انتخاب سے قابلیت اور ہندو کا لحاظ رکھتے ہوئے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے خدائی مناصب و مراتب کی حقیقت تک انسانی فہم و ادراک کہاں پہنچ سکتا ہے دنیاوی سلاطین کی جیکر اس بارگاہ قدس و جلال ہے کوئی نسبت ہی نہیں ان کے مقرر کیے ہوئے منصب و مرتبہ کو دیکھ کر ہر شخص یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ ان کے لئے کوئی خارجی حقیقت اور امامت نہیں جو کرتی جسکو ان کا کوزہ عظمیٰ عظمہ و عظمہ بیان کیا جائے بلکہ ان کا تعدد و تباہ و اختلاف سب نظر سلطان اور اس کے قرا داد و اعتقاد پر مبنی ہوتا ہے اور اسی قرار واد کے باعث ان میں فوقیت و ماتحتی پیدا ہوتی ہے۔

بے شک آثار اور لوازم کی حیثیت سے ان منصبوں اور عہدوں میں افتراق و امتیاز کا سمجھنا ممکن ہے امامت، نبوت، رسالت، یہ تینوں منصب جدا گانہ ہیں جن میں قدرت کی طرف سے مراتب و درجات میں تفاوت دکھایا ہے، نبی کی حیثیت صرف اس مجسرت کی ہے جو لوگوں کو خدا کی یاد دلائے اگر خدا

اکسی ہے دراکر اور ثواب الہی کی طرف بلا کر ایمان کے راستہ کی طرف دعوت دے سکے  
 اس ہے ذرا بلند رسول کا مرتبہ ہے وہ خدا کا سفیر ہے جو اس کی طرف ہے احکام کا اجرا کرتا ہے  
 نافذ کرے اور اُس پر لوگوں کو عمل پیرا بنائے بنی و رسول کی تصدیق اگر چہ لازم اور اس کا  
 اتباع ضروری ہے لیکن اُس محدود دائرہ میں کہ جس کے اندر اس کی نبوت اور رسالت کو محدود کیا گیا ہے اور نہ  
 بھی اسی حیثیت سے کہ نہ مجتہد صادق، سفیر ہے، امامت کا درجہ ان دونوں سے بلند ہے۔ امام کی صورت  
 نہ مخبر کی ہے نہ سفیر کی بلکہ وہ خدا کی طرف سے پیشوائے خلق اور مطلع مطلق بنا کر رکھا گیا ہے وہ  
 باری تعالیٰ عزوجل کی طرف سے ایک نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ لوگ اُس کے قدم بقدم چلیں  
 اس کی بات کو منکر عمل کریں، اُس کے ہر طرز عمل کی موافقت کریں اور اس کی اطاعت کو اپنا نصب العین سمجھیں  
 جو شخص بنی یا رسول ہو اُس کے لئے امام ہونا ضروری نہیں اور جو امام خلق قرار دیا جائے اُس کے لئے بنی یا رسول  
 ہونے کی شرط نہیں ہے، ہاں یہ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ کسی کامل مستی میں نبوت رسالت، امامت سب کو جمع  
 کر دے ۴

جو شخص بنی یا رسول ہے لیکن امام نہیں ہے وہ کسی طرح مرتبہ میں اُس شخص کے برابر نہیں جس کو امامت  
 عطا کر دی گئی ہے اور اگر ایسا شخص ہے جس میں قدرت نبوت و رسالت و امامت جمع کر دی ہے  
 وہ امامت کی حیثیت سے اُس شخص کا جو تھا امام ہو شریک ہو گا لیکن صفات نفیہ اور فضائل ذاتیہ میں  
 ہو سکتا ہے کہ اُس سے مولوی ہو اور ہو سکتا ہو کہ کم ہدایاں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ چونکہ وہ امام ہو نیسے  
 ساتھ رسول و نبی بھی ہے تو اس کا درجہ و مرتبہ زیاد ہو گا، کیونکہ اعلیٰ مرتبہ میں مساوی ہونیکے ساتھ ہی  
 کا ادنیٰ درجہ پر فائز ہونا اس کی فضیلت کا موجب نہیں ہو سکتا، جس طرح اگر دو شخص ایسے ہوں جو مولوی  
 فاضل پاس ہیں لیکن اکابر نے اُن سے مولوی یا عالم کا امتحان بھی دیا ہے تو یہ اُس کے انصاف کا باعث  
 نہیں ہو سکتا اگر نثری داں اصحاب یوں سمجھ سکتے ہیں کہ وہ شخص جو بی اے کے درجہ کی بہرہ مند دیکھتے ہوں  
 لیکن ایک اُن سے کسی نہ کسی طرح علمدہ سے پڑھ کر براہ راست بی اے کے امتحان میں شریک  
 ہو کر کامیاب ہو گیا تو کیا وہ شخص جو بی اے کے قبل انٹرنس کے درجہ کا سائنفلٹ بھی حاصل کر چکا ہے  
 اُس پر فوقیت رکھتا ہے، انبیاء سابقین میں جہاں تک نظر ڈالی جاتی ہے اُن کا حفظ فضیلت  
 نبوت و رسالت کے نقطہ تک منتهی ہو جاتا ہے لیکن ایک ابراہیم خلیل الرحمن کی ذات ایسی ہے  
 جس میں مبداء فیض نے تینوں منصبوں کو جمع کر دیا تھا،

بنی و رسول کا مرتبہ تو پہلے ہی ہے حامل تھا کلمات امامت کے امتحان میں کامیاب ہونے پر



امامت کا دوسرا بھی خطاب ہے اور اسی جامع لفظ کے لئے امام کی سند ملتی ہے۔  
ہمارے نبی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انصافیت تمام انبیاء سابقین سے بالاتر  
نابت ہے اور یہی ہے کہ حضرت بھی تینوں شعبوں کے حامل تھے اور رسالت و نبوت کے ساتھ امامت  
کا درجہ بھی حضرت کو حاصل تھا، اور چونکہ حضرت باری عزائم نے حضرت کو پیشوائے مطلق قرار دیکر کسی  
استغفار نہیں کیا تھا لہذا یہ ماننا لازمی ہے کہ حضرت افضل خلق تھے،

ہمارے مذکورہ بالا بیانات سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ امام کے لئے پیشوائے خلق اور مطلق  
مطلق ہونا ضروری ہے اور باری تعالیٰ کی ہر نیکے قول و عمل کا اتباع تمام افراد بشر کا فرض ہوتا ہے  
امام اگر خود نبی و رسول ہو مستقبل طور پر نبی ہو نیکی حقیقت سے تبلیغ احکام شریعت کرے گا لیکن اگر  
امامت کا منصب کسی ایسی ہستی کو حاصل ہے کہ جو اپنے سے افضل رسول و نبی و امام کی موجودگی میں اس کے  
زیر حکم اور تابع فرمان قرار دی گئی ہے تو اس پیغمبر کی وفات کے بعد اسی ہستی کا پیشوائے خلق ہونا  
ضروری ہے اور خلافت و نایابت کے لباس میں اس امامت کا ظاہر ہونا ضروری ہے اور امامت کی اس  
مخصوص قسم کو ان نظروں میں بیان کرنا صحیح ہے کہ ”ہی الویاستہ العامہ الاھلیہ خلافتہ عن  
اسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی امور الدین والدنیا بحیث یجب اتباعہ  
علی کافہ الامم اور یہی وہ ہے کہ جس کو نبوت کی فرع کہا جاتا ہے،

اس بیان سے یہ واضح ہو گیا کہ امامت کا مفہوم ایک ہی ہے، آثار و لوازم اس کے مختلف ہیں  
ابراہیم کو جو امامت ملی تھی وہ مہی تھی جو خاتم النبیین کے جانشین و وصی امیر المؤمنین علیہ السلام اور  
ادنیٰ اولاد کے لئے ہم نابت کرنا چاہتے ہیں بے شک چونکہ ابراہیم خود نبی و رسول تھے لہذا ان کی  
امامت استقلال و حقیقت رکھتی تھی اور ہمارے ائمہ معصومین ع چونکہ خاتم الانبیاء کی شریعت کے حافظ  
و نگہبان مقرر ہوئے تھے لہذا ان کی امامت و جانشینی اور خلافت کے عنوان سے تھی، امامت کی حقیقت  
مابک ہی ہے صورتیں بدلی ہوئی ہیں، ایسے تغیر کا یہ اعتراض کہ ”کیا جناب ابراہیم کو مرتبہ نبوت  
و خلعت پر فائز ہو چکے تھے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو غیر نبوت پر مشتمل تھا ہوئی تھی تو یہ جناب ابراہیم نہ نبوت  
پر مست نہ ہو چکے بعد کس رسول کے خلیفہ بنا دیے گئے اور کس کی خلافت میں ریاست عامہ دینیہ و دنیویہ  
ان کو ملی“ بالکل یاد ہوا امامت ہو جاتا ہے،

و گویا یہ سوال کہ کیا قرآن مجید میں امامت کا استعمال شیعوں ہی کے اصطلاحی معنی میں ہوا ہے  
اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں تو اس لفظ استعمال شیعوں کے اصطلاحی معنی میں نہیں ہوا ہے لیکن شیعوں کے

اصطلاحی معنی وہی ہیں جنہیں قرآن کے انور امامت کا استعمال ہوا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر امام کسی خاص منصب اور مرتبہ کا نام نہ تو ابراہیمؑ سے مخصوص طور پر انی جاعلک للناس اماما کافے کے کوئی معنی نہیں، تاہم انبیاء اپنی اپنی امت کے لیے واجب الاتباع ہوتے ہیں ابراہیم کی کوئی خصوصیت ہے آخر نبوت و رسالت کے حامل ہونے کے بعد ابراہیم میں کوئی کسر نہ گئی تھی کہ اذابت فی ابراہیم تیز بکسلات کے مندرجہ کلمات کے ساتھ انکا امتحان سے لیا گیا، اور فاتحین کے نتیجہ امتحان اور کامیابی پر انی جاعلک للناس اماما کی سند عطا ہوئی، ایک سبب یہ کہ امتحان کے بعد کامیاب ہونے پر منصب کی کرسی دنیا صحیح ہے یا جو دلیل کشنر کا عمدہ،

یقیناً کسی مرتبہ پر ناز شخص کو جب امتحان لیکر کامیابی کا انعام دیا جائے گا تو وہ پہلی مرتبہ بلند ہی مرتبہ ہوگا،

اصل و فرع کا فرق کسی کا طبع اور ذہن میں اور نہ مطلق امامت کا لازمی بلکہ خصوصاً واجب امامت کبھی نبی و رسول کے زیر سیادت ہوگی تو اس میں خود بخود فریعت پیدا ہو جانا ضروری ہے،

### امامت عامہ و خاصہ

جس طرح نبوت میں دو مرحلہ ہیں جیسے ائینت عامہ اور دیگر نبوت خاصہ اسی طرح امامت کی بحث بھی دو مقبول میں منقسم ہے، امامت عامہ اور امامت خاصہ،

امامت عامہ میں عمومی حیثیت سے ثابت کیا جاتا ہے کہ رسول کی عدم موجودگی میں حفظ شریعت کے لیے ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور یہ کہ امامت مخصوص منصب ہے، جو خدا کی طرف سے قرار دیا جاتا ہے اور بنیر جبل الہی کے حامل نہیں ہو سکتا اور عصمت و علیت و فضیلت وغیرہ اس کے شرائط ہیں۔ امامت خاصہ کے معنی یہ ہیں کہ مخصوص طور پر مخصوص قطعہ سے امتیازی کی حیثیت سے جسکو باری تعالیٰ نے امامت کے لیے منتخب کیا ہے جناب در صاحب الوداع کے مقالہ میں متعدد آیتیں جو نقل کی گئی ہیں انہیں سے بعض امامت عامہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں انہیں آٹا ثابت ہوتا ہے کہ امامت ایک مخصوص منصب ہے جس کے لیے انتخاب خداوند عالم کی جانب سے ہوتا ہے اور وہی جملنا منہ صائمة و جملنا ہم ائمة و جعلہم ائمة کی نظموں میں اپنے انتخاب کا اعلان کیا کرتا ہے، ان آیات کو امامت خاصہ کی دلیل سمجھ کر یہ اعتراض کرنا کہ ان آیتوں میں جناب موسیٰ اور بنی اسرائیل یا نوح و یعقوب کا ذکر ہے ان کو اثنا عشری امامت سے کوئی تعلق نہیں، عدم بنیر کی دلیل نہیں تو کیا ہے

## امامت اور حکم عقل

مفسر کو اس امر میں ہراسش و بیخ ہوا ہے کہ جب آٹھ عشری امامت کی تعیین و معرفت شیعوں کی عقل محض پر منحصر اور عقل و احباب ہے تو ہر باب امامت میں نفس خدا و رسول کو ضروری قرار دینا چہ معنی اور بہین اگر تو اس کے کام لیتے تو اس سوال کا جواب بالکل آسان نظر آتا، بے شک امامت کا ضروری ہونا عقلی دلیل جو ثابت ہے اور عقل قطعی طور سے بتلاتی ہے کہ رسول کی وفات کے بعد نبوت کی حفاظت کے لئے ایک امام کو ضروری ہے لیکن وہ امام کون ہو، اس کی تعیین کے لئے عقل حاکم ہے کہ نفس خدا و رسول کی ضرورت سے، امام وہی ہو سکتا ہے کہ جو باری تعالیٰ کا انتخاب کیا ہو اور منصوص من اللہ ہو لہذا عقلی حکم کے رو سے تعیین شخص امام میں نفس خدا و رسول ضروری ہے،

## جہل الکی اور نص فاعلی

صدیاں گزر گئیں، تنکلیں و مفسرین دارباب حدیث کے طبقہ آئے اور منقرض ہو گئے خلافت کا بحث بھی ہمیشہ محاذ جنگ بنا رہا اور موافق و مخالف لشکر ہمیشہ ہی صف آرا رہے علماء تبعہ پیچھے ہمیشہ پکارتے رہے کہ خلافت و امامت کے لئے جہل الکی کی ضرورت ہے، اور نص فاعلی کے خلافت ثابت نہیں ہو سکتی لیکن علماء اہل سنت یہی کہتے رہے کہ خلافت و امامت کا جہل الکی اور نص خدا و رسول ہے کوئی تعلق نہیں، اُمت خود جس کو چاہے اپنے اختیار سے خلیفہ بنا سکتی ہے،

مفسر کا ضمیر خود اس عقیدہ کی گزند کی گزند کا معرفت تھا لہذا انھوں نے ذرا اخلاقی جرأت کر کے اپنے قدیم اور دیرینہ اعتقاد سے گزارہ کٹی کر کے شیعوں کی جھوٹی اختیار کر لی ہے، وہ رقمطراز ہیں: ”روایات قرآنیہ اور تفصیل فرقانیہ ہے اہل من الشمس اور ابن من الاس ہے کہ امامت للناس اور خلافت فی اللہ اور نص فاعلی الکی اور خداوند عالم کے نص فاعلی پر ہے، رسول کے قول یا فعل کو عطاء امامت و خلافت میں کوئی دخل نہیں در نہ جناب ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریت میں ہے جس کو چاہتے اپنے قول یا فعل سے امام بنا دیتے اور خدا سے ذرا بخلال ہے اپنی ذریت کے لئے ہدایت امامت نہ کرتے، ہر صفحہ پر لکھتے ہیں ”آیت ہذا اس امر کی بین شہادت ہے کہ امامت بدو جہل الکی یا ممکن الحصول ہو اسلئے جناب ابراہیم خلیل اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جہل الکی اس منصب لیل برقاؤ ہو سکتا نہ اپنی ذریت میں سے کسی کو اس منصب عظیم پر اجتناب خود مانو کر کے بلکہ اگر الکی میں اپنی ذریت میں امام بنائے

جانے کی التجا کی ؟

پھر صفحہ ۱۰ میں ملاحظہ ہو، خلیفہ فی الارض اور امام للناس وہی ہوتا ہے جسکو خود خداوند عالم بنا کر یہ حقیقت کے اعتراف کی وہ آوازیں ہیں جسکو بے اختیار خداوند عالم منکرین کے دہنوں سے نکلا کر تا ہے اور یقیناً مستفسر اس حقیقت سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے بہت صفائی کے ساتھ اپنے مذہبی روایات سے دلکشی کر کے لقب امام کو حبل اور تعین ابری کا پابند قرار دیا ہے لیکن انھوں نے اس کے بعد جس عادی میں قدم رکھا ہے وہ یہ ہے کہ زبان خدا را در پر خطر ہے

اُن کا خیال ہے کہ جو شخص کسی مذہبی طرح تحت حکومت کا مالک بن جائے اور فوج و لشکر وغیرہ اس کے ہاتھ لگ جائے تو وہی خداوند عالم کی جانب سے مفعول اور معین ہے خود اسکا لوگوں پر مسلط ہو جانا اس کے حقیقت کی دلیل اور خداوند عالم کی نعمت فعلی اور علی شائد ہے ؟

زیر بحث بالادیں متعدد وجہ اشارہ و کنایہ اس مطلب کو لکھا گیا ہے ۔ یہ فرسوں عقیدہ کہ بندہ کے افعال خیر و شر سب خدا کی طرف استناد رکھتے ہیں اگر اپنے تمام لولوم و انار کے ساتھ قبول کیا جائے تو یقیناً اسکا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں کا کسی شخص کو خلیفہ اور امام بنانا عیناً خدا کا فعل اور اس کا علی عمل ہو لیکن فرس ہے کہ وہ عقیدہ کچھ اتنا کم قیمت تھا کہ خود اس کے لئے ہمیشہ تاویل و توجیہ ہی کرتے رہے کیونکہ اُن کے خیال کی بنا پر ذاب و عتاب بے کار اور جزا و سزا باطل ہو جاتی، شراب پینا اس کے پیے والے کا کام نہیں بلکہ خود خداوند عالم کا کام ہے لہذا اس بیچارے کو سزا دینے کا نتیجہ ؟

امام کے معنی اگر سلطان جائز ظالم، زبردست، متعبد وغیرہ وغیرہ کے ہیں تو ضرور وہ شخص جسے بیکرو ظلم و تہر و غلبہ مکر و فریب سلطنت دینا کو حاصل کر لیا ہے خدا کی طرف سے امام خلق ہے اور خود اسکا سلطان بننا اس کے امام مجہول من اللہ ہونے کی دلیل ہے، اور اس صورت میں چگیر خیال ہلاکو، تیمور، نادر وغیرہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے امام مجہول من اللہ ہوں گے اور موجودہ زمانہ میں جبکہ اسلامی عثمانی خلافت کا شیرازہ نازی مصطفیٰ کمال پاشا کے ہاتھوں بکھر چکا ہے اور پکے بڑے سلاطین خدا کی طرف سے معز کیے ہوئے امام بھی جانا ضروری ہیں،

لیکن اگر استصراحت جبر و ظلم تہر و غلبہ سے بادشاہ بن بیٹھنے کا نام نہیں بلکہ امام بن پیشوا اس خلق ہے جسکو خدا نے اپنی جانب سے مقرر فرمایا، مواد حکمی اطاعت و اتباع کو فریضہ لازمہ بنادیا ہو جیسا قرآن مجید سے ظاہر ہے تو اس کی نین شخص سلطنت و حکومت کا مالک بن جانے سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے خداوند عالم کے نص قطعی کی ضرورت ہے جو اس کے رسول کی زبانی قرآن یا غیر قرآن کی صورت میں

امت تک پہنچے۔

اگر امامت کے معنی سلطنت، قدرتِ غلبہ کے ہوں تو متغیر کرنا چاہیے ابراہیم کس اقلیم کے باشندہ بنا دیے گئے تھے اور ان کو کیا قریبہ حاصل تھا، کیا خدا بھی جھوٹ مٹ کی باتیں نہاتا ہے کہ ابراہیم کو اپنی نفسِ فعلی ہے امامت عطا نہیں کی لیکن خوش کرنے کے لئے گمراہی افنی جاعلت للناس اماما یا امر بھی خود کے قابل ہے کہ جب امامت کے معنی ظاہری سلطنت اور غلبہ کے ہیں اور اس بنا پر زیرِ دید بن عقبہ، متوکل و اردن شیدا ایسے ظالم و جبار سلطان بھی خداوندِ عالم کی طرف سے لازم محمول ہیں تو خداوندِ عالم کا وعدہ کہ لا ینال عہدی الظالمین کہاں گیا؟

کیا متغیر کے نزدیک خدا بھی وعدہ خلاف دغا باز کرتا ہے، انھود باللہ من ذلک

## نفسِ خدا اور رسول

ص ۷ امامت کا مدار حمل الہی پر ہے رسول کے قول یا فعل کو اعطاء امامت و خلافت میں کوئی دخل نہیں ورنہ خلیفہ ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریعہ کے لئے استدعا امامت نہ کرتے پس اثنا عشری امامت کے باب میں نفسِ رسول کے ضروری جاننے کا مفاد کیا ہے۔

ص ۹ جب اثنا عشری امامت کے لئے خداوندِ عالم کی نہ فعلی شہادت ہے نہ قولی و حضرت رسول کی فعلی شہادت کے تحتلف افسانے بنانے سے کیا حاصل

ان دونوں عبارتوں میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالنبی میں مکروری کی جملہ پوری طرح موجود ہے متغیر کا خیال ہے کہ رسول اپنے ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات کے تابع ہو کر بات کرتے ہیں اور ان کا طرز عمل مثل معمولی لوگوں کے جذبات کے تحت میں ہوتا ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ پیغمبر کی زبانِ انجی اور ترجمانِ خدا ہوتی ہے اور ان کا ہر فعل باری تعالیٰ کے منشاء کا تابع ہو کر ہوتا ہے،

معلوم نہیں متغیر نے حمل الہی اور خدا کے نفسِ قولی کے معلوم کرنے کا کون سا ذریعہ قرار دے لیا، کیا یہ باہر است کشف والہام کے ذریعہ سے خداوندِ عالم کی نفس کو معلوم کرنے کے آرزو مند ہیں درحقیقت امامت کا مدار حمل الہی پر ہے لیکن حمل الہی کے معلوم کرنے کا ذریعہ رسول کا قول یا انکاعل ہے، مراد اب اللہ کا ظہور نبی کی زبان سے قرآن کی صورت میں ہوا غیر قرآن بہر صورت واجب الاتباع ہے، اور اسی لئے نفسِ خدا اور نفسِ رسول دونوں کا اعتبار کیا گیا ہے نفسِ خدا سے مراد قرآن اور نفسِ رسول سے مراد حدیثِ نبوی ہے،

انجیل ایسے اہم معاملات کو صرف اپنے الان و اختیار سے انہام نہیں دیا کرتے تھے ابراہیم کا انجی حضرت  
کے لیے استدعا سے امامت کرا خود اسکی دلیل ہے، دریں صورت اگر سپرکسبر کے متعلق امامت و خلافت  
کا اعلان کر دے تو معلوم ہوگا کہ وہی خدا کی جانب سے اس منصبِ عظیم کے لیے مقرر ہوا ہے۔

حق تعالیٰ بجاء نے قرآن مجید میں رومانیط عن الہوی ان موالاہی یوحیٰ فرما کر یہ بات کہے ہو قول کو مرضی کہہ کا اپنے بنادیا ہے اور مارمیت اذرمیت وکن اللہ بھی لکھائے فعل کو اپنی طرف منسوب کر دیا ہے

کاش اگر متفکر قرآنی تفصیل پر نظر ڈالے گا تو نہ تھا توں قادیان کے امام ابو سعید موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کے تصدیقات پر ایک بھلا ڈال لیتے :

لما خطه هو كتاب "التبليغ" مطبوعه مطبعه كراچی سیمینر پریس لاہور، باہتمام جماعت احمدیہ بنصرہ صفہ  
طبع اول ۱۹۱۰

الا يعلمون ان الذين يرسلون من  
 لدنهم ليجتاجون الي بغير احدهم  
 من دهم يعلمون وكل علم من اياخذون  
 به يبصرون وبهم يعلمون وبهم  
 يعلمون فبهم راجع الله فبهم راجع  
 نورون كل من سلم نظم فطما تروى  
 فيفيضون وبهم يعلمون على كونا العالم  
 ويقيمون جنة الله على كل من لم  
 الحق وجموده ومن الله يفيضون يودع  
 الله صدورهم معارف القرآن ويظهر  
 هم على نوادر وقائم الزمان ويعطيه  
 شيئا ملا حظي غيرهم وهم من غيرهم  
 جازون

کیا ان لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ لوگ جو اپنے خدا کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں کسی کی سمیت کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ وہ خدا سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہر علم کو اُسی سے اخذ کرتے ہیں خدا ہی علم کے ذریعہ دیکھتے اور اُسی کے ذریعہ سنتے اور اُسی ذریعہ سے بات کرتے ہیں، خدا کی روح اُنکے اندر ساکن ہو جاتی ہے بہتوں اُسی کی روح کے ذریعہ کلام کرتے ہیں اور اُسی کے واسطے ہے ہر اُس شخص کو جس کی عظمت خوب سے روشنی بخشنے اور اُسی کے سبب فیض ہو جائے اور اُسی کے واسطے ہے علم کے خزانوں پر اطلاع حاصل کرتے اور خدا کی محبت کو ہر اُس شخص پر جو حق کے انکار میں پورا زور صرف کرے تمام کرتے ہیں اور خدا کی طرف سے انہی کو مدد ہوتی ہے خدا اُنکے

سینوں میں قرآنی معارف کو دعوت کر دیتا اور ان کو زمانے کے انوکھے واقعات پر اطلاع دیتا انکو ایسے شے عطا کرتا ہے جو انکے غیر کو نہیں ملی اور اسی کے سبب ہے وہ اپنے غیر پر اتنا حاصل کرتے ہیں ۔

اس صورت میں رسول کے قول یا فعل کو مرضی الہی سے علاوہ فرض کرنا تفسیر کے لیے کوہِ بکر صحیح ہو سکتا ہے۔

## قرآن سے نصِّ رسول کا اعتبار

امت کا مدارِ جبلِ الہی پر جو ہر اس باب میں نصِّ رسول کو ضروری جاننے کا مفاد کیا ہے اس کے جواب کی ذمہ داری قرآن پہلے گزرتی ہے کہ اُس میں صریحی طور پر ارشاد ہوتا ہے۔  
 و ما کان لمومن ولا مومنہ ان یقضی الہد و کسی مومن اور مومنہ کے لیے جبکہ خدا اور اس کا رسول  
 رسولہم امران یکون لہم الخیرۃ من کہی بارے میں فیصلہ کر دیں یہ حق نہیں ہے کہ ان  
 امرہم یجانہ و تعالیٰ عما یشراکون اپنے مصلحتوں کے لیے غیبا یہ کام لیں پاک ہے خدا اور بلند  
 اس بات سے کہ اُس کا کوئی سا بھی و شرکاب ہو  
 دیکھو قرآن نے نصِّ خدا کے ساتھ نصِّ رسول کا اعتبار کیا ہے، اس میں ہماری اختیار کو کوئی دخل نہیں

## احادیثِ نبویہ کی تائید

اس موقع پر متفکر نے بڑی جرات سے کام لیا ہے وہ نام احادیثِ نبویہ کو قبضہ و افسانہ جات کا مجموعہ فرض کر کے درجہ اعتبار سے ساقط قرار دینا چاہتے ہیں۔  
 ملاحظہ ہو صفحہ ۴ در شیعہ قرآنی آیتوں کو فناؤں کے ضمیمہ جڑ کر اثنا عشری امت کے لیے نصِّ بنالین ضروری جانتے ہیں۔

ص ۵۰ در حضرت رسول کی فعلی شہادت کے مختلف افسانے بنائے جاتے ہیں کیا حامل کیا ان فسانہ طرازیوں سے یہ صداقت حق تبدیل ہو جائیگی الخ۔

ص ۵۱ اثنا عشری امت کو ایمانیات میں داخل کر مینے بے فناؤں کے ضمیمہ ہزار نیکے ساتھ ہی نئے لغت ایجاد کر نیکی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ رہا غدیری ہذا سون منطوق آیت تو ہے نہیں لہذا اس کو اثنا عشری امت کی نصِّ دہی لوگ مانیں گے جو حقے کمانوں کو نصِّ خدا سمجھتے ہیں۔

ص ۵۲ کیا شیعہ انھیں افسانوں کو کلام الہی سمجھتے ہیں جنکو اثنا عشری امت کا ماخذ بنا رکھا ہے کیا شیعی ایمان بالکتاب کے معنی بھی ہیں کہ قرآنی آیتوں میں کمانوں کے پیچہ لگا کر رسول کی امت کا اصل ابان میں داخل ہونا ضروری بنالیا جائے جسکا کچھ اشارہ بھی قرآن مجید میں نہیں ہے۔

صلوات شاعرانہ تخیل آفرینوں اور فسانوں کی ایک آمیزش ہے اگر تمام فرقان مجید کو انشاء بشری  
امت کا تہنیت نامہ بنایا جائے فلا ما فہلہ

متنبر صاحب قصص اور افسانوں کی لفظ لکڑا احادیث کی وقعت کو کم کرنا چاہتے ہیں اور معلوم ہوتا  
ہے کہ کسی فقیر یا افسانہ کو کتنا ہی صحیح اور متواتر کیوں نہ ہوا ہے پڑھا رہیں !  
اُن کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید کے سبب ابواب میں سے ایک مستقبل باب قصص کا ہے اور اسکے  
سورہیں سورہ قصص مشہور و معروف ہے،

احادیث کو قصص و حکایات میں داخل کر کے اُن کی وقعت کو گناہ سوا تدبر کی دلیل ہے باری  
تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

فانقص القصص علیہم ولعلہم یتذکرون لے رسول ان کے سامنے قصہ و حکایات بیان کرنا زیادہ  
اُن کو خدا کی یاد آئے

اور خود اپنی طرف نسبت دیتے ہوئے ارشاد ہوا ہے

نحن نقص علیک احسن القصص ہم تمہارے سامنے بہترین قصہ و حکایات بیان کرتے ہیں  
دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے

منہم من قصصنا علیک ومنہم من نقص ان انبیاء کچھ ایسے ہیں جن کا قصہ ہم نے تم سے  
علیک بیان کیا جو اور بعض ایسے ہیں جن کا قصہ بیان نہیں کیا

اخبار متواترہ ہے جو واقعات و حقائق ثابت ہو چکے ہیں اُن کا صرف افسانہ لکڑا کرنا عاجزی  
اور داندگی کی علامت ہے

سلف صالحین اور صدر اسلام سے اس وقت تک کے صحابہ و تابعین صحیحہ و باطنی علمائے فقہ و رجال  
ائمہ حدیث و تفسیر حفاظ و جامعین سنن و صحاح کیا سب قصہ گو اور فسانہ نویس تھے اور جبکہ اُن کے نقل  
کیے ہوئے اخبار و احادیث کسی وقت کی نظر سے دیکھنے کے مستحق نہیں تو انکا ذاتی ارادہ خیالات کے  
تہمت میں کسی کی خلاف پراچل کب قابل قبول ہو سکتا ہے

## احادیث کے متعلق مرزا صاحب کا خیال

احادیث صحیحہ کے انکار اور اپنے منشاء کے خلاف اخبار کو پس پشت ڈالنے کی بنیاد علمی و حجتی سے  
اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے قرار دیدی تھی لیکن خود اپنی تصریح کے مطابق وہ احادیث



کو حقائق اسلام کا خزانہ دار اور سہولت حد کا سرچشمہ سمجھتے ہیں اور قرآن کے خلاف نہ تو کی نہ تو کی شرط کے ساتھ وہ احادیث کو سرانگھوں پر رکھنے کے لیے جھگڑا رہے ہیں اگرچہ انکا عمل عقل کے ساتھ ملاحظت میں رکھنا وہ اپنی کتاب کتابت البشری، صفحہ ۳۳ میں رقمطراز ہیں۔

انا لا ننظر الى الاحادیث بنظر الاحتیاف  
والله عین بل نحن نشک ایضاً المحدثین  
و نحمدهم علی سببهم ولا شک ان  
للاحادیث شأن عظیم وھی حائلہ لافوائد  
الاسلام ولا کمسائل الدین وجزئیات  
و عظیمها وھزھا و فبھا ہا بالواس والعین  
ولکن لا تقدمھا علی کتاب اللہ الامام  
المہین و اذا تخالف الحدیث والفرقان  
فی امر من القصص فنشهد الثقلین انا  
مع الفرقان ولا نبالی طعن الطاعنین و  
نعلم ان الخیر کلہ والسلامہ کلھا فی جبل  
القرآن معیار المثل ھذا و الاخبار  
فان قانون الصیغہ العاصم من الخطا ان  
نعرض کل قصہ علی القرآن فان کان  
ذکرھا فی القرآن اذ ذکرھا صریحاً کلھا و  
بشایعہا یقبل و یومن بروحہ قد علین و ان  
لہ یوجد شبہ فی القرآن لافی ھذا  
الامر و لافی امر اخری بل یوجد فیہ  
شئ یعارضہ فمن الواجب ان لا یقبل  
ھذا القصص الا فی ذی التاویل  
ہے کہ ان قصوں کو تسلیم نہ کیا جائے لیکن کسی تاویل و توجیح کے لباس میں۔

منہر صاحب کو اس معاہدے میں اپنا چاہیے اس کے چند باتیں مفاد ہوتے ہیں۔

۱) احادیث یقیناً تو وہ ہیں جسے دیکھنے کے متق نہیں بلکہ سرانکھوں پر رکھنے کے قابل ہیں  
 ۲) اہل احادیث میں اسلام کے مستند تاریخی واقعات اور مسائل و احکام دینیہ محفوظ ہیں، صرف  
 افسانہ جات اور حکایات کا مجموعہ نہیں)

۳) حدیث اور قرآن میں جب مقابلہ ہو تو قرآن مقدم ہے ورنہ پوچھو کہ پیر آیت ارث اور دیگر  
 قرآنی آیت کے مقابل میں غن معاشہ الانبیاء لادث ولا نورث کی حدیث پر عمل کر کے حضرت  
 البتہ کو میراث سے کیوں محروم سمجھ لیا گیا؟

۴) خبر کی صحت کا معیار یہ ہو کہ جس امر کو نبی بتلاتی ہو خود وہ یا اُس کے مثل و نظیر موجود است میں  
 ہو یا تم سابقہ میں قرآن مجید کے اندر مذکور ہو۔

۵) اگر حدیث ہے جو امر مستفاد ہے اُسکی نظیر پہلے قرآن میں مذکور نہیں بلکہ اُسکے خلاف قرآن کے  
 اندر ہے تو پھر بھی حدیث کو غلط لکھ کر دینے سے گریز کرنا چاہیے بلکہ اُسکی توجیہ و تاویل کی جائے گی، لہذا اس  
 معیار کے صحبت و تنم سے کوئی کام نہیں لیکن صرف اتنا چاہیے کہ امت اثنا عشر کے احادیث صحیحہ  
 کو اس معیار پر جانچ کر مستغیر کر دو لکھا دیں کہ یہ احادیث صرف تحلیلات و افسانہ جات نہیں ہیں۔

## امت اثنا عشریہ کے قرآنی نظائر

پہلی تفسیر و لقد اخذ الله ميثاق بني اسرائيل من عند وديان يا  
 بني اسرائيل وبقينا منهم اثني عشر اور ان میں ۱۲ نقیبوں کو مقرر کیا  
 فقبتا رآه بـ

امت سابقہ یعنی بنی اسرائیل میں ہدایت کے لیے جناب باری کی طرف سے ۱۲ نقیب مقرر کیے گئے  
 تھے جنکی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و پیمان لیا گیا تھا، امت مرحومہ کو بہت کچھ شائبہ نبی اسرائیل  
 سے حاصل تھی جس کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا کہ لبتعن بنی اسرائیل  
 هذا والعقدة بالقدرة حتى انهم لو دخلوا في حوض من الماء لخلقوه من طين طينهم حالات  
 میں اس امت کو بنی اسرائیل کے ساتھ شائبہ وہی اُسی طرح خلافت و امامت کے باب میں بھی  
 مطابقت کا لحاظ رکھا گیا اور جناب امامت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود تصریح کے ساتھ اس کلمہ  
 کو بیان فرمایا۔

عن الشعبي عن مسروق قال بينا نحن مسروق کی زبانی نقل ہے کہ ایک روز ہم

عند ابن مسعود نعرض مصباحنا علیہ  
 اخ قال له فنی هل عهد الیک نبیکم  
 کہ یكون من بعده خلیفہ قال انک  
 لحدیث السن وان هذا الشیء ماسألنی  
 عنہ احد قبلک نعر عهد الینا نبینا  
 صلی اللہ علیہ وسلم انک لہ یكون بعدہ  
 اثنا عشر خلیفہ بعدہ نعبا ونبی سواہ  
 رمن القرنی بل یتدی اللہانی دنیا یج المون  
 رطع اسلامول ص ۲۲

ابن مسعود کے پاس بیٹھے ہوئے اپنے قرقرنی کو پیش  
 کر کے نصیح کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ ایک جوان نے  
 ابن مسعود سے پوچھا آیا تمہارے نبی نے کسی قرار  
 داد کے ذریعہ بتلایا ہے کہ اُس کے بعد کتنے خلیفہ ہوں  
 گے ابن مسعود نے کہا کہ تم تو کہن ہو، اور یہ سوال ایسا  
 ہے کہ تمہارے قبل کسی نے مجھ سے اس کو نہیں پوچھا  
 تھا، اے بے شک ہمارے رسول نے ہم سے یہ وعدہ  
 بیان قرار دیا ہے کہ اُس کے بعد فقہائے بنی اسرائیل کی تعداد  
 کے موافق ۱۲ خلیفہ ہوں گے،

اس قسم کی روایتیں جن میں خلفائے اثنا عشر کا تذکرہ ہے صحاح و مسانید میں کثرت کے ساتھ  
 ہیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، ترمذی، حیمدی وغیرہ میں متعدد الفاظ کے ساتھ اُس کے نقل  
 کیا گیا ہے۔

لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعة  
 ویکون علیہم اثنا عشر خلیفہ کلہم من  
 قریش (صحیح مسلم)

ہمیشہ دین قائم رہیگا یہاں تک کہ قیامت آئے  
 اور تمام لوگوں کے دیش ۱۲ خلیفہ ہوں گے جو سب  
 قریش سے ہوں گے۔

دین کے قیامت تک قائم رہنے کی تہد کے ساتھ افراد بشر میں ۱۲ خلفاء نے کی خبر دینا صاف طور  
 بتلایا ہے کہ وفات رسول سے روز قیامت تک مجموعی مقدار کہ جس میں دین کا قیام و بقا رہے پورے  
 ۱۲ خلفاء کی خلافت پر منقسم ہے حضور صا جب اُس کے ساتھ ضمیمہ لایا جاتا ہے سنن ابی داؤد کی روایت کا کہ  
 لا یزال هذا الدین عزیزا لی اثنی عشر  
 خلیفہ کلہم من قریش

ہمیشہ یہ دین عزت و اہمیت کا جب تک کہ خلفاء  
 کا سلسلہ باقی ہو جو سب قریش سے ہیں۔

اور صحیح بخاری اور مسلم کی دوسری حدیث :-

لا یزال امر الناس ما ضیا ما ولیہم اثنا عشر  
 خلیفہ کلہم من قریش

لوگوں کا دین اس وقت تک جاری و افروز رہیگا جب  
 تک ۱۲ خلفاء اُس کے والی ہیں جو سب قریش سے ہوں گے۔

اور تفسیری روایت :-

ان هذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیہم  
 یہ امر دین (مبغضی نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ

خلیفہ کلہوین توفیق - خلفاء گزرنے جائیں جو سب کے سب قریش سے ہیں

ان اخبار سے صاف ظاہر ہے کہ دین کا قیام و بقا ان خلفاء کے دم تک ہے اور پہلی حدیث میں تصریح ہے کہ دین کا قیام و بقا روز قیامت تک ہے اس سے صریح نتیجہ نکلتا ہے کہ ان ۱۲ خلفاء کو دین کا رول ہے لیکن قیامت تک کی مجموعی مدت میں موجود رہنا چاہیے، تاج و تخت کے مالک ظاہری خلفاء کا حاکم کیا جائے تو شروع سے لیکر اس وقت تک کی مجموعی تعداد کو کسی درجن تک پہنچتی ہے اور اب تو بالکل مدافہ قدح شکست و آسائش نامہ کے مطابق وہ سلسلہ ہی ختم ہو گیا اگر رسول کے کلام میں تنبیہ کا جوہر ہونا ضروری سمجھتے ہو تو تم کو یہ اخبار ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی خلافت حقہ کے لیے نفع صریح نظر آئیگی۔

اور چونکہ ائمہ اثنا عشر کی امامت و خلافت کی نظیر قرآن مجید کے اذر نقباء بنی اسرائیل کی صورت میں موجود ہے لہذا خباب مرزا صاحب قادیاں کے معیار کے مطابق تم کو ان اخبار کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے،

دوسری نظیر و نقد اثنا عشری الکتاب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُن کے ساتھ اُن کے جعلنا معہ اخاء ہرون و نبراؤرفان ۱۹ بھائی ہرون کو وزیر قرار دیا،

قال رب اشرح لی صدری و یسر لی امری دوسری سنہ کہا کہ بارالہا میرے سینہ کو کشان فرماؤ و احلل عقدہ من لسانی یفہموا قولی میرے معاملہ کو آسان اور میرے زبان کی گرہ کو کھولے اجعل لی و نبراؤ من اہلی ہرون اخي کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے لیے میرے کنبہ اشد دبیرازی و اشکر فی امری کے میں ہے وزیر قرار دے میرے بھائی ہرون کو اُس کے نسباؤ کثیرا و نذاکرک کثیرا و انک ذریعہ میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام کنت بنا بصیرا فال قد اجبت سؤلک میں اُس کو میرا شریک بناؤ کہ ہم دونوں کثرت سے تیری یا موسیٰ (طہریہ ۱۱) تبلیغ کریں اور تیری یاد کریں تو تو ہمیشہ ہے ہمارے

حالت کا نگراں رہا ہے خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تمہاری خواہش کو قبول کیا۔ ان آیات کی مطابقت سے جب انت صفتی بمنزلتہ ہرون من موسیٰ کی متواتر و متطافہ حدیث کو دیکھا جاتا ہے تو علی بن ابی طالب کی وزارت و وصایت مثل آفتاب کے روشن نظر آتی ہے اور چونکہ اُس کی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے تو مرزا صاحب کو بھی اس حدیث شریف کو سرا کھوں ہی پر رکھنا پڑیگا۔

تیسری نظیر وفد ارسلنا نوحا و ابراہیم  
وجعلنا فی ذریعتہما النبۃ والکتاب  
ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور انکی ذریت  
میں نبوت و کتاب کو قرار دیا

(حدیث پ ۲۶)

رسالۃ کے لیے رسالت و نبوت و امامت تینوں درجہ حاصل تھے، لیکن نبوت در سال حضرت  
کی ذات پر ختم ہونے والی تھی اور ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی مہر نے اسکی فہرست کو ختم  
کر دیا تھا مگر امامت کے بقا و دوام کا کوئی مانع نہ تھا، باری تعالیٰ نے امامت کو وصایت و خلافت کی  
صورت میں رسول کی ذریت کے لیے قرار دیا انما اثنا عشر کے لیے امامت و وصایت کے تمام احادیث مذکورہ  
بالآیت سے کمال مطابقت رکھتے ہیں

مذکورہ شواہد و نظائر کو دیکھتے ہوئے مرزا صاحب کے صریحی میار کے مطابق متغیر صاحب امامت  
امیر المومنین ائمہ معصومین کے احادیث کو قبیحہ و فساد سمجھنے کا کوئی حق نہیں ہے،

## امامت کے متعلق شریانی آیت

پہلی آیت و اذا بئنا ابراہیم بترجمان  
فامعن قال انی جاعلک للناس اماما  
فال ذریت فی فال لایال عہدی  
الظالمین (بقہ پ ۱)

جکہ ابراہیم کا آنکے پروردگار نے کچھ باتوں کے  
ساتھ امتحان لیا اور انھوں نے انکو پورا کر دیا تو خدا نے  
فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام و پیشوا بنانا ہوں مومنوں  
نے کہا اور میری ذریت میں ہے، ارشاد ہوا کہ اہل  
مگر میرے عہدہ ظالمین تک نہیں پہنچیں گے

قرآنی عبادہ میں ظالم کا اطلاق عاصی پر ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو شیخ عقوبت بنا کر اس پر  
ظلم کرتا ہے ملاحظہ ہوں آیات ذیل

ومن یعدا حدود اللہ فاولئک ہر  
الظالمون (بقہ)

اور جو اللہ کی حدوں کی ہوئی حدود سے تجاوز  
کریں وہی لوگ تو ظالم ہیں،

اور جس شخص نے اللہ کی شہین کی ہوئی حدود سے  
تجاوز کر لیا تو اس نے یقیناً اپنے نفس کو ظلم کیا،

اور ان مطلقہ عہدوں کو تکلیف پہنچانے کے لیے  
نہ روکا کہ دھڑا پھر، زبانی کرنے لگو اور جو ایسا کرے

لا یمسکوہن ضرائر العہد و امن  
یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ

(بقرہ)

فَبَذَلُ الَّذِينَ ظَلَمُوا تَوَلَّاهُمُ الَّذِينَ  
مَثَلُ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا  
رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ  
(بقرہ)

دخل جنته وهو ظالم لنفسه  
(رکعت)

شر اور مٹا کتاب الذین اصطفینا  
من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم  
مقصد ومنهم سابق بالخیرات باذن  
الله - (ناظر)

فمن افتري على الله الكذب بعد  
ذلك فالإك هو الظالمون (آل عمران)  
ليس لك من الأمر شيء اوتوب عليهم  
او يعذبهم فاعوذ الظالمون

(آل عمران)

ومن اظلم من افتري على الله كذباً  
او كذب باياتہ امر لا یفلح الظالمون  
(انعام)

فلما ائسوا ما ذکر و ابر انجینا الذین  
ینصون عن السوء و اخذنا الذین ظلموا  
بعذاب بیس بما کانوا یفسقون (زمر)

رگ جو ظالم تھے اُن کو اُن کی چلنی کی وجہ سے  
فال اما من ظالم فسوف نعذبه ثم  
بردالی رہے فیعدا بعد عذابا لکرا و اما

تو یقیناً اپنے ہی نفس پر ظلم کرے گا،

تو جرات اُن ہے کہی گئی تھی اُسے اُن ظالموں نے  
برکد و سری بات کہنی شروع کر دی تب تھے اُن  
لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا اُن کی بیکاری کی  
وجہ سے آسمانی بلا نازل کر دی،

اور وہ اپنے باغ میں جا پہنچا حالانکہ اپنے کفر کی  
وجہ سے وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا،

پھر تھے اُن لوگوں کو کتاب کا وارث بنا یا جنہیں اپنے  
بندوں میں سے منتخب کیا کیونکہ انہیں سے کچھ تو اپنے  
نفسوں پر تم کرتے ہیں اور کچھ انہیں سے میا زد ہیں اور  
کچھ انہیں سے باذن خدا انکیوں میں بہت کرنا ہے  
پہلے اسکے بعد بھی، جو شخص اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے  
تو سمجھ لو کہ یہی لوگ ظالم ہیں،

رہے رسول، تھا اس امر میں کچھ بس نہیں چلے  
اللہ اُن کی توبہ قبول کرے چاہے اُن پر عذاب ہے  
کیونکہ ظالم ضرور ہیں،

اور کون اُس شخص سے زبان ظالم ہوگا جو اللہ پر  
جھوٹی تہمت لگائے یا اُس کی نشانیوں کو جھٹلے  
یاد رکھو کہ ظالم نجات پانے والے نہیں ہیں،

پھر جب وہ لوگ اُس نصیحت کو بھول گئے جو انہیں  
کی کہی تھی تو تھے اُن لوگوں کو نجات دہری  
جو لوگوں کو بری باتوں سے روکتے تھے اور  
رگ جو ظالم تھے اُن کو اُن کی چلنی کی وجہ سے عذاب میں گرفتار کر لیا،

تو القرنین نے کہا کہ جو شخص ظلم کرے گا تو ہم اسکو  
نور اسرار دینگے پھر اپنے پروردگار کے سامنے لایا

من آمن وعمل صالحا فله جزاء الحسنى جائیگا اور جو اُسے بہت بڑی سزا دے گا اور جو شخص  
وسنقول لمن آمننا یسرار (دکھت) ایمان لے لے ایسا اور جو کام کرے گا تو اس کے لیے اچھے  
ہے اچھا بدلہ ہے اور ہم بہت جلد اُسے اپنے کاموں میں سے ہمارا کام کرے گا کہیں گے،

معلوم ہوا کہ جو شخص مصیبت خدا بجالائے اسکا ظالمین کی صف میں داخل ہونا لازمی ہے اور جو شخص  
کسی وقت ظالم ہو گیا اُسکو نص اگلی امامت کسی وقت پہنچ نہیں سکتی، اسکا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ  
امامت اُن اشخاص کے لیے مخصوص ہے جو اپنی حیات کے تمام اجزاء میں مصیبت خدا سے علحدہ رہیں اور ایسی  
ہی ہستیوں کو معصوم کہا جاتا ہے اور جو کہ عصمت و طہارت کا مرتبہ نص خدا و رسول بعد رسالت ہمارے  
ائمہ معصومین کے لیے ثابت ہے اور اُنکے خیر سے باجماع امت متفقین لہذا امامت اُنہی کا مخصوص حق ہو گیا  
اس تقریر سے متغیر کر کے اس اعتراض کا جواب ہو جاتا ہے کہ مد اس آیت میں خطاب جو من ذریقی  
کو آٹھ عشری امامت کی نص بنائی ہے تو کیا ظالمین کو مستثنیٰ کر دینے کے بعد ذریت ابراہیم کا انحصار صرف  
انہیں و ازواج میں رہ جاتا ہے اور ان بارہ کے سوا تمام ذریت ابراہیم ظالمین میں داخل ہے؟ اسکا جواب  
دیگر اعتراضات متغیر کر کے جو اس آیت کے متعلق میں انکا جواب مضموم امامت کی تشریح کے سلسلہ میں ہو چکا  
دوسری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما اے رسول تبلیغ کر د اُس چیز کی جو تم پر ازل ہوئی ہے  
انزل الیک من ربک وان لعرفعل او گویا نہ کیا تو اسکی رسالت کو پہنچایا ہی نہیں۔

فما بلغت رسالتک

ابن حاتم، ابوبکر نقاش، ثعلبی، ابن عساکر ابن مردیہ صاحب تفسیر البیان، امام رازی، مینا پوری، سنن  
حبیب السیر، حافظ ابونعیم، عینی، شامی، صحیح بخاری، امام داحی، حافظ سیوطی، نظام امجد برہان الدین  
وغیرہ کے تصریحات کے مطابق یہ آیت امامت امیر المؤمنین کے متعلق دلو ہوئی ہو

آیت صاف بتا رہی ہے کہ اگر امامت کی تبلیغ نبوی تو دین بالکل بے کار ہو گویا کوئی حکم پہنچایا ہی نہیں  
گیا اور اصل دین کے معنی یہی ہیں کہ الباقی عقیدہ جس کے نونے پر تمام دینی احکام بے کار ہو جائیں اس موقع  
پہنچنے کی سمجھ میں بالکل نہیں آیا ہے کہ کیا جواب دیں ما انزل کے کون سے معنی لیے عریشہ کو  
امامت امیر المؤمنین کی دلیل باقی نہ رہے لہذا اگر اگر کہا ہے کہ مد اس آیت میں رسول اکرم صلعم کو ما انزل  
کی تبلیغ کے لیے امر کیا گیا ہے جو رسالت کی پہلی غایت ہے اور ما انزل الی الرسول صرف کتاب حمیدہ  
فرقان مجید

اس عجیب و غریب لطیفہ کی داود سے بغیر دل نہیں لیتا، رسول خدا ابتداء سے زمانہ ہی سے ہو کر آؤنگ

قرآن کی تبلیغ کرتے رہے اور قرآن کی ایک ایک آیت کو امت تک پہنچایا یہ جبکہ رسولؐ کی عمر آخری حدود تک پہنچے تو حجۃ الوداع سے فارغ ہو چکے کے بعد اب یہ تہدید آمیز خطاب پہنچے کہ اے رسولؐ قرآن کی تبلیغ کرو اور اگر قرآن کی تبلیغ نہ کی تو تم نے کچھ کیا ہی نہیں، کیا رسولؐ نے اب تک قرآن کی تبلیغ نہیں کی تھی؟ کیا قرآن کو نبی ایسی چیز تھا کہ ایک دن ایک وقت میں اس کی تبلیغ کا حکم اس تہدید آمیز لہجہ میں دینا پڑا اور ہر لطف تو اس فقرہ میں ہے کہ واللہ یصہک من الناس کیا یہ کتاب کو قرآن کی تبلیغ میں لوگوں کا خوف تھا اور تبلیغ سے لرز لرزہ جاتے تھے، اگر قرآن کے معنی مستفسری صاحب کے مذاق کے مطابق بیان کیے جائیں تو اسکا اعجاز تو تشریف بے گیا، ان ایک نمل بے موقع غیر مدعا کلام کا مجموعہ ہو جائیگا،

دوسرا اعتراض مستفسر صاحب کا یہ ہے کہ یہ آیت بغیر نصیۃ و افسانہ جانکے ضمیمہ کے امامت امیر المؤمنین علیؑ السلام کو ثابت نہیں کر سکتی، اسکا جواب سابق میں گزر چکا ہے، اخبار صحیحہ اور احادیث معتبرہ کو تفسیر نہ کرنا لکھنا یا یہ اعتبار سے ساقط کرنا اسلام کی کوئی اچھی خدمت نہیں ہے

تیسری آیت ایوم اکملت لکم دینکم آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر واثمت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام تمام کیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا

دینا

امامت علیؑ کی تبلیغ کے بعد یہ آیت ازل ہوئی ہے اس کو ابن مردویہ اور ابن عساکر اور خطیب اور ابن جریر طبری مورخ نے اور علامہ سید قطی نے و زینب اور اتقان میں اور صاحب زحان القرآن اور صاحب ارجح المطالب اور دہلوی اور حافظ ابو نعیم اور ابن خضامی اور امام صالحی اور دیگر مفسرین نے نقل کیا ہے جبکہ بعد انکار کی گنجائش نہیں، جیسا کہ ہم سابق مضمون میں لکھ چکے ہیں امامت کے اعلان سے پہلے دین ابھی تھا یا کامل؟ اگر کو کامل تو قرآن کی تکذیب کے کیونکہ خداوند غدیر اکمال دین کی خبر دے رہا ہے اگر کو ناقص تھا تو معلوم ہو کہ دین کا ایک جزو امامت ہے اور اسی سے اسکا اصول دین میں ہونا ثابت ہے، اس آیت کے جواب میں مستفسر صاحب کو سوائے اس قطعی گرفت کے کچھ بن نہیں پڑا ہے کہ

واللہ اعلم میں کئی بار جواب خود ہی تصریح فرما چکے ہیں کہ اثنا عشری امامت اصول مذہب تشیع ہے نہ اصول دین اسلام اور آیت ہذا دین اسلام کے متعلق ہے نہ مذہب تشیع کے متعلق پس اثنا عشری امامت جو منجملہ اصول تشیع ہے آیت ہذا سے کیونکہ ہمارا بیان بالکل یسلی، لیکن اسکا تفصیلی بیان سابق میں گزر چکا ہے اصول دین اصول مذہب کے کوئی مختار اور جدا جدا چیز نہیں ہیں بلکہ جبکہ اصول مذہب کما جاتا ہے نہ حقیقتہً اصول دین ہیں۔



## مرآۃ قادیانی اور خلافت حقیمیر المؤمنین کا عہد

کتاب البلیغ صفحہ ۵۶۲ میں مرزا صاحب اپنے مکاشفات و الملمات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:-

دابت فی مناہ آخر کافی صراحت علیہا بن  
ابن طالب رضی اللہ عنہ والناس  
تیناز عونی فی خلافتی و کنت فیہم  
کالذی بیہا تمیہن و فیشاہ ادران  
الظنون و ہومن المبرئین مظہر لدینی  
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلمت اخال  
نفسی انی منہم لذلک ابناء و ہومن  
ابائی المکرین فقال و ہومتحن با  
علی دعوہم و انصار ہمدونہم  
فعلمت فی فہسی انہ یوصینی بصہون  
الوجہ الخ  
دیتے ہیں:-

میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میں علی  
بن ابی طالب ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے میرے  
خلافت کو چھینا چاہتے ہیں اور میں اُن کے درمیان میں  
مثل ایک ظالم اور حقہ شخص کے ہوں کہ جس طرح  
پلج کے گمان کیے جائیں اور نہ بالکل بری ہو، اُنہی  
بنی نے میری طرف نظر ڈالی اور میں اپنے غمخیز  
کردار ہوں کہ حضرت کی اولاد کے بجائے ہوں اور حضرت  
میرے لیے بمنزلہ آیا رکے ہیں، حضرت نے میرا بی  
کے ساتھ فرمایا اے علی! کو اُن کے مددگاروں کو لو اُن کی  
کہتی ہڑی کو چھوڑ دو اُس وقت میں اپنے دل میں یقین  
کیا کہ حضرت مجھ کو ان لوگوں سے مونہ پھرنے کا حکم

اس عبارت سے میر المؤمنین کا استحقاق خلافت اور لوگوں کا حضرت سے اسکو بجز و ظلم چھینا اور حضرت  
کا صرف رسالت کی وصیت پر عمل کر کے جدال و قتال سے باہر روکنا صاف ظاہر ہے۔

## مرئی باری آئی

ابھی تک متفسر صاحب نے چوں صفحہ میں جو گہرا نشانی کی تھی وہ خباب دیرالواغلا کے متعلق ہے  
تعلق کہتے تھے اور احمد شہرہم نے سابقہ بیانات میں ثابت کر دیا کہ جتنے اعتراضات بھی کیے گئے وہ  
بے بنیاد و کمزور پاد ہو گئے، اب میرے مقالہ پر نظر توجہ و التفات کی نوبت آئی،  
متفسر صاحب نے مجھ غریب پر ہوا احسان کیا ہے کہ بادل اخوات چار ناچار جو کچھ میں نے لکھا ہے  
اسکو تسلیم کر لیا ہے،

## طبعِ اذ کلّیہ

مستفسر کو محسوس ہے کہ سینے اپنے دل سے سوال کی صورت میں یہ کلیتہً تراش ہے کہ کیا جس چیز پر قرآن میں ایمان کی ہدایت کی گئی ہو یا جس چیز کے کفر سے ممانعت کی گئی ہو وہ اصل دین میں داخل ہے اور پھر خود دینے اس کو اختراع کر کے چند آیتوں کی رو سے نادرست ٹھہرایا ہے لیکن مستفسر کو معلوم ہونا چاہیے کہ کلّیہ ہمارا طبع اور دل بخوانہ نہ تھا، بلکہ وہ اُنکے ہم خیال اہم مشرک ہم مذاق قادیانی مذہب کے ذمہ دار داعی و مبلغ مرزا حسام الدین صاحب کے اشتہار سے متفاو تھا اور چونکہ اسی اشتہار کا جواب دیا جا رہا تھا لہذا اس کلیتہً کے بطلان کو واضح کر دینا ضروری تھا اور یہی سبب ہے کہ سابق مشہر صاحب کو باوجود پورے جوش و خروش کے ہر جواب کی جرأت نہ تھی، آپ بھی ہمارے پُر طاقت اڈلہ کو دیکھ کر اس کلیتہً کے بطلان کو اس حد تک تسلیم کر چکے ہیں کہ ردِ اوارضیں وہ آپ کے کسی ہم مذہب کی طرف منسوب کیا جائے، ملاحظہ ہو فاضل مشہر صاحب اپنے اشتہار ۱۲۲ جنوری ۱۳۲۷ء میں قلمباز ہیں :-

در قرآن کریم نہایت شد و در ہرے صرف پانچ چیزوں کا نام لیا کہ اس پر ایمان لانے کی تاکید لکھ کر تہا اور نہ بختیں پاک یہ ہیں توحید رسالت کتب ملاکہ معاد اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہیں پانچ چیزوں کو قرآن کریم نے بتایا ہے اور ابھی پانچ باتوں پر آپ کا ایمان نافذ رہا جس کو خدا نے تعالیٰ فرمایا کہ فان امنوا بمثل ما امنتہم بہ فقد اهتدوا لیکن اس ایمان کے خلاف ایمان رکھنے والے کو خدا تعالیٰ نے فقد ضلّ صلاۃً لہدیا ہے، لہذا اسکے علاوہ اگر کوئی اور چیزوں پر ایمان رکھے وہ سب کے سب بیکار و جہت ہوئے جیسا کہ خدا نے تعالیٰ فرمایا ہے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ و هو فی الآخرۃ من الخاسرین لیکن حضرات اثنا عشر صاحبان نقیضین کے خلاف ایمان کو یوں تسلیم فرماتے ہیں توحید، عدل نبوت، ہستی قیامت، بنی کریم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی فعلی شہادت سے بھی یہی نہایت ہوتا ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہی کہ مسلمان بنایا تو اسکو اپنے اسی ایمان کی تلقین فرمائی جس کو قرآن کریم نے ظاہر فرمایا ہے اور اس ایمان لائے والے کو بھی سخت ہدایت فرمائی کہ خبردار مجیز نبیوں کے کسی غیر بنی پر ایمان نہ لانا۔

اس عبارت سے چند باتیں صاف ظاہر ہیں :-

- (۱) توحید رسالت کتب ملاکہ معاد و پانچ چیزیں مشہر کے نزدیک اصول دین ہیں کیونکہ ان پر ایمان کا حکم قرآن میں ہے (معلوم ہوا کہ اصول دین کا معیار یہی ہے کہ قرآن میں اس پر ایمان کا حکم ہو)

- (۲) قرآن نے انھی پانچ چیزوں کو بتلایا ہے اور ان کے علاوہ کسی چیز پر ایمان کی ہدایت نہیں کی جو  
 (۳) ان پانچ چیزوں پر ایمان کے ساتھ کسی شے کا اگر ان کے علاوہ ایمان رکھے تو اس کے اعمال بیکار ہو جائیں گے  
 (۴) کسی غیر نبی پر ایمان صحیح و جائز نہیں ہو سکتا،  
 (۵) نبی کریم نے جب کسی کو مسلمان بنایا تو اپنے مذکورہ بالا اشیاء کی ہدایت کی اور ایمان لاسنے والے کو بھیجی ہے  
 ہدایت کی کہ جزوہ بجز نبیوں کے کسی غیر نبی پر ایمان نہ لانا،

ہم نہ شہتار کا جواب دیتے ہوئے امور مذکورہ کا جواب مندرجہ ذیل غامضین سے دیا۔

- (۱) ان پانچ چیزوں کو اصول دین ماننا اس بنا پر کہ ان کے ایمان کا حکم قرآن میں ہے غلط ہے، اصول دین  
 کا معیار یہ نہیں کہ قرآن مجید میں جس شے کے ایمان کا حکم ہوں اصل دین میں داخل ہو، اس معیار کو باطل  
 ثابت کرتے ہوئے ہم نے آپس آیتیں قرآن کی پیش کی تھیں جن سے معلوم ہوا تھا کہ قرآن میں بہت سے  
 اشیاء پر ایمان کا حکم ہے جو عامہ مسلمین کے نزدیک اصول دین سے خارج ہیں،

- (۲) یہ درست نہیں کہ قرآن میں انھی پانچ چیزوں پر ایمان کی ہدایت ہے بلکہ متعدد آیات سے ان کے علاوہ  
 پانچ چیزوں پر اور ایمان کی ہدایت ہوئی ہے (۱) غیب (۲) آیات الہیہ یعنی معجزات و عجائب، تقدیر  
 (۳) کلمات خدا (۴) عذاب خدا (۵) نعمات الہیہ ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر بعض اکابر مفسرین کی موافقت میں  
 غیب کے معنی امام غائب کے ان لئے جائیں تو مقررہ کی محنت پر بالکل پانی پھر جائیگا اور امامت  
 اصل دین میں سے ثابت ہو جائیگی، لیکن اوقت ہم کہتے ہیں کہ اگر غائب کی یہ تفسیر تسلیم نہ کی جائے تب بھی  
 اس کے عمومی مفہوم کے تحت میں امامت امام غائب داخل ہے اور جس طرح تمام غائب حقائق دینیہ پر ایمان  
 ضرور ہے اسی طرح امامت امام کا اعتقاد لازم ہے اسی طرح اتممت حلیہ کم فہمقی کی دلیل ہے امامت  
 خدا ہو اور اس پر ایمان قرآن کے رو سے ضروری ہے ۴

- (۳) قرآن میں یہ نہیں کو کو گلاس ہے زبان و اعتقاد رکھنے تو اس کے اعمال جھڑونگے بلکہ اگر ان اشیاء میں سے  
 کسی کے اعتقاد کو ترک کرے تو جہاں اعمال کا سبب ہوگا، ہم نے مرزا صاحب قادیانی کے تصریحاً سے ثابت کیا  
 تھا کہ مذکورہ بالا اشیاء کے علاوہ بھی بعض عقائد پر ایمان رکھنے تھے تو معترض کے صیاد پر ان کے تمام اعمال  
 جھڑ ہوں گے ۵

- (۴) غیر نبی پر ایمان کا عدم جو (کسی) دلیل سے ثابت نہیں اور خود مرزا صاحب کے اقوال سے غیر نبی پر  
 ایمان کا ضروری ہونا ثابت ہے  
 (۵) احادیث نبویہ سے ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت نے کبھی کسی کو مسلمان بناتے وقت مذکورہ اشیاء کی ہدایت

نہیں کی اور نہ یہ ہدایت کی کہ خبردار بجز نبیوں کے کسی پر ایمان نہ لانا  
اب دیکھئے کہ وہ معیار ہمارا طبع و ادھار تھا، آپ کے ہم خیال شتھر کے اقوال سے متعارف ہم کو مستغفر  
سے پوری ہمدردی ہے اور بے شک یہ معیار اس کا مستحق نہیں کہ وہ انکے یا انکے کسی ہم ذہب کے قلم سے لکھ لیا  
کہنا جائے لا یصلح العظام الا فسادا۔

بہر حال اس معیار کو جانبر کیجئے خود آپ کا بیان کیا ہوا معیار کہ اصل دین کے لیے یہ ضرور ہے کہ ان پر  
صریح طور سے ایمان کی ہدایت ہو یا یعنی کہ لفظ ایمان کا استناد انکی طرف لکرا ایمان باللہ ایمان بالرسول علیہ  
سلم دیا گیا ہو، یہ معیار بھی ہمارے گذشتہ بیان میں باطل ثابت کیا جا چکا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ اس معیار  
کے مطابق وحید اصل دین سے خارج ہو جائیگی کیونکہ کہیں ایمان بالوحد کی لفظ قرآن میں نہیں ہے اور  
اگر اس کو ایمان باللہ کے تحت میں داخل کیا جائے تو عدل بھی اس کے ساتھ ساتھ ایمان باللہ کے تحت میں مندرج  
ہوگی اور امامت ایمان بما انزل علی النبی کے ذیل میں ہوگی، یقیناً آپ کے بعد کا انوالا شتھر آپ کے  
اس معیار کو بھی ہمارا طبع و ادھار تھا اور اس صحت سے انکار کر چکا ہم اس سے خوش ہیں آپ جو خطاب  
بھی ثابت ہو جائے اس سے یہی کھردر نکلتی کیونکہ ہم نے اس میں نہیں کہا تھا، رفتہ رفتہ حق سے قریب  
ہو جائیگا واللہ واللہ ایک وقت میں کہہ دیجئے گا وہ ہم نے کبھی نہیں کہا تھا کہ عدل و امامت اصل دین سے  
خارج ہے، اور یہی ہماری ملی آرزو ہے،

## ہمارا معیار تسلیم

کیا خدا کو ظالمین سے محبت ہے مظلوموں سے عداوت ہے

### خدا کی عمارت کس طرح سنائی گئی

ہم نے اصل دین کا میلہ یہ ثابت کیا تھا کہ در قرآن وحدیث سے جن جن عقائد کا یقین رکھنا  
ضروری معلوم ہو نہ پر نظر ڈالیئے جن چیزوں پر احکام شرعیہ کا جو بنیاد حقیقی طور سے اپنر عمل پیرا ہونا  
موقوف ہوں اصل دین میں اور بقیہ اصول دین سے خارج ہے اس لیے کہ مستغفر صاحب بہت خوش  
ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں اور عدل کے اس کلیہ کی رو سے اصل دین میں داخل ہونیکا بھی بظاہر ہر کو  
اقبال کر دیکھ کر اس کے متعلق انھوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے

امامت کے متعلق ہم نے جو اولہ پیش کیے تھے انکے متعلق بھی انکے پاس کوئی خصوصی ایراد نہیں ہے لیکن انکا صرف ایک بہت بڑا اعتراض ہے جسکی رو سے ان تمام قرآنی اولہ، احادیث نبویہ سے کنارہ کشی کرنے پر مجبور ہیں، انکا خیال یہ کہ چونکہ اثنا عشر ہمیشہ دشمنوں کے ظلم و جور کا نشانہ رہے امدانکی امامت لوگوں نے تسلیم نہیں کی بلکہ انکو طعنے کی ادیتیں پہنچائیں یہاں تک کہ خاتم السلسلہ حضرت حجت (کو پرہ نصیب میں نہال ہونا پڑا اندازہ امام نہیں ہو سکتے، امام وہی تھے جسکے ہاتھ مظلوموں کے خون سے رنگیں اور جن کے قید خانہ بے جرموں سے ملو اور جسکے مکانوں کی دیواریں بیخیا سادات کے لوہے گارا بنا کر طبا کی جاتی تھیں یعنی خدا کو ظالمین سے محبت ہے کہ نہ لایزال عہد صی الظالمین کے وعدہ کے بالکل برخلاف امامت کے منصب کے لئے بھی کو اختیار کر سکتا ہے اور مظلوموں سے اسکو بھی عدوت ہے کہ نہ انکو اس عہدہ پر قرار نہیں دیکتا،

چنانچہ متفسر صاحب مدو پر رقمطراز ہیں، ریاق آیت نے انما دلیم کم کا آج ان الذین امنوا کو عطا فرمایا ہے جو فان خوب اللہ ہر الفالبون کے حلقے ممتاز ہوئے یا ان درمائدگان دشت مضائب کو بھی مغربیت و بنیوای پر۔۔۔ اب تک غم کے انوہاے جارہے ہیں۔۔۔ دیکھنا قادر ذوالجلال کے اتہام و انتظام کو ارباب تشیع ایسا ہی کنج الفکوت سمجھتے ہیں جو انسان ضعیف النین کے ہاتھوں ہبائو ثرا ہو جائے اور کیا شیعوں نے حفظ اسلام کے لئے جو بعدنی عطا ضروری ہے ایسے ہی کو منجانب اللہ امور ان لینا مارایان بنایا ہے جو رسول کے بعد خالفین و معاندین پر نہ مثل رسول کے اپنا تسلط جاسکا اور نہ اسلام کے حق نائیکتہ کو چرچہ کر دیے جانے سے بچا سکا اور کیا بدبرائوت والارض علیم حکیم نے ریاست عامہ دینیہ و دنیویہ کا نظم و نسق ایسے کو تفویض کر دیا جسکے زیر سیادت اثنا عشری امامت و خلافت کا سلسلہ ایسا پامال کر دیا گیا کہ خاتم السلسلہ کو زادیہ خول میں چپ رہنے کے سراکس مفر نہ مل سکا۔۔۔۔۔ شیعوں کی اس حق کوشی کا معاد امامت کی روپوشی کے سوا کیا ہوا کیا دلائل میں سے کوئی بھی سربراہ اس خلافت فی الارض ہو سکا ۱۵ اس ہاے مضمون کا جواب یہ ہے لکھا ہے، غیب اور ما انزل کے معنی امامت ایجاد کر لینے سے اگر کام حل سکتا تو اثنا عشری امامت اس طرح غائب کیوں ہو جاتی کہ تاہوم معاد زور خوافی اور سینہ زنی کیجائے، کیا خدا سے قادر ذوالجلال کی بنائی ہوئی عارت انسانی ہاتھ مٹا کر سکتا ہے۔

ہم سابق میں لکھ چکے ہیں کہ امامت کسی سلطنت ہفت اقلیم اور حکومت جابرہ و قاسرہ کا نام نہیں ہے بلکہ نہوت و رسالت کے مثل خدا کی جانب سے ایک مخصوص منصب جسکی رو سے تمام افراد بشر پر

انکی مطاعت فرض و لازم ہو جاتی ہے

لوگوں کا اطاعت نہ کرنا اور امام کو گوشہ ازودا، دخول میں چھوڑ دینا اس کے واجب الاتباع اور پیشوا سے مطیع ہونے میں قاصح نہیں خطیج کسی نبی یا رسول کی تکذیب اور اس پر ایمان لایزالوں کی قلت انکی رسالت و امامت کے بطلان کی دلیل نہیں، انبیاء و رسل کے حالات دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ مظلم و مظلوم رہے،

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

اٰتٰیكُمَا جَاؤْكُمْ رَسُوْلٌ بَلَا يَتَخَوٰی اَهْلَكُمْ  
استبکم تم فقہاء، یقیناً کہ تم وغیرہ قاتلون  
جب بھی تمہارے پاس کوئی رسل ایسے احکام لیکر آیا  
جو تمہاری انسانی خواہشوں کے مطابق نہ تھے تو تم نے  
بعض کی تکذیب کی اور بعض کو قتل کر دیا۔

وان کذبوا کذباً مبہرا  
من قبلک جآء بالبینات والذہود الکتاب  
اگر یہ لوگ تمہاری تکذیب کریں (تو کوئی بات نہیں)  
تمہارے قبل بہت سے پیغمبروں کی تکذیب کی گئی جو  
المبینہ دلائل و عمران پ ۱۴

نوح کو انکی قوم نے جھلایا ۱۰ اعراف آیت ۵۹ و یونس آیت ۶۱-۶۲ و ہود آیت ۶۵-۶۷  
مومنون آیت ۲۳-۲۴ فرقان ۳۴ شعرا آیت ۱۰۵-۱۱۶ قمر آیت ۱ و نوح آیت ۱-۲۹ قوم نوح و عاد  
و ثمود اور ان کے بعد والی قوموں نے جب پیغمبر ان کے پاس بھیجے لیکر آئے تو ان پیغمبروں کے ہاتھوں کو  
اٹھا کر مار مارا اور کہنے لگے کہ جو حکم لیکر آئے ہم اس کو نہیں ماننے (ابراہیم آیت ۱۹) جب کوئی رسل  
آتا تو لوگوں نے یہی کہا کہ یہ ساحر یا مجنون (ذاریات آیت ۱۴)

ہیطع ہود، صالح، لوط، ایوب، شعیب، یونس کے و اعات ہے ضافت ظاہر ہے کہ رسل کا مظلوم ہونا  
ذکر کیا کہ آئے ہے چیرا گیا، جو جس کو طرح طرح کی مصیبتیں پہنچا کر قتل کیا گیا، عیسیٰ کو سولی پر لٹکانے کا سامان کیا گیا  
یہ وہ و اعات ہیں جسے اسلامی دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے اور صحیح کو قبول عیسائیوں اور قادیانیوں کے سخت نفرت  
دوہین کے ساتھ قتل کیا گیا،

خود ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجے کے قبل کتنی اذیتیں پہنچائی گئیں ما و ذی ہنی  
قہا کما اذیت اسی خاتم الانبیاء ہستی کا کلام ہے پر جب یہ دروازہ گان دشت مصائبان نام صفا و نظام  
کے بر دشت کر نیچے بعد نبی و رسل ہو سکتے ہیں تو انہم معصومین کے لئے دشمنوں کے نظام کے باوجود است  
سے کھن اعرانچ ہے وہ گیا پر اگر یہ حضرات خالصین و مسازین پر اپنا تسلط نہ جلائے اور نہ اسلام کے حق نما

آئیے کہ چرچہ رہنے ہے چنانچہ تو واضح ہونا چاہیے کہ خدائی مبلغین کا کام لوگوں پر بحیرہ و تہرلا جانا نہیں ہے، ان کا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ دعوت الی الحق کو پس حل کرنا کہ انامت کا کام ہے

وان تولوا فانما علیک البلاغ  
اد اگر وہ روگردانی کریں تو تمہارا فرض تو صرف تبلیغ ہی ہے،

ومن تولی فاما ارسلناک علیہم حفیظا  
اور جس نے روگردانی کی تو مجھے لگاؤ انہیں نگہبان جا کر نہیں بھیجا،

فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا  
پہر اگر تم نے روگردانی کی تو آگاہ ہو کہ ہمارے سوا  
البلایع المبین (ان آیت ۹۲)

فان تولوا فانما علیک البلاغ للبین  
پہر اگر وہ روگردانی کریں تو تمہارا فرض تو صرف صاف صاف تبلیغ ہی ہے

وطلانت علیہم حجتا ربی (آیت ۳۵)  
اور تم انہیں حجت تو کرتے نہیں،

فان تولیتم فاعلموا انما علی رسولنا البلاغ  
پہر اگر تم نے روگردانی کی تو ہمارے سوا کافر  
المبین (تقارن آیت ۱۳)

لست علیہم مصیطر (غاشیہ آیت ۱۲)  
کچھ تم انہیں مسلط نہیں ہو،

ان علینا الہدی (الہل آیت ۱۲)  
بے شک ہم پر اچھی رہی راہ تیار دینا ہی ضروری ہے

اگر ایسا نہ تو ان انبیاء کی خبر نہیں جن پر ایمان لانے والے ان کی امت میں سے غلیل ماحر کا مصداق ہے،

یہ کہنا کہ وہ کیا خدا کی بنائی ہوئی طاقت کو انسانی اہم سوار کر سکتا ہے، اور یہ کہ کیا خدا کا اہتمام و انتظام ایسا کسب الکلیت ہے کہ انسان کے احمول ہمارے مشہور جائے، «عارف و دینیہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے،

بے شک خدا اپنے کو نبی الامان و مشیت ہے جس چیز کا اہتمام کر دے انکو دنیا کی کوئی طاقت اور نہیں سکتی لیکن خدا کا یہ دستور نہیں کہ وہ بندوں سے زبردستی اطاعت کر لے اور انکو ان کے افعال میں مجبور و مقبور کرے، ان منوں سے کہ بندوں سے اسکی مرضی کے خلاف افعال سرزد نہ ہوں انکی بنائی ہوئی عازر ہمیشہ سلاز جونی رہیں ماخلقت الجن والانس الا لبعثون کے مفاد کے مطابق اُس نے انکا خاتمہ ایجاد کی بنیاد ہی اس لئے قرآنی تھی کہ لوگ انکی عبادت کریں لیکن دنیا انکا اٹھا کر دیکھے

کہہ سکتے ہیں جو غرض خلقت کو رو کر رہے ہیں،  
 کیا فی صدی ۹۹ ان خاص دنیا میں عبادت الٰہ کے نام اور معاصی کے ترک نہیں ہیں یہ کیا  
 ہوا، خدا کی بنائی ہوئی عمارت کیوں بکسار کی گئی،  
 انبیاءِ اہل کے نبوت کی غرض کیا بھی تھی کہ ان کی تکریب ہو اور ان کا خون بہا جائے، پھر کیا خدا کی  
 بنائی ہوئی عمارت سلا نہیں ہوئی؟!

سو دیکھ حکومت روم سیہ پیچی کر دیکھے مادیت کا دور دورہ ہے یہودین عبادت کا ہیں، زمین کے  
 برابر اور نام دینی و مذہبی دھوم بے نام و نشان، خدا کے آسمانی ہے جنگ کا صریحی اعلان ہوا ہے کیا  
 اس کے سنی یہ نہیں کہ خدا کی بنائی ہوئی عمارت سلا کر دی گئی؟

یہ تو دنیا کی بے انتہائی اور کج رفتاری تھی کہ خدا کے نافرمان عاصی بندے تحت خلافت پر متمکن ہو  
 اور وہ افراد کہ جن کو خداوندِ عالم نے امامت کا لباس پیدا خلق ہے نہاد یا تھا اور رسول کی زبان سے  
 ان کی خلافت و امامت کا اعلان کر دیا تھا ان کو طرح طرح کی اختیسات سے کر گزشتہ گنہگار میں بسر کرنا پڑی اور آخر  
 مصالحت الیئم کے اقتضائے ایک وقت سلام تک کے لئے لوگوں کی آنکھوں سے بڑبڑہا ہوا پڑا  
 لیکن خدا کا وعدہ و تمکن اطاعت فی الارض فان حزب اللہ هو الغالبون قابضنا الذین  
 امنوا علی عدد دھونا صبحوا اظہارین خود پورا ہو گا، اور دنیا عدل و انصاف ہے اسی طرح ہوا  
 ہو گی جس طرح وہ اب تک ظلم و جور سے ملو ہوتی رہی ہے (علی نقی بالتقوی غنی عنہ اور نبوت اشرف)





# کھانا ضروری

یہ جواب ابوالکلام بہت جلدی میں لکھا

کیا ہے مگر انشا اللہ

اہل انصاف کے

لیے کافی دوائی ہے اگر

اہل نظر غیب سے ملاحظہ فرمائیں گے تو ان کو تسلیم کر لینا

پوچھا کہ گزشتہ نمبر کے موافق اصل میں کامیاب ہو چکے ہیں بیان کیا گیا جو

اور لکھنے کے ساتھ لفظ تقلید کے موافق بھی اہل دین بھی ہیں اہل حق کے

زمینیک ثابت ہیں اور توحید و نبوت و معاد کی طرح عدل و امامت کا بھی داخل اصل میں

ہو اگر ان مجید سے مثل آفتاب انسا کے واضح و شکا ہے کہ جو کہ معترض اپنے اعتراض نامہ کو مستفسر

منبراً سے موسوم فرماتے ہیں لہذا بعد نہیں ہو کہ وہ جواب ابوالکلام کے لیے بھی ظلم اٹھائیں لہذا

ممدوح ہے یا التماس سچا نہ ہوگی کہ اگر ایسا ہو تو جس عبارت پر ان کو اعتراض ہو یا جو دلیل ان کے

زودیک نامہ کافی ہو یا جو پورا پورا نقل کہہ کے مضافاً و تمکلاً نہ تہذیب و تہذیب سے بظہر من

فرمائیں تاکہ نصف طبع ناظرین کو غور و انصاف کا پورا پورا موقع مل سکے اور

اس ارشاد کی حقیقت کہ ہمارے اعتراض کا کوئی جواب نہیں

ہوا ناظرین پر بخیر فی شکف ہو جائے اور

طالبان حق جو حقیقت

پہنچ سکیں اور حکم

لکھے کہ جواب میں نقل

عبارات کی حاجت نہ ہو، واللہ اعلم

من اہل الحق

ما چیرہ

# کتاب الاموال السالفة او غلبہ کی حقیقت و اہمیت

نور انکسائے نبوتوں میں از بدست سعادت

البتہ و انما قد نصبت حضرت محمد ﷺ  
 صدر ابن ہشام حضرت رسولی امیر متقاہ نظر  
 قابل و درود و سلام ہے اگر برسی ترجمہ بھی شالی ہوگا ۲  
 المحدث و علم شمس الاموال رحمہ اللہ مظلومہ العین  
 سلا توجہ کو نہایت حق و مان کے ہے اب کیا گیا  
 ہے غفر بہت گزری ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۳  
 خطاب ماحصل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جنت  
 شمس الاموال مولانا الشیخ سید احسن صاحب قبلہ باب  
 صدائے عنایت کے اصول کا مقابلہ ۳  
 مسائل کی اور اردو ترجمہ مناجیح احکام و احکام شمس الاموال  
 مولانا الشیخ سید احسن صاحب قبلہ مان و سنتوں کے  
 ترجمہ کی تفصیل اور انکے خیالات کا رد ۳  
 یہ فضیلت دیت کی پیشگوئیوں سے خطاب سالت الہی  
 کی رسالت کا ثبوت از خطاب لاری سیدی غضنفر  
 صاحب غیرہ خطاب سلطان الاموال اعلیٰ القواہم ۳  
 رد الشیخ و غفر بہت مولانا امجد رضا صاحب قبلہ  
 مروجہ مستدین و ہوگا لیکن امام غفر بہت روح  
 مان کی قوت و کمال کا ابطال کر دیں کی گائیے ۲  
 کر دیا شکست و جب  
 انسانی کو فانی نہیں کھنڈ کی انسانی  
 قرآنی از خطاب سید امجد رضا صاحب  
 و بدست قرآنی سید قرآن کا ابطال ہوگا

توجہ غلام احسن صاحب  
 تصدیق رسالت گوتم بدہ کی پیشگوئیوں سے  
 خطاب حتمی حرب کی رسالت کا ثبوت از خطاب  
 مولوی سید احمد عیاض صاحب دانی بی بی ۲  
 اسلام اینڈ دی لائٹ آف شیخ غفر بہت گزری ترجمہ  
 شریعت الاسلام جہاد اول ترجمہ خطاب بادشاہ حسین صاحب  
 بی بی اہل عقائد اسلام کی حقیقت و گرداہ کے علماء  
 میں نبوت دلائل سے شہادت کی گئی و جلد ۱۸  
 دی پرافت شپ اینڈ دی کلیفٹ انگریزی و عربیہ  
 ماحولہ ترجمہ خطاب ای تھاب عیاض صاحب اغذیہ جلد ۱۸  
 دی برٹشری آن کر بلاغ اداری پر انگریزی زبانیں  
 تبصرہ از خطاب امیر عیاض صاحب لکھنؤ یونیورسٹی اور  
 الاعجاز معرہ کی حقیقت کا انکشاف اور شہادت کا  
 از خطاب مولانا امجد رضا صاحب جہاد و نصا صاحب بد مروجہ اور  
 احوال و دلائل حقیقہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از  
 خطاب مولانا الشیخ محمد ابرار و نصا صاحب بد مروجہ اور  
 اسلام مغرب کی نظر میں از خطاب شہناز حسین صاحب بی بی  
 شریعت الاسلام جہاد اول اصول و عقائد حبیب کا دلائل  
 جگہ و جگہ مولانا الشیخ محمد صاحب بن مکران مولانا جلال  
 شریعت الاسلام حصہ دوم طارحہ صلوٰۃ کے مسائل  
 حصہ جاب کا ترجمہ مولانا غلام  
 شریعت الاسلام نمبر ستر کے متن و حواشی

## عقیدہ

حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ کی عہد خلافت طائرہ میں آپ کے مخالفین کی تقریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی جو اخیر نظر کر کے کشمنا واقف کو ناہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات لمبوتی صفات میں بیات ملک و نظم حکومت کا وہ ملکہ موجود تھا جو ایک مدبر و سرکار میں ہونا چاہیے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لئے فاضل جلیل خباب مولوی شہید محمد رفیعی صاحب زندگی پوری تلیخ حضرت قدس الامین مولانا الشہ محمد ہارون صاحب مرحوم و مشہور زندگی پوری نے اس رائے پر سالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جدوجہد فرمائی جو اور بے شبہ اس موضوع خاص میں یہ سالہ کم نظیر بلکہ عظیم نظیر ہے فاضل مروج نے دین و دنیا اور ان کی سیاسیات کا باہمی تعلق و اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے بہت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اہل برہان و فرائی تھی ان سے بہتر کسی انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدد داغ میں نہیں آسکتی تاہم انھیں اصول میں دین و دنیا دونوں کی فلاح و ترقی کا لازم و ضرر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس سوال کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے دلچسپی نہ کرنا چاہیے قیمت طمان مصداق لاگ ۱۰۰

لے کا پتہ

نیو الی انڈیا پبلیکیشنز لاہور





# الوا عطا

میدرت اعظم لکھنؤ کا نواب علی علی

زیر دستا محکمہ نصاب لکھنؤ کا نواب علی علی

مدیر

حکیم سید قاسم علی ضوی لکھنؤ کا نواب علی علی

بہ تمام سید اقبال حسین منیر علی

مصلحت لکھنؤ کا نواب علی علی

مدیر دستہ نصاب لکھنؤ کا نواب علی علی

## مصنفا

(۱) یہ رسالہ بالفضل ہرگز نیکوئی ماہ کی

(۲) نیز اسلام کا افضل افعال میں ہوا۔

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور

اسکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی اوج

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی حکم اور قوانین شریعت

(۷) ائمہ طاہرین کے کلمات و بیانات

(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتاب ہونا

(۱۰) اثبات اصل اسلام و بائبل

عقلیت و تعلیم

(۱۱) فلسفہ قدیمہ جدیدہ اور دیگر

مذہب کے مقابلہ میں حاکمیت اسلام

دائرہ شہادت

(۱۲) اکتشافات جدیدہ

و تحقیقی اسلام

(۱۳) اخبار عالیہ

## قولہ

(۱) یہ رسالہ بالفضل ہرگز نیکوئی ماہ کی

(۲) آخری تاریخوں میں شائع ہوا اگر گنا

(۳) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال

کے لئے خریدنا ہو گا،

(۴) نمونہ کا پرچہ ہر کے نمونہ

آنے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۵) جواب طلب امور کیسے

جوابی کارڈ یا نمونہ لکھنا چاہیے

(۶) اشعار کی جست و خیز

خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۷) علمی معاملات کے متعلق خط

و کتابت ارسال مضامین بنام

مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام

مدیر ہونا چاہیے

(۸) شرح قیمت :-

رو سار ڈالیاں لکے جو قیمت

فرامیں عام خریداروں سے

پتہ پتہ لکھنا ہوتا ہے

## مکتبہ

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ کو مکتبہ

لکھا جائے ورنہ درجہ الوداع

نہ ہو سکے گا

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہیے

اڈیشن کو تفریق و تبدل دراصلی کا اختیار

ہو گا

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس

اور عام فہم ہو

(۴) مضامین صاف خط میں تحریر

کیے جائیں و عبارات عربیہ پر

عرب لکھائے جائیں نیز

عربی عبارت کا دوسرا

کالم میں ترجمہ ہونا چاہیے

(۵) حتی الامکان کتب منقولہ

کا حوالہ دیا جائے

(۶) ناقابل شاعت مضمون

واپس نہ ہو گا اگر ضرورت ہو تو

صاحب مضمون کو نمونہ بھیجا جائے



سُورَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ مَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ

سورہ آل عمران

# الْحَمْدُ لِلَّهِ

نمبہ بابت ماہ اپریل ۱۳۳۷ء مطابق ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۹ء جلد

نہت مضامین

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	نمبر
۲	میر	۱۔ شذرات	
۱۱	جناب سید عاشق حسین صاحب ہیکل کبر	۲۔ مجمع فرج مدرسہ اوعظین لکھنؤ بابت	
	مدرسہ اوعظین لکھنؤ	۳۔ تاریخ مسلم	
۱۳	جناب سید حمزہ خلیل صاحب	۴۔ ۲۲۹ سال تک ایک ہی تعلیم	۳۰
۱۷	جناب مولانا السید محمد عبد صاحب	۵۔ مجلس محققین کے عقائد مکالمہ کا تحقیقی	۴۰
	محمد آبادی مدرس مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ	نصیہ	
۳۷	میر	۶۔ اختلافت کا فیصلہ ترکی نقطہ نظر سے	۵۰
۳۸	میر	۷۔ اطلاعات و انتقادات	۶۰





## شکند

جناب مولوی امداد حسین داغیٹ مالک متوسطہ میں

جناب موصوف بعد ختم تفسیل ماہ صیام و رخصت ۸ مارچ کو اپنے مکان سے روانہ ہو کر بیونی پہنچے جہاں آپ کے انتظار میں دو بگوار طبابت پیشہ ضلع جالندھر کے رہنے والے ایک گریڈ کے مکان میں مرس یوم سے قیام پذیر تھے ۱۰ مارچ سے ۱۸ مارچ گسان دونوں صاحبوں سے مسئلہ تعلیم اور معصیت انیسا اور شہادت شیدائشہ اور حقوق عباد کے متعلق گفتگو ہوئی ہی یہ دونوں صاحب اگرچہ انشاء شری تھے لیکن خیالات بید کمر ورتھے، الحمد للہ کہ اس ہفتہ عشرہ کی متواتر تقریر و نکتہ بعد نچلی پیدا ہو گئی اور تمام شکوک رفع ہو گئے۔

۱۸ مارچ کو جناب سرور خان صاحب میس بیونی نے ایمان جناب ابوطالب اور آبا و جدو پیغمبر کے متعلق دریافت فرمایا موصوف کو قرآنی اور عقلی دلائل سے کافی طور پر اطمینان دلایا کہ آبا و جدو پیغمبر اور جناب ابوطالب موجد و مومن تھے۔

۲۰ مارچ کو جناب سید الانجش صاحب کی جانب سے مجلس و غنہ منعقد ہوئی جس میں حضرت اہلبیت بھی شرک کیے موضوع تقریر حقیقت قرآن و اہلبیت اور حقوق عباد تھا جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے اس مہینہ میں کوئی عام جلسہ سیاسی تحریکات کی وجہ سے نہیں ہوا لیکن اکثر حضرات قیام گاہ پر رُفّا تشریف لاتے رہے اور برابر مذہبی گفتگو ہوتی رہی جو کافی اثر سے روشناس ہوئی،

جناب مولوی فضل علی صاحب داغیٹ علاقہ پنجاب میں

جناب موصوف نے کیم ۱۸ مارچ سے آخر ماہ تک جن جن معاملات کا دورہ فرمایا اہل تفسیل حبیب میں ہے، مولیٰ اگر عرفان عام کو ضلع گوجرانوالہ ۲ مارچ سلسلہ کو مولیٰ گرو پونچکر ۲ مارچ تک قیام پذیر رہے اور اس قلیل عرصہ میں دو جلسہ و غنہ کے منعقد ہوئے جن میں ثابت کیا گیا کہ علوم قرآن معصوم ہی کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتے ہیں اور عمل کی بوجھت اہلبیت سے دونوں تقریریں کافی اثر سے روشناس ہوئیں اور بعض حضرات کے خیالات بہت کچھ درست ہو گئے مگر غالباً پیری مہوی کے صحیح اعلان کے بغیر جس سے مدد سے کیسے کچھ چندہ پہلے ہو چکا تھا کچھ دوسرے دن اختتام و غنہ کے بعد ہوا

اس سہتی میں ۶ قادیانی اور ۱۲ عیسائی آباد ہیں اور آریہ سائنس دہرم ہندو دل کو اپنے میں شامل کرنے کے لیے کوشاں ہیں اور ایک حد تک کامیاب ہیں، تعلیمی، اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالت معمولی ہے

مسجد اور وقف کوئی نہیں صرف ایک مبارکہ

حضرت کیلیا نوالہ ضلع گوجرانوالہ ۴ مارچ کو کیلیاں والا پونچکرو مارچ تک قیام پذیر رہے اور صرف ایک جلسہ و غطا کا بڑی مسجد میں منعقد ہوا جس میں اہلسنت بعد اؤکثیر شریک تھے و در اول اسلام اور اسکے تابعین کے ثبات و تزلزل پر تقریر ہوئی جو بہت مؤثر و مفید ثابت ہوئی پرائیوٹ گفتگو نہیں علان و نج خلوک و شبہات اور اصلاح مذہب میں کے جناب غلام حسین صاحب اڈیٹر المیز سے خلفائے ثلاثہ ادر اہلبیت کے تعلقات پر اور میاں سیر نذر حسن صاحب سے بعض اخلاقیات پر دو دو گھنٹہ تک بحث ہوتی رہی اول الذکر نے کو کسی اثر کا اظہار نہیں کیا مگر آخر الذکر نے مباحثہ کے خاتمہ پر صاف لفظ نہیں قبول مذہب حق کا علان کر دیا اور بار بار بہر و خطا کر کے وعدہ فرمایا کہ وہ اپنے مریدوں کو بھی بدایت فرمائیں گے

اس سبتی میں دو توشیحہ اور تقریباً ستر ہزار ان اہلسنت بیس اہل حدیث ایک قادیانی اور ستر سیائی ذات کے متروک و سناٹے ہندو آباد ہیں تعلیمی حالت بہت پست ہے صرف چند آدمی اردو و خواں میں مذہبی حالت بھی اچھی نہیں اکثر شیعہ امامتہ باذکار نماز پڑھ لیتے تھے خلافتی حالت بھی معمولی سے مالی حالت بھی بہت پست ہے صرف تھوڑی تھوڑی زمینداری ہے مسجدیں صرف دو تین میں جن میں سے ایک اب شکر کوئی ہے اور ایک کنڈر پڑی ہے۔ امام بارگاہ وقف مدرسہ کوئی نہیں

مدرسہ ڈاکٹرانہ کوٹ ہر ضلع گوجرانوالہ۔ ۴ مارچ کو مدرسہ پونچکرو صرف ایک روز قیام پذیر رہے اور ایک جلسہ و غطا منعقد ہوا جس میں تعوی اکتی اور مرزا صاحب کی ناخدا ترسی پر تقریر فرمائی جو کافی اثر سے روشناس ہوئی اور جناب علی محمد صاحب مرزائی مذہب سے تو یہ کہہ کے مذہب اہل حق میں داخل ہو گئے

اس جلسہ کے علان و محوجات صاحب مرزائی سے ہی ایک بے ضابطہ گفتگو ہوئی جس کا مقصد صرف تفسیع وقت تھا تاکہ جناب و اغوا مرزائیوں کو نہمائش نہ کر سکیں

اس سبتی میں تقریباً پونے چار توشیحہ، بیس ہزار ان اہلسنت تقریباً ستر قادیانی اور پندرہ ہندو آباد ہیں تعلیمی اور مذہبی حالت بہت پست ہے اخلاقی حالت معمولی ہے مالی حالت بھی کچھ نہیں صرف دو تین چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں صرف ایک مسجد ہی امام بارگاہ وقف مدرسہ کوئی نہیں

سید مگر ضلع گوجرانوالہ یہاں صرف چند گھنٹہ قیام رہا کوئی جلسہ و غطا منعقد نہ ہو سکا یہاں کی تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالت متوسط ہے ایک مسجد اور ایک حجرہ موسوم یا امام بارگاہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں تاہم شیعیت رو بہ ترقی ہے

**شادی ال خمد وکلا ضلع گجرات** یہاں ۷ مارچ ہے ۹ مارچ تک قیام پذیر رہے صرف ایک جلسہ و عطا کا منعقد ہوا جس میں موضوع تقریر اسلام اور اُس کے فدا ہوتی تھا، اس جلسہ کے علان و غزائی مبلغ ہے مرزا صاحب کے آخری خلیفہ مہنہ پر بھی ایکٹ بے ضابطہ بحث ہوئی اور سلسلہ جوابات اہل اور نماز جماعت کا بھی قائم رہا۔

ان دونوں تقریری بستیوں میں شیخہ اور شیخہ قادریانی پندرہ سو برادران اہلسنت، پندرہ علیہ پندرہ عیسائی ذات کے مترادف و ذہنی سو سکھ آیا، وہیں تعلیمی حالت اور ذہنی نہ ہی حالت معمولی، اخلاقی حالت متوسط ہے دو مسجدیں ہیں امام باڑہ کو بھی نہیں صرف ایک زمین ہے، وقف اور مدرسہ کوئی نہیں، مرزا کی اپنی تربیتی کے لیے بہت کوشاں ہیں ان کے مرکز سے برابر اشتہار آتے ہیں اور چپاں ہوتے رہتے ہیں، دو برجی ڈاکھانی لالہ پور ضلع گوجرانوالہ ۲۰ مارچ ہے ۱۳ مارچ تک قیام پذیر رہے اور اس جلسہ میں دو جلسہ و عطا کے منعقد ہوئے جن میں اصحاب مول آدم کی فردا کمل اور تقویٰ اور مبارک حضرت پر تقریر فرمائی جو نہایت مفید و مؤثر ثابت ہوئی اور ایک زمیندار صاحب ساکن موضع خاں مسلمان سے نمازیں ہاتھ باندھ اور کہوٹے پر گفتگو ہوئی اور جو سوالات پھیلنے لگے اُس کے جواب دیے گئے، ان کے بالآخر ہاتھ کو لکھ نماز پڑھنے پر راضی ہو گئے۔

اس بستی میں ستر شیخہ اور پانچ سو برادران اہلسنت اور ایک گھر قادریانی اور چالیس عیسائی ہیں جو ذات کے مترادف تعلیمی اور مذہبی حالت بہت پست اخلاقی اور مالی حالت معمولی ہے صرف ایک مشترک مسجد ہے امام باڑہ وقف مدرسہ کوئی نہیں تاہم شیعیت رد بہ تربیتی ہے، تملہ کنگ ضلع جمیل پور رامک۔ یہاں ۲۰ مارچ ہے ۲۳ مارچ تک قیام پذیر رہے اور اس جلسہ میں دو جلسہ و عطا کے منعقد ہوئے جن میں اسلام اور اُس کے درخشندہ ستارہ، اسلام اور زمانہ موجود « موضوع تقریر تھا سامعین غفلت و تباہ ہوئے اور پرائیوٹ گنگو میں ایک گجکچند بے شیخہ تھے اپنے شکر و رخ کرتے رہے جو کہ جناب و اغما اور جناب حافظ کناجی حسین صاحب جو جناب و اغما ہے پہلے یہاں پہنچ چکے تھے، اور جناب احمد شاہ صاحب اول پندہ می نے منع کر دیا۔

اس بستی میں گیارہ سو شیخہ اور چار پانچ چھپے ہوئے قادریانی آباد ہیں تعلیمی اور مالی حالت معمولی اور اخلاقی حالت متوسط ہے دو مسجدیں ہیں لیکن خالص ایک مشترک ایک نو تعمیر امام باڑہ ہے وقف مدرسہ کوئی نہیں ایک انجمن حسینی قائم ہے، ایک پیشوا ز جناب آفتاب حسین صاحب قبلہ ساکن ضلع بھنور مستقل طور پر تشریف فرما رہتے ہیں اور بچہ تعالیٰ شیعیت رد بہ تربیتی ہے شیخہ اپنے فرائض و دروہ اسم کو

بہت امن و امان اور خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہتے ہیں چنانچہ ۱۱ اور ۲۲ مارچ کو نور در عالم اندوز کے جلوس بڑی شان و شوکت سے نکالے گئے اور علان جناب واعظ کے جناب حافظ صاحب اور جناب ملک فیض محمد صاحب کیما لوی نے بھی اپنے مواخط سے مینیں کو مسرور و مخطوط کیا اور جناب واعظ نے ۲۲ مارچ کے موقعہ کے بعد جن جن زمین میں باہم اختلاف تھا انہیں مصافحہ کرادی، یہاں کے شیعوں کی ترقی و تیکر بعض متعصب مولویوں نے اہانت کو شیعوں کی طرف سے مشتبہ کر دیا ہے مگر شیعہ بہر حال امن پسند ہیں،

گوجرانوالہ کی ولسی۔ چونکہ گوجرانوالہ جناب واعظ کا نہ کوڑا رہے لہذا وہاں کی ضرورتوں کا خیال کر کے شادی وال سے واپس ہو کر ۱۱، ۱۲، ۱۳ مارچ کو آمد و دہرجی ہے واپس ہو کر ۱۲ لغایت ۱۶ مارچ تک دس تشریف فرما ہر اپنے فرائض کو ادا کرتے رہے پھر ۲۳ مارچ کو صبح ۸ بجے لکھنؤ سے روانہ ہو کر ڈھائی بجے مندرائیشن پر وارد ہو یہاں شام کے قریب ایک مرزائی مبلغ ملنے جو قاریان سے آئے ہوئے تھا تعظیم کر رہے تھے چونکہ گاڑی شکوہ دس بجے جاتی تھی ناؤ معزمین کے بعد کافی وقت بل گیا اور حیات جناب عیسیٰ پر گفتگو ہوتی رہی چند آدمی بھی چچ ہو گئے اور گاڑی آجانے پر گفتگو ختم ہوئی، دس بجے شکوہ مند رہے روانہ ہو کر دس بجے صبح گوجرانوالہ پہنچ گئے، ۲۴ مارچ کو بہکت سنگھ کی پھانسی کے سلسلہ میں جلوس نکالا گیا جس میں ایک اہل حدیث بزرگ نے بہت بڑا حصہ لیا تقریبی کی سربراہ نہ جلوس کے ہمراہ رہے جسکے بعد دو تین حضرات اہانت کے لیے آئے آئے کہا گیا کہ مجلس عزادار جلوس امامی سید الشہداء کی شرکت تو بدعت ہے اور ایک سکھ نوجوان کے بیٹے یہ داویلا بدعت نہیں ہے اس مسئلہ لال سے لوگ بہت متاثر ہو بہر حال ۳۱ مارچ تک گوجرانوالہ میں قیام رہا جس میں مسائل فقہیہ بھی بیان فرمائے اور چونکہ موضع لوہا میں مرزائیوں کا زور ہے لہذا وہاں سے آئے واپس حضرات کو مرزائیوں کے متعلق اعتراضات نوٹ کر لے بعض لوگوں سے اصول مذہب شیعہ اور مختلف مسائل کے متعلق گفتگو ہوتی رہی

زمان قیام گوجرانوالہ میں علان امور مذکورہ اور اصلاح و تعلیم و نیات اور نماز جماعت اور بیان مسائل وغیرہ وغیرہ کے یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ گھمسا رہے ہو سکے و غلین تا امکان مناظرہ ہے بہت جتنا کرنے ہیں لیکن بعض مقامات پر کچھ ایسے مجبور ہو جاتے ہیں کہ بجز اقرار کے انکار مناسب نہیں ہو چنانچہ ۱۶ مارچ کی سہ پہر کو ایک مرزائی صاحب جو بیجاہی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مرزائی جماعت کی طرف سے یہ پیغام لیکر آئے کہ اگر جناب واعظ تم پر یہ مناظرہ کا مطالبہ کریں تو مرزائی حضرات مناظرہ کے لیے تیار ہیں جسکے جواب میں آئے بتایا گیا کہ مناظرہ کوئی زبان مفید چیز نہیں ہو تا ہم اگر مرزائی خواہش کریں تو

ان کے ہر وقت سارے خیالات کی احازت ہے، اس جواب کے بعد کوئی آواز نہیں آئی،

۲۸ مارچ کو یہ ضلع لہذا خلیفہ کو جرنالہ کے شیعوں کا ایک وفد قریب شام اس غرض سے وارد ہوا کہ وہاں کے مسیحیوں سے یہ مولویوں نے فرشتے میں شادی لایا ہے یہاں تک کہ فرشتے میں شادی مناظرہ لے ہو کر، سب لکھا جا چکا ہے ۲۹ مارچ تاریخ مناظرہ معین ہو گئی ہے جس فریق کا مناظرہ نہ اسے لگا سکوا یا بخیر و بدیہ جو حسب اور خرچہ دینا ہو گا یہ حالت شکر جناب اخطا نے اپنی شرکت اور مناظرہ کرنا منظور کر لیا کہ ۱۵ مارچ کو کچھ جرنالہ پہنچنے کے بعد منظم ہوا کہ مناظرہ ملتوی ہو گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ جناب اخطا کے مواعظ و مسامی نے اس علاقہ میں کافی اثر پیدا کر دیا جو عاقبت مناظرہ کی صدا بلند کی جاتی ہے مگر جناب اخطا کا علمی و حسب کسے آزاد نہ ہو کہ جناب موصوف کی کوششوں کو پروردگار شکر یا سختی نہ ادا کرتا ہے،

جناب مولوی جو احسن صاحب اعظم ضلع اعظم ضلع مظفر گڑھ میں  
 جناب موصوف نے یکم مارچ سے ۳۱ مارچ تک جن جن مقامات کا دورہ کیا ہے انہی تفصیل حسب  
 مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یکم مارچ سے ۱۶ مارچ تک جناب اعظم مبارک پور میں تشریف فرما رہے اور پچھ  
 زمانہ میں جو کاروائیاں آئیں فرمائیں وہ بہت کچھ قابلِ کثافت ہیں، پھر باب العلم کے جاد تقسیم انام میں بھی جو کاروائیاں آئیں  
 اور اعانت سر کی ترغیب سے شکر حضرت کا ذوالقائد اعانت فرما، اور جونا کو کشیش اہل اسلام خصوصاً شیعوں کو ایجابات کرنے  
 اور انکو تجارتی نقصان پہنچانے کی بعض دیوبندی حضرات کی طرف سے کی گئیں تھیں ان کے اثرات سے اہل اسلام خصوصاً شیعوں کو  
 بچانا اس کی آغا قیوں کو اتحاد سے بدل کر انہی اہل غلط مناصد اللہ کے اوصاف بیان کر کے نصرت مذہب کی طرف متوجہ  
 دلانا اور اس جہاں میں ان کی ہر کوششیں آپ کو پروردگار شکر یا سختی ٹھہری ہیں۔

جہاں کے مسلمانوں کی مالی حالت باوجود ان کی اکثریت کے ایک عرصہ سے کمزور چلی آتی تھی گزشتہ  
 چالیس برس سے یہاں کے مسلمانوں کو اسکا احساس ہوا اور انھوں نے باتبع اصول تجارت ترقی کرنا  
 شروع کی اور امور خیر کے لئے بھی فی روپیہ ایک معمولی سی رقم نکالنا شروع کی جو کچھ جمع ہو کر ہر عرصہ میں  
 باعتبار مردم شمار تقسیم ہوتی رہی گزشتہ چھ برس سے شیعوں کو اس طرح کی تقسیم سے اپنے نقصان کا  
 احساس ہوا اور انھوں نے اپنی رقم علیحدہ کر لی جو رفتہ رفتہ ایک ہتد بہ مقدار تک پہنچ گئے اور رفتہ رفتہ  
 جناب واخطا کی ان تھک کوششوں سے مددہ باب العلم، کا اقتلاع ہو گیا اور جتنی مخالفت ان کوششیں ہو رہی  
 تھیں وہ سب بیکار و عبث ثابت ہوئیں، بعض دیوبندی حضرات کوششیوں کی تجارتی ترقی کے ساتھ جو  
 ۱۵، ۱۴ برس سے روز افزوں ہوتی چلی جاتی ہو یہ علی تنہی نہایت ناگوار گذری اور اپنی مخالفت کوششوں سے

شیوں کو بہت کچھ نقصان پہنچا چاہا مگر یہ تمام کوششیں رائگاں ہو گئیں اور جو کوششیں مسان  
شیوں کو کمزور کرنے اور ان کو نقصان پہنچانی کے بعض دیوبندی حضرات نے کی تھیں وہ برباد  
واغظ کی حکمتِ علی سے بیکار ہو کر بمسداق مثل مشہور ”چاہ کن را چاہ در پیش“ انھیں گئے۔ یہ امر بہت  
رساں ثابت ہوئیں،

اس موقع میں تقریباً دہائی تین سو شیعہ اور چار پانچ ہزار برادرانِ اہلسنت آباد میں خفیہ تقریباً دو ہزار  
دہائی و دیوبندی دہائی تین سو اہل حدیث اور باقی خفی اور تقریباً چاس نفوس فرقہ اسماعلیہ کے  
اور باقی مسلمان دہرم ہند آباد ہیں ایک دہشتہ جوں کی جانت ہے اور ایک دہرسہ اہلسنت گاہے اور  
سجدیں اور امام ابوہ بھی متعدد ہیں

علی پور ضلع مظفر گڑھ ۲۱ مارچ کو مبارک پور سے روانہ ہو کر ۲۲ مارچ کو لکھنؤ پہنچے ۲۵ مارچ کو خطاب  
کی طرف روانہ ہوئے اور لاہور و شجاع آباد اور مظفر گڑھ سے مرد و کر کے گئے علی پور میں وارد ہوئے  
اور ۲۸ مارچ کو گملوان تحصیل علی پور میں ایک مجلسِ اہلِ کبر پھر علی پور واپس آئے ۲۹ مارچ کو علی پور  
میں جلسہ غلط منقہ ہوا جس میں ختم نبوت اور شانِ نبی پر ۱۱ گنتہ تقریر فرما کر مدعیانِ نبوت کے  
دعویٰ کو باطل فرمایا ختمِ نہایت متاثر ہوا اس جلسہ میں لاہوری جماعت احمدیہ کے مبلغ بھی موجود تھے  
جناب مولوی امداد حسین صاحب واغظ مالک متوسلے میں

جناب مدرس نے یکم اپریل سے ۱۳ مئی تک جن جن مقامات کا دورہ کیا انکی سبب سے جناب میں د  
سیدنی۔ یکم اپریل سے ۱۴ اپریل تک سیدنی میں قیام پذیر رہے اس دور میں ان میں اکثر بگڑی  
جلد علمِ انخاص منقہ تبارک بن برائوٹ صحبت نہیں مختلف مسائل پر متل مذاکرہ است۔ شہادت کے آثار  
مبارک علی صاحب خفی اور دیگر اشخاص سے گفتگو ہوئی رہی

۱۵ پور ۵ اپریل سے ۲۰ اپریل تک ان پور میں تشریف فرما رہ کر ۱۱ اپریل کو رات پور تشریف لے گئے  
جہاں ایک جلسہ غلط منقہ ہوا جس میں جناب واغظ نے دواور معائن و مواظبت تقریر فرمائی  
جنگل پور ریاست بستر۔ ۲۰ دہریہ پور میں قیام رہا ۲۴ اپریل کو سیدل پور تشریف لائے  
جہاں جناب مولوی خضر علی شاہ صاحب دی ایس پی آپ کے بے چشم بہاہ تھے مدد کی کوشش سے یہی  
تک تین جلسہ غلط کے عام طور پر منع ہوئے اور کافی اثر سے روشناس ہوئے،

یہاں کے پوری آبادی حد درجہ کی تاریکی میں مبتلا ہے، تعلیم مطاقاً نہیں ہے، اردو نہ ہی بھی  
نہیں جانتے فارسی عربی کا کیا ذکر ہے تقریباً چار پانچو ملکانوں کی آبادی ہے مگر رسم و رواج میں

ہندوؤں کے پیرو۔ نماز بھی پڑھتے ہیں و غلبہ شدہ دہلی کی دوجا بھی کرتے ہیں صرف ایک حجرہ کے تاجر شیعہ ہیں جو فقہ میں بسر کرتے ہیں شاہ صاحب موصوف نے ایک حد تک لوگوں کو بیدار کر دیا ہے اور ارادہ ہے کہ جل کر دس پانچ شیعہ ہو جاتے ہیں ۱۲۱۸ھ دہلی کچھ کو عام محافل منعقد ہونے کی امید تھی، غالباً اس مقام پر دو مہینہ جناب داغظ کو قیام کرنا پڑیگا، شاید کہ اتنے زمانہ میں کوئی مفید تجویز ہو کر آئی ہو۔ صحت پر نہیں ایک اللہ آبادی ملا فاضل سے بعض مسائل پر گفتگو شروع ہے مشرقی کتاب خان صاحب سب کے لیے مذہب خلافت و نماز عید پر لکھا ہو ہی جنہوں نے ائمہ اثناعشر علیہم السلام کے ائمہ برحق ہونے کو تسلیم کر لیا ہے اگر بھی خلافت بلا فصل کے متعلق ہیں پیش ہے شاید دوسری لکھوں میں یہ بھی صاف ہو جائے،

یہ تمام کوششیں جناب داغظ کی بے حد قابل شکر گزاری ہیں اور ہم تو دل سے آپ کا پورا جملہ شکر ادا کرتے ہیں۔

جناب مولوی سید اظہار الحسنین صاحب ایسٹ انفریقہ میں  
انفریقہ کا یہ مشرقی حصہ چار صوبوں یا چار علاقوں میں منقسم ہے دکن، انڈیا، ملائیشیا، سری لنکا،  
اول الذکر میں مقام بقعوضات برطانیہ ہے اور زنجبار کا سلطان اگرچہ عربی لیکن برطانیہ کا ماتحت ہے اور  
یہ تمام بھی گویا برطانیہ ہی کے قبضہ میں ہے،

ان اطراف میں ہدایت و اصلاح مسلمانین کی ضرورت بہت زبان ہو کیونکہ اکثر بلکہ تمام شیعہ  
خوہر ہیں جیسا کہ اعلیٰ مذہب اسماعیلی آغا خانی تھانہ رفیق الہی شامل حال ہوئی اور مرحوم ملا قادیان صاحب  
مدرسہ اعلیٰ اللہ مقامہ کی ان تک کو کششوں سے ان لوگوں میں تشیع کی اشاعت گذشتہ پچاس  
برس سے شروع ہوئی اور حاجی دیو جی جال کا ہدایت باب ہرگز انقض تبلیغ کا ادا کرنا اس قدر مفید ہو گیا کہ لوگ  
رفتہ رفتہ اثناعشری ہوتے گئے مگر انہوں نے یہ دونوں بزرگ بہت جلد داعی اہل کے مہمان ہو گئے  
اور ان لوگوں کی جالت علم سے مبدل نہ ہو سکی تاہم حج و زیارت سے برابر شرف ہوتے رہے اور علمائے  
عراق کی خوب خوب خدمتیں کرتے رہے اور ہزار ہا دینیہ محسن و زکوٰۃ کما حقہ تھے رہے اور علمائے عراق و ایران  
و پنجاب بھی ان حضرات کے یہاں تشریف لائے کہ خوب خوب متفق ہو گئے کہ یہ حضرات زبان کے اختلاف  
ہے کوئی دینی و علمی فائدہ ان لوگوں کو نہ پہنچا سکے۔ انیکہ درتہ الاظہار نے ان حالات سے مطلع ہو کر  
ان لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے سب سے پہلے جناب مولوی سید علی صاحب داغظ کو روانہ کیا جن کی  
بلخ اور ان تک کو کششوں کے حالات داغظ کی گذشتہ جلدوں میں آپ کے ملاحظہ سے گزر چکے ہیں، دینی

مدرسوں کا افتتاح، تعلیم و تعلم کا بندوبست، درس و تدریس کا انتظام، اصطلاح و ہدایت کا تسلسل پس مولانا کی قابل شکر کوششوں کا نتیجہ تھا آخر لوگوں کی انجمنیں کھلیں اور مدرسہ الراءین کی توحش عزت اور خباب اعظم کی دینی خدمتوں کا سکہ ان کے دلوں پر نقش ہو گیا جس کے بعد مدرسہ کی اگلی بنیاد میں مصلحتوں نے کوئی تاثر نہیں کیا اور خباب ممدوح کا دورہ نہایت کامیاب ثابت ہوا۔

باب ممدوح کی واپسی کے بعد خباب مولوی سید سلطان علی صاحب واعظ دارانہ گئے گئے اور موصوف نے بھی اپنی اسکانی کو شیش کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا مگر ایک عطا و تبارک وسیع ملک کہاں کہاں جاسکتے تھے اور کتنا کتنا قیام کر سکتے تھے اور ڈرہتی ہوی ضرورتوں کو کہاں تک پورا کر سکتے تھے کہاں تک محل فائق ہو چا سکتے تھے آخر کار خباب موصوف کی واپسی نے بعد خباب جی محمد جعفر شریف دیوبند نے اس ضرورت کو محسوس کر کے دو غلطیوں کی خواہش کی اور یہاں سے خباب مولوی سید اظہار الحسن صاحب ایسٹ انفریق کے لئے اور خباب مولوی سید سلطان علی صاحب اڈاگاسکر کے لئے روانہ کیے گئے جو دو مہینے عرصہ کو مباحثہ ہو چکے اور چونکہ مباحثہ میں قیام کی ضرورت نہ تھی جیسا کہ گذشتہ منبر میں لکھا جا چکا ہے اور اڈاگاسکر کے جانے میں ماہ صیام کے روزوں کے ضائع ہونے کا کھانا تھا لہذا خباب مولوی سید سلطان علی صاحب کپلا کی طرف بھیجے گئے جہاں ان کو ایک سال کے لئے رک لیا گیا ہے اور خباب مولوی سید اظہار الحسن صاحب موضع بگانی کی طرف روانہ کر دیے گئے،

گذشتہ منبر میں اطلاع دی گئی تھی کہ خباب موصوف بگانی سے تاملنگا اور پنجاب سے مرور کرتے ہوئے دارالسلام واپس آکر لگو تشریف لے گئے مگر خباب مولانا مولوی سید سلطان علی صاحب کپلا میں روک لئے گئے تو خباب موصوف کو لکھا گیا کہ وہاں سے اڈاگاسکر تشریف لے جائیں چنانچہ موصوف لازمی کچھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۳۲۷ ع کو روانہ ہو کر ۱۷ مئی ۱۳۲۷ ع کو دارالسلام تشریف لائے۔

سالان سفر دست کر کے ۱۷ مئی کو بعد زوال و اول السلام سے روانہ ہو کر پہلے بجے شام کو پنجاب پہنچاؤ وہاں سے اسی روز روانہ ہو کر ۱۷ مئی کو اڈاگاسکر کے صدر مقام جوٹکا پہنچے۔ پنجاب سے روانہ ہونے وقت خباب جی حسین شریف دیوبند نے محمد علی نقوی برہم جی کو اردیر یا تھا چنانچہ بند گاہ پر پہنچے تھے وہی موقع کمال احترام میں استقبال کر کے فرد گاہ تک لے گئے۔ اُن کے لئے کئی چائیں کھانے پینے کی دقتیں فرج جاتا کہ سفر جس میں پیر خیرین کے مہل کے ہاتھ سے کھانے پینے کے ہتھیار کا ناما حال دارالسلام و پنجاب سے جڑا ہوا ہے جس میں بھائی یا بھائی حسین شریف دیوبند نے ساتھ کر دیا تھا اسی پر سرفرازیات آقا خرون کما انواب ہو گیا اور وہی صبح کو اُس کے کھانے ہی طبیعت گڑی جیسا سبب ہو چکا ہے۔



ڈاکٹری علاج ہے صحت ہو گئی گو مصعب باقی ہو

بہر حال حصول صحت کے بعد سلسلہ مواظبات شروع ہو کر ہر مئی مطابق ۱۳۰۰ ذی الحجہ تک باقی رہا اور چونکہ ۱۲ مئی کو جہاز کے روانہ ہو جانے کے بعد جناب اغط کو روٹنگی جہاز کا حال معلوم ہوا لہذا باوجود مزید تعلیم کی رائے نہ ہونے کے مجبوراً جونگاہی میں قیام کرنا پڑا اور ۲۳ ذی الحجہ یوم شہینہ کو ریت ہلال ہو کر ماہ محرم شروع ہو گیا۔

جونگاہ میں ایک کامیادار بی ملا خباب رضا حسین صاحب مایں کی خواندگی اور اطفال کی تعلیم کے لئے ملازم ہیں اور مقامی حضرات بھی ذکر کری کر لیتے ہیں اور اس سب کے علاوہ ایک بزرگوار قاضی محمود بخئی بھی تفریباؤ پر مہینہ سے یہاں مقیم ہیں جو اکثر شریف لایا کرتے ہیں اور بدینوجہ تمام لوگوں سے تعارف و لطافت قائم ہیں لیکن اس مہم جناب موصوف صرف نادر چنگاڑ اور مجالس میں زیارت پڑا دیا کرتے مجالس و مواظبات کا اعلیٰ جناب اغط ہی ہے آٹھ بجے شب کو مجلس شروع ہوتی ہے نصف گنٹہ زودہ و سلام نصف گنٹہ ملا رضا حسین صاحب اور ان کے بعد ایک گنٹہ کال جناب اغط موعظ فرماتے ہیں دس بجے مجلس ختم ہوتی ہے اور جناب آفائے بخئی زیارت پڑاتے ہیں ماہ محرم کے بعد جناب اغط کسی دوسرے مقام پر نہ فرماتے ہیں اس زمانہ میں یہاں کی حالت بہت خراب تھی ہے تجارت کی کسان بازار میں نہایت پریشانی کر رکھا ہے جس بڑے لکھنوی سیٹھوں کا دواؤں ہو گیا اکثر کل خانہ بند ہو گئے دوکانیں نیلام ہو گئیں لوگ متفرض ہیں کاروبار اکثر ہر خام مال جو یہاں سے مالک پر رہا جا یا کرتا تھا اسکا جاواہاں کے کھانا بند ہونے سے حریف ہو گیا اگر تباہ ہو گئے ہر شخص تنگ و متردداں ہو رہا ہے امور مذہبی کی طرف سے اصل توجہ جاتی رہی نہ نماز ہے مطلب نہ شرکت مجالس و مواظبات ہے غرض کہ کچھ عجیب حالت ہے جناب اغط اپنی اسکانی کو کشش کا کوئی ذوق نہ فرگذاخت نہیں کرتے جناب حاجی حسین شریف دیوچی زنجبار اور جناب حاجی محمد جعفر حاجی شریف دیوچی مہارہ بھی حضرات ایسے ہیں جو برحیثیت جدابے درے نچے تھے نہ نصرت مدرستہ الاطفال کے بلے تیار ہیں اور برا برباد رہتے ہیں اداغین کی وجہ غلیظین و سفلین اور محسوسہ کو کامیابی ہوئی اور آئندہ بھی انھیں یہ امید ہوئے انھیں حضرت کو بہترین جزائے عین کر امت فرمائے (ناچیز مدبر)

# جمع خرچ مدر الامین لکھنؤ بابت ۱۲۰۶ آمدنی

بقایا ماه گذشته  
حالت بابت ۱۲۰۶

مجموع عامه  
الکلیه

مستقل

عالمیناب سید شجاع حسین صاحب کلا نمود  
عالمیناب سید محمد حسین صاحب اندر ضلع

راپور اسٹیت  
عالمیناب محمد محمود صاحب منیر و خانہ شاہ  
کبیری نھاس لکھنؤ

عالمیناب محمد جمال صاحب مدراس  
عالمیناب سید اکبر علی خان صاحب راول  
عالمیناب مولوی جواد حسین صاحب چنوب  
عالمیناب نواب سید محمد رضا صاحب گڑالی

چوک لکھنؤ  
عالمیناب سید مجتبیٰ حسن وکیل بستی  
راپور اسٹیت  
عالمیناب محمد محمود صاحب منیر و خانہ شاہ  
کبیری نھاس لکھنؤ

عالمیناب نواب سید علی رضا صاحب دلاوندگر  
الکلیه

مفرقات

وصول قیمت تیل  
فروخت پھول

آمدنی دیگر شوجہات

انجمن موبدالعلوم  
الواغظ  
سلم ریویو

غیر مستقل

حین بخش صاحب لٹان

میزان کل آمدنی  
لکھنؤ

### مصارف

مصارف انجمن مودع العلوم	مصارف	مشاهیر و ملازمین
مصارف الواغظ	مصارف	و قاضی تعلیم
مصارف مسلم ربو	مصارف	صرف و الا لایا
	مصارف	مشاهیر و غطین
	مصارف	صرف کتبخانه

مصارف متفرقه	مصارف	تسلیم دفتر
رسم پیشانی و عیال و اغنا	مصارف	خرج و داک
لباعت	مصارف	هانی و مسلم و غیره
حاجه لای	مصارف	مصارف
	مصارف	خرید کتاب برای تعلیم

بمزان کل خرج  
الساء لای

۳۹

شعبه اش حسین پیکر

## مَقَالَات

## ۳۲ سال تک ایک ہی تعلیم

دنیا میں کوئی مذہب بجز نہر شیعہ کے ایسا نہیں ہے کہ جس کے مبلغین نے ۳۲ برس تک اپنی تعلیم تکمیل میں اپنا پورا وقت صرف کیا ہو۔ اور ہر مبلغین بھی کون جانی مذہب کی اولاد میں سے بہترین افراد زمانہ ادین کو موافق اور مخالفیت سے مہرور اور محفوظ امن و خطا تسلیم کر لیا ہو، یہ ظاہر ہے کہ گھر کا حال گھسے والوں سے زبان بیدارنی اشتیاق نہیں جان سکتے اور اس لیے ان ہی حضرات کی تعلیم یعنی بانی مذہب کی تعلیم ہو سکتی ہے خصوصاً اس لحاظ سے کہ جب ایک بانی مذہب کے بعد تیسرے گواہان عادل ایک ہی امر پر گواہی میں متفق اور متقدموں اور کوئی اختلاف آپس میں تمام اصول و فروع دین کے متعلق نہ رکھتے ہو تو دنیا کی ماسعدت اور اسکے شانے میں سلطنت کے پورے زور و قوت کے باوجود بھی ان مذہب سے تیسرے سو برس تک برابر قائم اور ترقی کرتا رہا جو مذہب تھوڑی سی سبکی زادی بھی نصیب ہو دنیا کو اپنا گدین بنا اور اپنے افراد کو بڑا کرے یہ سب بانی اس مذہب کی طبعی قوت اور اہلی عہدگی کی دلیل ہیں ان سب دعوں کی تصدیق کتب فریقین کے مطالبہ سے بخوبی ہو سکتی ہے در نہ

گورنمنٹ برادر شیعہ چشم چشمہ آفتاب راجہ گناہ

اس مذہب کی ابتداء دزد دعوت عشرہ ہے جوئی جبکہ خباب رسول خدا نے دبار اپنے اعزاء و کرام کے مجمع میں سوال کیا کہ کون اس مذہب ہلام کی اشاعت میں میرا مددگار اور میرا حلیف ہونا قبول کرتا ہے دونوں مرتبہ بجز حضرت علی کے کوئی کھڑا نہ ہوا۔ تب حضرت نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو یہی میرا حلیف ہے اسکی بات سنو اور مانو دیکھو تاریخ طبری، اور دیگر کتب معتبرہ فریقین بس یہی اول نصیب ملافتہ ہو چکی تھی بدقتاً وقتاً ہوتی رہی ہے اور آخر میں متم بالشان طریقے پر یوم غدیر یعنی ۱۸ رجب مطابق ۱۲ مارچ کا اعلان تو ننگ بنیا مذہب شیعہ ہے جس پر انکی عالیشان عمارت آج تک باوجود بیشمار حوادث زمانہ اور قتل عام اور جلا وطنی اور سید مظالم کے قائم ہے۔

جو عنوان اور لکھا گیا ہے اسکی توضیح یہ ہے کہ ۲۰ صفر سالہ ہجری سے ہمارے امام کی امامت کا زمانہ شروع ہوا ہے اور سب سے پہلے میں امام ناں کی ولادت ہوئی ہے جو اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد جلوہ افروز مسند امامت ہو کر حکم خدا غیب جعفری اختیار فرماتے ہیں اور سلسلہ ہجری تک اپنے پیغمبروں اور

اور دیکھ لو کہ ذریعہ ہدایت علیؑ میں مصروف رہ کر حکم خدا نصیب کبوتری کے بدن میں مثل آفتاب کے  
پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور اب تک مثل حضرت خضر علیہ السلام کے زن مگر آنحضرتؐ پر شبیدہ ہیں، اگر  
حضرت خضرؑ کا اب تک زن رکھنا خداوند عالم کا فعل عمت نہیں ہے اور اس کوئی نہ کوئی فائدہ مضمر  
ہے تو اسی طرح حضرت صاحب الامرؑ کی غیبت بھی بے سود نہیں بلکہ مثل آفتاب کے ہے جو اوج و ابر ہے دیکھے  
رہنے کے بھی اپنے نور و حرارت سے دنیا کو مستفید کرتا رہتا ہے، اس طرح پرچون معصوم کی تبلیغ کا زمانہ ۳۲۹  
برس کا ہوا بلکہ اگر تیسرے سال قبل ہجرت کا اضافہ کیا جاتا ہے تو ۴۴۳ سال ہوتے ہیں

جواب رسول خداؐ کی تیس سال کی تبلیغ اسلام کے بعد نبوت فخر ہو گئی اور اس کا مکملہ بھی دم غدیر گواہی  
نصب خلافت علیؑ سے ہو گیا جس پر ارشاد باری نازل ہوا کہ آج کے دن میں تمہارے دین کو کامل کیا  
اور اپنی غیبت کو تیسرے نام کیا اور تمہارے دین اسلام سے واضحی ہوا،

آفتاب نبوت کے غروب کے بعد ماہتاب امامت طلوع ہوا اور مسلسل بلا کسی شکستگی کے پہلے  
علیؑ دنیا کی نسل سے گیارہ اماموں تک قائم رہا اور اس حدیث رسولؐ کی تصدیق ہو گئی جن میں آنحضرتؐ  
نے اپنے بعد بارہ خلفاء کی خبر دی تھی ان میں سے پہلی بزرگوار کی تکلیف اپنے زمانہ کی ضرورت سے جدا گانہ  
رہی، چنانچہ امام دوم حضرت حسن علیہ السلام نے کوشش تبلیغ فرمائی کہ مصالحت کے ذریعے ان خرابیوں کو  
شائیں جو بد قسمتی سے عباسی اسلام کی وفات کے بعد ہی سے اُن کے دین میں رونما ہو گئی تھیں اور رد و برہنہ بنتی  
جاتی تھیں۔

پہلا دور مصلحت کا تھا دوسرا مصالحت کا۔ جب ان دونوں طریقوں کو موثر نہ پایا اور اسلام کے  
ٹپنے ہی کی نوبت آئی تو حکم خدا تیسرا دور فرمائی گا آیا اور امام سوم حضرت حسین بن علیؑ فرج عظیم کے  
مصدق قرار پائے اچھا طریقہ اچھا ایسا زبردست ثابت ہوا کہ اسلام دوبارہ زن ہو گیا اور قیامت  
مک کے لئے انکی بنیادوں میں خون حسینؑ بلا کر بنیان موصوع ہے زبان حکم کرو یا گیا۔ اسکے بعد چوتھا  
دور حضرت علیؑ بن حسینؑ کا تعلیم و احسانات و عبادات کا زمانہ تھا جیسا کہ صحیفہ اسجاویہ اور دیگر مجموعوں پر غور  
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے کلمات طہبات میں معرفت اور روحانیت کے دریائے ذخائر نظر آتے ہیں۔

اچھے دیکھا دیا کہ عہد کو مہجور کے ساتھ کیا رہنا چاہیے، حضرت کی دعاؤں سے نور آل محمد کا لقب پایا  
اور چونکہ مردوں میں صرف آپ ہی واقفہ کر بلا میں بقدرت خدا زین علیؑ تھے جن سے نسل رسالت  
جاری ہوئی ایلئے آپ کو آدم آل عبا کتھے ہیں، انچوں اور انکشاف علوم دین کا تھا جو حضرت باقرؑ  
کو جبکہ مشرعی ہوا چھٹا دور حضرت امام جعفر صادقؑ کا گذر دین و تحلیل حدیث و فقہ و دنیا و آخرت

اور شریح حمل ذریعہ شرعیہ کا تھا یا تاشک کہ اس مذہب کو سخت جبری سمجھتے ہیں دیگر مذاہب اور  
 مذاہب کے شعبوں میں کس قدر اختلافات ہیں یہاں تک کہ نارسا لگن دین بھی اختلافات سے خالی نہیں  
 ہے لیکن حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے صحابہ کے سامنے درگت نہاد بطرز رسول پڑھ کر دکھا اور  
 سکھایا کہ نماز کیسے پڑھنی چاہیے۔ اس کے متعلق ایک طویل حدیث موجود ہے کہ حضرت نے کیا کیا  
 کیا۔ اس سے بہتر تعلیم ناز کیا ہو سکتی ہے، سالوں دور میں حضرت موسیٰ کاظم نے مدت العمر قید سلطنت  
 میں گزارنے کے بعد دنیا سے ولایت فرمائی لیکن اس مجبوری میں بھی بذریعہ تنوید و کمال تعلیم و تبلیغ فرما رہے  
 رہے آٹھواں دور حضرت امام علی رضا کا تھا کہ حق آل محمد تسلیم کیا گیا اور خلیفہ مامون الرشید نے باوجود  
 امام کے انکار شہر کے حضرت کو اپنا ولیحد سلطنت مقرر کیا۔ دنیا کا ظاہر نفاہر معلوم ہو گیا کہ خلافت حق آپ  
 ہے۔ افضل الشہادت بہ الامداد اس کے بعد فراں اور ورواں اور گیارہواں دور حضرت امام محمد تقیؑ کا  
 ۲۸ سال کے سن میں انتقال فرمایا اور امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کا ہے جس میں سلسلہ تبلیغ و توسیع و  
 تفسیر قرآن قائم رہا حالانکہ ان تینوں زمانوں میں خلفائے عباسیہ کا ظلم ائمہ اور بنی فاطمہ کے زہر اور  
 مرن پر شدید سے شدید تر ہو گیا۔ آیات قرآنی کی تاویل و تفسیر تو ہر زمانے میں ہوتی رہی لیکن کیا وہیں  
 امام کے زمانے میں خصوصیت کے ساتھ ہوئی اور ہنوز موجود ہے حالانکہ یہی بارہ امام اور چون معصوم نہیں  
 فی العلم ہیں اور انھیں میں نفس قرآن مجید تاویل قرآن کا علم منحصر ہے بارہواں امام کا زمانہ تنہایت پر آشوب  
 تھا جبکہ دشمنان آل محمد شیخ ہدایت کے بھلنے میں ایڑی جڑی کا زور لگا رہے تھے لیکن یہ  
 چراغے را کہ ایزد بر سر دزد کہے کر لپٹ ز نذر ریشش بسوزد  
 آخر کار خداوند عالم نے امام زمانہ کو لوگوں کی نظروں سے غائب کر دیا اور اب آپ کی حجت کا

زمانہ علم الہی میں ہے۔

اہلتاب امامت کے پروردگار میں چھپ جانے پر اجتہاد کا دروازہ کھلا اور علماء ائمہ  
 کا نبیاء بنی اسرائیل کا زمانہ قائم ہوا جیسی روشنی شمس ستارہ ہائے دہخشاں کے آسمان پر چھائی  
 ہوئی ہے اندھ شبیہ میں مردہ عالم کی تقلید نہیں بلکہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے زہر عالم کی تقلید و پیروی  
 جہد عصر کو بغیر وقت و جد و جہد شرع کے اندر احکام کے جاری کرنے کا اختیار رہتا ہے اور اس طرح پر  
 یہ مذہب کنگی اور فرسوں کی ہے محفوظ ہے، یہ لوگ اپنے امور دین میں امام زمانہ سے فیوض باطنی اور  
 امداد روحانی حاصل کرتے رہتے ہیں اور یہ مقام تعجب کا نہیں ہے کیونکہ جب اکثر درویش اور مولیٰ صوفیوں  
 کا کوسوں سے اپنے مریدوں کی امداد کرنا مانا جاتا ہے اور غریب بیان کیا جاتا ہے تو افضل ترین اولاد رسولؐ

کو اس تصرف اور کرامات ہے غالب سمجھنے کے کوئی نمبی نہیں ہو سکتے،  
 واضح ہو کہ مجتہد امام دوازہم اداہم اللہ تعالیٰ کے گیارہوں امام شیعہ ہوئے ہیں، اول ایومہ ملواریے  
 بقیہ نو ذہر سے جو ان کے سیاسی دشمنوں یعنی خلفائے بنی امیہ و بنی عباس نے دلوئے اکثران میں سے  
 عرصہ داز تک قید سلطنت میں رہے جب باخدا کے کشتی کی یہ حالت رہے تو کشتی والوں کا استقلال مضن  
 عطاء کی حقیقت کی بنا پر نہ تھا تو کیا تھا، مسئلہ تعلقہ جو مخصوص فی القرآن ہے نہ بڑی سپر بھی جس نے اس  
 مظلوم مذہب کی بقا میں مردودی، ایک طرف جہاد کے نام سے ملک گیری اور مذہب لخت پھیلا یا  
 تھا، دوسری طرف تعلقہ کے ذریعہ جان و ذہن حق پھیلا یا تھا کیا ایسا کمال و غیر سیاسی شجاعت ہے اس قابل نہیں  
 ہے کہ اہل تحقیق انکی کتابیں بنظر انصاف دیکھیں نتیجہ نکال ان کے اختیار میں ہو دما علینا الا البلاء  
 (عبداللہ بیل)  
 (سید خلیل)

## انگریزی ترجمہ حقیقہ کا بل حصہ دوم

کلام الامام امام الکلام

علی انی یا آدم ابنا امام چارم علی ابن حسین بن علی بن ابی طالب کان کلام بلاغت نظام جو تحت کلام  
 افعال و ذوق کلام الخلق کا مسدق اور ذوق تصور انسانی علوم و کمالات کا معدن اور رابطہ عبدیت و موجودیت کے  
 صحیح معانی کا مخزن اور دعا و مناجات کے علی طرق کا معلم ہے مدرسہ الاعظمین کے کافی وقت اور روپ کے صرفے  
 انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہوا، ایضاً تائین کے تحت تقاضے سے پہلا حصہ جو ۲۸ دعاؤں پر مشتمل اور ۲۹ صفحہ پر ختم ہوا جو  
 سال گذشتہ شائع کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ جو ۲۹ دعاؤں پر مشتمل اور ۱۸۰ صفحہ سے شروع ہو کر ۳۶۵ صفحہ پر ختم ہوا جو  
 اس سال شائع کیا گیا ہے حصہ اول کی طرح اس دوسرے حصہ میں بھی ایک مغربہ اصل عربی عبادت اور دوسرے صفحہ پر  
 ترجمہ ہو جلد انویسٹ میں کوئی فرق نہیں، دونوں حصوں کی جلد نہایت عمدت انگلش فیشن اور دونوں حصوں میں ہے ہر ایک  
 کی قیمت یہ ہے سکربر لیا صاحب جن مؤید العلوم مدرسہ الاعظمین لکھنؤ سے طلب فرمائیے،  
 یہ ترجمہ کیسا ہے اور اسکے خصوصیات کیا ہیں ایک مان پرست جو نبی اسکو دیکھ کر کھتا ہے کہ اگر خدا  
 ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کتاب میں بتلایا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں، انھوں نے تھکل پر آ  
 جلد کو ایسے ایسا نہ ہو کہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے،



## مجلسِ تحقیق کے ایک حقیقۃً کمالہ کا مختصر فیصلہ

سرزمینِ ایمان میں پیدا ہونے والا فرقہ دہبائی، اپنے نشوونما کے لیے جو خوشیش دنیا کی مختلف آبادیوں میں کر رہا ہے، اہل نظر پر پوشیدہ نہیں ہیں توڑے عرصے میں اس نے ہندوستان میں بھی اپنے قدم جما چاہے ہیں اور قریباً بارہ دہائی سے ن ایک رسالہ دو کتب ہندہ شائع کر رہا ہے جس میں اسلام حقیقی کے مقابلہ میں اپنے نشوونما اور اسلام حقیقی کے بہت دہیا کرنے میں بزم خود کوئی کسر اٹھا نہیں رکھا چنانچہ اسی سلسلہ میں اس نے ایک مضمون ”ایک حقیقۃً کمالہ کے عنوان سے جلد ششم سیرِ مفتاح میں شائع کیا تھا جس میں ظاہر ایک فرضی عجیب و غریب مسائل کو دو مومن ”مسلم“ کے نقطہ سے تعبیر کر کے ان دونوں کی گفتگو ہے جو حقیقت ایک ہی شخص کی طرف سے ہے (مذہبِ لام کو ایک عبادی مذہب ثابت کرنے کی عبت اور فضول کو شش کر کے دہبائی مذہب کو اس زمانہ کے لیے الکی مذہب ثابت کرنے کی لا حاصل سی کی گئی تھی) ہمارے بعض احباب لکھیم پور نے آج سے کچھ قبل و مضمون رسالہ مذکور سے علیحدہ کر کے بغرض جواب ہمارے پاس روانہ کیا تھا جو تعمیل فرمائیں کے لیے فاضل مضمون نگار کے سپرد کر دیا گیا تھا مگر انہوں نے ممدوح کو باوجود جواب لکھ جانے کے بھی ایک طویل فقرے میں بیان کیا اور جو کچھ اس نے لکھا وہ سب بھی ممدوح کا تھا معلوم نہ ہونے اور نیز اکت عرصہ کی تحریک کو فراموش کر جانے سے تقاضا کرنے کی نوبت نہ آئی۔ مگر جب کچھ عرصہ کے بعد جناب محکم نے تقاضا کیا اور ممدوح بھی سفر سے واپس تشریف لے آئے تو ہم اس جواب کو ممدوح سے حاصل کر کے پیشکشِ ناظرین کرتے ہیں اور انہوں سے کہتے ہیں کہ غلطی ذکر کے دفع ہوئے بعد بھی، ہماری طولانی علالت اسکی منت میں مزید تاخیر کا موجب ہو گئی،

(راجن پور)

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبل اسکے کہ میں فرضی عجیب و غریب مسائل کی تقریروں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں،

(۱) میں اہمیت جس فریضہ کو لانا چاہتا ہوں مدہل و نہایت اذک فریضہ ہے، اسلئے کہ شخص



کے کچھ ذاتی عقائد و رجحانات ہوتے ہیں، اگر شخص وہی عقائد و رجحانات کسی اور کے پاس دیکھتا ہے تو خواہ مخواہ اسے انکی جانب ایک باطنی کشش ہوتی ہے، اگر کشش جذبات قلبیہ کی کمال یا کم عقل و دیانت پر غالب آگئی تو ناممکن ہے کہ انسان کسی فریبہ کو اُٹھائے اور اس کے جس طرح اسے لو کرنا چاہیے چو کہ دنیا میں عموماً ایسی ہی فردیں پائی جاتی ہیں جنکی عقلیں کچھ نہ کچھ جذبات سے متاثر ضرور ہوتی ہیں اور جس میں بھی اپنے جذبات قلبیہ اور تاثیرات مذہبیہ سے مطمئن نہیں ہیں، لیکن تاہم کشش کر دے گا کہ جب تک اس فریبہ کی انجام دہی میں مصروف نہ ہوں جذبات کو دخل انداز نہ ہونے دوں۔

(۲) میری خیال تھا کہ اس محققانہ سکالہ میں حضرات محققین اپنے اپنے مذہب کی حیثیت پیش کرینگے اور تقریریں تحقیقی شان سے آراستہ ہونگی لیکن تفصیلی نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ ایک جانب سفسطہ کی مشق ہے اور دوسرے جانب لاطینی کی نمائش کی جا رہی ہے۔

(۳) میں اپنے اس فیصلہ میں مومن کے مقام پر بہائی کا لفظ استعمال کر دے گا کیونکہ مومن کی زبانی جو احوال نقل کیے گئے ہیں وہ بہائی صاحب ہی کے اقوال ہیں اور خود جہاں پر نظر رکھا جائے گا وہاں لفظ استعمال ہوگا اور اگرچہ بعض کی تقریر دیکے جن حصوں پر خصوصیت کے ساتھ روشنی ڈالنی مقصود ہوگی انھیں بعینہٴ اُن کیسے مخصوص کر دے گا کہ تقریر میں طبل نہ ہو،

## اختصارِ تصدیق

میں جہاں تک سمجھا ہوں رہبائی صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ کتاب دشرعیات اسلامیہ کا دخرتم ہو گیا اب بچائے سرور کا نجات محمد عربی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے جناب ہمارا اللہ صاحب نوری از داری کو تمام عقیدتیں اور کام کرنا لیتا ہے جو اس دعویٰ کے اثبات میں چار مقاصد پیش کرتے ہیں۔

- ۱۔ ہر امت کے لیے ایک عمرامیاد ہوتی ہے
- ۲۔ جب کسی امت کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو نہ ایک منٹ مقدم ہو سکتی ہے نہ مؤخر
- ۳۔ ہر زمانہ یا امت کے لیے ایک کتاب ہوتی ہے
- ۴۔ بعد ختم مبادی و موانع ضرورت زمانہ زمیم کر کے نئی کتاب مرتب کر لجاتی ہے

ان مقدمات کے ثبوت میں وہ حسب ذیل دلیلیں قرآن سے پیش کرتے ہیں ۱۔

لَیْسَ لَکُمْ اَلْحِلَّ مِمَّا رَجَعَلَ  
ہر امت کے واسطے اک عیاد ہوتی ہے

فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعداً  
جب انکی عیاد آجاتی تو نہ ایک ساعت مؤخر ہو سکتی

ولا یستقدمون  
لکل جل کتاب  
ہیں نہ مقدم  
ہر زمانہ اہمیت کے لیے اک کتاب ہوتی ہے  
یصحوا لله ما یشاء و ینت و عندہ ام الکتاب  
خدا کے پاس ام الکتاب و کتابوں کا اصلی اخذ ہے  
انہیں دلیلوں سے نہ یہ نتیجہ نکالیتے ہیں کہ جب ہر اہمیت کے لیے اک میاد ضروری ہے تو اہمیت محمدی  
اور قرآن بھی اہی کیلئے کہ ماتحت بیاد دی اور قابل نسخ ہونگے  
مبصر خیال میں اس استدلال کا ہر مقدمہ کمزور ہے۔ میں اس وقت ہر مقدمہ پر وقت اور موقع کا  
محافظ کرتے ہوئے کچھ پھر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں

## بہائی صاحب کا پہلا مفت

ہر امت کے لیے اک میاد ہوتی ہے بلکہ لکل منہ اجل  
میں اس مقدمہ کی اثبات میں جو اہمیت پیش کی گئی ہو اسکی ایک لفظ میں اشتباہ ہو گیا جس مطلب یہ  
کہا نہ کہ کہاں نہ گیا اور لفظ راستہ کی ہے لفظ احمر کے برعکس معانی ہیں۔ منجملہ انکے دو معنی یہ ہیں  
۱۔ مخرون انہما بنی بخت اباع بنی۔ جیسا کہ تمام لغتوں میں موجود ہے انہ کل بنی اتباع  
۲۔ گون انسان یا جماعت محوم لیکن اس معنی میں کسی کا اتباع ملحوظ نہیں ہے  
لفظ امت قرآن مجید کے اندر اکثر اسی معنی میں استعمال ہوا ہے چنانچہ انشاء ہوتا ہے و کذا لای  
جعلنہا امرو وسطا لکونوا شہدا و علی الناس بیۃ اور در صرح مقام پر ہے و لت کن  
منکم امرد با عون الی الخیر بیۃ ۲۔ اور ایک مقام پر ہے کلہا دخالت امرو لعنت  
اختہا بیۃ ع

اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ لفظ امت آہ لکل منہ اجل میں کس معنی میں استعمال ہوئی ہے  
اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ان دونوں کے علان کوئی اور معنی مراد نہیں ہیں۔ جو کچھ اشتباہ ہے وہ یہی ہے  
کہ ان دونوں میں کون سے معنی بیان مقصود ہیں بہائی صاحب معنی نہیں سمجھتے ہیں اور اسی بنا پر اس آیت کو  
اثبات مسوخی اسلام کا مقدمہ بنانا چاہتے ہیں ایسے کہ اس بنا پر محصل آہ یہ ہوتا ہو، ہر گز کے لیے احسن  
ہے کہ نہ متبع نبی ہے اک مدت مینہ ہے جسے بدن اس نبی کا متبع نہ دیکھا، لیکن واقعہ یہ ہے کہ لفظ امت  
اس آہ مبارکہ میں معنی ہنر ہے جسکی دلیلیں حسب ذیل ہیں

پہلی دلیل آیت کا بیان و سابق خود شاہد ہے کہ امت کے معنی الگیت میں محض منصف و قوم کے ہیں  
چنانچہ پوری آیت میں ہے

لَا تَأْخُذْكُمْ رُبُّ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا دَنَا اسے رسول تم صاف کہہ دو کہ میرے پہلے دے  
وَمَا بَطُنْ وَلَا إِشْرُ وَلَا بَغْيٍ بَعْدَ الْحَقِّ وَلَا نِ نئے تمام بدکاریوں کو ن ظاہر و باطن میں اپنا  
تَشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانٌ وَلَا نِ طور ہے۔ اور تمام گناہوں اور مظالم کو جو حق کے  
تَقُولُوا أَعْلَى اللَّهِ مَا لَا تَقْلُمُونَ وَلَكُلْ إِمْرٍ جاتے ہیں حرام کر دیا ہے، اور اس بات کو بھی کہ تم  
أَجَلٌ نَافِلٌ جَاءَ أَجْلَهُمْ لَا يَسْتَاخِرُونَ عِثًا خدا کا کسی شریک نہ ہو جسکی اُسے کوئی دلیل نازل  
وَلَا يَسْتَفْتَاوْنَ رَبِّ عِثًا اس اعراف میں کی اور اسے بھی کہ تم خود کے متعلق بے سمجھے ہو  
جوجا ہونے کا اور یہ یاد ہے کہ ہر امت کے لیے اک وقت معین ہے جب ان لوگوں کا وقت کچھاتا  
ہے پھر نہ ایک گنہہ بھی پہنچے نہ آگے بڑھ سکتے ہیں

اس آیت مبارکہ میں کفار کو محرمات الہیت سے اعتقاد کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور تہذیب الایمان  
تاثر کلام اکو موت یاد دلائی گئی ہے۔ یعنی گویاں کہ گالیہ ہے کہ یہ یاد ہے کہ تم اس دار دنیا میں ہمیشہ  
ہمیشہ نہیں رہ سکتے جس میں ہر طرح کی تنقیص ملت و دیکھی گئی ہے بلکہ موت حیات ختم کر کے اُس تہذیب و جاہ  
کی بڑگاہ میں آنا ضرور ہے جہاں اعمال کے سوا کسی اور امر کی پرستش نہ ہوگی، اسدن کا خیال کرو اور  
محرمات و منیات ہے باز ہو۔

آگے بڑھ کر ذرا اور زور دیا ہے اور عالم نزع کے عبرتناک نظریکی ایسی تخیل تصویر کشی فرمائی ہے کہ  
اورین عالم انکوں کے سامنے آجاتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

حَقٌّ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلَانٌ مِّنْهُمْ قَالُوا إِنَّا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَيْنَا فَنَقِمْ كَافِرِينَ قَالُوا ادْخُلُوا فِي مَعْرَدِ خَلْتُمْ مِّنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي  
یہاں تک کہ جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے آئیں گے  
پس روح قبض کر نیکی کے آئینے اور پوچھیں گے  
کہ تمہیں تم خدا کے سوا پکارتے تھے نہ موت کہاں  
ہیں۔ تو ان کا جواب دینے کے دن سب کے سب  
ہیں چھوڑ کر غائب ہو گئے اور اپنے غلطان آگے یہاں  
دینے کے۔ کہ نہ بیشک کافر تھے اُس وقت خدا ان سے  
الشار رب ع ۱۱  
فرمایا کہ اگر تم لگ بھی نہیں جانے والوں میں بل بل کر داخل جہنم ہو جاؤ جو تم سے پہلے جہنم  
میں سے روانہ ہو چکے ہیں ۴

ان آیتوں پر نظر کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہاں امت یا اہم بحیثیت ائبلع نہیں ہے بلکہ ہر اس گروں کے متعلق ہے جو دنیا میں موجود ہے اور محصل آیت یہ ہے کہ ہر قوم کے آبادی کی ایک مدت ہوتی ہے جس کے بعد فنا ہو جاتی ہے

دوسری دلیل آیت کے سلب بالا پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خطاب اُن کفار سے ہے جو نبی کے پیرو تھے ہی نہیں اگر یہاں لفظ امت یعنی منبر ہو تو کلام کا گری اثر ہو گا ایسے کہ ان اس امت ہی میں نہیں جس کے احکام بیان کیے جا رہی ہیں۔

ادھ جب یہ آیت ہر اک آیت میں لفظ امت یعنی منبر انہیں ہے تو ظاہر ہے کہ ہر کسیت کو منحصر نہ ہے بلکہ کوئی رہا نہیں ہے بلکہ محصل آیت صرف اتنا ہے کہ ہر گروں کے لیے دنیا میں آباد رہنے کی ایک خاص مدت متین ہے اور یہ مدت آئی نہیں کہ قوم کو بستر الیٹنا پڑا نہیں۔

### بہائی صاحب کا تیسرا مقدمہ

جب امت کا وقت متعین ہوا آجائے تو نہ ایک منٹ کے لیے سو خر ہو سکتی ہے نہ مقدم ایسے کہ فاذا جاء اجلهم ولا یستأخرون ساعۃ ولا یتقدمون

میں یہ آیت بھی کہ یہ سابقہ ہی کے ذیل میں ہے اور اسی سے مرتبط ہے جیسا کہ میں پوری آیت نقل کر کے گفتگو کر چکا ہوں اس آیت میں بھی ہر کام مرج دی گروں باجماعت سے جیسے ائبلع نبی ملحوظ نہیں ہو۔ بلکہ آیت کا صرف اتنا مطلب ہے کہ جب کسی قوم کسی گروں کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو نہ ایک گھنٹہ کے لیے اگلے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ لہذا جس مطلب کو بہائی صاحب اس آیت سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اس میں اسے کوئی دخل نہیں ہے۔

### بہائی صاحب کا تیسرا مقدمہ

ہر زمانہ یا مدت کے لیے ایک کتاب ہوتی ہے ایسے کہ لکل اجل کتاب

میں اس مقدمہ کے قیامات میں بھی جو آیت پیش کی گئی تھیں بھی اُسی قسم کا اشتباہ ہوا ہے جیسا کہ سابق میں ہو چکا ہے وہاں لفظ امت تھی یہاں لفظ کتاب۔ لفظ کتاب کے بھی متعدد معنی ہیں جن میں سے لگے دو معنی یہ ہیں۔

۱۔ صحیفہ آسمانی جو افلاک کسی گروں کے خیال میں احکام ربانی پر مشتمل ہو جسے اصطلاح میں کتاب

تشریحی اور عرف میں مذہبی کتاب کہتے ہیں؟

۲۔ تحریر و نوشتہ و مکتوب مطلقاً جیسا کہ شاعر کہتا ہے ۵

بشرت عیالی آذرایت صحیفۃ انتک من الحجاج یتلی کناجھا  
او خود قرآن مجید میں ہے۔

ماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ بغیر حکم خدا کوئی شخص مر ہی نہیں سکتا وقت معین  
کنا باموجلاً تاک ہر شخص کی موت بھی ہوتی ہے،

ظاہر ہے کہ اس آیت میں کتاب مراد کتاب تشریحی نہ ہو سکتی ہے اور غالباً کوئی قائل ہو رہے بلکہ اکثر  
کا اتفاق اسی پر ہے کہ کنا بامضویٰ بصدرتہ ہے اور طغیر عبارت یہ ہے کہ کتاب اللہ کنا باموجلاً  
ای لکل حی اجل و وقتاً لِحیاتہ و وقتاً لِموتہ یعنی خدا کے عَزَّوَجَلَّ نے ہر نفس کے لیے یعنی اُسکی موت  
و حیات کے لیے ایک وقت معین (اپنے یہاں) تحریر کر دیا ہے

خواب بہائی صاحب آئیے لکل اجل کتاب میں کتاب کے معنی تشریحی سمجھے ہیں، حالانکہ یہاں یہ  
معنی نہیں ہیں بلکہ معنی مبشر یعنی تحریر و نوشتہ کے ہیں جس کی چند دلیلیں عرض کی جاتی ہیں؟  
پہلی دلیل سیاق و سباق آیت ہے، چنانچہ پوری آیت درج ہے

ولقد ادرسلنا من قبلك رسلًا و جعلنا لہم اٰمز و اجاد ذریر و ماکان لرسول ان  
باقی بآئیر الا باذن اللہ لکل اجل کتاب  
یحو اللہ ما یشاء و ینبت و عندہ ام الکتاب  
(پ ۱۳۶ اس ۷۷ ع ۷)

جہاں ہم نے اور اُس کے پس ام الکتاب ہے،  
کہنا ہے اللہ جیسے چاہتا ہے اور قائم رکھتا ہے جسے

## مطلبیات

ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سے اعتراضات کرتے تھے بخلاف ان کے جن اعتراض یہ ہیں؟

- ۱۔ اگر یہ نبی ہوتے تو ان کو عذتوں سے آنا شوق نہ ہوتا بلکہ عورتوں سے بہت پرہیز کرتے
- ۲۔ اگر یہ رسول ہوتے تو جو معجزہ ہم طلب کرتے تو فرما پیش کرتے لیکن یہ ایسا نہیں کرتے
- ۳۔ انھوں نے اکثر زہل و غلاب اور ظہور نصرت اہل اسلام کی خبریں دیں اگر یہ واقعات ہی ہوتے تو

ایسا ہو کر تھا۔ لیکن نہ کہیں غلاب نازل ہوا نہ اہل اسلام کی قوت ظاہر ہوئی؟  
**جواب اعتراض اول** لقد ارسلنا من قبلک رسلاً وجعلنا لھم انزاد اجازۃً  
 یعنی انبیاء بھی بشر ہوتے ہیں کچھ ملک نہیں ہوتے ہیں چنانچہ جناب داؤد کی سوبی بیٹیاں تھیں اور جناب  
 سلیمان کی تین سو منکو حد اور سات سو کینز تھیں۔ پھر اگر انصرت کی چند بی بیوں تھیں تو یہ منافی نبوت  
 کیونکر ہو گیا؟

**جواب اعتراض دوم** ما کان لرسول ان باقی بالادۃ الا باذن اللہ یعنی کسی نبی کو یہ حق ہی نہیں  
 ہے کہ بغیر مرضی خدا یا بغیر اجازت خلاق عالم کوئی مجروحہ دکھائے۔ تمام حجۃ کے لیے ایک مجروحہ کافی  
 ہے۔ تم چاہتے ہو کہ جب دہل چاہے بجائے ماشکے مجروحہ دیکھو تو یہ نہیں ہو سکتا۔ جب وہ مناسب جھگکاؤ  
 اپنے نبی کو اجازت دیکھا تو وقت وہ مجروحہ دکھا دینگے،

**جواب اعتراض سوم** لکل اجل کتاب یعنی ہر امر کے لیے خدا نے اوقات معین کر دیے ہیں جب  
 وہ وقت آجاتا ہے تو نہ امر بھی ضرور حادث ہوتا ہے جس کے لیے وہ وقت معین کیا گیا ہے نہ اس سے  
 قبل ہو سکتا ہے نہ بعد کل امر مرہون باد قائمھا۔ پھر اگر وہ امور جسے خبر انصرت نے دی تھی اتنا  
 ظہور پذیر نہیں ہے تو گیسٹ کا یہ کہہ ہے اں اگر وقت معین کر دیا تو ماورن وقت گذر جاتا تو یہ اعتراض  
 ٹیک بجا ہوتا؟

**مطلب** کہ وضع ہو جانے کے بعد غالباً کیسویہ اشتباہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہاں کتاب کے کتاب تشریحی  
 مراد ہے اسلئے کہ اس صورت میں اعتراض ہے جناب کو کوئی ربط ہی نہ ہوگا۔ بلکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ  
 کتاب مراد تقدیر و تحریر مرتبہ

**دوسری دلیل** یہ ہے کہ اگر کتاب کے معنی اس قلم پر کتاب تشریحی کے لیے جائیں تو آیت کا کوئی مفہوم  
 ہی نہیں درست ہوتا اسلئے کہ ہیں یہ دیکھنا ہوگا۔ کہ لفظ کل اور اجل کے کیا معنی ہیں۔ لفظ کل کے  
 معنی میں محال ہو سکتے ہیں یعنی ممکن ہے کہ کل افراد ہی ہو ممکن ہے کہ کل مجموعی ہو۔ یہ نہیں لفظ اجل میں محال  
 و داخل ہو سکتے ہیں، ممکن ہے کہ ہر جزو زمان مراد ہو مثلاً منٹ و دن منٹ۔ اور ممکن ہے کہ مخصوص مرتب  
 مراد ہوں مثلاً دوا ہزار سال اجل، بنا پر منی آیت میں جارحیہ محال ہوتے ہیں؟

۱۔ ہر ایک آن کے لیے ایک آسمانی کتاب ہے

۲۔ ہر مرتبہ مخصوص کیلئے ایک کتاب ہے

۳۔ جمیع ازمینہ کے لیے ایک ہی کتاب ہے



انہیں مقدمات مذکورہ بالا کے بعد بہائی صاحب نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہر امت کے لئے ایک میعاد ضرور ہوتی ہے لہذا امت محمدی اور قرآن بھی اس کلیہ کے ماتحت میعادوں اور قابل نسخ ہونگے، میں نتیجہ کی صحت کا مدار مقدمات پر ہے جب وہی صحیح نہیں تو نتیجہ کیوں کر صحیح ہو گا اگر ایک مقدمہ بھی غلط ہو اور شکل میں کوئی نقص رہ جائے تو قاعدہ کے موافق نتیجہ صحیح نہیں ہوتا چاہے جائزہ تمام مقدمات مخدوش ہوں اور یہاں تو بعد تحقیق معلوم ہوا کہ کوئی مقدمہ بھی صحیح نہیں پھر بہائی صاحب کا یہ دعویٰ رمنوخی اسلام و قرآن کیونکر صحیح ہو سکتا ہے

## بہائی صاحب کے مقدمات ایک دوسرے کی نظر

گو بہائی صاحب کا ہدلال مقدمات کے ساتھ ہی ساتھ ختم ہو گیا مگر اب میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ انکے یہ مقدمات صحیح فرض کرنے کے بعد بھی ان کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ میرا خیال یہ ہے کہ ان کو اب بھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔

بہائی صاحب کے اس مقام پر وہ دعویٰ ہیں جنکو انھوں نے چار مقدموں کے ذریعہ ثابت کرنا چاہا ہے اگر انھوں نے اپنے ہر ایک دعویٰ کو مع انہی کے الگ الگ کر کے بیان کیا ہوتا تو اگرچہ طویل ضرور ہوتا لیکن ناظرین کو مقدمات سے نتیجہ نکالنے میں بہت آسانی ہوتی مگر انھوں نے چاروں مقدمہ ایک ساتھ بیان کر کے اکٹھا دونوں نتیجہ نکالے جس سے فی الجملہ ذہن میں اغتشاش پیدا ہو جاتا ہے لہذا میں صرف نظر سہولت ناظرین انکے ہر دعویٰ کو مع دس علیحدہ علیحدہ دیکھنا چاہتا ہوں۔

بہائی صاحب کا پہلا دعویٰ یہ ہے کہ امت محمدی کی عمر تمام ہو گئی لکل امتہ لجل و اذا جاء اجلہم ولا یتاخذون ساعتر ولا یتقدمون ۛ

میں بہائی صاحب کا یہ دعویٰ انکے مفروضہ مانی کے فرض کرنے کے بعد بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ ۱۔ اس لئے کہ لکل الامم اجل، میں امت سے مراد وہی جماعت ہے جو تالیخ بنی ہو تو بھی بہائی صاحب کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے لئے کوئی مدت معین تو ہے نہیں کہ اتنے دنوں کے بعد امت مضمون ہو جائے گی اور دوسری امت آجائے گی لہذا یہ احتمال ناممکن نہیں ہے کہ امت محمدی کی مدت وہی ہو جو حیات دنیا کی ہے یعنی جو وقت دنیا ختم ہو گئی امدت امت محمدی بھی ختم ہو جائے گی، مادہ یہ احتمال محض احتمال ہی نہیں ہے بلکہ بہت سی حدیثیں اس مطلب کا اعلان کرتی ہیں۔ ۲۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امت محمدیہ کے لئے بھی ایک مدت معینہ ہے لیکن وہ مدت آخری ساعت دنیا



کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا صریح آیت قرآنی سے ثابت ہے ما کان محمد ابداً احد من رجا لکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین اور عقل کا قطعی فیصلہ ہے کہ خاتم الانبیاء کا دین اہل ادیان سے ادا اکل ادیان منسوخ نہیں ہو سکتا جسکی دلیل حسب ذیل ہیں:-

## دین خاتم الانبیاء کے اکل ادیان کی دلیلین

۱۔ یہ امر اپنے مقام پر ثابت و محقق ہے کہ درجہ ختم نبوت منتائے ترقی امکانی ہے اور جو شخص اس درجہ پر فائز ہو گا ان اکل افراد انسانی ہو گا جیسا کہ حکماء اسلام کے اقوال سے ثابت ہے شیخ نے الہیات شفا میں لکھا ہے کا دیصیر ما بالانسانیا بکاد ان نخل عباد تدر بعد عبادۃ اللہ یعنی اگر کوئی انسان وہ ہو سکتا ہے تو نہ ہی انسان ہے قریب ہے کہ اس کی عبادت بعد اطاعت خلاق عالم جائز ہو جائے جناب یہ باقرہ دار نے اس عبارت کو اپنے اکثر تفصائیف میں سزاوارہ کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص اکل افراد ہو گا وہی اکل ادیان کا نخل اور ختم ہو سکتا ہے اور خداوند عالم ظالم نہیں ہے لہذا اکل ادیان دین خاتم الانبیاء ہی ہو سکتا ہے نہ بل ختم نبوت تو ترسیم منیع کی گنجائش بھی یقیناً بعد ختم نبوت تو ترسیم ناممکن ہے لہذا اگر یہ دین بھی کامل نہ ہو تو اس کے پیمانی ہوئے کہ خدا نے کوئی کامل دین بھیجا ہی نہیں اور اسے کوئی عقل سلیم تسلیم نہیں کر سکتی لہذا ماننا پڑے گا کہ آخری دین ایسا مکمل دین ہو گا جس سے زبان و کوئی مکمل دین نہیں ہو سکتا اور جب یہ ثابت ہو گا کہ خاتم الانبیاء کا دین اکل ادیان ہو گا اور آنحضرت کا خاتم الانبیاء ہونا مسلم ہے تو اسلام کا اکل ادیان ہونا واضح ہے چنانچہ قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے:-

اليوم اكملت لكم دينكم و اقممت عليكم  
نصحتي و ماضيت لکم الاسلام دیناً و کوینے تمام کر دیا اور تمھارے لئے دین اسلام کو پُر کر دیا

۲۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ دین اسلام اکل ادیان ہے تو ظاہر ہے کہ اگر یہ دین منسوخ ہو گا تو دو صورتیں ہے خالی نہیں اور دنیا بھی ختم ہو جائے گی یا اتنی رہے گی اگر دنیا بھی ختم ہو جائے گی تو یہی جلد مقصود ہے ہم بھی تو یہی لیتے ہیں کہ آخر عمر دنیا تک اسلام باقی رہے گا اور اگر کما جائے گا اسلام منسوخ اور دنیا باقی تو دین ثابت محدودں کا کہ اس کے بعد پھر کوئی شریعت ہوگی یا نہیں اگر کما جائے کہ ہوگی تو میں عرض کروں گا کہ جناب باری کی عادت ہے کہ ماضی من ایترا و نسیھا نات بخیر منھا او مثلاً جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں یا ترک کر دیا حکم دیتے ہیں تو اس سے بہتر اور ایسی ہی دوسری آیت بھی دیتے ہیں، لہذا اس سے بہتر ایسی ہی شریعت

مقرر فرمائے گا مگر اس میں چند حواشی ہیں :

- ۱- شریعت اسلام اکمل شریعت نہ ہے گی حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے
- ۲- یہ جدید شریعت دنیا میں کیونکر رائج ہوگی اگر بذریعہ انسان تو نبوت ختم نہ ہوئی حالانکہ آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا محقق و مسلم ہے اور اگر بذریعہ جن و ملکات تو مقصود نبوت حاصل نہ ہوگا کیونکہ خداوند عالم فرمایا ہے ولجعلناہ ما نکما جعلناہ بشرًا اگر ہم ملکات کو نبی مقرر کرتے تو اسکو بھی بشر ہی بنا کر بھیجتے اور اگر کہا جائے کہ کوئی شریعت نہ ہوگی تو دنیا بغیر دین الہی اور حجت خدا ایک سنگ نہ بھی نہیں رہ سکتی،
- بہائی صاحب کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن مجید منسوخ ہو گیا اور اب اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں

ہے لہذا اجل کتاب

میں ہم فرض کرتے ہیں کہ لکل اجل کتاب کے وہی معنی ہیں جو آپ لینا چاہتے ہیں یعنی ہر مدت کے لیے ایک کتاب تشریف ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ یہ میحو اللہ ما یشاء و یثبت وعدہ اللہ الکتاب کا تعلق بھی انھیں کتب تشریع سے ہے مگر کیا اسکے بعد یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ کتب سابقہ نہ تائے طول زمان کی وجہ سے بہت زبان قابل ترسیم تھیں لہذا انھیں بالکلیہ منسوخ کر دیا گیا اور قرآن مجید کے احکام ایسے مکمل تھے کہ ہر زمانہ میں ممول بہ ہو سکتے ہیں اس لیے بالکلیہ منسوخ نہیں ہوئے البتہ بعض احکام جو محدود زمانہ کے لیے تھے ان کے زمانہ کے ختم ہونے کے بعد منسوخ ہو گئے مگر چونکہ ان کی مقدار نسبت میل تھی لہذا ہی کتاب میں فی الجملہ ترسیم کر دی گئی یعنی ان احکام کو منسوخ کر کے دوسرے احکام ان کی جگہ درج کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کتاب کو مکمل کر دیا گیا چنانچہ قرآن موجد و مبین اسخود و مفسد و مفسد و مفسد کی آیتیں موجود ہیں اگر قرآن کو بالکلیہ منسوخ کرنا مقصود ہوتا تو کتب سابقہ کی طرح اس میں بھی اسخود و منسوخ آیتیں نہ ہوتیں بعض کے نزدیک کچھ آیتیں منسوخ التلاق بھی تھیں جو کمال الہی تھیں اور جو نقطہ منسوخ الاحکام تھیں باقی رکھی گئیں اور دوسری قابل عمل آیتیں انکی جگہ ثبت کر دی گئیں، ایسے میحو اللہ ما یشاء و یثبت بھی صادق آگیا اور ہر قرآن کا منسوخ ہونا بھی ثابت نہ ہوا،

علامہ اسکے لفظ کل آیت لکل اجل کتاب میں دو صورتوں سے خالی نہیں ہے یا افرادی ہے یا مجموعی، اگر افرادی ہے تو چاہئے تھا کہ آج دنیا میں لاکھوں تشریفی کتابیں موجود ہوتیں ایسے کہ شمس ایک گنہہ کو اجل کہہ سکتے ہیں لہذا اس آیت کے یہاں موافق ہر ایک گنہہ کے لیے ایک آسانی کتاب لازم آتی اور اسکا باطل ہونا واضح ہے اور اگر لفظ کل مجموعی ہے تو اسے خلقت عالم ہے آخر عمر دنیا تک ایک ہی کتاب ہونا چاہئے ایسے کہ اس بنا پر معنی آیت یہ ہونے کہ کل مجموعہ آجال کے لیے صرف ایک کتاب ہے جو ہر زمانہ میں

کام آئے گی۔ لیجئے آیت تو بالکل آپ کے خیالات بجلی آنسو خیمت کرنا چاہتے تھے اور یہاں عدم نسخ نہایت ہوا اور اگر آپ کہیں کہ کل افروزی ہے مگر ادا اس ہے ہزار دو ہزار سال کی مدت میں تو میں عرض کر دیں گا کہ صحت انبیاء کے علان نشری کتابیں قرآن کے قبل صرف تین ہی ہیں حالانکہ خلقت دنیا کو دس ہزار برس کم نہیں بچے بہرہ کتابیں جو ہر جہت سے باعتبار قرآن ناقص ہیں گو اس زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے بہت قابل تحسین وہ کوئی کئی ہزار برس تک نافذ اعلیٰ رہیں اور قرآن مجید سی کامل کتاب استعد جلد نسخ ہونے کے قابل سمجھ لی جائے عقل سلیم قبول نہیں کرتی،

یہاں کثرت تو بہائی مقدمات اور توحید مقدمات کے متعلق اپنے ذاتی خیالات تھے کہ اب میں ذرا مسلم صاحب کے جواب اور مومن رہائی صاحب کے جواب جواب پر بھی ایک سرسری نظر کرنا چاہتا ہوں اور اس کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے خیالات کو ظاہر کرنا ہوں:-

مسلم۔ بگو تسلیم کرو کہ ہر امت کی کتاب کی ایک مدت ہوئی جس کے بعد نئی امت در نئی کتاب آجانی ہے اور پہلی امت و کتاب منور ہو جاتی ہے لیکن جو کہ امت محمدی اور قرآن مجید کی مدت ہی ابدیام قیامت ہے لہذا اب آئندہ کسی دین یا کتاب کی گنجائش ہی نہیں،

میں۔ مسلم صاحب کی محض لاعلمی یا غفلت نیک بنتی ہے کہ بہائی صاحب کی دلیلوں میں انھیں کوئی گنجائش کلام نظر نہیں آتی اور نہ لکل پُر اجل کو اثبات دعا کے لئے کافی سمجھتے ہیں حالانکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ دلیل کو دعویٰ سے مطلقاً ربط نہیں مگر خیر یہ بھی غفلت ہے کہ اس مقدمہ کے تسلیم کرنے کے بعد وجوہات بھی جو منقول ہے،

بہائی۔ جب کلمۃ مباد کو تسلیم کر لیا گیا تو اس مباد کا تعین خود قرآن با جاہل قرآن کی جانب سے ہونا چاہیے و نہ ہر امت کہہ سکتی ہے کہ ہماری اور ہماری کتاب کی مباد دنیا کے آخری دن تک سے چنانچہ یہودی اور عیسائی بھی اپنے اپنے مذہب کے متعلق یہی کہتی ہیں۔

میں تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ کسی مذہب کی منسوخی کا معیار یہ ہے کہ وہ کہے نہ دےت ہو جائے کہ میری مدت ختم ہو گئی اگر کہیں ایسا ہوتا تو کج عیسائیوں اور مسلمانوں میں منوخت دین عیسوی پر اتنی نزاعیں کاہیکو ہوتیں اور سرسبز امتیں تحلیل کی شیں لگی جاتیں خباب بہائی صاحب کسی مذہب کی منسوخی کا معیار یہ ہے کہ کسی نبی برحق کی ہدایت کا ثبوت ہو جائے اور نہ کہے کہ دین سابق منور ہو گیا جس کے بعد اس مذہب کے ماننے والے ہزار دعویٰ کریں لیکن نبی برحق کے مقابل میں کوئی سماعت نہ ہوگی

اس کے علان اگر ہر کتاب میں مدت کا ہونا ضروری ہو تو شاید آپ اس امر کو بھی ضروری سمجھیں کہ آخری

امت کو یہ بھی بتادیا جائے کہ یہ آخری امت بھی قیامت کا علم دتوں پہلے ہو گیا کہ خاتمہ امت پر قیامت قائم ہو جائیگی۔ حالانکہ علم قیامت مخصوصات جناب باری ہے۔  
مسلم اس کتاب سنت میں موجود ہے کہ امت آخری امت ہے۔ جس کے دلائل یہ ہیں :-  
پہلی دلیل: **بِنَجْدِ لِسَانِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا**

میں مسلم کی یہ دلیل بہائی صاحب کے ادراک کی عینہ نظیر ہے اس آیت کو بھی دعویٰ ہے کوئی ربط نہیں ہے۔ تاہم اس کے متعلق کوئی بحث کرنی محض تفصیل اوقات ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بہائی صاحب کی بھی بڑا دتی ہوئی کثرت ہے مگر اس کے لیے ثابت کرتی ہے کہ لکل امز لجل و لکل اجل کتاب و العالم متغیر ہے۔  
ہے معلوم ہوا کہ شرائع و کتب اللہ کا برتے رہتا ہی سنت جاریہ اللہ ہے

میں گزارش ہے کہ اگر سنت اس امر پر جاری ہوئی ہے کہ شریعت و کتاب نسخ ہو جائے عام اس کے کوئی دوسری شریعت کتاب سے یا نہیں تو مسلمانوں کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے اس لیے کہ ختم دینا کے ساتھ ہی اسلام و قرآن کو ختم کیے دیتے ہیں اور اگر اس امر پر جاری ہوئی ہے کہ بعد میں دوسری شریعت و کتاب بھی ضرور آئیگی تو یہ سنت عالم کو قدیم بنا دیے گا حالانکہ اہل تناسخ کے حلال اس کا کوئی قائل نہیں۔

دوسری دلیل: **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِّنْكُمْ بَلْ أَحَدٌ مِّنْكُمْ** محمد تمہارے مردوں میں ہے کسی کے باپ نہیں بلکہ خدا کا ایک ولی ہے لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔

میں بیشک یہ دلیل ثبت دیتی ہے، اور الزام اس کے آخری امت ہونے پر دلالت کرتی ہے

## بہائی صاحب کا جواب

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت خاتم النبیین تھے اور درجہ نبوت آپ پر ختم ہو گیا۔ لیکن خدا کی قدرت تو ختم نہیں ہوئی ہے نہ اک نئی شان ہے اپنی سلطنت اور احکام کا اجراء فرماتا ہے کل یوم ہوف شاف اہل بہار حضرت بہار اللہ کو نبی یا رسول اللہ نہیں کہتے بلکہ خدا کا مظہر امر و عودا ہم مصلح عالم جانتے ہیں اور اس دور کو ایک نیا دور سمجھتے ہیں اور اس دور کو قرآن مجید میں اجل اللہ اور اس ظہور کو لفاء اللہ فرمایا ہے من کان یرجو لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت والنکتہ

میں۔ میں اس مقام پر اظہار کی پوری توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ ماہن کی تمام بحثوں کی جان یہی مقام ہے بہائی صاحب نے اسی مضمون کے لیے ساری تہذیب کی تمیز۔ بہائی صاحب نے فرمایا ہے کہ لیکن خدا کی قدرت تو ختم نہیں ہوئی ہے میں کہتا ہوں کہ وہ شریعت و وصایت تو ختم ہوا ہی نہیں قدرت کیا ختم ہوتا۔ مگر

ہاں اب یہ فرامیہ کیا ثبوت قدرت نفع اسلام ہی پر موقوف ہے ہزاروں اور لاکھوں اموں کو انہ اُس کے دست قدرت سے انجام پاتے ہیں کیا ثبوت قدرت کے لئے کافی نہیں ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں، نبوت ختم کر نئی شان ہے احکام کا اجرا فرماتا ہے، یہ دور تو ہی دور و مہلت ہے، کوئی نئی شان نہیں ہے، انبیاء سابقین کے بعد برابر اُن کے اوصیاء ہوتے رہے۔ اسکے بعد آپ فرماتے ہیں، اویسے کہ کل یوم ہوفی شان، آپس چند باتیں قابلِ گلاش ہیں۔

۱۔ اگر شان کا ثبوت اسی پر موقوف ہے کہ سابق کی کوئی چیز باقی نہ رہے تو آپ کے خیال میں انلاک بھی معدوم، شمس و قمر بھی مفقود ہو گئے ہونگے، ایسے کہ اگر یہ مثل سابق اپنی حالت پر باقی رہ گئے تو کل یوم ہوفی شان کا ثبوت کیونکر ہوگا

۲۔ اگر کل یوم ہوفی شان میں استعد و عوم ہے تو لن نجد لسنہ اللہ تبدایلا کے خلاف ہوتا ہے ایسے کہ اتنا تو یقینی ہے کہ کچھ سنن البیہ منورہ میں جنس تبدیلی ناممکن ہے، اور جناب باری فرماتا ہے لو کان من عندنا لوجدنا فیہ اختلافا کثیرا

۳۔ بندوں کو ان کے مصالح و مقاصد سے آگاہ کرنا اور اپنی رضا و ناراضی سے مطلع کرنا یقیناً نہایت اہم ہے جو بالکل عالم ہے جاری ہر پرکھیں کیونکر تغیر ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ کمالیہ اسلام کی بھی تو شان ہے پھر آنحضرت پر نبوت کیونکر ختم ہو گئی تو میں عرض کروں کہ کائنات الکیہ کا تغیر قبل قیامت نہیں ہو سکتا نہ یہ کہ مودی ہی گاہیں

یہ چیزیں ابوری ہیں اور آنحضرت پر نبوت کا ختم کرنا لن نجد لسنہ اللہ کے بنیادی پر ہوا ہے ایسے کہ ہمیشہ انبیاء کے بعد ان کے اوصیاء ہو گئے ہیں اگر آپ پر نبوت اتنے دنوں قبل ختم نہ کر دیجائی تو اوصیاء مع اپنے مجمع لازم حیات کے کب در کیونکر آ سکتے تھے۔ اور شریعت کے ختم ہونے کا کوئی داعی موجود نہیں ہے،

۴۔ کل یوم ہوفی شان کے اگر وہی معنی ہیں جو آپ نے لئے ہیں تو یہ ارشاد ہو کہ بعد اسلام دجائے خیال میں ایک ہزار برس کے بعد ختم ہو گیا اور ملا دت جناب ہمارا اللہ کے درمیان میں کیا شان تھی ایسے کہ اکی وادے کے نامیں جو گریہ سیکھنے کے روز قدرت تھا تو اودا و قدرت بے اصل و معنی ہے ایسے کہ ہم ثابت کو چکے ہیں کہ شریعت کا ہر زمانہ میں ہونا ضروری ہے۔ باقی وہی جوت خدا کو اس سے بھی ٹیکہ کھانے کے لئے زمین خالی نہیں ہو سکتی۔ اگر میں اسکے عقلی دلائل عرض کر دوں تو بہت طول ہوگا صرف اتنا اشارت کرتا ہوں کہ خدا کا بل بالذات ہے اور اس کا اصلی مقصد کالین ہی کو خلق کرنا ہے اور تمام اشیاء عالم مخلوق بالحق میں ایسی صورت میں اگر جوت خدا ہی رہے تو زمین و آسمان شمس و قمر لحد و نیالی کوئی شے باقی نہیں رہ سکتی حالانکہ متین اور ہیں معلوم ہوا کہ جوت خدا ہر وقت موجود رہیگا اب میں نقلی دلائل پیش کرتا ہوں جو صریح اور مختصر ہیں۔

عن ابی حمزہ عن ابی جعفر قال قال اللہ  
ما ترک اللہ ارضاً منذ قبض اللہ ادم الا  
وفیہا امام یحییٰ علیہ السلام وہو جبر علی  
عبادہ ولا یبقی الارض بغیر امام جبر اللہ  
علی عبادہ (اصل کافی)  
انہل در وہی اللہ کے بندوں پر اسکی محبت سے اور نہ باقی رہے گی زمین بغیر ایسے امام کے جو اللہ کے بندوں پر  
اسکی محبت ہو۔

اسحاق بن عمار عن ابی عبد اللہ قال  
سمعت علی یقول ان الارض لا تخلو الا ذینہا  
امام کیما ان نراد المؤمنون شیئاً ردھو  
ان فقصوا شیئاً اتمھم (کافی)  
کہ دیں زمین سے اُنکے لئے پورا کرے،

وفی الاخبار الکثیرۃ لو لم یکن فی الارض  
الاثنان لکان الامام احداً۔  
اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ اکثرین میں  
صورت دو ہی آدمی رہ جائینگے تو ایک ان دو میں  
میک کا امام ہوگا۔ (اصل کافی)

۴۔ نہانا یہ کہ اگر میں تسلیم بھی کر لوں کہ نفرت کوئی شے ہے جب بھی امر خالی اور اتکال نہیں اسلئے کہ  
اول تو یہ پرانی شان ہے امامت جو بھی ہے نئی شان نہ ہوئی (دوم) نفرت دو بیویوں کے درمیان میں ہوتی  
ہے اور آپ حضرت بہار کو نبی نہیں سمجھتے۔

۵۔ آج جناب بہار اللہ کے انتقال کر گئی آپ کے دل کی بنا پر خدا جل جلالہ کے کشتان میں ہو گا اسلئے کہ  
اسکی شان تو سرور و برتری ہوتی ہے بہر اب آپ کا بہائی رہنا پسے غلطی، اُسکے بقا کی فکریں کرنا دوسری غلطی  
اور لوگوں کو اُسکے لئے دعوتیں دینا تیسری غلطی ہوگی

۶۔ نئی شان کیا ہے۔ آپ بار بار نئی شان کا ذکر کرتے ہیں اور اُسکی توضیح نہیں فرماتے گوہیں  
معلوم ہے جو کچھ آپ کھنا چاہتے ہیں لیکن بہتر تھا کہ آپ اپنا دلی مقصد خود بیان کرتے۔ اچھا لیجئے میں  
کیسے توضیح کرتا ہوں کہ کم از کم لوگ کچھ سمجھ جائیں کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔

## بہائیوں کا مذہب

میں جہاں تک سمجھتا ہوں بہائیوں کا اہل عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء اسیلے آتے تھے کہ بدلوئے احکام و شرائع اس راہ کی تعلیم دیں جس پر چلتے ہیں سالک (راہرو) خدا تک پہنچ جائیں، یہ سلسلہ خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ (صلوۃ اللہ علیہ وآلہ) پر ختم ہو گیا اسیلے کہ آپ کے بعد خود خدا نے جناب بہار اللہ میں ظہور فرمایا اور عالم میں جلن کر ہو گیا، اب لوگ خدا تک پہنچ گئے کسی نبی یا شریعت کی ضرورت نہیں رہی، چنانچہ جناب بہار اللہ نے قرون میں جو خطبہ پڑھا تھا اُس میں اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ احکام شرعیہ اٹھ گئے اب نہ کوئی نئے واجب ہے نہ حرام۔ بلکہ خود اہل صیام میں عبد شامی اور لوگوں کو محفلِ رقص و سرود کا حکم دیا۔ اہل بیمار کا خیال ہے کہ قرآن میں بھی اس طور کا ذکر ہے جیسا کہ ہمارے بہائی صاحب نے بھی پیش کیا ہے اصل عقیدہ تو ان حضرات کا یہی ہے لیکن چونکہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کا ایک بیکٹ جناب بہار کی پرستش کے لیے آماں نہ ہوگی اسیلے ان ابتدائیکہ عمل اور مبہم الفاظ سے انکافارت کر لیتے ہیں جن سے کوئی واضح مفہوم ذہن میں نہیں آتا۔ احسب موقع مصلحت صبریت یا ہدیت یا صرف مصلحت کے دعویٰ کرتے ہیں۔ اسباب کو غلط کر کے ایک ہی ذات پر منطبق کرنا چاہتے ہیں

اس موقع پر مجھے اس مذہب کا پوری طرح جائزہ لینا چاہیے تھا لیکن چونکہ یہ احتمال ہے کہ ہمارے بہائی صاحب اس عقیدہ ہی کے اقرار میں اس وقت مصلحت نہ سمجھتے ہوں اور انکار کر چھٹیں تو میری ساری گفتگو بیکار ہو جائیگی اس جہت سے میں صرف انہیں اوردہ بحث کرنا چاہتا ہوں جو ان کے بیان میں آگئے ہیں۔ جناب بہار اللہ کے منظر امر ہونے کا تو میں مطلب ہی نہ سمجھا اسیلے کہ بہائی صاحب کی تقریر میں بکے کچھ ہی بعد موجود کہ امر کے معنی شریعت کے ہوتے ہیں لیکن جناب بہار اللہ منظر شریعت ہیں اسکے کیا معنی کیا کوئی۔ شریعت اب بھی باقی ہے جبکہ منظر میں بہر حال جنسک کہ آپ اس لفظ کے مفہوم کو واضح کریں کوئی گفتگو کرنا بے محل ہے۔

البتہ آکھا کہ دعویٰ کہ موعود اہم اور مصلح عالم ہیں قابلِ غور ہے لیکن آپ نے اس دعویٰ پر کوئی دلیل کئی ثبوت پیش نہیں کیا جس کے مقول یا مستقول ہونے پر خود کیا جاتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہل بہا ایسا جانتے ہیں کسی کے خیال پر تو ہر انہیں بیٹھایا جاسکتا جیسا کہ دل چاہے سمجھے حتیٰ کہ اگر وہ دن کو راست سمجھے تو کوئی کیا کر سکتا ہے ان اگر اسد لال کر پکاؤ اس کے کمزوریوں پر ہر خوشی ڈالی جاسکتی ہے۔ بہر حال جن لوگوں نے جناب بہار اللہ کے اخلاق کا مطالعہ کیا ہے وہ تو شاید قیامت تک آپ کی





وختہ و بجا بکم الکتب فلا کتاب بعد ابدًا  
 بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے  
 (اصل کا بیانیہ ازل کثرت صفحہ ۱۱۰)  
 بنی آنحضرت کے بعد نہ ہو گا اور نہ ہی کتاب پر کتاب کی  
 ختم کر دیا اب کوئی کتاب قرآن کے بعد قیامت تک ازل نہ ہوگی  
 حدیث مروجہ میں ہے :-

فقال موسى يا محمد ان امتا اخوكلاهم  
 ہر حضرت موسیٰ نے کہا کہ اے محمد! آپ کی امت تمام لوگوں  
 واضعہا۔ (عاد الاسلام کتاب الفتنہ صفحہ ۱۲)  
 میں آخری امت ہے اور تمام امتوں سے ضعیف ہے  
 حدیث طویل الذیل میں ہے :-

انما الخاتم والوارث والعاقب العاشر حقاً  
 بلاشبہ آنحضرت خاتم و وارث و عاقب دہاشر ہیں  
 فلا نبی بعده و علی امتہ تقوم الساعة  
 کوئی نبی بعد آنحضرت کے نہ آئے گا اور حضرت ہی کی  
 (عاد الاسلام کتاب الفتنہ صفحہ ۱۱)  
 امت تمام امتوں پر حشری امت ہے ایکنہ قیامت قائم  
 اس حدیث نے تمام حدیثوں کو پوری طرح واضح کر دیا :-

قال النبي م الحلال ما احل الله على لسان  
 فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حلال ہی  
 الی یوم الفیئۃ والحرام ما حرم الله علی  
 ہے جسکو اللہ نے میری زبانی روز قیامت تک کے لئے  
 لسان الی یوم الفیئۃ  
 حلال فرمایا ہے اور حرام وہی ہے جسکو اللہ نے میری زبانی

درجہ جلد ۱ باب الفضائل

و در حدیث موقت فرعون کہ پیغمبران میرے اللہ کے رسول ہیں کہندے تھے تمہارے کدے شہتہ پہنچ  
 کس روز نوح و ابراہیم صلی و علیہم و آلہم و سلم و شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کثرت کثرت ہے  
 (رحمۃ القلہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)

بہائی اگر قرآن مجید میں تو اس امت کی میعاد ایک ہزار سال ہے چنانچہ فرماتا ہے :-

سیدہ ابراہیم من السماء الی الارض شعر  
 تمہارے کہ تمہارے خدا! ہم کی اسان ہے زمین کی طرف ہر  
 اخرج البیرونی یو مکان مقدسہ الف  
 اللہ جانیگان اہل کتب دن میں خدا کی طرف جیسے مخلوق  
 سنہ ما بعد دن (صنعت مکتبہ)  
 ایک ہزار برس پہلے تمہارے شمار کے موافق :-

اس آیت میں بحر لفظ امر کے اور کسی لفظ میں گنجائش کلام نہیں اور امر کے معنی بھی واضح ہیں یعنی  
 یہاں امر شریعت کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ سورن جاہلیہ میں ہے فہم جنناک علی شریعتہ  
 الامور نہیں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر من بعدہ کہ معنی شریعت ہی کے ہیں اور نبیوں

کے یہاں تو صاحب امر کھلی اصطلاح ہے اب محض آیت یہ ہو کہ جناب باری شریف محمدی کی زیر نگرانی رہتا ہے اور زمانہ نہ سیر گزرنے کے بعد ایک ہزار برس کے اندر اٹھا دیا

میں اسے تنگ نہیں کہ بہائی صاحب سبط بازی میں کابل دستگاہ رکھتے ہیں ابتداء سے اب تک برابر آیتیں پیش کرتے جاتے ہیں اگر فکران پر نظر نہ ہو تبعض مقام پر انسان کو خیال پیدا ہو جائے کہ ہاں سچ رکھتے ہیں۔ اگر میں سمجھا کہ بہائی صاحب خود بھی ان خالطوں میں گرفتار ہیں تو میں ان سے کھٹاکا ان آیتوں کو کچھ اور بے ڈھوم لیا کرتی تھی کہ سلام ہو جا بگر کے سلام کلام کیا ہے۔ آیا کس امر کے منطبق ہے لیکن میرا خیال ہے کہ شاید وہ ہندوستان کی تعلیمی حالت کا ان سفسطوں کے ذریعہ ہے انسان کو ناجاہتے ہیں۔ ایسے کہ جو شخص فکران سے مع آیتیں دھوڑ دھوکا کاتا ہے جس کے ذریعہ سے نادانوں پر امر کو مشتہر کر کے انہیں جانتا کہ قرآن کے اندر لفظ اھو متعدد معانی میں آیا ہے دین کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ شعر جھلناک علی شریعہ رضاکا مر میں ہے اور اسکے ملان اور معانی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً

وَدَكثِيرٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُوا نِعْمَ مِّنْ  
عِندِ إِيْمَانِكُمْ كَفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ  
أَنفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّ لَهُمُ الْحَقَّ فَاعْتَصُوا  
وَإِنَّهُمْ لِحَاقِقِ الْوَعْدِ الْعَذَابِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى  
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

یہاں پر اہم کے معنی غلبہ یا حکم جہاد کے ہیں ہرگز کہ کسی دین یا بشریت پر اہم نہیں ہے بلکہ مسلمانوں سے کیا گیا ہے کہ اس وقت مددگار کہ وہ غنیمت ہم حکم جہاد ازل کرتے دے ہیں اس وقت تم ان سے سمجھ لینا اہم نہیں انہیں ملے کہ وہ سب کے اس وقت خبر لے لیا

بالکل آجے جوٹ منہا یعنی میدانِ کامر میں اللہ کا صحیح مطلب اربابِ آئیہ انبل وابعہ سمیت یہ ہے کہ خدا ہی نے زمین و آسمان اور جو چیزیں اُنکے درمیان ہیں چھ روز میں پیدا کیں اور خدا ہی زمین ہے آسمان کثرت کے ہر امر کا منتظم ہے پھر یہ سارا نظام عالم باندہ دستِ احد جس دن کی تعداد نہ تھی اس شام سے ہزار برس پہلے کی روزِ قیامت اُسکے بارگاہ میں پیش ہو گا۔ وہ بدو منتظم نظامِ ہر پوشیدہ امر ہے واقعہ ہے ہر شے پر غالب و مجرم ہے اور اُس نے جو چیز بنائی ہے وہ خوب بنائی ہے،

یہاں کسی شریعت کی مدت حیات کی تعیین و تشخیص ہے کیا رہا ہے وہ اپنی قدرت و عظمت کا اظہار فرما رہا ہے  
ایسی شریعت جس کی عید و بناء ہر ایک تہ میں ہزار سال کا ذکر آیا ہے، سچے باگیا کہ لوگوں کو امتحان لینے کے لیے یہ کی گئی ہے

بتدینا خیال تھا کہ مسلم صاحب نے کیا جواب دیا ہے اسے بھی غصے  
مسلم ہم تعلیم نہیں کرتے کہ یہ آیت شریعت محمدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جو کہتا ہے کہ کسی دوسری امت  
کی بابت ہوا یہ بھی ممکن ہے کہ امر کے معنی کچھ اور ہوں،  
میں۔ پہلے میں عرض کر چکا ہوں کہ مسلم صاحب کچھ ایسے ہر مقام پر لاطعلی ہی کی نمائش جوتی ہے چنانچہ  
اس مقام پر باطل واضح ہے

بہائی۔ آپ اس مقام پر وہی عذر پیش کر رہے ہیں۔

(۱) ممکن ہے کہ امر کے معنی شریعت کے نکلنے بلکہ کچھ اور ہوں

(۲)۔ آیت کسی دوسری شریعت کے بارے میں نازل ہوئی ہو

میں آپ کو موقع دیتا ہوں کہ امر کے جو معنی آپ چاہیں لے لیں آپ کو اختیار ہے ہر حالت میں نتیجہ یہی  
نکلے گا کہ امت محمدی کی عمر ایک ہزار سال کی ہے حالانکہ آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ تیرہ سو برس کے اپنے  
مسلم معنی کے خلاف کوئی دوسرے معنی قرار دیں اور دوسرے مذہب کے متعلق یہ گواہی ہے کہ آیت میں حالت  
خالی نہیں۔

۱۔ یا تو یہ آیت عام ہے یعنی ہر شریعت زمانہ تدبیر حتم ہونے پر ہزار سال کے اندر اٹھالی جاتی ہے۔

۲۔ یا یہ کہ آیت خاص شریعت محمدی کے لئے ہے ان دونوں صورتوں میں ہوا تصور محال ہے

۳۔ تیسری شکل یہ ہو سکتی ہے جو آپ نے پسند کی ہے کہ ممکن ہے کہ دوسری امت یا شریعت کی بابت ہو مگر غرض  
یہ ہے کہ اس آیت کی فاعل امت محمدی ہی ہے۔

میں امر کے معنی بتا دیئے اور اس سے کسی طرح بہائی صاحب کا تصور محال نہیں ہو سکا ابھی رہی وہ اصلاح  
ادلی اللہوں اپنی جگہ پر درست ہے اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ آیت کو کسی امت کے متعلق ہی نہیں بلکہ امت محمدی  
قیامت کے متعلق ہے آیت میں ہوا معنی ہو گا تو بتائی گئی ہے یعنی وہ دن جس میں عروج ہو گا تو اگلی تہذیب کا  
حاسب ایک ہزار برس کے برابر ہوگی آیت سے یہ امر ظاہر نہیں ہوا کہ کتنی امت کے بعد عروج اور عروج ہو گا تو اگلی تہذیب کا  
بات نہ کہ ہے کہ اصلاح عروج جس دن میں ہو گا تو اگلی تہذیب کا دنیا کے حاسب ایک ہزار سال کے برابر ہوگی لہذا  
کہنا کہ عروج امر ایک ہزار سال کے بعد ہو گا اصل غلط ہے بلکہ صاحب نے آیت کا ترجمہ جن الفاظ میں کیا ہے  
بارے اس دعا کی توجہ میں نیز ان کا یہ قول ہے اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ہر ایک تہذیب کا عروج و  
ختم ہونے پر ایک ہزار برس میں آٹھ سو سال تک مدد کے بلکل جائز ہے ہم یہ تعلیم سنبھالیں کہ زمانہ تدبیر ختم  
ہوئے پر ایک ہزار برس میں آٹھ سو سال تک مدد کے بلکل جائز ہیں ہوا خلاصہ ایک ہزار برس کے برابر ہوگی اور آیت

کا مفہوم یہی ہے لیکن آیت کے یہ ثابت نہیں ہوا کہ نہ تو میرا ایک ہر اور میں ختم ہو گا اور جب تک اس کو ثابت نہ کیا جائے حصول دعا غیر ممکن ہے۔

آئینہ میں بانی صاحب یہ حدیث پیش کرتے ہیں:-

ان صلیحت استقی فلما یومرد ان فسلحت فلما نصحت یومرد ان یقاصد

دلت کالف سنبہ متاعداون

میں ہم نے اس حدیث کو بہت تلاش کیا لیکن کہیں دستیاب نہ ہوئی بکار الانوار باب الغیبت کا حوالہ دیا گیا ہے اگر غیبت بالکسر ہے تو بخاری باب الغیبت ہے ہی نہیں ادا اگر بالغ ہے تو بخاری میں کوئی باب باب الغیبت کے نام ہے۔ دوم نہیں ہوا ہم کتب رحمت وغیبت میں جہاں جہاں احوال ہو سکتا تھا ہم نے دیکھ لیا یہ حدیث نظر نہ آئی بانی صاحب کو چاہئے کہ پورا حوالہ دیں تاکہ اس حدیث پر غور کیا جاسکے آخر میں اتنا عرض کر دیں گا کہ مجلس محققین میں ایسی بے سرو پا توں سے آئندہ حشر لڑا گیا جائے اور جو بات کہی جائے تحقیقی شان لے ہوئے ہو۔

(شیخ محمد عبد محمد آبادی)

## مسئلہ خلافت کا فیصلہ کی قطع نظر سے

۱۔ ہر شرعی مسئلہ کو شدہ مقدس کے نام سے بدلنے میں بقرب اختلاف و فضل خاندانی جو تقریر و فصل محدث نے ارشاد فرمائی تھی اور جہاں جو جلیقہ شیخ بنی بخش صاحب ہندی نے محترم معاصرین کے لئے لکھے ایسا فرمایا تھا جو مراد پر اہل مسئلہ کی اشاعت میں شائع ہوئے اسکا ضروری اقتباس دینا مطلق ہے امید کہ نہایت دل چسپی سے پڑھا جائے گا تو فصل میں نے محدود ملکہ اور قرآن مجید کی جلالیت اور آیت انعام جل اشہد کا حوالہ دیتے ہوئے باوجود اسلام کی عالمگیر اخوت اور مسلمانوں کے خدا کو رسول اور کتب و قبلہ اور دین کی وحدت کے اسلامی فرقوں کے وحدت اور ان کے اپنی اختلاف پافوس فرما کر بنی الغلو سے خاص مسئلہ خلافت پر روشنی ڈالی ہے اور خلافت شکنی کے بجا الزام کا جواب دیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:-

مجاہدان بصیرت پر فاضل ہیں کہ یہ تمام فرق مختلفہ جو اسلام کے دین و اہد میں حادث ہوئے ہیں ان سب کے بار و خشار باوجود غنائی ہے صاحب دنیا چاہے صد اسلام میں صرف ایک فرقہ یعنی اسلام تعاد مہمات جویش میں ہو کو لگ بدم کو نہ کہے کہتے ہیں کہ جو ان ترکوں نے منہ خلافت کو توڑ کر دین اسلام کی مرکز قرار دی ہے اور خود قید مذہب کے آزاد ہو گئے ہیں ہم خدا و مہمستان کو شاہ جان کہہ سکتے ہیں کہ ہم ہرگز ہرگز قید مذہب کے آزاد نہیں ہوتے ہیں بلکہ مذہب شکنی ہے البتہ ہم نے منہ خلافت کیا جو اسلام حقیقی کے لئے ضروری

## اطلاعات و انتقاد

شیعہ جامع مسجد رسالت گنج لاہور شیعہ دنیا ہند میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ہوں جو خیاب کیا شمس العلما و سرکار علامہ خاڑی و امت برکات ختم کے نام ہی سے واقف نہ ہوں۔ ممدوح نے لاہور سے کچھ فاصلہ پر رسالت گنج میں دار الشریعہ کی تعمیر فرما کر وہیں سکونت اختیار فرمائی ہے چونکہ وہاں کوئی مسجد جمہ و جامعیت اور عیدیں کے لئے موجود نہ تھی اسوجہ سے ایک جامع مسجد کا تعمیر کراندر وہی قلعہ پریم سنگری میں صاحب شیعہ مشن لاہور تیار ہو گئی جس کے لئے ایک وسیع قطعہ زمین حاصل کر لیا گیا ہے، مومنین لاہور نے ایک ہزار روپیہ اسکے مصارف کے لئے جمع کر دیا ہے اور ابھی تک چندہ کی فہرست مکمل ہوئی ہے جس کی تعداد رسالہ الحافظ میں برابر شائع ہوتی رہتی ہے اگر آپ بھی خدا کا لکھنا بنائے والوں کی فہرست میں اپنا نام لکھانے کے خواہشمند ہوں تو اسکانی امداد سے دریغ نہ فرمائیے اور اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر خیاب منشی محمد صاحب شیعہ دفتر خواجہ بابک انجمنی سوچی دروازہ لاہور امین ادارہ مذکورہ کے نام روانہ فرما کر انصاف اللہ کی جامعیت عالیہ میں شامل و داخل ہو کر ثواب عظیم اور اجر عظیم کا استحقاق حاصل فرمائیے۔

شلعہ کلج کی نو تعمیر عمارت اس کلج کی تعمیر کے متعلق جو خلفائہ دوم میں چاہوا تھا اور جو اختلافات مقام تعمیر کے متعلق رونما ہوئے تھے آخر میں اس عمارت کے تیار ہوجانے کے بعد ختم ہو گئے جو رائے اس عمارت کی خوبی و عمرگی کی بابت سرکاری تعلیمی بورڈ کے انسپکٹروں نے ظاہر فرمائی ہے نہ بہت کچھ اطمینان بخش ہے جناب آنریری جوائنٹ سکریٹری صاحب شیعہ کلج نے جو نقل معائنہ ہمارے پاس بغرض اشاعت روانہ فرمائی ہے وہ بظنہ حب ذیل ہے :-

نئی عمارت میں جامعوں کے لئے عالیشان کمرے ہیں و کمروں میں خوش ناز و نشی ہے، تختہ اے سیاہ کے مقام نمیک طہرین کروئے میں نہایت احتیاط کی گئی ہے تاکہ طلبہ کی نشست میں بجز تقسیم کے کوئی غلطی ممکن نہ ہو سکے، گذشتہ معائنہ سے کلج کی جدید عمارت کی تعمیر شروع کی گئی تھی اور اب یہ تقریباً مکمل ہیں، کمرے کشان خوب روشن اور ہوادار ہیں اور ان صوبہ کا با کسی حد تک تمام کے کمروں کا مقابلہ نہایت کامیابی کے ساتھ کر سکتے ہیں، ایک عالیشان ہل ایک محلہ نمبر بری امداد منس کیواسے کافی جگہ و گنجائش ہے

پر دائرہ جنت - رسالہ و مضمون اسامہ و مضمون دارالاصلاح لاہور کے والدہ دوستی ہدایت امداد کے جواب میں خیاب احقر صاحب نے معائنہ فرمایا ہے تقریر فرماتا ہے اور جعفر - ایو سی الیشن لاہور نے اٹاٹن اہل

اسلام کے لیے شائع کیا ہے صرف۔ رکنا کتب محکمہ دفتر حضرت امیر سی ایٹن سے بلا قیمت طلب فرما کر ملاحظہ فرمائیے،

دائمہ مذکور نے اپنے ہی ہدایت نامہ میں جب بے سزا خطان تحقیق مگر متعصبانہ اعتراضات عرواداری مظلوم کر بلا کے متعلق کہے ہیں اُن کا مسکت جواب دیا گیا ہے اور فی الحقیقت احتاق حق میں کوئی نکتہ دقتہ فوگداشت نہیں کیا ہر جواب بحوالہ کتب مستندہ محققانہ شان سے لکھ کر جواب داد تحقیق قد قیق وی ہے خداوند عالم فاضل مصنف کو بہترین جسٹس اعینین اور ناظرین کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے،

یا دوکار رسول یہ بھی ۱۲ صفحہ کا مختصر سا رسالہ ہے جو عسکر داری امام حسین کے امتحان و جواز بلکہ احتجاج کے اثبات اور دفع شہادت و اعتراضات کے لیے انجمن محمدیہ چیمبر و ضلع سارن کی جانب سے شائع کیا گیا ہے عام اہل اسلام کی خدمت میں بلا قیمت حاضر کیا جاتا ہے اور شیوں کے لیے اتر قیمت معین کر دی گئی ہے جبکہ سید مظفر حسین صاحب کٹر ٹری انجمن محمدیہ جملہ دیہاتوں چیمبر و ضلع سارن سے طلب فرمائیے اور چونکہ یہ انجمن انھیں خدمات کے لیے عالم کی گئی ہے اور ضروری موضوعات پر آرٹیکل شائع کرنی رہی گی لہذا اس انجمن کی کامیابی اعانت میں بھی اُل نہ فرما کر جب عظیم اور نواب سیم کا استحقاق حاصل فرمائیے۔

سچا امیر موعی اس ان پرست زمانہ میں ادبیت کی ترقی اور روحانیت کا انھما لال کوئی جغی بات نہیں ہے اور اس ترقی و تفریل نے عقائد مسلمین کے تحفظ کو جواب کی جس حد پر پہنچا دیا ہے نہ بھی اظہر من الشمس وہاں من الاس ہے و خباب شریک اب علامہ فہار حجت الاسلام والمسلمین آیتہ اللہ فی العالمین خباب اللہ محمد حسن عینی انشائی زین فضلہ الساری نے انھیں حالات کو پیش نظر کر کے ایک رسالہ اعتقاد یہ موسوم بہ بدر و دشمن و تحریز فرما کر اسلام کی ایک نمایاں خدمت ادا فرمائی تھی مگر چونکہ رسالہ عربی زبان میں تھا اس لیے اردو دان حضرات اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے خباب فیضی صاحب علی القلب اسلوا الاطین صدر الشریکین زادو ازمن خباب شمس الاسلام لا الہ سبط حسن صاحب قلم پرنسپل مدرسہ الاطین لکھنؤ نے اس رسالہ کو سلیس اور اچھلے اور کلاس بنیاد کے لیے شائع کیا اور عام قلم کر دیا اور ضروری مقامات پر تحریز و اضافی سے کسی ابطال کو تشہیف و تفصیل نہیں چھوڑا اور خباب محمد صرح کا ذکر و نظم اور ان کی ادبیت و تعلق تعارف نہیں ہے لہذا ہم صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ کو تحفظ عقائد کی ضرورت ہے تو اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ فرمائیے ۸۰ صفحہ کا حجم نیچے دیا گیا ہے

کاسفید کاغذ لکھائی چھپائی بھی اچھی مقامی قیمت ۵۰ روپے غیر مقامی ۵۰ روپے بریل میں لکھ کر بے طلب فرمائیے،



عقلا میں ایک بذماد لغ تھا اپنی توبت ایانی سے اسکو پاک و صاف کر دیا ہے اور ہم اس حال میں کسی گناہ  
 کرنے والے کی لمانت سے نہیں ڈرتے، جب ہم نے خود عقل سے اس بات کو بچا کہ خلافت رسول کا حق دلہ و منسوب  
 و شخص ہو سکتا ہے جس میں امت حضرت محمدی مرتبت منج خلق فطیم موجود ہوا دیکھ سکے تاہم افعال مطابق قرآن کریم  
 ہوں اور بعد حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے حضرت علی بن ابی طالب امیر المؤمنین کو مٹا  
 دھکے اور کوئی شخص ان صفات سے موصوف نہیں ہوا اس لیے اذروئے حقیقت اور صحیح معنوں میں خلیفہ رسول  
 بعد از رسول بجز امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے اور کوئی نہ تھا سو ہم نے اس نانہ روشنی میں جیکہ ہر حق و صواب  
 و عقل سے آراستہ اور حق و باطل میں امتیاز کابل دیتا ہے اپنے لیے یہ بات ایک علامت بھی کہ ہم بدوں درجہ و ادما  
 حضرت خاتم الانبیاء اسکو خلافت رسول کی سند مقدس پر جلعن افروز کریں اور اپنی لیاقت کو زمرہ عقلا میں  
 بروز دین، دیکھو معاویہ خلیفہ رسول تھا اب اسکو لوگ کیا کہتے ہیں اور اس کے بعد اسکا بیانیہ خلیفہ رسول اور  
 سند خلافت پر جلعن افروز تھا اور اسکو اہل جہاں کیا کہتے ہیں، اللہ اکبر ذہنیت مردم بھی عجیب و غریب، یہ  
 فرزند رسول کو بھوکا یا بلا ہوشیہ کر دے اور ہر آل رسول کو شہر نشہر تشہیر کر کے ان کی تذلیل کرے اور لوگ اسکو  
 خلیفہ رسول تسلیم کریں اسی طرح خلفائے نبی عباس کی خلافت بھی کو ایک طرف آل رسول اور ولادت کو دیکھ  
 میں چنواستے تھے اور دوسری طرف خلیفہ رسول اور امیر المؤمنین کہلاتے اس لیے جب ہم نے بدعت اس مسئلہ  
 پر غور و فکر کی کہ آئندہ یہ خلافت اسلام وہی خلافت نہیں ہے جس نے دین اسلام اور ذہنیت رسول کا نام و  
 نشان صفہ و ہستی سے شائبے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا اور اب وہ مسند خلافت ہمارے ہاتھوں میں  
 ہے اور ہمارے اقتدار میں ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اسکو برقرار رکھیں اور چاہیں تو اسکو شادیک پس ہماری عقل نے  
 ہر کوئی مشورہ دیا کہ اب زمانہ جمالت و ضلالت گزر چکا ہے اس لیے اس خلافت سے سنی کا جو بھی نہیں  
 چاہا جائے ہم نے خلافت کی سند کو اپنے سے دور کر دیا ہے اس لیے ہم حقیقی سلطان ہیں ہم رسول کی آمد و رفت کی تائید  
 کی حرمت کو جانتے ہیں ہر کو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے خلافت کو توڑ کر گویا دین اسلام کی کمر کو توڑ دیا ہے حقیقت میں  
 یہ بات نہیں ہے بلکہ ہم نے مسند خلافت سے حقیقت کو اٹھ کر گویا دین اسلام کو از سر نو بن کر نیا چاہا اور اللہ تعالیٰ  
 ربہد جزو ذوق با و دولت تھی



# نہج مدلول علم السالفتہ اور اہل حق مفید قابل تصنیف

نور انکائی قیمتوں میں زیروست رعایت

۲	النبوة والخلافه تصنیف حضرت شمس العلماء محمد امجد غلام احسن صاحب	۲
۲	صدر الحقین مسئلہ خلافت برائے تھلوی اور عقائد نظر	۲
۲	قابل دید رسالہ ہے اگر برزی ترجمہ بھی شائع ہوگا	۲
۲	الموحد شیعہ قلم شمس العلماء رحمہ اللہ مظلوم صدر الحقین	۲
۲	مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا	۲
۲	ہے غفر بن اگر برزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا	۲
۲	خطاب فاضل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جنت	۲
۲	شمس العلماء مولانا ابیدین صاحب صاحب قبلہ باب	۲
۲	صدر الحقین عنایت کے اصول کا مقابلہ	۲
۲	مسائل الحکم اور اردو ترجمہ منہاج الحکما راجس العلماء	۲
۲	مولانا ابیدین صاحب صاحب دہان رستوں کے	۲
۲	زمہب کی تفصیل اور ان کے خیالات کا رد	۲
۲	یہ بعضی تورات کی پیشگوئیوں سے جواب سالتہا	۲
۲	کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غضنفر	۲
۲	صاحب نمبرہ جناب سلطان العلماء اعلیٰ القہار	۲
۲	روا القناعہ منفسہ جناب مولانا محمد اردو صاحب	۲
۲	مجموع مسئلہ تاریخ پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث روح	۲
۲	وہان کی قدامت کا ابطال آریوں کی باہر ناز	۲
۲	کتا بوجہ شکیست جواب	۲
۲	انسانی قربانی و دیوں کے زمانہ کی انسانی	۲
۲	قربانی از جناب خواجہ غلام احسن صاحب	۲
۲	ویدیت قربانی وید سے قربانی لاہور اور جٹا	۲
۲	خواجہ غلام احسن صاحب	۲
۲	تصدیق رسالت گوتم بدہ کی پیشینگوئیوں سے	۲
۲	جناب ختمی مرتب کی رسالت کا ثبوت از جناب	۲
۲	مولوی ابیدین احمد علی صاحب دہانی بی بی	۲
۲	اسلام انیسٹوڈی لائٹ آف شیخ محمد اگر برزی ترجمہ	۲
۲	شرعیۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب بادشاہ حسین صاحب	۲
۲	بی بی اصول عقائد اسلام کی حقیقت دگر دہا کے عقائد	۲
۲	میں بدست دلائل سے ثابت کی گئی جو جلد پچھلے فیشن	۲
۲	دی رافٹ شپ انیسٹوڈی کیلیفٹ اگر برزی ترجمہ النبوة	۲
۲	والخلاۃ ترجمہ جناب مولوی تقی علی صاحب غلط جلد پچھلے فیشن	۲
۲	دی طریقہ کی آف کر بلا غزادری پر اگر برزی رہاں	۲
۲	تعبیر از جناب امیر علی صاحب لکھنؤ یونیورسٹی	۲
۲	الاعجاز معبرہ کی حقیقت کا انکشاف اور شبہات کو	۲
۲	از جناب مولانا مولوی محمد اردو صاحب مدد مرحوم	۲
۲	المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از	۲
۲	جناب مولانا ابیدین محمد اردو صاحب مدد مرحوم	۲
۲	اسلام مغرب کی نظر میں از جناب منشا حسین صاحب ایم	۲
۲	شرعیۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد و حجت کا دلائل	۲
۲	مذکرہ از جناب مولانا ابیدین محمد صاحب بن کریم المذللہ	۲
۲	شرعیۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل	۲
۲	حصہ دوم جناب سرکار محمد المذللہ	۲
۲	شرعیۃ الاسلام ضخیمہ مترجمہ تعلیق ضروری احکام و دیگر مفید	۲



## عاستد

حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ کی عہد خلافت خاصہ میں آپ کے مخالفین کی تہنیتی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلافات و خاندانی کی جو صورت رونما ہو گئی تھی اُنہیں نظر کر کے اُستنادِ واقف کو تاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذاتِ لہو کوئی صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ ملکہ موجود تھا جو ایک سربراہان میں ہونا چاہیے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لئے فاضل جلیل خباب مولوی سید محمد رفیعی صاحب ذکی پوری تلمیذ حضرت قدس الکاملین مولانا الشیخ محمد ہارون صاحب رحمہ و مغفور ذکی پوری نے اس اگراقتدر سالہ کی ترقیب و تالیف میں محققانہ جدوجہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں یہ سالہ کم نظیر بلکہ عظیم الطیر ہے فاضل مروج نے دین و دنیا اور ان کی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے دستِ نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ نے نظامِ حکومت کی بنیاد جن اہل برہانم فرمائی تھی ان سے بہتر کسی انصاف پیشہ و عدالت شاعر مبدع و ادب میں نہیں آسکتی اور انھیں اصول میں دین و دنیا و دوزں کی فسلح و ذرفی کا ملازم ضمیر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس سالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے دلچز کرنا چاہیے قیمت طاق محصور ایک روپے

لئے کا پتہ

نیچر ال عظیمہ رشتہ ال عظیمین لکھنؤ











هــنـبـیـا لـلـتـا قـوـی و مـو عـظـه لـلـمـنـقـیـنـه  
سودہ آل عمران

# الوہد

نہبہ۔ ایتہامی جون اسم مطابق ناذی الحجۃ محمد مجرم نہ

## فہرست مضامین

نہبہ	مضمون	صفحہ
۱۔ شذرات	مضمون نگار	۲۰
۲۔ مجمع مداد اذہین ایتہامی پر مبنی	جناب زائدین غاضا حنبیری جنرل کٹریری	۲۱
۳۔ ترجمہ فرق مجیدہ ترجمہ صحیفہ کاملہ	جناب مولوی بدیع الرحمن صاحب کٹریری انجمن العلوم	۲۲
۴۔ اسرار خبیث	جناب لانا مولوی کا شیخ فدا حسین صاحب تہذیب	۲۳
۵۔ تبصرہ حجرواخی المعروف بفتاب دافع	میر	۲۴
۶۔ قوم کے نام سرکار صد الشریعہ امت بکاتیم کالمیہ	جناب سرکار صد الشریعہ و است بکاتیم	۲۵
۷۔ مدیہ الوطنین بحکم اسم البلی و موسر کاتیم	میر	۲۶
۸۔ کیا حسین ابن علی کے دینی قابل شیعہ	"	۲۷
۹۔ رولینڈی کا مجرم	جناب سید یرف علیہ صبارینڈی انجمن الیہ	۲۸
۱۰۔ ریاست رولینڈی کا مجرم	جناب لانا مالید ملا حسین صاحب بلشی نسر	۲۹
۱۱۔ مسیح اسلام	جناب لوی الشیخ فدا محمد ریاض	۳۰

## نکتہ کزلا

### جناب مولوی مزیار یوسف حسین صاحب علاقہ پنجاب میں

منہرا جلد ۹ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۳۲۵ء میں جناب ممدوح کی کارگرداری ۱۲ مئی سنہ ۱۳۲۵ء تک کی ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے آج ۱۳ مئی سے آخر دسمبر سنہ ۱۳۲۵ء تک کی کارردائی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

موضع یوسف شاہ ۱۳ اراکیت، ۱۸ مئی سنہ ۱۳۲۵ء تک متبادلے پیشہ ویر ہر ۱۸ مئی سنہ ۱۳۲۵ء کو یوسف شاہ روانہ ہوئے جہاں اُسی روز ایک جلسہ و خط منقہ ہو جس میں ۲ گھنٹہ تک خصوصیات و غیر بیان فرما کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

اس موضع میں شیعہ نسبت زبان آباد ہیں اور برادران اہلنت کی آبادی مختص ہے اسکی علاقہ اور کسی فرقہ کا وجود نہیں ہے شیعہ خادم حسین شاہ صاحب یہاں کے نمبردار ہیں ایک جگہ ہے ایک امام باڑہ ہے وقف مدرسہ کوئی نہیں ہے لہذا تعلیمی حالت واضح ہے ضروریات مقامی میں و خط و تبلیغ کی زبان ضرورت ہے،

سبیل صلیح میان والی مدرسہ کی کو احتتام و خط کے بعد ہی موضع بہل صلیح میان والی میں و اس اگر اسی شکوہ راخاں ہوئے اور کسی سولہ کی کے و نیاب نہ ہونے ہے شب بہر دیاخاں میں بسکر کے صلیح کو بہکر ہے مرد کرتے ہوئے ۲۰ مئی کو موضع سبیل ہوئے گئے ۱۲ مئی کو جلسہ و خط منقہ ہو جس میں ۱ گھنٹہ تک میاں عشرت پرنظر فرما کر حاضرین کو محظوظ و متاثر فرمایا۔

اس موضع میں بجز چند آریوں کے باقی لگ سلمان ہیں جن میں نصیحت پیغم میں اور نصیحتی اور بنیوں میں نصیحت خفی میں نصیحت اہل حدیث، مذہبی حالت اچھی ہے اخلاقی اور مالی حالت متوسط ہے صرف ایک سبک ایک امام باڑہ ہے، ایک انجن بنام انجن اصلاح المؤمنین قائم ہے، وقف مدرسہ کوئی نہیں لہذا تعلیمی حالت واضح ہے و غلام محمد خاں، دوست محمد خاں علی محمد شاہ، محمد حسین صاحبان یہاں کے مشہور حضرات علی پور گھاوان ۱۱ مئی کو جلسہ و خط کے ختم ہوتے ہی فوراً موضع بہکر چلے آئے اور شب وہیں بسکر کے صبح کو وہاں سے روانہ ہو کر علی پور پہنچے جہاں ۲۲ مئی سے ۲۶ مئی تک تشریف فرما رہے اور چار خطبات فرمائے یہاں بستی، شیعہ، مزہبی غرض کہ ہر فرقہ کی طرف سے ایک مشترک جلسہ تھا ہر مذہب کے علمائے گئے تھے ہر روز دو جلسہ ہوتے تھے، جناب واعظ کی پہلی تقریر ۲۳ مئی کو دوسری جلسہ میں ہوئی موضع علی پور اتفاق و اتفاقاً دوسری تقریر ۲۴ مئی کو دوسرے جلسہ میں ہوئی موضع تعلیمات اسلام کے جہان نہیں

آج اثنائے دعطیس ایک قادیانی نے چند اعتراض پیش کیے اور باوجود اسکے کہ اُن کو روکا گیا اور کہا گیا کہ یہ موقع اعتراض کا نہیں ہے مگر وہ ساکت نہ ہوئے بالآخر دو گنٹہ تک مباحثہ ہوتا رہا اور وہ ناکامی کے ساتھ خاموش ہوئے ہمیری تقریر خباب اعظم کی ۲۵ مئی کو دوسرے جلسہ میں ہوئی جس میں موضوع تقریر سیرت نبی تھا جو تقریر ۲۰ مئی کو بعد ظہر وعظ کے موضوع پر ہوئی اور یہ تمام تقریریں کافی اثر سے روشناس ہوئے مگر حاضرین غلط فہمی میں اس دور ان میں کریم بخش صاحب کٹر ٹریڈنگ جینیو نے فرانس کی کہ ایک پمفلٹ مدرسہ الوظلیں کے نام سے نسل مرزا عیون کے پمفلٹ کے تیار کر دیا جائے جسے مدد دے اپنے خرچ سے ایک ہزار کی تعداد میں چھپوا کر شائع کریں گے چنانچہ نوزائیدار کر دیا گیا

اس موضوع میں بھی پھر چند آریوں کے باقی سب مسلمان بن جنہیں شیعوں کی تعداد قریب نصف کے ہوگی۔ مذہبی حالت اچھی ہے اخلاقی اور مالی حالت متوسط ہے ایک سجدہ ہے ایک امام بارہ ہے ایک انجمن بنام اصلاح المؤمنین قائم ہے وقف مدرسہ کوئی نہیں ہے لہذا تعلیمی حالت واضح ہے

شملہ - ۲۰ مئی کو اجتماع وعظ کے بعد ہی بجانب شملہ روانہ ہو کر ۲۸ مئی کی سہ پہر کو وہاں پہنچ گئے ۲۹ جون ملاقات مؤمنین اور پمفلٹ کی کاپی دیکھنے میں گزر گئی ۳۰ جون مطابق یکم محرم ہے ۱۲ جون تک سلسلہ مواظبات جاری۔ امداد اس مختصہ قیام میں ۲۵ جلسہ وعظ کے تینوں اور ہندوستانیوں کے امام باڑوں اور راجہ سیرتوکل حسین صاحب کے صاحبزادے کے جائے قیام اور تمام سنجوئی میں یعقوب علی جتئی ٹھیکہ دار اور غلام ہمدی صاحب جتئی کے مکان اور مقبل اسٹیشن ایک غریب مکان اور کن جا کو پر مرزا آوا حسین صاحب کے مکان اور اہل سنت کی خواہش ہے انکی ایک مسجد پر منعقد ہوئے جن میں موضوعات تقریر اطاعت خدا محبت اہل بیت وجود باری تعالیٰ سیرت نبی شان علی بن ابی طالب اور دیگر ضروری مباحث تھے کسی جلسہ میں ایک گنٹہ سے کم تقریر نہیں ہوئی اور ہر تقریر کافی اثر سے روشناس ہوئی،

۸ جون عاشورہ محرم کا روز تھا جس میں بڑی شان و شوکت سے کم از کم ۸۰۰۰ ہزار آدمیوں کے مجمع کے ساتھ جلوس لاکھ بڑی باڑوں میں گشت کرایا گیا اور خاص خاص مقامات پر چند منٹ توقف کیے کہ تقریریں کی گئیں جن میں تبلیغ کی شان کو بتایا اور سمجھا گیا

یہ مقام بوجہ اپنی شہرت کے محتاج تعارف نہیں ہے موسم گرما میں یہاں کے شیعوں کی آبادی تقریباً ۵۰۰۰ ہو جاتی ہے خفیہ سنی اور اہل حدیث بھی اکثر ہیں قادیانی بھی چند نفر موجود ہیں عیسائیوں اور آریوں کی تعداد کافی ہے تعلیمی اور مالی اور اخلاقی حالت اچھی ہے مذہبی حالت اور مدارجہ کی ہے شیونکی خاص کوئی مسجد نہیں ایک امام بارہ ہے اور ایک انجمن بنام انجمن حیدریہ قائم ہے وقف اور مدرسہ بھی کوئی نہیں



ہر مذہب کے مشنری کام کر رہے ہیں  
 بنی شاہ بالا تحصیل بہاول ضلع سرگودھا - ۳۳ جون کو شملہ سے روانہ ہو کر ۵ جون کو بنی شاہ بالا پہنچے  
 ۲۴ جون تک تشریف فرما رہے جس میں تین جلسہ و خط کے منعقد ہوئے جن میں اطاعت خدا و رسول اور اطاعت  
 ادنیٰ الامر پر تقریر فرمائی اور اسکے علان اکثر حضرات مسائل دریافت کرتے رہے  
 یہاں بچہ شیعوں کے کوئی دو مسافر فرقا آباد نہیں ہے تعلیمی اور اخلاقی حالت اچھی نہیں ہے کیونکہ یہاں  
 کوئی وقف اور کوئی مدرسہ نہیں ہے نہ ہی حالت اوسط ورجہ کی ہے مالی حالت البتہ اچھی ہے دو مسجدیں

ہیں ایک امام بارگاہ ہے  
 چک ۳ ڈاکھانہ چوکی بہاگٹاں والا ضلع سرگودھا - بنی شاہ بالا سے ۲۵ زاریخ روانہ ہوئے  
 اور اُسے روز چک ۳ پہنچے ۳۰ جون تک وہاں تشریف فرما رہے اور ابراہیماء میں تین جلسہ و خط  
 کے منعقد ہوئے جن میں موضوع اطاعت پر تقریر فرمائی،

اس مقام پر شیعوں کی آبادی نسبتہ زبان ہے خفی سنی بہت کم بلکہ کوئی نہیں ہے اہل حدیث اکثر  
 ہیں باقی اور کوئی فرقہ نہیں ہے - مذہبی حالت اچھی ہے تعلیمی اور اخلاقی اور مالی حالت اوسط ورجہ  
 کی ہے ایک مسجد ہے ایک امام بارگاہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں اہل حدیث کے مشنری کام کر رہے  
 ہیں

ضلع سرگودھا - یکم جولائی کو چک ۲ سے سرگودھا پہنچے امام بارگاہ میں قیام کیا پہلے تین روز کے قیام  
 میں صرف ایک جلسہ و خط کا حسب تحریر کیا گیا غلام محی الدین صاحب خزائنچی انجمن جعفریہ الم بارگاہ  
 میں منعقد ہوا جس میں موضوع تقریر شان علی بن ابی طالب تھا،

اس ضلع میں تھینا ۵ شیعہ اور ۱۰۰۰ برادران اہل سنت خفی اور ۵۰۰ اہل حدیث اور ۲۰ قادیانی آباد  
 چند نفر عیسائی آباد ہیں آریوں کی تعداد معلوم نہیں شیعوں میں کربلائی غلام محی الدین صاحب ایک  
 مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط ورجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام باں  
 ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہر مذہب کے مشنری کام کر رہے ہیں

جلال پور سنگیانہ - ۴ جولائی کو سرگودھا سے روانہ ہو کر سنگیانہ پہنچے میاں محمد علی صاحب کے مکان پر  
 تین روز مقیم رہے جس میں تین جلسہ و خط کے منعقد ہوئے ۵ جولائی کو غنا کی حرمت پر ہرچولائی کو ضرورت  
 عمل پر، ۶ جولائی کو قرآن و عترت کے اتحاد پر تقریریں فرمائیں جس سے حاضرین نہایت متاثر ہوئے،  
 اس مقام پر شیعوں کی کل تعداد ۲۰۰ افراد شیعوں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے جن میں صرف ایک

اہل حدیث ہیں اور ماباں سلطان علی، ماباں سرور علی، ماباں عبدالحی، ماباں روشن علی یہاں کے مشہور لوگوں میں ہیں مالی حالت اچھی ہے تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام بارگاہ ہے ایک مدرسہ فرقان ہے جس میں طلبہ قرآن مجید حفظ کرتے ہیں وقف کوئی نہیں ہے

**محکمہ ڈاکخانہ دائری -** جولائی کو جلال پور سے روانہ ہو کر شکوہ بجے محتبہ تشریف لائے ۸ جولائی کو ۱۲ گنتہ طہارت اہلیت پر موعظہ فرمایا

یہاں بھی شیعوں کی کل تعداد ۲۰۰ نفر اور شیعوں کی تعداد بہت زیادہ ہے باقی اور کوئی فرقہ یہاں نہیں ہے شیعوں میں سید سلطان علی شاہ صاحب ایک مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام بارگاہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے، **مرضع حسین شاہ -** ۹ جولائی کو محتبہ سے روانہ ہو کر حسین شاہ تشریف لائے مگر بوجہ بارش کوئی جلسہ منعقد نہ ہو سکا،

اس موضع میں کوئی ۳۰ آدمی شیعہ ہیں اور چند عدد برادران اہلسنت اور ان کے علان اور کوئی فرقہ نہیں ہے سید مرید حسین شاہ صاحب یہاں ایک مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام بارگاہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے

**شاہ پور شہر -** ۱۱ جولائی کو حسین شاہ سے روانہ ہو کر شاہ پور پہنچے اور وہاں ۲۰ جولائی تک قیام پذیر رہے جس میں جلسہ موعظہ کے خاص شاہ پور میں منعقد ہوئے، جن میں طہارت اہل میت پر نہایت مؤثر تقریریں ارشاد فرمائیں۔

اس شہر میں ۲۰۰ شیعہ اور ۴۰۰ حنفی اور ۳۰۰ اہل حدیث آباد ہیں آریوں کی تعداد معلوم نہیں اور ان کے علان اور کوئی فرقہ نہیں ہے شیعوں میں مخدوم سید غلام حیدر شاہ صاحب، سید غلام محمد شاہ صاحب، منبردار، سید غلام شبیر شاہ صاحب مشہور لوگوں میں ہیں، مذہبی حالت اچھی ہے تعلیمی اخلاقی مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں دو مسجدیں ایک امام بارگاہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں، حنفی اہل سنت اور اہل حدیث کے مشترک کام کر رہے ہیں

**حویلی شہانی ڈاکخانہ ساہی وال** پرمقام شاہ پور سے ۱۸ میل ہے ۲۰ جولائی کو شاہ پور سے روانہ ہوئے اور اسی روز وہاں جلسہ منعقد ہوا جس میں ۱۲ گنتہ شان امامت پر نہایت مؤثر تقریر

فرما کر اسی روز شاہ پور واپس آئے

اس بستی کے تمام باشندہ شیعہ ہیں کوئی دوسرا فرقہ یہاں نہیں ہے، تعلیمی اور مذہبی اہلِ اہلی  
حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے  
کوٹلمہ شیرازیاں ضلع جہلم ۲۱ جولائی کو شاہ پور سے روانہ ہو کر کوٹلمہ پہنچ کر ۲۵ جولائی  
کوٹلمہ احمد آباد پیشین ڈو تک مقیم رہے اور اس اثنا میں دو جلسہ و خطا کے ۲۳ اور ۲۵ جولائی  
مکمل راج تحصیل پتہ داو خان کو بڑی جمع کے ساتھ منعقد ہوئے جن میں طہارت اہل بیت پر نہایت  
مؤثر تقریریں ارشاد فرمائیں،

یہاں کی تمام آبادی شیعہ ہے کسی دوسرے فرقہ کا یہاں وجود نہیں ہے۔ سید محمد حسین شاہ صاحب  
اور سید صادق حسین شاہ صاحب یہاں کے مشہور لوگوں میں ہیں۔ مذہبی اور اخلاقی حالتیں اچھی ہیں  
تعلیمی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں شیعوں کی تین مسجدیں ہیں ایک امام باڑہ ہے وقف اور  
مدرسہ کوئی نہیں ہے،

کالاباغ ضلع میانوالی۔ ۲۶ جولائی کو کوٹلمہ سے روانہ ہو کر کالاباغ پہنچے اور دو روزہ کے قیام  
میں دو جلسہ و خطا کے ۲۴ اور ۲۸ جولائی کو منعقد ہوئے جن میں طہارت اہل بیت پر نہایت مؤثر تقریریں  
ارشاد فرمائیں،

یہاں ۲۰ شیعہ، ۵۰۰ خفی اہل سنت، ۳۰۰ اہل حدیث اور چند نفر آریہ آباد ہیں شیعوں میں سید  
صدق حسین صاحب اور سید نواز محمد رمضان صاحب مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اور  
مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک امام باڑہ ہے ایک مسجد ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے، ہر  
مذہب کے مشنری کام کر رہے ہیں،

وانڈھاگلڑان والا۔ ۲۹ جولائی کو کالاباغ سے روانہ ہو کر وانڈھاگلڑان لاکر دو روزہ قیام  
پذیر رہے جس میں دو جلسہ و خطا کے منعقد ہوئے جن میں طہارت اہل بیت پر نہایت مؤثر تقریریں  
ارشاد فرمائیں،

یہاں کل ۱۰۰ نفوس شیعہ اور چند حضرات اہل سنت آباد ہیں اور ان کے علاوہ کسی دوسرے فرقہ کا وجود  
نہیں ہے اور شیعوں میں محمد یار صاحب ٹھیکہ دار نمک تراشی ایک مشہور بزرگ ہیں تعلیمی حالت کچھ  
نہیں ہے مذہبی حالت اچھی ہے اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ایک مسجد شیعوں کی اور  
ایک امام باڑہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے،

علی پور گملوان ضلع منظر گذشتہ ۳۰۰ جولائی کو ڈانہ ماہ سے روانہ ہو کر ۳۱ جولائی کو علی پور پہنچے اور یکم اگست سے یہاں کے سالانہ جلسہ شروع ہو گئے جو ہر روز تین مرتبہ منعقد ہوتے تھے یکم اگست کو پہلے جلسہ میں آیات قرآن مجید ہے شیعوں کے اصول دین دو گھنٹہ کی تقریر میں ثابت فرمایا اور اسی روز کے تیسرے جلسہ میں ہلال قوم پر ۱۲ گھنٹہ تقریر فرمائی ۲ اگست کو دوسرے جلسہ میں نصف گھنٹہ خلافت ائمہ پر تقریر فرمائی ۳ اگست کو پہلے جلسہ میں ۲ گھنٹہ خلافت ائمہ پر تقریر فرمائی جلسوں میں چار چار ہزار آدمی سے کم کا مجمع نہ ہوا تھا۔ جناب داخلا کی تقریریں نہایت وجہ سے سنیں گئیں اور کافی اثر لیا گیا۔

یہاں کل ۲۰ نفوس شیعہ آباد ہیں اور بلوران اہلسنت نسبت بہت زبان ہیں اہل حدیث اہل قرآن کوئی نہیں ۱۰ نفوس قادیانی اور چند عیسائی ہیں ماریوں کی تعداد کافی ہے شیعوں میں سردار پور خان صاحب دیلار سردار رسول بخش خاں صاحب کریم بخش خاں صاحب مشہور لوگوں میں ہیں تعلیمی اور مذہبی حالتیں اچھی ہیں اخلاقی اور مالی حالتیں غنیمت ہیں ایک مسجد شیعوں کی اور ایک امام باڑہ اور ایک مدرسہ اور ایک انجمن بنام انجمن حسینیہ قائم ہے وقف کوئی نہیں آریہ سراج اور جماعت احمدیہ لاہور و قادیان اور اہلسنت کے مشنری بڑی زور سے کام کرتے ہیں

مبارکپور تحصیل احمد پور شرقی ریاست بہاولپور، راکست کو علی پور سے روانہ ہو کر مبارکپور پہنچے یہاں ایک عظیم الشان جلسہ ہونے والا تھا جسکی تاریخیں ۸، ۹، ۱۰ اگست مقرر تھیں جس میں مولانا شبید محمد صاحب اور مولانا سید محمد بطین صاحب بھی مدعو تھے ۹ اگست کو دوسرے جلسہ میں دو گھنٹہ تک جناب داخلا نے طہارت اہل بیت پر تقریر فرمائی جو نہایت مؤثر ہوئی۔

یہاں شیعوں کی تعداد اقل قلیل ہے اور برادران اہلسنت و جماعت قریب ایک ٹلٹ کے آباد ہیں جن میں اکثر اہل حدیث ہیں اور چند نفوس آریہ بھی ہیں ان کے علان اور کوئی فرقہ نہیں ہے شیعوں میں اللہ بچا پاشا صاحب ایک مشہور بزرگ ہیں شیعوں کی ایک قلیل آبادی میں ان کے حالات تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی اوصالی کا اندازہ اگرچہ بہت مشکل ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ انکی کوئی مسجد نہ کوئی امام باڑہ ہے نہ وقف نہ مدرسہ تاہم تنازعہ نہ کہہ سکتے ہیں کہ ان لپے مذہب پر نہایت استقلال ہے قائم ہیں اور اپنے جیسے مشنریوں کے اثر سے متاثر نہیں ہوتے

کھٹاور کلاں ۱۰ اگست کو مبارکپور سے روانہ ہو کر ۱۱ اگست کو کھٹاور کلاں میں منعقد لائے ۱۲ اگست کو جلسہ و خطا منعقد ہوا جس میں ۲ گھنٹہ تک اطاعت رسول پر تقریر فرما کر حاضرین کو متاثر کیا

ڈیرہ اسماعیل خان - ۱۲ راکٹ کو اختتام و فضا کے بعد ہی کماڈرکلاں سے روانہ ہو کر شب کو دریا خاں پہنچے اور ۱۳ کی صبح کو دریا خاں سے روانہ ہو کر پہ پہر کو ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ گئے جہاں ۱۴ راکٹ سے ۲۲ راکٹ تک نعیم رکرواں کے جلسہ سالاد کے دوسرے اجلاس میں صلح قوم اور طہارت الہیت پر اور ۲۲ راکٹ کو محلہ چوڑی گلوں میں موضوع نمکدہ پر نہایت مؤثر تقریر فرمائی (نوٹ) کماڈرکلاں اور ڈیرہ اسماعیل خان کے حالات حسبِ حق ہیں انداز تک کیے گئے،

لکھنؤ کی واپسی - ۲۴ راکٹ کو خباب داغظ کی والدہ مظلہ کی نعت بیاری کا ارہو پنا جیسے ویکٹر ٹرک لکھنؤ سے آئے اور ۲۵ راکٹ سے ۲۸ راکٹ پر سلسلہ نمک زیرِ رخصت ہو کر ہمارا کتوبر کو دورہ پر روانہ ہوئے ضلع سلطانپور یوپی - ۲۹ راکٹ پر کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر سلطانپور تشریف لے گئے اور ۱۹ راکٹ پر صلح و شام دو جلسہ و غلط کے منفرد ہوئے جن میں ہر روز ہر یکے لوگ شرکت کیے صبح کے جلسہ میں ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک ضرورت عمل اور شان الہیت پر نہایت مؤثر تقریر فرمائی جس سے تمام حاضرین متاثر ہوئے اور چند حضرات نے درس کی ادوا کا وعدہ کیا،

میاں کی آبادی کے حالات تو کچھ معلوم نہ ہو سکے مگر عام حالات کا اندازہ کرنے سے معلوم ہو کہ تعلیمی حالت کمزور ہو اور مذہبی اور اخلاقی اور مالی حالتیں اوسط درجہ کی ہیں ہشویوں کی صرف ایک مسجد اور ایک انجمن بنام انجمن عبادتہ قائم ہے مگر لام بارہ اور دقت اور مدرسہ کوئی نہیں ہے تعلیم تبلیغ کی ضرورت ہے،

احمد پور شرفی ریاست بھاو پور - ۲۰ راکٹ پر کو سلطان پور سے لکھنؤ اگر ۲۱ راکٹ پر کو پنجاب کی طرف روانہ ہو گئے اور ۲۳ راکٹ پر کو احمد پور پہنچے ۲۴ راکٹ پر تک نعیم رہے یہاں اُس زمانہ میں غلام الشان جلسہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں جس کی تاریخیں ۲۴ راکٹ پر نہایت ۲۶ راکٹ پر سلسلہ مقرر تھیں مگر وجوہ غلبہ غلظت و ڈاکٹرین یوسلمین بعد اذکثر تشریف لائے ہوئے تھے ۲۴ راکٹ پر کو پہلے جلسہ میں ۱۰ بجے تک خباب داغظ نے خصوصیات اسلام پر تقریر فرمائی جس سے تمام حاضرین نہایت متاثر ہوئے اور بے انتہاء آج سے ۲۵ راکٹ پر کو دوسرے جلسہ میں ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک مہرئی کی شان پر تقریر فرمائی ۲۶ راکٹ پر کو ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک محاسن اسلام پر تقریر فرمائی یہ تقریر اس قدر پسند کی گئی کہ اس دورہ مؤثر ہوئی کہ شب کو پھر خباب داغظ کو مجبور کیا گیا اور مدد دے ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک پہلے اہل بھول کے حلقہ میں تقریر فرمائی جلسہ مذکور میں ہر مذہب کے لوگوں نے کافی اثر لیا اکثر لوگوں کے بعض عقائد تبدیل ہو گئے بعض حضرات نے انجمن موبد العلوم کی مجلس کا وعدہ فرمایا اور کافی تعداد میں

انجن کی کتاہیں فروخت ہو گئیں،

اس مقام پر کل ۲۵ نفوس شیعہ ہیں باقی آبادی کی تعداد معلوم نہیں شیعوں میں حکیم غلام محمد صاحب شرانی اور مولوی رحیم بخش صاحب اچھی شہرت رکھتے ہیں تعلیمی اور مالی حالتیں بہت کم زور ہیں مذہبی حالت اچھی ہے ایک مسجد ہے ایک امام باڑہ ہے ایک انجن بنام انجن صادقہ قائم ہے جس کے سکریٹری حکیم صاحب مذکور ہیں وقف اور مدرسہ کوئی نہیں ہے

ریاست بہاولپور - ۲۷ اکتوبر کو بہاولپور پہونچکر مخدوم غلام عباس صاحب کے پاس ڈاک بنگلہ میں قیام کیا اور موصوف کے معاملہ میں غور و فکر و سعی کرتے رہے

یہ دونوں مقام (احمد پور و بہاولپور) نواب صاحب بہاولپور کی حکومت میں ہیں اور حکام وقت شیعوں سے کافی تعصب برتتے ہیں مگر شیعہ مذہبی رسوم میں آزاد ہیں نصف آبادی یہاں کی حنفی ہے اور دولت اہل حدیث ہیں مدد دے چند عیسائی ہیں اور تقریباً ۱۵ نفوس شیعہ ہیں سید حسن علی شاہ صاحب اور شید علیہ رحیم شاہ صاحب یہاں کے مشہور لوگوں میں ہیں تعلیمی حالت اچھی ہے مذہبی حالت اوسط و جبکی ہے اخلاقی اور مالی حالت اچھی نہیں ہے شیعوں کی کوئی مسجد نہیں صرف دو امام باڑہ ہیں وقف اور مدرسہ بھی کوئی نہیں ہے۔ اہل حدیث اور حنفیوں کے مشتری بے قاعدہ کام کر رہے ہیں۔

ملتان سپرد حرم - بہاولپور سے ۳۱ اکتوبر کو روانہ ہو کر ملتان پہونچے جہاں چار روز کے قیام میں صرف ایک جلسہ و خط کا منفعہ ہوا جس میں شان علی بن ابی طالب پر نہایت خوب تر تقریر ارشاد فرمائی اور تمام زمانہ قیام میں مدرسہ باب العلوم کے متعلق صلاح و شعور رہے مہرتے رہے مولانا سید زبیر العابدین صاحب نے وعدہ فرمایا کہ مدرسہ مذکور جناب سرکار صدر الشریعہ کی سرپرستی میں کہو لا جائیگا اور اسکا نظم و نسق سرکار مدح ہی کے ہاتھ میں رہے گا۔

اس قدیم شہر میں ایک ثلث شیعہ ایک ثلث حنفی ایک ثلث اہل حدیث ۱۰ نفر اہل قرآن چند خادمانی جناب علی آباد ہیں آری کوئی نہیں، اسماعیلی فرقہ کی تعداد متقول ہے

مخدوم حسین بخش صاحب مخدوم حسن بدست صاحب مخدوم مرید حسین صاحب مشہور حضرات ہیں تعلیمی حالت اچھی ہے مذہبی حالت اوسط و جبکی ہے اخلاقی اور مالی حالت اچھی نہیں ہے مسجدیں صرف پانچ ہیں اور امام باڑہ کافی تعداد میں ہیں مدرسہ باب العلوم کا افتتاح زیر غور ہے، انجن خیاب الشیعہ قائم ہے، ہر مذہب کے مشتری کام کر رہے ہیں؛

جلالپور سپر الا ضلع ملتان شہر ملتان سے ۱۴ نومبر کو روانہ ہو کر جلالپور تشریف لے گئے  
۱۷ نومبر کو خباب مولوی جواد حسین صاحب مبلغ مدرسۃ الودعین بھی وہاں پہنچے اور باہمی مشورہ  
سے طے پایا کہ اگر دیوان صاحب مدرسہ کی امداد کریں تو مولانا سے موصوف علی پور اور جلالپور دونوں  
مقاموں پر کام کریں۔ ۲۰ نومبر کو نماز جمعہ کے بعد ضرورت علی پر مختصر سامعہ منعقد ہوا، ۲۱ نومبر کو بعد نماز  
جمعہ پانچ گھنٹہ تک شان علی بن ابی طالب پر تقریر فرماتے رہے جو نہایت وجہ سماعت کی گئی،  
اس مقام پر شیعوں کی تعداد اقل قلیل ہے اکثر آبادی حنفی اہل سنت کی ہے باقی آبادی  
اہل حدیث کی ہے دیوان محمد غوث شاہ صاحب تہجان نشین ہیں تعلیمی حالت کچھ نہیں نہ سہی اور  
اخلاقی اور مالی حالتیں معمولی ہیں، دو مسجدیں ہیں ایک امام باڑہ ہے، وقف اور مدرسہ کوئی نہیں  
اہانت اور اہل حدیث کے شرعی کام کر رہے ہیں،

دوران قیام میں متعدد اہل سنت نے تشریف لاکر اعتراضات کیے جنکے ثانی جوابات  
دیئے گئے اور ان حضرات سے جواب الجواب بن نہ پڑا کر آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے اور پھر نہ آئے  
ریاست بھاو لیور۔ ۱۵ نومبر کو جلالپور سے واپس ہو کر پھر بھاو لیور تشریف لاکر دو ایک بجھ  
میں مخدوم غلام عباس شاہ صاحب کے پاس قیام فرمایا اور دو دن کے قیام میں معاملہ مذکور کے  
بے امکانی سمجھ کر رہے

ہاں آجکل متنی شیعہ میں سخت فساد ہے اور مقدمات حکام تک پہنچ چکے ہیں

علی پور گملواں ضلع مظفر گڑھ۔ ۱۸ نومبر کی شب کو بھلا پور سے روانہ ہو کر علی پور تشریف  
کے گئے۔ ۲۰ نومبر کو شب کے وقت سردار رسول بخش خاں صاحب کربلائی، شہید کی دوتخانہ پر  
پانچ گھنٹہ منعقد فرمایا۔

ریاست بھاو لیور۔ علی پور میں منعقد حتم کر کے اسی شب کو صبح سے پہلے روانہ ہو کر ۲۲ نومبر  
کو پھر بھاو لیور تشریف لائے اور معاملہ مذکورہ کے لئے کافی سمجھی فرمائی جس سے کامیابی کی امید  
معلوم ہوئی ہے

ڈیرہ غازی خاں۔ ۳۰ نومبر کی شب کو بھاو لیور سے روانہ ہو کر ڈیرہ غازی خاں پہنچا اور پھر  
تک تشریف فرما رہے یکم دسمبر کو پانچ گھنٹہ شان امامت پر منعقد فرمایا اور اسی روز شید غلام سوار  
شاہ صاحب صدقین خباب الشیعہ کے دوتخانہ پر ایک گھنٹہ شکریہ منعم پر تقریر فرمائی،  
ہاں ۷۰۰ شیعہ ۲۰۰ حنفی ۲۰۰ اہل حدیث و قادیانی آباد ہیں اور انکے علاوہ کئی فرقہ کی

قداد معلوم نہیں ہو سکی شیعوں میں قاضی محمد بن شاہ صاحب، قادر واد خان صاحب سکویٹھی  
انجنیہدریہ، خواجہ عطا حسین صاحب مشہور حضرات ہیں تعلیمی اور اخلاقی حالت معمولی ہے  
مذہبی حالت اچھی ہے ابلی حالت خراب ہے دو مسجدیں ہیں دو امام باڑہ ہیں ایک ۸۰ رسہ جیدریہ  
قائم ہے وقت کوئی نہیں ہے خفی اور اہل حدیث اور قادیانی اور آریہ شری کام کر رہے ہیں  
قائم والا دکانچانہ چوٹی طحلیج ڈیرہ غازی خاں - ۳۰ دسمبر کو ڈیرہ غازی خاں ہے روانہ  
ہو کر قائم والا تشریف لے گئے اور ۵ دسمبر تک سردار خاں محمد خاں کو رسہ ذیلیہ کے عمان رہے  
۴ دسمبر ملاقات مومنین اور تذکرہ مسائل میں گزری ۵ دسمبر یوم ولادت امیر المومنین میں بڑی  
شان سے جلسہ منعقد ہوا ہمیں خواب آئے تھے! آگندہ خطبت بیت اللہ پر تقریر فرمائی۔ پہرہ و سبکو  
دوسرا جلسہ منعقد ہوا ہمیں! آگندہ شان ولادت و عظمت مولود پر نہایت مؤثر تقریر فرمائی اور چونکہ  
تقریریں پنجابی زبان میں کی گئیں لہذا سب بھکر اٹھے اور مسرور ہوئے،

یہاں کی اکثر آبادی شیعہ ہے حضرات اہل سنت قلیل ہیں اور تھوڑے سے آریہ ہیں سردار خاں  
محمد خاں سردار دوست محمد خاں صاحبان یہاں کے مشہور حضرات ہیں ادب حاجی دزار دہاں  
اور علاقہ بھر کی روشنی کے موجب ہیں شیعوں کی تعلیمی حالت اوسط درجہ کی ہے مذہبی حالت  
بہت اچھی ہے تعلقاتی حالت بھی اچھی ہے ابلی حالت بہت درست ہے ایک مسجد ہے ایک امام  
باڑہ ہے وقت و در رسہ کوئی نہیں و

موضع بندہ وانی - ۲۰ دسمبر کو اس موضع میں ہو چکر ضرورت شکریات خدایہ موعظہ فرمایا  
یہ موضع قائم والا سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے جس میں شیعہ بہت کم اور سنی بیشتر آباد ہیں  
اور انکے علان اور کوئی دوسرا فرقہ نہیں ہے علی خان بلوچ یہاں کے مشہور بزرگ ہیں تعلیمی اور  
مذہبی اور اخلاقی و مالی حالت بھی قابل ذکر نہیں نہ کوئی مسجد ہے نہ امام باڑہ ہے نہ وقف ہے  
نہ مدرسہ ہے

قائم والا کی واپسی - ۸ دسمبر کو قائم والا واپس آئے کج بچہ ذکر مسائل کے کوئی موعظہ نہیں  
ہوا اگر ایک سنی المذہب جس پر قادیانی کافی اثر ڈال چکے تھے اپنے شکوک سے کچھ صراط منقیم  
کار سر ہو گیا جسکو تیس رسالہ بلا قیمت دیے گئے،

کوٹ جلیٹ - ۹ دسمبر کو قائم والا سے روانہ ہو کر بستی میموری میں تشریف لائے لیکن یہاں کے دیگر  
ذاکرین کی حواندگی میں تاخیر ہو جانے سے کچھ ارشاد نہیں فرمایا اور اُس وقت وہاں سے کوٹ جلیٹ روانہ



ہو گئے لیکن وہاں بھی دیر میں پہنچنے سے دوسری روز کے بڑے موقع ملتی رہا اور ۱۰ دسمبر سے ۱۴ دسمبر تک ۴ موقع طہارت الہییت پر ارشاد فرمائے اور علان اسکے ایک مزارعی ڈاکٹر اور بعض خیرات الہنت نے کچھ اعتراضات کیے جنکے ثانی جوابات دیے گئے اور انکو جواب ابواب کی جرأت نہ تھی۔  
میسوری میں شیعہ بہت کم اور الہنت بلند زبان ہیں دیگر فرقوں کا حال معلوم نہیں تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی و دینی حالات بھی نامعلوم ہیں ایک مسجد ہے ایک امام بارگاہ ہے وقف و مدرسہ کوئی نہیں ہے،

کوٹ جٹھ میں ۵ شیعہ ہیں سنی نسبت زبان ہیں کچھ اہل حدیث بھی ہیں اہل قرآن کوئی نہیں صرف ۳ شخص قادیانی اور چند اشخاص آریہ ہیں شیعوں میں سید طاہر حسین شاہ اسٹر غلام حسین مکن شاہ صاحب مشہور حضرات ہیں تعلیمی اور اخلاقی اور مالی حالتیں معمولی مذہبی حالت اوسط درجہ کی ہے ایک مسجد ہے ایک امام بارگاہ ہے وقف و مدرسہ کوئی نہیں الہنت اہل حدیث مزارعی اپنے اپنے مشرکیوں میں مصروف ہیں مگر شیعوں پر کوئی اثر نہیں بلکہ جو لوگ پہلے مخفی تھے انھوں نے بھی اپنے مذہب کو ظاہر کر دیا اور بعض مناظر و نہیں شیعوں کی کامیابی انکی تقویت کا باعث ہو گئی۔

موضع حسامہ - ۱۵ دسمبر کو کوٹ جٹھ سے روانہ ہو کر موضع حسام میں تشریف لائے اور ۱۶ دسمبر تک سید امیر حسین شاہ صاحب کے مکان رہے ۱۶ دسمبر کو وقت پہر چلے منعقد ہوا جس میں دو گھنٹہ زبان پنجابی میں قرآن دالہییت پر تقریر فرمائی حاضرین نہایت متاثر ہوئے،

اس موضع میں صرف دو شخص شیعہ ہیں باقی حضرات الہنت و جماعت ہیں اور انکے علاوہ اور کوئی فرقہ نہیں ہے تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی حالات کا اندازہ بھی بوجہ قلبت کچھ نہیں ہو سکتا صرف ایک مسجد اور ایک امام بارگاہ ہے وقف اور مدرسہ کوئی نہیں،

کوٹ جٹھ کی دالسی - اختتام و خط کے بعد ۱۰ دسمبر کو موضع حسام سے پہر کوٹ جٹھ کو واپس آکر ۲۰ دسمبر تک قیام پذیر رہے اور اس اثنا میں دو جلسہ و خط کے بیان معراج کے لیے منعقد ہوئے پہلا جلسہ ۱۸ دسمبر کو وقت شب منعقد ہوا جس میں کافی آرائش اور چراغاں کیا گیا اور خطاب داغی نے ایک گھنٹہ معراج پر تقریر فرمائی۔ دوسرا جلسہ ۱۹ دسمبر کو سہ پہر کے وقت منعقد ہوا اس جلسہ میں بھی پانچ گھنٹہ

معراج پر تقریر فرمائی اور قرآن مجید اور فلسفہ سے اسکا ثبوت دیا حضرات الہنت بھی تشریف فرما تھے اور مزارعی بھی موجود تھے جنکی کافی روکی گئی مگر باوجود اعلان کسی کو اعتراض کی جرأت نہیں تھی ہزارہ ۲۱۰ دسمبر کو کوٹ جٹھ سے روانہ ہو کر ہزارہ تشریف لائے اور دو روز قادیان خاں

صاحب بنبردار کے دولت خانہ پر قیام فرمایا، ۲۲ دسمبر کو جناب موصوف نے جلسہ وعظ منعقد کیا جس میں پانچ گھنٹہ عبادت کی ضرورت اور اہلبیت و اول کی عبادت پر تقریر فرمائی جس سے اہل سنت نہایت متاثر ہوئے

اس بستی میں صرف ایک گمراہ صاحب موصوف کا شیعہ ہے باقی حضرات اہل سنت ہیں ان کے علاوہ کسی فرقہ کا وجود نہیں ہے خالص صاحب موصوف کی تعلیمی اور مذہبی اور اخلاقی و مالی حالتیں آپ کے ہاں ملوازی اور باصرار جناب داغظ کو طلب کر کے جلسہ وعظ منعقد کرنے سے واضح ہیں لیکن بایں ہمہ نہ کوئی مسجد چرہ امام بارگاہ نہ کوئی وقف ہے نہ مدرسہ۔

جام پور۔ ۲۳ دسمبر کو ہزارہ سے روانہ ہو کر جام پور شریف لے گئے یہاں ۲۴ دسمبر کو جلسہ ولادت باسعادت امام حسین علیہ السلام منعقد ہوا جس میں پانچ گھنٹہ حضرت کے حالات ولادت اور فضائل بیان کیے گئے۔

۲۵ دسمبر کو دوسرا جلسہ منعقد ہوا جس میں ایک گھنٹہ طہات اہلبیت پر تقریر فرمائی۔ ان جلسوں کے علاوہ ہر مذہب کے حضرات کافی تعداد میں آتے رہے اور متاثر ہوتے رہے جبکہ نتیجہ کچھ نہ کچھ ظاہر ہو کر رہے گا۔

اس موضع میں تقریباً ۲۰ نفوس شیعہ ہیں باقی حضرات اہل سنت ہیں جن میں اکثر اہل حربہ ہیں قادیانی اور عسائی

اور آریہ ممدود سے جند میں اہل قرآن کوئی نہیں شیعوں میں سید غلام حسن شاہ محمد خاں پٹواری مسٹر فتح محمد صاحبان شہو حضرات ہیں تعلیمی حالت کمزور مذہبی حالت اچھی ہے اخلاقی اور مالی حالت اوسط درجہ کی ہے ایک مسجد ہے ایک دفعتی کربلا ہے ایک انجمن بنام انجمن عباسیہ قائم ہے جس کے حالات کچھ اچھے نہ تھے جناب داغظ نے آٹھائے وعظ میں اُس کے قائم و برقرار رکھنے اور اُسکی اعانت و امداد کرنے کی تحریک فرمائی اور اُس وقت اُس کے لئے کچھ چندہ بھی فراہم ہو گیا مگر نہ کوئی نہیں۔ اہل سنت اہل حدیث مرزائی آریہ سب مشنری کام کر رہے ہیں لیکن شیعوں پر کوئی اثر نہیں ہے۔

بستی علی شاہ۔ ۲۶ دسمبر کو جام پور سے روانہ ہو کر علی شاہ تشریف لائے ۲۸ کو مقامی ضروریات انجام دیے ۲۹ دسمبر کو جلسہ وعظ منعقد ہوا جس میں قرآن مجید اور شان اہلبیت پر دو گھنٹہ پنجابی زبان میں تقریر فرمائی

اس بستی میں اکثر حضرات شیعہ ہیں اور اہل سنت اور اہل حدیث تو بڑے توڑے ہوئے ہیں۔ ان کے

علاقہ اندکھی فرقہ کا جود نہیں ہے۔ حاجی سلطان عالم شاہ صاحب کربلائی و مشہدی میاں کے شیوخین شہور بزرگ ہیں تعلیمی اور مذہبی و مالی حالتیں کچھ معلوم نہیں ہو سکیں جو کچھ بھی ہوں مگر پھر بھی ایک سمجھ ہے وہ امام بارہ میں جہیں ہے ایک دفعہ مدرسہ کو بھی نہیں ہے اس علاقہ کے لوگ اگرچہ پہلے بالکل بے حس اور بے عمل تھے مگر جناب واعظ کی تقریروں سے احساس بھی پیدا ہوا اور مال بخل ہو گئے اور ایک مولوی صاحب جود و سروری بستی سے آئے مجھے صراط المستقیم حق شناسی تک پہنچائے،

جناب مولوی محمد تقی علی صاحب واعظ حیدری حبیب آباد کوکن میں جناب ممدوح ایک عرصہ سے جوان تھاکر کشیش درتہ الاخیلین کے لیے حیدر آباد میں کر رہے ہیں اور جس سرگرمی سے فرائض تبلیغ ادا فرما رہے ہیں وہ گزشتہ نمبروں میں درج ہو کر ملاحظہ و ناظرین سے گزر چکی ہیں۔ حال میں جو ازہ اطلاعات حیدر آباد سے وصول ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مدنی کلاٹر پوتا فیوٹا بڑھتا جاتا ہے اور تمام اکابر و علماء اکی کابی قدر دانی فرما رہے ہیں اور سر کی ہڈی میں ہلکانی کو کشیش کے لیے آمان ہیں چنانچہ رجلائی سلسلہ کو ایک جلیلہ و عظاما علیا نواب مرین جنگ بہادر ایم اے، ال ال ڈی، کے سی ایس ای، سی ایس آئی صدر المہام صرف خاص ہوا گزشتہ ایجنس حضور نظام خلافت ملکہ و سلطانہ کے دو نقاد پر انہماک غفلت و شوکت سے بڑے اعلیٰ پیمانہ پر منفرد ہوا جو اپنی نوعیت میں سوزین و کھپے پر سے پہلا جلیلہ تھا ہر محلہ کے اعلیٰ افسر اور سرکاری اور منتخب جاگیردار اور بعض بھدوین صاحبان مثلاً نواب لطف الدولہ بہادر، نواب میر الدین بہادر نواب سرسار جنگ بہادر، سر کبر حیدری، حجامان بیکوٹ، ممبران کونسل، علماء اہل سنت و جماعت و اہل سنی و اہل اہل عربی و فارسی و اردو، حکام ضلع کوکووال شہر، افسرین فوج، مشرک اسکرپٹور، ممبر مشرک اپنڈ اعلیٰ پروڈنسیز، انگریزی عثمانیہ یونیورسٹی غرض کہ ہر طبقہ کے معزز اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کو دعوت دی گئی تھی،

## جگہ کی آوازش

شاہی خیمہ نصب تھا جگہ نصف حصہ میں جلسہ تھا نامعین کی نشست کے لیے کرسیاں بچائی گئی تھیں وسط میں جناب صدر اور جناب واعظ کے لیے ایک پر تکلف تخت بود کر ہیاں رکھی ہوئی تھیں، خیمہ کے دوسرے نصف حصہ میں پشت کی جانب چادر پاتی کے واسطے میزیں اور کرسیاں

نہایت تکلف سے آراستہ تھیں، عورتوں کے لیے بڑے ہیں بیچکر کپڑے کے لیے علیحدہ غیمہ نصب تھا اور بچی میں انکے لیے چار پانی کا بندوبست تھا،

## جلد کا آغاز

پہلے بجے سے ہمانوں کی آمد شروع ہوئی سرزمین جنگ بہادر ہمانوں کا استقبال کر کے جلسہ گاہ میں لا کر بٹھاتے تھے چونکہ موڑوں کی کثرت تھی اسوجہ منہ دو بیٹے تھے اور ہر موڑ اپنے مقام پر باقاعدہ تاعین کرتا تھا،

۵ بجے سرزمین جنگ بہادر نے سر ہمارا جسہ میں السلطنت بہادر کو صدارت کے لیے تجویز کیا اور مولوی صاحب مدرج پلیٹ فارم پر طلب کیے گئے،

## مولوی صاحب مدرج کی تقریر خلاصہ

آپنے اسلام کی قدامت اور اس کی رواداری پر ایک مبسوط و مفصل تقریر میں واضح فرمایا کہ اسلام تمام بنی نوع انسان کو رواداری اور دفع اختلافات کی تعلیم دیتا ہے اور جیسے رواداری کی تعلیم اسلام نے دی ہے ویسے تعلیم دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دی۔

آپنے یہ بھی فرمایا کہ تمام انسانی برادری دو حصوں میں منقسم ہو سکتی ہے پابندان مذہب اور لامذہب پابندان مذہب چاہے اپنا کچھ نام رکھیں لیکن اگر ان مسلم نہیں تو ہرگز پابند مذہب نہیں ہیں اس لیے کہ جو کوئی خدا سے بزرگ و بزرگو اپنا خالق و خالق بنے اور اس کے حکم کی تعمیل کے واسطے آقاؤں نہیں ہے ہرگز پابند مذہب نہیں کہا جاسکتا بلکہ ایسا شخص باغی ہوگا اور اگر ان کو تعمیل حکم باری کے لیے تیار ہے تو ان کو مسلم ہے اور بس۔

اسلام جہد مذہب نہیں ہے مخالفین اسلام نے اسکی عمر کل تیرہ سو سال کی بتا کر اپنی دعاوی پیش کر دیے حالانکہ ان میں سے ہمیشہ سے ہوا ہمیشہ رہے گا۔ اول بشر حضرت آدم ابو البشر ہیں جن کے مختلف نام مختلف مذاہب نے اپنی اپنی زبان میں رکھے ہیں اگر یہ مسلم نہ تھے تو قدرت کا لہ اسیہ رحمت اتا ہے کہ پہلا ہی نقش مخالف حکم بنایا آج حضرت آدم موجود نہیں ہیں جن سے ان کا مذہب دریافت کیا جائے اور کوئی صحیح ماریج بھی اس زمانہ کے لوگوں کی نہیں ہے جس سے کچھ پتہ چلے کہ آدم کا مذہب کیا تھا مگر اسلام کے پہلو ہوں برس بعد حضرت نوح ؑ کہتے ہوئے تشریف لاتے ہیں و امرت ان اکون

من المسلمین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح سے پہلے مسلمین موجود تھے۔ اگر دنیا کا کوئی تاریخ دان حضرت آدم کا مذہب اسلام کے سوا کچھ اور بیان کرنے کی جرأت دکھتا ہو تو وہ تکلف بیان کرے میں اسکی تاریخ دانی کی قدر کرتے ہوئے بے چہرہ و جہالتیم کروں گا لیکن آدم کو ابراہیم اور خیران کو انکو مخالفت کنندہ باری تعالیٰ اتنا صریح نادانی ہے لہذا حضرت آدم کو مسلم ماننا بڑے گامیری اس دعویٰ کی تائید ذیل کے آیات قرآن مجید سے ہوتی ہے:-

ان الله اصطفى آدم ونوحا و ابراہیم  
ذال عمران علی العالمین ۛ

چونکہ خداوند عالم نے اپنے تمام مخلوقات کو اپنی اطاعت و فرماں برداری کے واسطے خلق فرمایا اور ہم مخلوقات سے مخصوص لوگ منتخب فرمائے لہذا حضرت آدم اور حضرت نوح اور آل ابراہیم والی عمران قیثنا مطیع و فرماں بردار یعنی مسلم تھے،

ربنا و اجعلنا مسلمین لك ۛ  
بروز و کار اہم دونوں باپ بیٹوں کو اپنا مسلمان

یہ دعا حضرت ابراہیم کی ہے جو حضرت ابراہیم و اسماعیل دونوں کو دعویٰ دار ملامت ثابت کر دیتی  
انکنتم مسلمین ۛ  
حضرت موسیٰ اپنی قوم سے کہہ رہی ہیں کہ اگر تم مسلمان ہو تو میرا کھانا مانو ۛ

واشھد بانا المسلمون ۛ  
حضرت عیسیٰ اپنے حواری سے مدد طلب کرتے ہوئے  
فرماتے ہیں کہ میرے اسلام کا گواہ بنا،

وانا اول المسلمین  
حضرت یحییٰ کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں پہلا مسلمان  
آیات مذکورہ بالا بتاتے ہیں کہ جتنے انبیاء و اربابان قوم خدا کی طرف سے دنیا میں آئے  
و سبکے سب مسلم تھے ۛ

اب رہی رواداری تو اسکا بھی جو سبق اسلام نے دنیا کو سکھایا ہے وہ اظہر من الشمس ہے خداوند  
عالم ارشاد فرماتا ہے:-

واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئاً والوالدین  
اور خدا ہی کی عبادت کرو اور کسی شے کو اسکا شریک نہ کرو  
احسانا و بنی القربی و البنی و المسلمین  
اور ماں باپ اور قرابت و رمل اور یتیموں اور محتاجوں  
والجاری القربی و الجار الجنب و الصاحب  
اور رشتہ دار پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور اپنے

بالجنب وابن السبیل والملتک اپنے مصاحبوں اور مسافروں اور اپنے لونڈی  
ایمانکم ان الله لا یحب من کان فلانوں کے ساتھ ٹکی کر دلا بشہ اللہ متکبران اور  
نمنا لا فخر مآہ - شئی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اس آیت پر دختر گامقہد حضرت خنی مرتبت کا عمل تاریخ عالم میں آپ ہی اپنی نظر ہے مسلمان  
فارسی کا نا اور صاحبزادہ کو رد ہوا اور خباب معصومہ کو معصومہ آسیا سانی پاکر پھینکا کہ آپ کی کنیز  
نفسہ کہاں ہے اور معصومہ کا یہ جواب کہ آج اس کا یوم راحت ہے جبکہ اسلام کی رواداری کو ثابت  
کر رہا ہے وہ کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے، ہلام کسی کے حل کو کم دعویٰ کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

ان الذین امنوا والذین  
ہادوا والنصارى والصابین من اور نصرانی اور لادھب ہیں ہیں بجا اللہ اور یوم  
امن بالله والیوم الآخر وعمل صالحا آخر پر ایمان لایا اچھے عمل کیے ان سب کا اجر ان کے  
فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف ربکے پاس ہے اور انہر کوئی خوف و ہراس نہیں  
علیہم ولا هم یحزنون ۵ ہے۔

الغرض یہ تقریر منبیط تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی اور کمال توجہ سے سنی گئی اور دوران تقریر  
میں ہر طرف سے پسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ حاضرین میں بعض حضرات ایسے بھی تھے جنہیں معلوم  
نہ تھا کہ ہندوستان میں کوئی اور مہارتہ الاغٹیں بھی ہے ان حضرات نے مہارتہ الاغٹیں کو اس  
امر پر مبارکبادی کہ اس نے مولوی صاحب مدوح سے دغبطا کوئی حسن اسلام واضح کرنے کی خدمت  
پر اہم کر کیا ہے

## جناح صدر کی اختتامی تقریر

مولوی صاحب مدوح کی تقریر کے قلمندہ جناب صدر نے حاضرین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ  
آپ حضرات نے تو شاید کبھی کوئی ایسی تقریر نہ ہو کر میں نے تکلف کھتا ہوں کہ میں نے کبھی ایسی پہل تقریر  
نہیں سنی۔

## مولوی صاحب کا شکریہ

اختتامی تقریر کے بعد جناب مولوی صاحب مدوح کا شکریہ ادا کیا گیا اور تمام اعلیٰ فہلین و امراء

روئے خانہ ممدوح کے پاس آکر انہما رسترت کیا اور مہاراج بہادر نے فی البدیہہ شیخ نظر نوادر  
تمام خاضرین کو سنایا:-

کیا خوب کہا تھا علی نے اسے شاد اسلام جو سچ پونچھو رواداری ہے  
دوسرے روز ایک گرامی نامہ ہمارا جب بہادر کا خباب مولوی صاحب ممدوح کو باں الفاظ  
وصول ہوا:-

جناب! انا مولوی قاعلی حجازی علیہ السلام علیکم کل کی تقریر آپ کی تمثیل میں کل کا مجمع اتفاق  
سے ایسا تھا کہ سب خدا کے سامنے دلے تھے اگر ایسے بھی ہوتے جو نواز باندہ نہ ہوتے تو یقیناً  
خدا کے فائل ہو کر اس محفل سے بزواست کرتے۔ اس تقریر نے فی البدیہہ دوسرے کے تھے جھک کر اپنے  
سنا تھا ہاں ہے مکان آکر ان مصرعوں پر دوسرے اور چپاں کر دیے۔ اور اسکے علان ایک ربائی  
اس مضمون پر اور لکھی ہر دو درج ذیل ہیں:- یقین ہے کہ پسند کریں گے،

بیانی

ایمان ہمارا طاعت باری ہے انکار کرے کوئی تو ناری ہے  
کیا خوب کہا تھا علی نے اسے شاد اسلام جو سچ پونچھو رواداری ہے

ایضا

مسلم ہے دی بس جبے فرماں بہادر کافی ہے وہی کس جو اس سے انکار  
ہفتاد و دو دولت کے یہ جھگڑے عین توحید کالمے شام ہے کافی ہستار  
اسید ملک یقین ہے کہ ابھی چند جلسہ اسطرح کے منعقد ہوں گے، زوابعثان یا دارالولہ بہادر نے  
مدرسہ جاگیر دہان اور فوجی مدرسہ میں تقریر کا وعدہ لیا ہے، زوابعثان یا دارالولہ بہادر نے  
جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے جس میں صاحب ریڈیٹ بہادر صدارت فرمائیں گے اور دیگر فری  
میں تقریر ہوگی۔ زوابعثان یا دارالولہ بہادر بھی آئیں ہوسکتے ہیں اور خباب مولوی صاحب ممدوح مدرسہ  
کے کام کو آگے بڑانے کی انتہائی جدوجہد فرما رہے ہیں جلسہ دار تقریر و نکتہ علاوہ پرائیوٹ  
مجموعہ نہیں بھی تبلیغی فراغ کو نہایت خوبی سے ادا کر رہے ہیں اور اعتراضات کے جوابات اس  
خوبی سے دے رہے ہیں کہ معترض کو جواب انجواب کی جگہ نہیں ہوتی۔

حق یہ ہے کہ جناب واغطا ممدوح کی ان تھک کہ کشیشیں اکبر انہما کی شکریہ کا مستحق ثابت  
کر ہی ہیں ہم آپ کی ان جان توڑ نعتیں پڑھو ص مبارکباد دیتے ہیں (ناخیزید)

# جمع خرچ سترا و خطین لکھنؤ بابت اول اپریل ۱۹۳۱ء

آمدنی

الاعاء

صداقت

۳۳

بقایا آخر مارچ ۱۹۳۱ء

آمدنی ماہ اپریل ۱۹۳۱ء

مستقل

کورٹ سرائیل گوجرانوالہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

غیر مستقل

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ

عالمیاب سکریرضا صاحب بن افضل المسلمین شملہ



- عالمجناب شمس الدین صاحب مہیا ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب سید بخش صاحب فرشتی ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب آغا علی احمد صاحب کنسٹبل علی پور ع  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب بدر الدین صاحب سید کر ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب سید ابن حسین صاحب سید کر ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب چودہری خاں عید صاحب کٹ بہاگا ص  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب سائمن حیات حسین صاحب سولنگر ص  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب ملک شاہ صاحب سولنگر ضلع ع  
گوجرانوالہ ع  
عالمجناب خاتم حسین شاہ صاحب سولنگر ضلع ص  
گوجرانوالہ ع  
عالمجناب لکبر شاہ صاحب سولنگر ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب نواب صاحب سولنگر ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب لال دین صاحب زرگر سولنگر ع  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب سید غلام صاحب بستی شاہ حملن ع  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب خدا بخش صاحب عرب سولنگر ع  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب شیخ لال دین صاحب سولنگر ۲  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب حاکم شاہ صاحب سولنگر ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب بہکم داد صاحب مولی سولنگر ع  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب غلام حسین صاحب سولنگر ع  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب منشی افتخار صاحب سولنگر ۸  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب اسماعیل شریف صاحب سولنگر ۸  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب شیخ کرم دین صاحب کلیاں لہور  
والا ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب بکت علی شاہ صاحب جعفری ع  
ضلع گوجرانوالہ ع  
عالمجناب سردار شاہ صاحب دو برجی ضلع ص  
گوجرانوالہ ع  
عالمجناب بخش حسینی تانگہ ضلع کابل پور ص  
عالمجناب میر ابو علی صاحب انیارہ ص  
عالمجناب حاجی حسین صاحب ہٹ کوریکو ع  
حسین آباد مبارک لکھنؤ  
عالمجناب نواب نواز علی شاہ صاحب لاہور  
عالمجناب تیر تھنی حسین صاحب سورنیاں ع  
ضلع بنی  
عالمجناب مقصود حسین صاحب کٹیری انجن ع  
اکراہ  
عالمجناب سید محمدی حسین صاحب بن آباد ع  
جیلان ضلع پلاسون

## آمدنی متفرقات

واپسی زاد سفر واعظ از مولیٰ اطہار العہ

محبت صاحب

واپسی رقم درج شدن

۱۰۰

قرض از اہل آب و بنیک بمذلیہ ریات العہ

عالیجناب بخش حسین صاحب ہزارچ

عالیجناب سرور عبدالصمد خاں صاحب شہادہ للوہ

بذریعہ مولیٰ عدیل خضر صاحب

عالیجناب سید نیر حسین صاحب بمکونسل لہ از عہ

۱۱۲

۱۱۲

## آمدنی شجعات

انجمن موبہ العلوم

الواعظ

مسلم ریویو

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

مختارہ لازمین

ذات کف تعلیم

دارالافتاء

مشاہیر و غلبین

سفر خرچ

کتنجانہ

عمارت

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

الحسن مؤيد العلوم  
الراغب

امام  
مسلم روي

لما عر  
منه ان  
صلى  
۹/۲

تت

اعلام  
۹/۴

سيد عاشق حسين سيد كلرك مدرسه الاعظمين لکهنه  
مرزا عابد حيدري زيري جنل سکر کري سيد الاعظمين لکهنه

جمع خرج مدرسه الاعظمين لکهنه بابت ماهي ۱۹۳۱  
آردني

اعلام  
۹/۴

تقريباً آخر ابريل ۱۹۳۱  
آردني ماهي ۱۹۳۱

مستقل

عاليجناب سکرير صاحب پرنشيل شيو کافرن مار  
عاليجناب مير افتخار علي صاحب  
عاليجناب اشرف حسين صاحب لاهوري  
عاليجناب سردار عبدالقهرمان صاحب مار  
عاليجناب حکيم شيرازي صاحب متکلي بديوني  
عادل قيمت نکست بندر ليه مولوي ممتاز حسين صاحب  
صاحب داغلا  
عاليجناب عابد علي خاں صاحب اوسر خيلکي مار  
عاليجناب ذول خاں صاحب نمبر دار  
موجيا نواله ضلع گجرات  
عاليجناب شريف حسين صاحب کزال

وقف رياست محمود آباد  
عاليجناب محمد محمود صاحب پنج شاہ کپني  
رامپور کسبت  
عاليجناب محمد جمال صاحب مدراس  
عاليجناب سيد مجتبي حسن صاحب کيل پني  
عاليجناب سراج حسين صاحب جوپور

غير مستقل

عاليجناب سکريري صاحب شيبه تبليغ  
عاليجناب سردار عبدالقهرمان صاحب شيبه

الحمد لله

آمدنی شعبه جات

انجمن موبد العلوم  
الواغظ

للمصنف  
مسلم دیوبند

۱۱۱۱

منبر انجمن قبا اچیل  
للمصنف  
۱۱۱۱

خسرج

مشاہدہ ملازمین

وظائف

درالاقامہ

مشاہدہ واعظین

سفر خرچ

کتابخانہ

قیمت دیوکتب انگریزی مرسلہ قاسم علی صبر

جبراج برائے مسلم دیوبند انجمن

میکرہ اندراج جو گبا خرچ کیا گیا۔

خرچ ڈاک

۱۱۱۱

۱۱۱۱

طباعت کتب انجمنی

درالاقامہ

متعلق دفتر

جاسلہ

انجمن موبد العلوم

الواغظ

مسلم دیوبند

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

۱۱۱۱

بید عاشق حسین بید ملک بید انجمن

مرزا عابد خان جنرل سکریٹری بید انجمن

ترجمہ قرآن مجید زبان انگریزی

کسی ایک زبان کی کسی کتاب یا عبارت کا دوسری زبان میں مطلب خیر ترجمہ کرنا اور مصنف یا  
متکلم کے اصل مقصود اور عبارت کے اصل مفہوم کو اس خوبی سے ادا کرنا کہ جس زبان میں ترجمہ کیا جائے اُس کے  
لغات و محاورات کے ساتھ اُس زبان کے الفاظ ادا کیے جائیں جو اصل الفاظ کے ہم وزن ہوں اور جو  
اُسی زبان کی ایک مستقل کتاب ہو جعفر و ثواب ہے وہ اہل لفظ سے پرہیز نہیں،

ضرورت تھی کہ انگریزی زبان بولنے والوں کے لئے ایک ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جو صفات نمک و  
بالا بے منتصف ہونے کے ساتھ اسلامی نقطہ نظر کے کافی اور اصل مفہوم کے لحاظ سے قوم کے بہترین اعتبار  
کا صحیح معنوں میں معنی ہو، دراصل اعلیٰ طبقہ کی نظر انتخاب نے اس ضرورت کے پورا کرنے کے لئے فاضل باذل  
فیلسوف کامل عالم السنہ مغربیہ و مشرقیہ جناب شیخ بادشاہ حسین صاحب بی اے کو منتخب کیا اور معین  
نے اس زحمت کو رحمت سمجھ کر جس محنت و جانفشانی سے ترجمہ فرمایا ہے اور جیسا ویاہرہ اور تفسیری  
فوائد تحریر کر کے ایک بڑے اسلامی فرض کو ادا کیا ہے وہ اس کے دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے  
شائقین کے اصرار سے صرف سو دہ لبر کا ترجمہ صفحہ پرتالچ ہوا ہے جسکا ہدیہ بہ لحاظ کاغذ کا داؤ  
سے روپیہ ہے سکوٹری صاحب انجمن موبد العلوم مدرستہ اعلیٰ طبقہ سے طلب فرمائیے اور باقی حصہ  
جو زیر طبع ہے انکی اشاعت کا انتظار کیجئے۔

انگریزی ترجمہ صحیفہ کابلہ حصہ دوم

کلام الامام علیہ السلام

علی ثانی یا آدم ثانی المہ جہار حضرت علی بن حکیم بن علی بن ابی طالب کلام بلاغت نظامہ  
نحت کلام اخلاق ذوق کلام الخلق کا مصداق اور ذوق تصور انسانی علوم کمالات کا مودن اور الطبعیت  
و مجروریت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعا و مناجات کے اعلیٰ ترین حلق کا معلم ہے دیرۃ الاعین کے کافی  
وقت ردیکہ صرفۃ انگریزی میں ترجمہ مرکب ہو رہا ہے خالقین کے نحت تھا لکھنے سے پہلا حصہ ج ۲۸  
دعاؤں پر مشتمل اور ۱۶۹ صفحہ پر ختم ہوا ہے سال گذشتہ شائع کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ ج ۲۹ دعاؤں پر مشتمل  
اور ۱۸۰ سے شروع ہو کر ۲۶۹ پر ختم ہوا ہے اس سال شائع کیا گیا ہے حصہ اول کی طرح اس دوسرے حصہ میں بھی  
لیک صفحہ پر اہل عبادت عربی اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ جلد دومیت میں کوئی فرق نہیں دونوں حصوں کی جلد

نہایت عمدہ نگارش فنیش اور دزلوں حصوں میں ہر ایک کی قیمت غیر اسکوٹریٹ صاحب انجمن موبد العلوم علیہ السلام

یہ جو کچھ کیا جا رہا ہے اس کے لیے خصوصیات پر ان کی ٹی ٹی پرست جرمی اسکو کیلبر کیا جا رہا ہے کہ ان کو کیا جیو سکا جائے۔ اگر ان کو ایسا ہی جیو سکا جائے تو وہ اس لیے خودکشی کرنے کو تیار ہوں، جیو سکا دیے دینے دو سر سارے دینے کا اختیار ان پر ہے۔

## حجاب غیبت کے سہار

حضرت حجت کے وجود پر جو اس زمانہ میں انکی زیارت کے مکان کا ثبوت

پیش کی گئی تھی دلیل جو ہو سکتی ہو

### مسئلہ

واقعہ یہ ہے کہ میرے نزدیک اہمیت مطلقہ اور اکاد وجود خارجی دو علیحدہ چیزیں نہیں ہیں گو قدما تکلمین میں اہم اختلاف ہے کہ میرے نزدیک دو دنوں ایک ہی ہیں کیونکہ ان دو دنوں کو علیحدہ فرض کرنے سے بڑی عقلی نشا عین لازم آتی ہیں جیسا کہ تشریح مقاصد، و شرح موافق، و شرح جدیدہ تجرید اور اسکے حوالہ فقیر وجہ میں تفصیلاً مرقوم ہے اس لیے میں بذات خود صرف جبل بسیط کا قائل ہوں اور یہی میرا مذہب ہے اور جبل مرکب کا شکر ہوں، یہ مقام ان مباحث کی تفصیل کا نہیں ہے میں اپنی کتاب مذہب عقل کی پہلی جلد میں ان مباحث کو مفصلاً اور بشرح ڈال چکا ہوں تفصیل مقصود جو تو اسے ملاحظہ فرمائیے،

بہر کیف قدما تکلمین کا یہ خیال کہ ممکن لذات واجب لغیرہ ہے مجھے اس اختلاف ہے کیونکہ جب ہر ممکن لذات مقتضی وجود خارجی کا نہیں ہے تو نہ کسی حالت میں واجب لغیرہ نہیں ہو سکتا ان نظر الی ذاء ممکن لوجود ہو سکتا ہے

اور جب یہ معلوم ہو چکا تو اب جاننا چاہئے کہ معمولی انسانوں کی ہستی کا ثبوت یعنی ان کے وجود کا یقین بظاہر ہی میں منحصر معلوم ہوتا ہے کہ ان حواس خمسہ ظاہریہ میں سے کسی حاشہ سے محسوس ہوتے ہیں اگر غور و تدقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ہستیاں نبی نوع انسان میں ایسی بھی ہیں جن کا جو حواس خمسہ ظاہریہ سے محسوس ہونے کے علان دلیل عقلی سے بھی قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے وہیں عقل سے ہر ایک مرادوں دلیل ہے جس کے خلاف فرض کرنے سے کوئی محال عقلی لازم نہ آتا ہو، اور اس صفت میں نہ کل ممکنات سے نہ خود و ممتاز ہیں

ایسے وجود اور ایسی ہستیاں دونوں منقسم ہیں ایک وجود معین و منسوب و موسوم و وسر و جو غیر معین و غیر منسوب و غیر موسوم، پہلی قسم ہے مراد یہ ہے کہ ان ایسا وجود ہو جس کے نام و نسب و حالات

خاصہ کی تصریح بھی دنیا میں عقل سے معلوم ہوئی ہو کر دوسری قسم کے لیے تصریح نام و نسب و حالات و مقامات کی چند ضرورت نہیں ہے بلکہ ایسی ہیستوں کا وجود بالاطلاہ عقل معلوم ہوا ضرور ہے مثلاً ان انبیاء اور ادھیاء علیہم السلام کا وجود و وجود کی وجہ اور ان کی نسبت جو جناب سالک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر گذرے ہیں جن کا وجود و دلیل عقل معلوم ہوا ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکے خلاف فرض کرنے سے گونا گون حالات عقلیہ لازم آتے ہیں مگر ان کے نام و نسب و حالات خاصہ کی تشخیص و تعیین کا بدلیل ہونا کچھ ضروری نہیں کہ فلاں شخص ہوا فلاں شخص نہ ہو کوئی دلیل عقل ہو کہ جو کچھ نہیں کہتی کہ جو کام ان حضرات معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے ہوا و دوسرے سے نہیں ہو سکتا تھا حق اختیار و مورد اختیار انسان کے داخل غماز ہونے پر منحصر ہے نہ انداز عالم بغیر تحقیق کیسے کہ منصب عطا نہیں فرما جب تک کہ انسان اپنے حق اختیار ہے اپنے کو اس کا مستحق نہ ثابت کر دے جیسا کہ میں اس مسئلہ کی نشیج اپنی کتاب ذہب عقل میں ایسے عنوان سے کر دی ہے جس سے زائد تصویریں نہیں آ سکتی۔

اصل یہ ہے کہ کسی شے کے وجود کا ثبوت اُس کے شاہدہ پر منحصر نہیں ہے مشاہدہ مقدمہ حضرات انبیاء اور ائمہ یا لکھن و لکھن کو کہتے ہیں شاہدہ نہیں کیا اگر اُن کے وجود کا یقین عقل اپنے وجود کے جس حالت کو معلوم ہوا کہ سمعی شہادت بھی بعض اوقات عینی شہادت کی قائم مقام ہو جاتی ہے جو افان یقین کے اعتبار سے مختلف ہوتی رہتی ہے ایک صورت تو یہ ہے کہ اُس شے کا شاہدہ خود کہنے نہ کیا ہو مگر اُس کی شہادتیں اس کثرت سے ہم ہونے ہوں کہ اُس کی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو اور کسی کو مجال ابکار باقی نہ رہے مثلاً جو شاہد مقدمہ انبیاء اور ائمہ امریکہ و لندن کے ایک صورت یہ ہے کہ کسی واقعہ کا ذکر بطور پیش خبری کے کسی ایسی کتاب میں لکھا ہو جو اس وقت سے صد ہا سال پیشتر لکھی گئی ہو اور اس واقعہ کا ثبوت وقوع بالکل انہی طبع صد ہا سال کے بعد لوگوں کے مشاہدہ میں آیا ہو تو جو لوگ اُن کے مشاہدہ کرنے والوں کے بعد پیدا ہوئے ان کو بھی ویسا ہی یقین اُس کے وقوع کا ہو گا جیسا کہ اُن سے پیشتر مشاہدہ کرنے والوں کو ہوا تھا۔

یہ مقام خود ہے کہ کسی واقعہ کا وقوع بالکل اُسی طرح جس طرح کہ صد ہا سال پیشتر کسی کتاب میں درج تھا بنظر حالات زمانہ و حالات مردم بغیر دست قہر الکی کے ناممکن ہے یہی وجہ کہ یسین گوئی کو ایک خاص قسم کا معجزہ مستقلہ سی بنی یا نام کا قرار دیتا ہوں۔

حکایت فرمائیے اگرچہ علم النفس میں عجائب و غرائب تحقیقات سے تو اُن کے انکشاف انسانی کے عجائب دریافت کر لیے ہیں اور ان امور کا انکشاف کر لیا جو چند سال پیشتر داخل معجزات و کمالات سمجھے جاتے تھے و حالانکہ سب ایسا سمجھنے والوں کی ہجالت کے کرشمہ تھے مگر یسین گوئی کو بھی تو اُن کے انکشاف انسانی کے

کے احاطہ ہے باہر سمجھتے ہیں

سوسائٹی فار سیکل رسرچ کے ارکان جو سب کا برحکاسہ دیتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے کہ نفس انسانی ہر قسم کے ترقیات علمی اپنے قوائے عقل کے ذریعے جو منجانب فطرت نہیں دولت میں کر سکتا ہے گر پیشین گوئی سے بالکل عاجز و قاصر ہے اور عقل انسانی بعد خود فکر اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ کائنات عالم کا سب سے کثرت میں طبع و مفاد کو کسی شخص کی پیشین گوئی کا نہیں ہو سکتا جبکہ کہ وقت نہر آتی ہے سلسلہ کوئی صورت میں ڈال دے جس کی پیشین گوئی کی گئی تھی اور اس کا وقوع بھی بالکل اور بعینہ اسی طرح ہے جو یہاں کہ پیشین گوئی کا مقصد تھا

اس معاملہ میں طویل زمان و قصر زمان واقعات کا کوئی اعتبار نہیں ہے جس طرح صدر بابریں پیشتر کہیں واقعہ کی پیشین گوئی نہیں ہو سکتی اسی طرح کل جو بات ہونے والی ہے اسکو بھی کوئی نہیں جان سکتا لاکھوں نفس ناذا تکسب غذا آولات دسای نفس باای ارض قنوت میں اسی کھیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

اسی کے ساتھ یہ بھی مد نظر رہنا چاہیے کہ جب ایک جز کی پیشین گوئی کا وقوع پذیر ہو تو باقی اجزا کا بھی وقوع پذیر ہونا ضروری خواہ جلد خواہ دیر اسلئے کہ جب وضع و خلاق کسی پیشین گوئی کا حال عقل قرار پائے تو اسکے باقی اجزا بھی وضع نہیں ہو سکتے ہاں یہ بات اور ہے کہ انسان بے حیائی ہے ایسی پیشین گوئی وضع کرے جو اس کی کوئی ذاتی غرض یا فتنہ تصور ہو اور طور اسکا ایسے زمانہ دلیسے وقت میں ظاہر کرے جس کی تصدیق بعض اہمقاہات سے متعلق ہو جیسے یوم عاشور کے فضائل اور اُس روز روزہ رکھنے اور اہل و عیال و نفقہ کے وسیع کرنے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے اور خضاب کرنے اور اُس روز کو یوم عید قرار دینے کے فوائد حیات کی دینی روایتیں بھی کی وقاحت و بے شرمی سے اپنے عقیدہ لایبہ اللہ میں واضح کر دی ہے اور میرے فرزند ارجمند حکیم فاضل و فیلسوف کابل میرزا شاہ فیہ علیہ و ام عہدہ و علاہ نے اپنے ایک مضمون خاص میں قواعد حسابیہ و ریاضیہ سے اس کے اطلاق و وضعیت کو اظہار من الشمس و امین من الامس کر دکھایا ہے اور حقیقت و شرح ہے حدیث مفیم ثمار دینی اللہ عنہ کی جو افعال نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے منی گئی کہ کونکہ جعفر کے راز دار اور خواص اصحاب کے تھے

یہ تو بے مطلق کتاب کا ذکر کیا جس میں پیش از وقوع ہی واقعہ کی پیشین گوئی کی گئی ہو مگر میری حیرت کی اس وقت کمزور نہیں رہتی جیسے بوجہ ہر کہ جو روایتیں نہر پیشین گوئی کی ہو یہ وہ ایسی کتاب میں اپنی جاتی ہیں جہاں لکھنے والا یقیناً شیوں کا مخالف لکھ لیا کہ ان کے مخالفین کا رئیس اعظم و صدر معظم تھا اور وہ روایتیں اُس کے



کے عقیدہ کے بالکل خلاف اور ہمیشہ کے بالکل موافق اور اسکی حقانیت کی ثبوت میں ایسی روایتوں کو مصنف نے ذکر کیا ہے؟ اسکا جواب بجز اسکے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نے ان روایتوں کو علی وجہ الاعتقاد نہیں بلکہ حالت یم درج میں تحریر کیا ہے یہ روایتیں اس کے عقیدہ کے تضرع و خلاف تھیں اور اسلئے اسے روای کے استنباط یا غلطی کا خیال ہوا تھا اگر ان روایتوں میں کوئی سقم نہ پاتا تھا اور نہ کوئی قدرح کر سکتا تھا بلکہ غالباً صحیح سمجھتا تھا آخر کار مجبور ہو کر اس نے ان روایتوں کو اپنے ذخیرہ میں درج کر دیا کیونکہ اگر ان روایتوں کو صحیح نہ سمجھتا تو بغیر تنبیہ درج نہیں کر سکتا تھا اور من حدیث بعدایت و هویری انہ کے کذاب ہو واحد الکذابین کی عید سے بچ نہیں سکتا تھا، ان روایتوں کی حالت یم درج میں ان روایتوں کو لکھ گیا اور دست قہر لکھی ہے اس کے بعد اس نے مخالفین کو ان کے حذف اسقاط سے روک دیا واللہ الحمد علی ذلک۔

بہر کیف ایسی پیشین گوئی جب وقوع پذیر ہوئی اور ہو کر ہی اور زمانہ دلوں نے اسکا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر لیا تو اس کی روایت کے صحیح ہونے میں اسی طرح کوئی شبہ نہ رہا جس طرح انسان کو انہی ہستی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا مگر ایسی ہستیاں نوع انسان میں بہت کم ہیں اور میں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بجز حضرت جابر مصدقین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے اب هیچ نوع انسان میں از او دم تا این دم اور ان میں دم تا قیامت کوئی فرد ایسی نظر نہ آئے گی جبکہ وجود و لحاظ نام و نسب و حالات خاصہ بدل عقل معلوم مواد اس کے خلاف نہ من کہنے سے گو ناگوں محال ہے عقیدہ لازم آئے گی۔

ہماری اس تقریر سے کوئی عقل کا دشمن نہ خیال کرے کہ جب پیشین گوئی کا وقوع منسلک اس امر کا ہو کہ دست قہر لکھی و اختیارات عالم کے سلسلہ کو اس پیشین گوئی کے مطابق ال و تبا ہے اور اس سے اسکا حتمی الوقوع ہوا لازم آتا تو فرضاً امام حسین کی شہادت بھی حتمی الوقوع قرار پائی، شمر و ذریہ کا وجود بھی حتمی و ضروری قرار پایا، حضرت جعفر علیہ السلام کے وجود اور ان کے وجود میں کیا فرق؟ بات یہ کہ علم الہی ہے کسی شے کا وقوع لامبی نہیں جانا علم الہی علت کسی واقعہ کے وقوع کی ہو سکتا ہے بلکہ انسان فاعل مختار ہے اس کے اعمال و افعال میں علم الہی کو کوئی دخلیت نہیں ہے اسلئے ان کا وقوع انسان کے حرم اختیار و سورا اختیار ہے ہوا ہے ان علم الہی اس پر قبل از وقوع واقعات محیط ضرور ہوا ہے لایعذب عند مشغلت ذرا لا فی الارض ولا فی السماء اس سے معلوم ہوا کہ شمر و ذریہ کا وجود پر سبب علم الہی کے لازمی نہ تھا نہ امام حسین کی شہادت میں علم الہی کو کوئی دخلیت تھی مگر پیشین گوئی ضرور حتمی و صدق ہوئی جو منجانب جناب احدیت تھی،

الغرض ان حضرات جابر مصدقین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے یوں تو ہر فرد منجانب اللہ مبعوث

و منصوص تھی اور انہیں سے ہر ایک کا وجود علان محسوس ہو اس قسم ہونے کے بغیر اس لادبی و ضروری تہاگران میں  
حضرت حجت محل اللہ سلطانی کا وجود و وجود اس بایہ صحت اصحاب عقول ہے جسکو ہم دوسرے بزم میں کیسے  
تشریح کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔

## مبشر

میرا دئے سخن اس مضمون میں حضرت اہل سنت و جماعت کی طرف نہیں ہے بلکہ سنی ناماز صہب  
ادنی ناما علوج کی جانے چکی ہے جسی اور بے شرعی اور ضد و تعصب کسی توضیح کا محتاج نہیں ہے حقیقی  
نئی حضرت ادنیٰ بلکہ ہیں معلوم ہوا ہے کہ انکو ہوا بھی حقیقی سنت کی نہیں لگی ہے حقیقی سنی کم از کم  
و ہی ہوں اور صاحب عقل ضرور ہوتے ہیں اور دشمنی اہلبیت میں سرشار نہیں ہوتے جیسا کہ اس زمانہ کے  
نئی ناما صہب و حوارج سرشار نظر آتے ہیں، میں ان نئی ناما فہ صہب و حوارج سے پہچتا ہوں کہ کیا کوئی شخص  
عالم وجود اور ذریع انسانی میں کوئی ایسی فرد پیش کر سکتا ہے جسکی ولادت با سعادت کے قبل و بعد ایسا انقلاب  
و اضطراب رونما ہوا ہو جیسا کہ حضرت حجت محل اللہ فرجہ کی ولادت کے قبل و بعد ظاہر ہوا شیعوں کا ذکر نہیں غیر  
شیعہ مسلمانوں میں سلفا عن سلف و خلفا عن خلف ای مہدیت کی پیشین گوئی کی بنا پر کہ مد اسلام میں کوئی  
مدی پیدا ہونے والا ہے، ایسا انقلاب و اضطراب پیدا ہوا کہ جدید سلطنتیں قائم ہو گئیں اور قدیم سلطنتیں  
وہبہ و خطاط ہو کر قریب قریب نیست و نابود ہو گئیں، خلفائے فاطمیین ادا ان کے نام نہاد شیعہ لوگ قطع  
جسوتے خلفائے بنی عباس کا انک میں دم کر رہا تھا اور انھیں اپنے خلوط و مراسلات میں بڑے بڑے  
انقلاب و ادب فطیعی سے باور کرتے تھے جس کے لئے ابو حاق صابی کی انشا کا مطالعہ کافی ہے جو حال ہی  
میں مہدویت میں شائع ہوئی ہے، ان کے علان آل تو مرث یا آل عبد المؤمن مغرب میں کتنے زمانہ تک  
سلطنتیں کر چکے ہیں باندہستان میں فرقہ مہدیہ جس کے ہاتھوں سلاطین آل تجور یعنی ہابول و دیگر زمانہ  
میں کیا کیا فتنہ اٹھ چکے ہیں تاریخ عبدالقادر دہلوی اور دیگر کتب کے مطالعہ کے لیے کافی ہیں، یہ سب اتبع  
سید محمد جو چوڑی کے تھے اور سلاطین نظام شاہی دکن تک اس حلقہ میں داخل شامل تھے اور یہ فرقہ دور پر رہا  
تھا یا ان تک کہ شاہ ظاہر فاطمی لہنس سے حکیم بزرگ بحر العلوم کی برکت دعا سے برہان نظام شاہ دہلی دکن کے  
لوگ کو شفا ہوئی اور برہان نظام شاہ بھی ایک خواب و فکر اسی شب جمعہ کو تپ محرق سے صحت با کرا شاہ ظاہر  
کے ہاتھوں پر مذہب مہدویت پہنچے، اہل ہر شیعہ آنا عشری ہو گیا اور پھر مذہب تشیع نے تمام دکن کو احاطہ  
کر لیا، برہان نظام شاہ کے تشیع کا واقعہ نہایت عجیب و غریب ہے، اور تاریخ فرقہ میں تفصیل مرقوم اور بہت  
بڑی دلیل حقیقت مذہب شیعہ کی ہے مگر ہندوستان اب بھی مذہب مہدویت سے خالی نہیں ہے اور مہدی

سنوہی یا ہمدی سوڈانی اور اسکے حروب و معاملات سلطنت برطانیہ کے ساتھ تو ابھی کل کی بات ہے اور ہمدی کا وہابی کے فتنے کو اب بھی پنجاب بھرا پڑا ہے، ان کل فتنوں کا سبب میرے نزدیک ہمدی علیہ السلام کی نسبت پیشین گوئی کی شہرت اور مسلمانوں کی نیت کا فساد اور خود غرضی ہے کہ ہر شخص مذہبی ہمدیث ہونے لگا ہمدی کی نسبت پیشین گوئی کے اجمال شدید ہے یہ فتنہ پیدا ہوئے اور بدیتی اور خود غرضی نے اس فتنہ کی آگ میں اور ہمدی اور ہمدی اودے رہی ہے ۵

یہ حال تو غیر شیعہ مسلمان کا ہے اس شیعہ مسلمانوں کا حال سنئے، زور بخشی شیعہ اور ان کا فتنہ شیعوں میں ایک حد تک اسی اجمال کا نتیجہ تھا، اسی اجمال نے علیم زمانہ میں بھی ایک شور مچا پیدا کر دی تھی چنانچہ کیسیانوں کا فتنہ کچھ کم عظیم نہ تھا، انکو خوار فی اللہ عنہ اور خباب سید اسماعیل حمیری اور شارب بن مبرک اس آئین سے نہ بچ سکے اور حضرت محمد خلیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تفصیلی حالات ہے دنیا اب بھی افسوس حالانکہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ میں پیشین گوئی بہت کچھ تفصیل کے ساتھ مع تصریح نام و نسب و القاب و حلیہ مبارک اس کثرت کے ساتھ مشہور ہے اور ان کے ذخائر و آیات اور نیرینوں کے ذخائر و آیات میں موجود ہے کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجمال اس پیشین گوئی کا خباب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے نہ تھا بلکہ راویوں کے سوء خطا اور بے پروائی کا نتیجہ تھا آنحضرت ایسا اجمال نہ فرما سکتے تھے کیونکہ ایسا اجمال جو انتشار و ضلالت و حروب و معاملات ہوں آنحضرت کی طرف سے محال عقلی ہے جو کچھ ہوا اور ہوتا ہے ان سب راویوں کی جہالت اور سو فہم و بے پروائی کا نتیجہ تھا اور ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۶ اس آخری زمانہ میں پالی فتنہ کی بنیاد اور اسکے عظیم الشان سوسنا کو کچھ زیان زمانہ نہیں گذرا اور اسکا انشعاب ہوائی اور انلی قزاقوں میں جس کے فتنوں سے اب بھی دنیا پر ہے کوئی مخفی بات نہیں ہے ان قزاقوں کی بنیاد جس خود غرضی اور بدیتی اور ناخدا ترسی پر رہی اور ہے نہیں ہے کسی کی نیت بخیر نہ تھی ورنہ یہ فتنہ پیدا ہی نہ ہوتا ۷

حضرت حجت عمل اللہ سلطانہ کی بابت پیش خبری کا یہ حال تھا کہ زمانہ ولادت باسعادت سے پیشتر یا قریب تر بارہ فرقہ مختلف عقائد کے شیعوں میں پیدا ہو گئے تھے، بے کتاب الاراء والذیات خباب علامہ فونجی علیہ الرحمہ کی لکھی ہے اس سے چھپتا ہے کہ حضرت حجت عمل اللہ سلطانہ کی نسبت شیعوں کے لشتت و تفرق کا یہ حال ان کے زمانہ کے قریب ہی پیدا ہو گیا تھا ابی فرقہ کی جو عظیم الشان پیشین گوئی امیر المؤمنینؑ نے فرمائی تھی جسے صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب الکمال للامام النعمان میں تحریر فرمایا ہے اسکا ظہور سلطان مہر و سلطان شہید ناصر الدین شاہ قاجار مرحوم و فقہ کے زمانہ سلطنت میں ہوا اور اس خاقان والا

نے اگرچہ پورا تو نہیں مگر ہر بھی ایک حد تک اسکا اتصال کر دیا  
اب میں ان سنی نماز اوصاف و خوارج سے پوچھتا ہوں کہ پہلا جس پیشین گوئی کا یہ حال ہو کہ اس سے  
اتنے انقلابات عالم میں ادرائے آشوب سیدانوں میں پیدا ہو گئے ہوں انکی صحت و حقیقت میں کیا کلام  
ہو سکتا ہے پیش خبریاں ہزاروں ہوئیں مگر ایسی پیش خبری جیسے حضرت حجت محل الشہ سلطانہ کے بارہ  
میں ہوئی اسکی نظیر اسلام میں نہیں کسی مذہب میں ہوئی ہو تو بتائیے؟

### منبر

میرا عربی مضمون مد السہیل الیافی علی المحدثی الفادیافی اس خاص موضوع میں نہایت طویل  
بسیط لکھا گیا تھا مگر افسوس کہ دست برد زانہ سے ضائع ہو گیا صرف ایک حصہ اسکا التزیاض علیہ ص  
میں ضائع ہوا باقی ضائع نہ ہو سکا، مشہور رسالہ البیان لکھنؤ کے کارپردازوں کو اسکا ضائع ہونا البیان  
میں گوارا نہ ہوا محض اس بنیاد پر کہ انہیں نے قریبی راوی صحیح بخاری کی قدر کر دی تھی قریبی کا پورا نام  
ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطرب بن صلی بن بشر القریری ہے ابن ابی لیلی کے طبقات الخصالہ ہے میں نے انجلی ص  
سند سے اصل منصف کی اسناد سے قریبی کا یہ قول روایت کیا تھا کہ کن کتنے تھے کہ صحیح بخاری کو بخاری ہے  
فوش ہزار آدمیوں نے سنا تھا کہ صرف میں زنی ہوں اور سب گئے صحیح بخاری سی مشہور کتاب اور اسکا راوی  
صرف ایک فرد یعنی قریبی کچھ عجیب چیتاں ہے، نو ہزار آدمی صحیح بخاری کو اس کے مولف سے سینا  
سب مرجائیں کوئی باقی نہ ہے صرف ایک قریبی زنی بچے جعفر رضا ت قیاس باستم واضح ہے اسکا را  
شیخوں میں جناب علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب المناقب میں اور بیوں میں قزوینی  
نے اپنی کتاب "مجاہد البلاد میں جو حال ہی میں یورپ میں طبع ہوئی ہے کہ لکھ دیا ہے اور میں نے اپنی کتاب  
کشف الغطاء کی دوسری جلد کی پہلی قسم میں یہ تفصیل تمام اپنے ذاتی اسانید سے جو میرے ثبت خاص  
موسوم بہیم عجایب فی اسانید السراج میں مذکور ہیں نقل کر دیا ہے محض اس بنا پر کہ قریبی سے خلافت  
قیاس باتیں کرنے والے شخص کا راوی بخاری ہونا اور صرف اسی کی روایت ہے اس کتاب کی روایت کا مضمون  
ہونا اس کے اعظم قواعد سے ہے جس سے ساری کتاب سے ہے مشکوک ہو جاتی ہے اور اسکا اعتبار سے  
سے مبطل ہو جاتا ہے۔

اس خاص لطیفہ کو بخیاں طول اسی مقام پر رک کہہ اہل مطلب کی طرف غور کر کے یہ عرض کرنا  
چاہتا ہوں کہ جب یہ آشوب اسلام میں قبل ولادت باسعادت حضرت حجت محل الشہ سلطانہ چھا ہوا تھا  
تو اہل انصاف غور کریں کہ کیا ایک فرضی انسان کے لئے ایسی پیش خبری اسلام میں وضع ہو سکتی ہے؟ کوئی

ذی ہوش تو اسکا جواب اثبات میں نہیں دے سکتا نہ بیات عقل میں آسکتی ہے کہ کسی انسان نے کسی زمانہ میں پیشین گوئی وضع کی ہو اور اسکی پیروی میں ہزاروں انسانوں نے اسی قسم کی دوسری پیش خبریاں مع تصریح نام و نسب و حالات غیبت و حجت وضع کر لی ہوں اول تو اس شخص یا اُن اشخاص کا ہمیں کوئی نفع مقصود نہیں ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو کچھ ضروری تصور ہو سکتا ہے ہر دوسروں کو اسکی تقلید کی اس وضع و اخلاق میں کیا ضرورت بھی ہر لفظ غیبتان کی پیش خبری بھی اُسی کے ساتھ وضع کر لی گئی ہو پھر سنی شیعہ کی دو متضاد گونہ کی روایت میں متفق بھی ہوں ہر اتفاق سے یہ پیش خبری ایک واقعہ کی صورت بھی اختیار کر لے اور غیبت صغریٰ کے ختم ہونے کے بعد غیبت کبریٰ کا زمانہ متعین ہو جائے، پھر کچھ لوگ خواہ مخواہ اس فرضی شخص کے فرضی ناب بھی بر جائیں اور فرضی طور پر اسکی غفلت کا مکتبہ ہیں ہر اس سلسلہ سفارت نیابت میں باہمی تلذذ و تذاجر بھی پیدا ہو۔ اور ایک ذی ہوش کون ان لوگوں کا امتحان بھی صد و معجزات سے کرے یعنی جس طرح انبیا اور ائمہ کا امتحان لیا جاتا ہے اسی طرح ان نابوں کا بھی امتحان لیا جائے اور بعض انہیں سے اس امتحان میں پورے بھی اتریں اور باوجود صد و معجزات کے نہ غیر تسلیم ہوں نہ امام مانے جائیں بلکہ معمولی علما سے بھی اُن کا درجہ کچھ بلند نہ آجائے، پھر اُن کا زمانہ بھی ختم ہو جائے اور انہیں جو سب سے آخری ناب ہوں اپنے مرنے کی پیشین گوئی بھی کرے اور ختم نیابت و سفارت کا اپنی ذات پر اعلان کر دے اور غیبت صغریٰ کے ختم کا نوٹس بھی دے اسکے بعد ہر کوئی نیابت و سفارت ہی نہ کرے، کیا ایسے واقعات فرضی ہو سکتے ہیں کیا یہ سب باتیں سر سے بے اصل ہو سکتی ہیں یا ایک فرضی انسان سے چپان کی جاسکتی ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ یہ امور جو بیان کیے گئے کیا یہ باتیں ہیں جنکا ثبوت کسی ذی عقل کے لئے ممکن ہے کیا کوئی ذی ہوش بیوقوفی و تاریخی اور ذہنی عقائد و اعمال و زیارت کی کتابوں کو دیکھ کر اس امر کا یقین نہیں کر سکتا کہ شیعہ ایک ہزار چار سو سال سے ان واقعات کو تاریخی اہمیت دے رہے ہیں اور کیا بحیثیت واقعات ان کو داخل عقائد نہیں سمجھتے اور ان رسوم پر اُن کا قائل نہیں ہے کیا واقعات مذکورہ میں شک کرنا رد روشن میں شک کرنے کے برابر نہیں ہے اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ان واقعات کا ہو سکتا ہے کہ یہ سب تاریخی واقعات ہیں جنہیں قبل و بعد تاریخی واقعات کے شک شبہ کی گنجائش نہیں نکل سکتی ہاں شیعہ فرقہ خدا نخواستہ دنیا سے معدوم ہو جائے تو انوقت ان واقعات میں شک و شبہ کی گنجائش پائی جاسکتی ہے اس میں شک کرنے والوں کا علاج یہی ہے کہ اُن سے خود اُن کی ہستی کا ثبوت طلب کیا جائے، میں کھتا ہوں کہ یہ دن فرائض و لائل ہیں جن سے ایسے رفیع المنزل انسان کا وجود و ثبوت واجب تعلقانہ کے قہر ماننا پڑے گا کیونکہ جہنک اس قسم کی پیش خبری مورد عصمت سے سرزد نہ ہو اسکا مطالبہ واقع ہونا ضرور محال عقلی ہے اور جب اسکا صد و رد

عصمت ہے لادری ہوا تو اسکا منجانب اللہ ہونا ضروری ہوا اور جو کچھ ہوا ان فعل خداوندی تھا بشکریہ  
و اختیار اُنیں کیا ہو سکتا ہے اور جب فعل خداوندی قرار پایا تو اسکا واجب عقلی ہونا ضروری ہوا جس کے خلاف  
فرض کرنے سے گوناگوں محالات عقلیہ کا لزوم لادری ہے اس لئے انسا پرے کا کاکل ائمہ معصومین سلام اللہ  
علیہم جمعین اس خاص صفت کے اعتبار سے ضروری الوجود ضروری سب پر طرہ تو یہ ہے کہ بھیس و  
متضاد اگر نستی و شیوہ میں شبہ قاطبہ ایک ہزار چوراسے برس ہے اس اعتقاد پر جسے ہوتے ہیں ادنیٰ اگر کلام  
موافق نہیں ہیں تو ضرور موافق ہیں شیوہ کہتے ہیں کہ حضرت پیدا ہو چکے اور نئی کہتے ہیں کہ پیدا ہونے لگے  
مگر ہر بھی نہیں ہے ایک بڑا اگر طبقہ محدثین و مؤرخین اور مشاہیر و معارف عرفا و متوفین کا شیوہ کی  
ہم خیال دہم اعتقاد ہے عجیب جیتاں ہے جکا محل اس وقت تک نہیں ہو سکا محدثین اہلسنت میں لادری  
صغیر اور محدثین میں محمد بن طلحہ شافعی اور زمرہ عرفا و مشائخ حنفیہ میں شیخ محی الدین ابن العربی کے نسب و تاریخ  
لامداری اور مطالبہ محل اور فتوحات مکتبہ ہے، دنیا اب بھی خالی نہیں ہے امام عبدالوہاب شمرانی کی  
کتاب الیوائت و الجواہر و طبقات کبریٰ اب بھی دنیا سے جا بید نہیں ہیں، ہم نے شہتی نمونہ از خردارے و انکے  
از بیاباے ان حضرات کے نام لکھ دیے اند تیفات امام کل علماء، علام اہلسنت کا جو سلفا عن سلف و خلفا عن  
خلف اس اعتقاد پر جازم بلکہ مشاہدہ و زیارت اور غیبت کبریٰ میں حصول ثمرت لازمی کے مدعی میں سی  
کتاب عبادات العین علی مصاب المسین معروف بمقتل ابن عیش کی پہلی جلد کے لکھنے پر موقوف  
ہے جس میں ان سب کے اسماء مع انکے عیون الفاظ و عبارات کے بذیل اثبات صحابیت بابا رتن بن  
سابوک بن جکرو بن کربال بن جیبال ہندی رضی اللہ عنہ و بعض رد کلام شیخ المشائخ شمس الدین دہلی تحریر  
کر دیے ہیں، یہ سب دعویٰ کی حقیقت اور اسکا صدق میری اس کتاب سے ظاہر و آشکار ہے مگر افسوس کہ وہ کتاب  
اس وقت تک شائع نہیں ہوئی اندا جب فردس آب طاب تراہ کی اہتمام الانعام کی زیارت یا زیاباع الودع  
خواجہ گلان مند دلی لکھی کی کتاب مشہور کا مطالعہ ان شاء اللہ کافی و دافی ہے، الغرض شیعوں کی ایک حجت  
کثیرہ اس معاملہ میں شیعوں کی ہمزیاں ہے»

### منہ

میری ناقص معلومات کے دائرہ میں جس بزرگوار کو سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ شیعوں کے کتب احادیث  
اور انکے ذخائر و ایات میں جو احادیث و تفصیلات ائمہ اثنا عشر کے ان کی سندوں کے ساتھ شباب  
رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آؤ ہیں انکو تلاش کر کے ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیا جائے و  
جب امام عالم رئیس الشیعہ شیخ ابو الحسن محمد بن احمد بن شاذان قزوینی علیہ الرحمہ تھے جنھوں نے ایک مخصوص کتاب

اس موضوع خاص میں تصنیف فرمائی تھی جبکہ نام ایضاً د فائین النواصب رکھا تھا مجھے اس کتاب کی زیارت کا ابھی تک اتفاق نہیں ہوا اگر اسکا پتہ مجھے کتاب الاستنصار سے ملا جو میرے شیخ الشیخ امام عالم فقیہ شیخ ابوالقحوج محمد بن علی بن عثمان کراچلی کے تصنیفات سے ہے اور وہ بنیاب بلا واسطہ جناب ابوالحسن محمد بن احمد بن شاذان علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے شاگرد ہیں اور جناب عیون کے علان جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے بھی شاگرد ہیں اور ان سے بھی روایت کرتے ہیں اور میں اپنی ذاتی سند سے کتاب الاستنصار کو ان سے روایت کرتا ہوں، یہ بزرگوار جناب شیخ الطالعہ کے ہم عصر تھے اور میں اپنے شیخ الاجازہ جناب حلبی ثانی علیہ الرحمہ کی قوت اجازت سے جو میری ثبت خاص موسوم بہ یم عیون فی اثبات السراج اور کتاب تقریب الاسناد الی حجج رب العباد میں مندرج ہے اس کتاب کو روایت کرتا ہوں و بشہد الحق علی ذلک

اور اسی طرح جناب امام علامہ ثقہ ثبت حلیم الحدیث امام جرج و قد عدل جناب شیخ احمد بن محمد بن عبد بن حسن بن عیاش ابن ابراہیم بن ایوب ابو عبد اللہ الجوهری رضی اللہ عنہ ہیں جو جناب ابن بابویہ نقی علیہ الرحمہ کے طبقہ کے ائمہ حدیث سے تھے اور نجاشی علیہ الرحمہ نے ان کا ترجمہ اپنے رجال میں تحریر فرمایا ہے اور مجھے ان کی کتاب مقتضب الاثنا کی روایت کا استحقاق بحمد اللہ انھیں سے حاصل ہے،

دیکھو ان قد ارادہ شیعہ رضی اللہ عنہم کی کتابوں کی کیا حالت تھی ہمیں شک نہیں کہ یہ حضرات ائمہ و علمائے شیعہ سے تھے مگر تورع و احتیاط کا ردایت حدیث اور اس کے تحمل میں یہ حال تھا کہ جناب ابن عیاش نے صریحاً ایک بسوط حدیث نقض الامت اثنا عشر علیہ السلام میں یہ تصریح نامناسب و حالات خاصہ دیکھ ابن ابجرح بن ابوسفیان روای کے نسخہ میں جو ان کے شیخ ابن عتاب کے پاس موجود تھا بخیر خود ملاحظہ فرمائی یہ بسوط حدیث دیکھ نے عبد اللہ بن عمر کو بسند خود روایت کی تھی اور اپنے نسخہ میں درج کر دی تھی اور ابن عتاب اس نسخہ کی روایت یہ واسطہ ابراہیم بن عیسیٰ القصار دیکھ ابن ابجرح سے کرتا تھا، ابن عتاب نے دیکھ کے سارے نسخہ کی روایت کرنے کی اجازت دیدی تھی مگر اس حدیث خاص کی اجازت نہ دینا تھی نہ دی ابن عیاش علیہ الرحمہ مجبور ہو گئے اور اس حدیث کی نقل تک اپنی کتاب میں درج نہ فرمائی یہ کہوں؟ محض اسلئے کہ اسکو ایک قسم کی خیانت یا مستہ حدیث کی صورت تصور فرماتے تھے حالانکہ وہ ان بھی ایک صحیح روایت کی ہے اگرچہ اوّل ہے،

اب اسی کے مقابلہ میں امام بخاری کے تورع کو دیکھو ان کے اسناد و علی بن مدینی کی کل ایہ و بضاعت ایک کتاب تھی جو علم رجال نقد حدیث و جرح و تعدیل میں انھوں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کر کے

لکھی تھی اور اسے ایک جوہر نہیں سمجھ کر کیونہ دکھاتے تھے اور بخاری صاحب اس کی تاک میں رہتے تھے انجام کار علی بن مدینی کو ایک سفردیش آیا اور امام صاحب نے علی بن مدینی کی صاحبزادی کو کچھ سے دلا کہ ایک شب کے لیے اس کتاب کو حاصل کر لیا اور متعدد کاتب بیٹھا کر پوری کتاب کی نقل کرا لی جب علی بن مدینی سفر سے واپس آئے اور یہ راز فاش ہوا تو اپنی بیٹی کی اس ناشائستہ حرکت سے اس قدر ملال ہوا کہ نوبار ہو گئے اور بالآخر ہی صدمہ میں انتقال فرمایا۔

بہن تفادت ن از کجاست تا بکجا، ابن عباس علیہ الرحمہ کی یہ احتیاط اور امام بخاری کا تیقن ابن عباس علیہ الرحمہ کو استثنا ایک حدیث کے وکیع کے باقی کل نسخہ کے روایت کرنے کی اجازت حاصل تھی صرف ایک حدیث کے روایت کرنے کی اجازت نہ تھی حالانکہ اسے بختم خود دیکھ چکے تھے اور دجائع روایت کر سکتے اور اپنی کتاب میں نقل فرما سکتے تھے مگر شدت احتیاط سے ایسا نہ کیا اور صرف اپنی کتاب میں اس واقعہ کے ذکر پر اکتفا فرمائی حالانکہ وکیع ابن ابجرح کی پوری سند ابن عمر کا اس حدیث میں موجود تھی، راغم السطور کہتا ہے کہ مجھے اُمتائے انسوس اس امر کا ہے کہ جناب ابن عباس علیہ الرحمہ نے اس فرط احتیاط کی وجہ سے ہم لوگوں کو وکیع کی سند سے قیامت تک کے لیے محروم کر دیا اور اس طرح ایک خاص فایز غلطہ اور دلیل خاص لامست ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی تبصریح اسرار و انساب و حالات ہم لوگوں کے ہاتھ سے جاتی رہی۔

وکیع بن ابجرح کے روایات سے تمام بخاری پر ہے اور نافع البعین سے ہے اور نافع عن ابن عمر سے روایت کرتا ہے زمانہ ہارون الرشید میں تھا اور نافع سے نقل کیا جاتا تھا مگر سفیان ثوری کی سفارش سے بچ گیا، حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا زمانہ تھا باقی ائمہ علیہم السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور یہ حدیث ابن عمر ورج نسخہ وکیع ابن ابجرح ہو چکی تھی یہی دلیل اس حدیث کے صحیح بلکہ اصح ہونے کی کیا کم ہے انسوس کہ ابن عباس نے ابن عباس علیہ الرحمہ کو اس حدیث کے روایت کرنے کی اجازت نہ دی بلکہ انھیں خود بھی بہت انسوس رہا مگر ہن القاق سے وہی حدیث شریف جو وکیع کے نسخہ میں ابن عباس علیہ الرحمہ نے ملاحظہ فرمائی تھی ن ایک دو سے شیخ الحدیث امام المہنت ابو الحسن ثوابہ ابن احمد موصلی دراق حانظ نے اپنی ذاتی سند سے جہیں وکیع کا نام تک نہیں ہے جناب ابن عباس علیہ الرحمہ سے روایت کروئی چنانچہ ابن عباس علیہ الرحمہ اپنی کتاب مقتضیب میں اس واقعہ کے بعد ثوابہ موصلی کی حدیث نقل فرما کر تحریر کرتے ہیں مددوا یز ابن عثاب اعلیٰ لو کان حدیثی بہ۔ روایت ابن عثاب کی بہتر تھی اگر ن اسی مجھ سے بیان کر دیتے



بہر حال میں ثواب مصلیٰ کی وہ حدیث جکا یہ قصہ ہے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کتاب مقصبات الاثر  
جزو اول کے نسخہ پوری نقل کرتا ہوں چنانچہ نہ تحریر فرماتے ہیں :

حدثنا ابو الحسن ثواب ابن احمد الموطع  
الوراق الحافظ قال حدثني ابو عمرو  
الحسن بن محمد بن ابی معشر الحرانی قال  
حدثني موسى بن عيسى بن عبد الوحيد  
الافريقی قال حدثنا هشام بن ابی عبد  
الله الدستواثی عن عمرو بن شمر  
عن حابر بن یزید عن ابی جعفر محمد  
بن علی علیہ السلام قال حدثني سالم بن  
عبد الله بن عمرو بن ابی عبد الله بن عمر  
قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله  
ان الله تعالى ادخنی الی لیلۃ اسری بی یا  
محمد من خلقت فی الارض وهو اعلم  
بذلك قلت یا رب انی قال یا محمد علی  
بن ابی طالب قلت نعم یا رب قال یا محمد  
انی اطعت الی الارض الا لاعترا فاختارک  
منها فلا اذکر حتی تذکر معی انا المحمود وانت  
عتمد ثم انی اطعت اطاعتا اخری فاختار  
منها علی بن ابی طالب فجعلته وصیاً فقلت  
سید الانبیاء وعلی سید الاوصیاء ثم  
اشتقت لہ اسمان اسمائی فانما الا  
علی وهو علی یا محمد انی خلقت علیاً  
وفاطمہ والحسن والحسین والا عثر من نوب  
واحدا ثم عرضت ولا ینہم علی لما لا یکنہ

بیان کیا مجھ سے ابو الحسن ثواب ابن احمد موطعی کاغذی  
حافظ نے کہا انھوں نے بیان کیا مجھ سے ابو عمرو حسن  
بن محمد بن ابی معشر حرانی نے کہا انھوں نے بیان کیا  
مجھ سے موسیٰ بن عیسیٰ بن عبد الرحمن افریقی نے کہا  
انھوں نے بیان کیا مجھ سے ہشام بن ابی عبد اللہ  
دستواثی نے عمرو بن شمر سے جابر بن یزید سے ابی  
جعفر محمد بن علی علیہ السلام سے فرمایا حضرت نے کہ  
بیان کیا مجھ سے سالم بن عبد اللہ بن عمر نے اپنے  
اب عبد اللہ بن عمرو سے کہا انھوں نے کہ فرمایا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے شب  
مہراج میری جانب وحی فرمائی کہ اے محمد زین میں  
کسکو اپنی جگہ چھوڑ کے حالاً کہن خوب جانتا تھا عرض  
کی سنئے کہ اپنے بھائی کو فرمایا کہ اے محمد علی بن ابی طالب  
کو اپنے عرض کی کہ ہاں اے میرے بھائی اپنے دل سے فرمایا کہ  
اے محمد زین کی طرف پہلی مرتبہ توجہ ہوا تو اس میں  
ہے تکو منتخب کیا پس جب میرا ذکر کیا جائیگا تو تمہارا بھی  
ذکر کیا جائیگا میں محمود ہوں محمد ہو پر دوسری مرتبہ زین  
کی طرف توجہ ہوا تو اس میں سے علی کو منتخب کیا اور ان میں  
تمہارا وصی مقرر کیا تم انبیاء کے سردار ہو اور علی اوصیا  
کے سردار ہیں پھر اپنے ناموں میں سے اپنے ایک نام  
ان کے لیے مشتق کیا میں اعلیٰ ہوں اور علی علی ہے  
اے محمد اپنے علی وفاطمہ اور حسن و حسین اور باقی اللہ کو  
ایک ہی نور سے پیدا کیا پھر ان کی ولایت کو ملائکہ کے

نمن قبلہا کان من المقربین ومن  
 مجدہا کان من الکافرین یا محمد لو  
 ان عبدًا من عبادی عبدانی حتی  
 یقطع النفس ثم یقینی جاحداً لولا یتھم  
 ادخلتہ فاری ثم قال یہ احمد اتحت  
 ان تر اھم قلت نعم قال تقدم امامك  
 فقد مت اماھی فاذا علی ابن ابیطالب  
 والحسن والحسین وعلی بن الحسین و  
 محمد بن علی وجعفر بن محمد وموسیٰ  
 بن جعفر وعلی بن موسیٰ و محمد  
 بن علی وعلی بن محمد والحسن بن علی  
 والنجباء الفاضلۃ عاتقہ کو کب دہری  
 فی وسطہم فقلت یا رب من هؤلاء  
 فقال هؤلاء الائمة وهذا القائم  
 عیل حلالی و یجزم حراعی و ینتقم  
 من اعدائی یا محمد احبر و  
 احب من یحبہ،

قال الشیخ ابو عبد اللہ بن عیث  
 وکنت قبل کتابتی هذا الحدیث  
 عن ثواب الموصلی رأیتہ فی نسخہ  
 وکیع بن الجراح اللقی کانت عند ابی  
 محمد بن عبد اللہ بن عثاب حدثنی  
 بھاعن ابراہیم بن عیسیٰ الفصاری الکوفی  
 عن وکیع بن الجراح رأیتہ فی اصل  
 کتابہ فسئلت ان یحدثنی بہ فانی

سائنے پیش کیا جس نے اُسے قبول کر لیا ان مقربین  
 میں داخل ہوا اور جس نے اُسکا انکار کیا ان کافرین  
 میں شامل ہوا اے محمد اگر میرے بندوں میں ہے  
 کوئی بندہ اسقدر میری عبادت کرے کہ نفس اُسکا  
 منقطع ہو جائے پھر مجھ سے اس حالتیں ملاقات کرے  
 کہ انہی ولایت کا منکر ہو تو میں اُنکو جہنم میں داخل  
 کروں گا پھر فرما کہ اے محمد تم ان بکود کچھا چاہتے  
 ہو عرض کی بنے کہ ہاں فرمایا کہ آگے بڑھو جب میں  
 آگے بڑ گیا تو کیا دیکھا ہوں کہ علی اور حسن اور حسین اور  
 علی بن الحسین اور محمد بن علی اور جعفر بن محمد اور موسیٰ  
 بن جعفر اور علی بن موسیٰ اور محمد بن علی اور علی بن محمد اور  
 حسن بن علی سائنے کھڑے ہیں اور تحت قائم شکل  
 ستارہ و خشنود کے اُنکے درمیان میں ہیں عرض کی بنے  
 کہ پردہ و گاریہ کن لوگ ہیں فرمایا کہ یہ میں اور یہ قائم  
 ہے جو میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام  
 کرے گا اور میرے دشمنوں سے انتقام لے گا اے محمد  
 اسے اور اس کے چلنے والوں سے محبت رکھو

فرمایا شیخ ابو عبد اللہ بن عیاش نے کہ میں اس  
 حدیث کو ثواب موصلی سے لکھنے کے قبل وکیع بن الجراح  
 کے اُس نسخہ میں دیکھا تھا جو ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن  
 عثاب کے پاس تھا جسے اُس نے مجھ سے توسط ابراہیم  
 بن عیسیٰ قصاص کو فی وکیع بن الجراح سے روایت کر کے  
 بیان کیا تھا میں نے اُسے وکیع بن الجراح کی اصل کتب  
 میں دیکھا کہ ابن عثاب سے سوال کیا کہ ان اس حدیث  
 کو بھی مجھ سے بیان کر دے مگر اُس نے انکار کیا اور

و قال لم يحدث بهذا الحديث عداؤاً  
 و لهذا واحد ثلثا ما سواه ومن فروع  
 کتاب الخرج فیہ احادیث ولیم بن الجراح  
 شرح حدثی بہ بعد ذلك ثوابہ و رابتر  
 ابن عتاب اعلیٰ لو کان حدثی بہ  
 کو مجھ سے ثواب نہ بیان کر دیا مگر روایت ابن عتاب کی اعلیٰ تھی اگر ان اُس حدیث کو مجھ سے بیان کر دیتا،  
 میں لکھا ہوں کہ خیریت گذری کہ ابن عتاب نے اس حدیث شریف کو کعب کے نسخہ سے ساقط نہیں  
 کر دیا جیسا کہ اس زمانہ کے لوگ باوجود برکات پر س کے حذف و امقاط میں کوئی تاثر نہیں کرتے،  
 بہر کیف یہ حال ہے تو رخ و احتیاط کا ان اساطین شیعہ کے حکمانہ نہ عرض کیا گیا سارے کتب ان  
 حضرت کے اسی قسم کے احادیث عامہ پر ہیں مگر حبان حضرت کے تورع و احتیاط کا یہ حال بھلا تو ہیں  
 ان حضرات کا شیخ کیا نقصان دہ ہو سکتا ہے اور بھلا اللہ ہی حال اس زمانہ کے علما و مصنفین شیعہ کا بھی ہے  
 کہ وہ ہمیشہ مرویات شیعہ سے بنا رہتے ہیں اور اسی قسم کے تورع و احتیاط کے خوگر ہیں، مگر یہ  
 احادیث عامہ جو ایسی کتابوں میں مرقوم ہیں انہیں یہ امر نظر انداز نہ ہونا چاہیو کہ گو یہ احادیث الیٰ شیعہ کی  
 کتاب میں مندرج و مروی ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ یہ احادیث ان مشائخ عامہ کے ذخائر و روایات میں  
 مثل نسخہ دو کعب بن الجراح کے جکا ذکر ابھی مرقوم ہوا مندرج تھے انھیں کتب شیخ اپنے راوی کو روایا  
 کو نہ آتا تھا لفظ اخبر کہ سے اُس حدیث کی سند کا آغاز کرتا تھا یا راوی اپنے شیخ کی کتاب اسکے  
 ساتھ لکھتا تھا اور شیخ اسکی تصدیق کرتا تھا یہی صورت قدیم زمانہ میں محل حدیث کی مروج تھی اور اس علیٰ ہذا  
 صاعداً فصاعداً یہاں تک کہ تابعی تک اسکی روایت درجہ صعودی میں پہنچ جاتی تھی جسکا لازمی نتیجہ  
 یہ ہے کہ یہ احادیث اُس زمانہ کے تابعین اور تابع تابعین کے ذخائر و روایات میں ترجیح ہو جاتی تھیں  
 اس سے معلوم ہوا کہ یہی کتابیں اللہ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے بہت پیشتر مرقوم ہو چکی تھیں جیسا کہ  
 مقتضب الآثار اور تنصاف وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفین کے مشائخ عامہ کی کتابیں اگر  
 صد ہا سال نہیں تو اُس سے بہت قریب زمانہ میں مدون ہو چکی تھیں اور کم سے کم یہ ہے کہ کل ائمہ علیہ السلام  
 پیدا نہیں ہوئے تھے کہ وقوع امر و انقی ان پیش خبریوں کے ہو کر رہا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ان ائمہ  
 کے ضروری البود اور حقیقت امامت اور مخصوص من اللہ ومن الرسول ہو سکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب  
 ظہور حق یا دست قہر آئی کا ظہور ہو سکے کہتے ہیں کہ گو اس زمانہ میں کتب نہ کوئے بالا یا دیگر ذخائر روایات

[illegible]

میں نے

واضح رہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام تک جتنے معصوم ہوئے ان سب تک رسائی و ہیبت کی کسی نہ کسی طرح مبین حق کیونکہ نون علان اپنے ضروری الوجود ہونے کے حواس خمسہ محسوس بھی ہو سکتے تھے مگر اب ایسا امام بنو الا تھا جبکہ ایسے علان ضروری الوجود ہونے کے حواس خمسہ محسوس بنو الا ضروری نہ تھا امام حسن عسکری علیہ السلام تک جتنے امام ہوئے ان سب سے سابق امام کی اولاد ہو گئیے استنا حسین علیہما السلام کے جو ایک ہی باپ کے بیٹے تھے اوردو نوں معصوم تھے اور یکے بعد دیگرے منصب امامت سے سرفراز ہوئے خیر یہ تو ایک تفضیۃ اتفاقیہ تھا جو ایسا ہوا میں تو ائمہ معصومین علیہم السلام میں ہے ہر معصوم کا اپنے سابق امام کی اولاد میں بنو الا اسکو بھی تفضیۃ اتفاقیہ سمجھا ہوں کیونکہ جناب احدیت جلالت اسمائے عالم الثیبہ اور اساتذہ ہی اس کے عادل مطلق بھی ہے اسکی بارگاہ میں جنبہ واری کا کدو نہیں ہے اسے علم مطلق حاصل تھا کہ اس کے مخلوقات میں کون ایسا ہوگا جو اپنے نہیں متقی اس منصب عظیم امامت کا اپنے اعمال و افعال سے ثابت کرنے والا ہوگا کیونکہ اگر امتحان کا لحاظ نہ ہوتا تو دوسرے افراد انسانی کی محنت و العیاذ باللہ خدا پر تمام ہوجاتی کہ نہیں کیوں اس منصب عظیم سے محروم رکھا گیا اور کیوں اس فرد خاص کو بلا امتحان یہ منصب پر دیا گیا جس اتفاق سے ابن ائمہ اثنا عشر علیہم السلام میں سب امام بنو الا استنا امام حسن عسکری علیہ السلام کے کثیر الاولاد ہوئے مگر جناب احدیت جلالت اسمائے عالم الثیبہ اپنے عدل کمال کے ان حضرات کی اولاد میں سے ہی بزرگ کو یہ منصب عظیم

عطا فرمایا کہ جو اپنے تئیں متقی اس منصب عظیم کا ثابت کرے چنانچہ میرزا خیال ہے کہ عدائے کا انحصار بجز بارہ میں ایسا جو جسے ہوا کہ پردہ و کار عالم کو اپنے مخلوقات میں استیعاب لے سکے ان بارہ کے اقیام قیامت کوئی ایسا انسان نظر ہی نہ آیا جو اپنے تئیں اس منصب عظیم کا متقی ثابت کرے گا ورنہ انحصار عدائے بارہ میں فی الواقع ترجیح بلا مرجح ہوتی جو جب احدیت ہے حکیم علی اطلاق ہے محال عقلی تھی، اس مسئلہ کو بھی سننے اپنی کتاب درجہ عقل میں شرح و ربط ہے واضح کر دیا ہے۔

الغرض یہ بھی ایک قضیہ اتفاقیہ تھا کہ ان ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کی کل اولاد ایسی نہ ہوئی جو اپنے تئیں اس منصب عظیم کا متقی ثابت کرتی ہو۔ ایک فرد واحد کے جو امام ہوا اور سلطان مطلق رعیت خداوندی کا قائل پایا لیکن اسی کے ساتھ یہ کہہ بھی قابل نظر انداز ہونے کے نہیں ہے کہ جہاں جناب احدیت حکیم مطلق دعا علی برحق ہے وہاں نعم مطلق بھی ہے اس لئے اپنے ان بندوں کو جو اپنے تئیں اپنے بڑے منصب عظیم کا متقی ثابت کرنے والے تھے علان اس سلطانت مطلقہ کے جو انہیں اسکے بندوں پر حاصل ہونے والی تھی قبل اُنکے وجوہ ظاہری کے اپنے فرمانروا سے انوار مطلق خلق فرمایا اور ان حضرات انوار مطلق ہونے کی حالت میں یعنی خلقت عالم شہود کے قبل جب دستار عالم انوار میں عبادت الہی سے غافل نہ تھے بلکہ ہزار و ہزار بلکہ لاکھوں سال قبل از خلقت ظاہری اسکی عبادت میں مشغول و مصروف رہے اور یہی انکی غذائے روح تھی جس پر انکی نشو و نما موقوف تھی، نہاد زہ عالم اپنے انوار و اکرام کی باتیں اُن پر فرمایا اور امور عجیبہ و غریبہ مثل انبیاء اولی العزم علیہم السلام کے اوقیل اور اہل و اسس انکی ولادت کے قبل ظاہر ہوتے رہے تا انکہ حالت حمل و وضع جن بچان عجائبات سے خالی نہ رہی اور انبیاء اولی العزم اپنے اپنے زمانوں میں انکے متعلق پیشین گوئیاں اور پیش خبریاں فرماتے رہے جن میں نام و نسب کی تصریح ہی از بس ضروری تھی آخر اس انعام خداوندی کی کوئی حد بھی ہو سکتی ہے۔

بہاں ائمہ یار وہ گانے یکے بعد دیگرے سلطنت خداوندی میں کار فرما رہے اب بارہواں امام آئے والا ہے جس کے بعد کوئی امام ہونے والا نہیں ہے لہذا اسکو اقیام قیامت زن رہنے کی ضرورت تھی اسکے لئے جناب احدیت کو خاص انتظام فرمانے کی ضرورت ہوئی اور انکی بقا و حیات کے لئے خاص انتظام کرنا پڑا کیونکہ رعیت کے ممد و سرکشی کا حال خداوند عالم کو معلوم تھا اور کثرت غطا خلافت مصلحت الہی تھا کہ وہ قہراً ظاہر نظام اس حجت خداوندی تک انکے شر و فساد کا لمحہ ہمیشہ کے لئے کوتاہ فرما دیا کہ زن و سلامت بھی رہے اور کسی ظالم کے شر و فساد سے اسکو کوئی گزند و آسیب بھی نہ پہونچے انکی توبہ و توبہ اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ زن نظر مردم سے نہان ہو جائے اور جناب احدیت اسکو حجاب غیبت میں مجرب فرمائے

مگر اس طرح کہ کار ہدایت و امامت میں جو اسکا خاص کام علاوہ نظم عالم کے ہے انہیں کوئی نقصان بھی نہ ہو اور خود بھی مفسدین کے شر و فساد سے محفوظ رہے رہا یا خود مختار ہمیشہ ہی رہے اور سو اختیار ہمیشہ ہی رہے اسکا شیوہ رہا ہے اور شیطان کو بھی ہمت مل چکی ہے وہ اپنے حرکات سے کب باز آسکتا ہے اس کی مدد سے رعیت کے سو اختیار میں اور بھی اضافہ ہوتا رہے گا ورنہ ظلم و جور سے بھرتی چلی جائے گی یہاں تک کہ انہیں ظلم و جور کی گنجائش ہی نہ رہے گی اسوقت سلطنت خداوندی کا دور شروع ہوگا اسلئے کہ اگر اب بھی نہ شروع ہو تو خباب احدیت جلالت اسارہ کی حکمت و عدالت پر دوسرا الزام عائد ہو جائے جو انکی شان خداوندی کے منافی ہے، ایک دم سے سلطنت خداوندی کا دور شروع ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ وہ ایک مدت محدود کے لئے نہیں ہو سکتی لامحالہ ابد الابد کے لئے ہونا چاہیے اور قبل اسکے غیبت و رجعت کا زمانہ ختم ہو جانا چاہیے،

رجعت کا مسئلہ بھی ایک ضروری مسئلہ ہے اور انکی ضرورت و حکمت بھی واضح و آشکار ہے صرف نوجہ دلانے کی ضرورت جس کے لئے کتاب مذہب عقل کا مطالعہ کافی و دافی ہے (باقی آئندہ)



## محضر الموعظ العربی

حدیث غیر حقیقہ مشہور بلکہ متواتر ہے اور حقیقہ صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین اور تابعین تابعین نے اسکی روایت کی ہے اور جن جن محدثین و علماء اہل سنت نے اس حدیث کو اپنے اپنے صحاح و مسانید میں انراج کیا ہے اور جن جن علماء اعلام نے اپنے اپنے مستقل تصنیفات میں حجتی تفصیل کا جمل نہیں ہے، اس حدیث کے طرق کثیرہ پر دشمنی دالکر اسکی نواز کو تسلیم کیا ہے وہ اطرافین کتب مذکور سے مخفی نہیں ہے مگر اس تعصب کو کیا کہا جائے جو کتب مذکورہ کی طرف سے چشم پوشی کرنے اور ایسی متواتر حدیث کے انکار پر آمادہ ہو، اگلے زمانوں میں بھی کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں جنہوں نے اس حدیث پر تمنا یا سند اکلام کیا ہے لیکن اصل حدیث کے انکار یا اسکو موضوع کہنے کی کہیں کجرات نہیں ہوئی بخلاف اس زمانہ کے جس میں اصل حدیث ہی موضوع اور شیعوں کی گڑھی چوٹی تباہی مالتی ہے کئی سیہ خطاب عقبات الانوار میں حضرت نفوس آبا علی اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر تذکرہ کیا ہے بھی بہت زبان روشنی ڈالکر حق تحقیق و دین کو اس طرح اور فرمایا ہے کہ اس سے زبان ہمارے تصور میں

نہیں آسکتا لیکن وہ ایک مہذب و مخلص کتاب ہے جس سے دل چاہتا تھا کہ اسکا خلاصہ کر دیا جائے  
مگر ہمیں اتنی ہمت ملتی تھی اور کسی دوسرے بزرگوار کو اسکا خیال آتا تھا تا انکی جناب میرا بیٹھم تفسیر  
تبلیغ میں داخل تحقیق دیتے ہوئے اس حدیث کو موضوع اندیشیوں کی گڑھی ہوئی قرائد پر اپنے سابقین  
سے بھی لگے بیٹھے گئے اور اس امر کی ضرورت لاحق ہوئی کہ انکا جواب مامواں دیکر اصل حقیقت  
کو بے نقاب کر دیا جائے آخر قوم کے غر اور ملتِ حقہ کے ایاز جناب شمس العلماء مولانا السید سید حسن صاحب  
قبلہ امت پر کا تم نے اس ضرورت کی طرف متوجہ ہو کر دلوں ضرورتوں کو پورا کر دیا کتاب طلبا  
عبقات کا بعد ضرورت خلاصہ بھی کر دیا اور میرا بیٹھم کی قائل جواب عبارتوں کو پورا پر نقل فرما کر ان کا  
بھی دیدیا اور جواب بھی ایسا کہ جس کے بعد کسی بلا نصائح کو اس کے جواب احوال کی جرات نہو بخیر اھو  
اللہ غافر جزاء المحسنین - ۵

## قوم کے نام کا سرور اللہ علیہ امت پر کاتہ کا مکتوب

آج جبکہ غرضیات کی گھٹائیں چار جانب سے اندری ہیں نگرانی اور لاندہ ہی کا سیلاب نشہ سے طوفان کی طرح آ رہا ہے اسلام کو نیت و بار و کر دینے کی کوششیں بڑے اہتمام سے ہو رہی ہیں؛ مذہب کا نام دینا سے مٹا دینے کی جدوجہد میں اجتماعی قوت فراہم کی جا رہی ہے اور اسلام حسرت بھری نگاہوں سے اپنے ماصوں اور مژگاؤں کی طرف دیکھ رہا ہے،

مدرسۃ الٰہیہ میں ایک واحد مرکز ہے جو حق کی نصرت و حمایت و باطل سے مجاہدہ میں مشغول ہے اور ہر جاہل و غافل کے خلاف کوششیں کر رہا ہے،

مدرسۃ الٰہیہ کو قائم، موسیٰ ابھی کچھ زبان عرصہ نہیں گزرا کہ آج ہندوستان اور بیرون ہند تمام مقامات پر اور مختلف ممالک و زبان پر اس کے تذکرے سنائی دیتے ہیں اور ہر شخص اس کے خدمات کا معترف ہے۔ سب کچھ حقانیت کی قوت اور حضرت مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے روحانی برکات کا نتیجہ ہو چکی ہے۔ یہی حمایت میں یہ ادا ان اشاعت و تبلیغ اسلام کا فرض ادا کر رہا ہے لیکن جہاں اس کے خدمات کا بالعموم اعتراف اور اس کے کاموں کا علم و تحسان خدمت ادارہ کی روح کو بالیدہ کرنے والا ہے وہاں اس کے دائرہ عمل کی وجوہ دست بنے ناقابل برداشت زحمت و مشکلات بھی پیش کر دیے ہیں

مدرسۃ الٰہیہ دنیا کی ان اقوام کے مقابل آپ کے مذہبی خدمات انجام دے رہا ہے جس کے پاس اس کے خزانوں کی کھجیاں موجود ہیں اگر تمام ہمدان مذہب اپنی اجتماعی قوت سے اس کی نصرت نہ فرمائیں گے اور اس کو اپنی توجہات کا متفق نہ سمجھیں گے تو ادارہ کی بقا ناممکن ہے۔ مدرسۃ الٰہیہ ہمدان دین کے اثبات و مردم کی امنی پر ہی قائم کیا گیا تھا اور اب تک جو کچھ ہوا اور ہو سکا اسی اس کے ہمارے پرتوقع بھی کہ دین و مذہب کا سچا درد رکھنے والے خود بخود اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور لوگوں کی ضروریات کو محسوس فرمائیں گے اس وقت تک البتہ قبل المسئلہ (سوال سے پیشتر عطا) کے مضمون کے مطابق افراد قوم کی ذہانت و مہارت احباس اور عالیٰ قضی پر اعتماد کرنے ہوئے دست سوال دراز نہیں کیا گیا صرف ادارہ کے خدمات کے اظہار و اعلان پر اکتفا کی گئی اور اسی کو اس کا مروت خیال کیا گیا۔ لیکن انھوں نے مدرسۃ الٰہیہ حامیان تبلیغ اور ہمدان مذہب کی توجہ و دعائیت کا جس حد تک حق تھا اس حد تک توجہ دینے کی مثالیں بہت کم نظر آ سکیں اور بجائے اس کے کہ خدمت تبلیغ کی حوصلہ افزائی کی جاتی حالت بہت دشمن نظر آئے جس کے اسباب معلوم نہیں کیا ہیں نہ معلوم وہ مذہب جس کے لیے اس



حضرت معصومین علیہم السلام اُن کے نقش قدم پر چلنے والوں نے اپنی جان و مال و اولاد و ہر شے کی  
محبوب چیز کو قربان کر دینے میں کبھی دریغ نہیں کیا آج اپنی تنہائی و خلوتِ ابدیکی کے باوجود و شگونی  
حمایت کا حق نہیں رہا۔ یا ہمارا اندیشہ اجوش و خروش ختم ہو گیا۔ ہماری روح ایمانی سلب ہو گئی اور ائمہ  
طاہرین کی متبع و قاسمی سے ہم نے کنارہ کشی اختیار کر لی اور روزِ شُب اُنہی مبارک سینوں کے تذکرہ اب  
ہمارے غلب پر اڑنے والے میں کامیاب باقی نہیں رہے؟ اور مرثیہ الواعظین نے ابھی آپ کے مذہب کی کوئی  
تسلی بخش خدمت انجام نہیں دی اور اس کے خدمات آپ کی نظر میں کسی قدر عزت کے قابل ثابت نہیں ہوئے؟ اور اگر ایسا  
نہیں ہو بلکہ مذہب کی عظمت جلالتِ غلب میں موجود و کرب و زاریاں ان کے نفس قدم پر گامزن ہیں اور مرثیہ الواعظین کے خدا کا  
اُکو اعتراف ہے اور فی الحقیقت آپ اُنکے وجود کو اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مفید اور ضروری خیال  
کرتے ہیں تو ہر اس کے احکام و تنزیل کے لئے اپنا کر نہیں رہے کون سے کبھی حمایت و تسکین میں انظار کرتے ہیں؟ ہر مرثیہ الواعظین  
جہاں تک پہنچ چکا ہو اپنی موجود حالت کو باقی رکھنے اور اس سے اُنکے قدم بڑھانے کے لئے خدا و تبارک و تعالیٰ کا شکر  
اور جو وہ غفلت و بے اعتنائی ہے دست برداری کا امید دار ہے اب اُنکے مشکلات اس قابل نہیں  
ہیں کہ ان سے چشم پوشی اختیار کی جائے بلکہ ایسے کہ قہر اُنکے کافر و کافروں میں اپنی بے التفانی کی بدولت  
کعبِ افوس لگنے کی نوبت آنے میں ہر ہر روز تبلیغ اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا کہ آج تک اُس نے  
مرثیہ الواعظین کی کیا خدمت انجام دی اور اس کے احکام و تنزیل کی سعی میں کیا حصہ لیا؟ اگر ہمدردانِ نڈ  
اپنا فریضہ محسوس فرما کر غور و انظار کر کے اپنے آمان ہو جائیں تو بہت آسانی سے اوارہ کی رحمت و  
مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور مرثیہ الواعظین اپنے مستقبل میں پہلے سے بہتر خدمات پیش کرنے کی قابل  
ہو جائیگا دیگر مصائبِ الام کے علان میرے لئے اپنی سیرانی سالی کا عذر ہی کیا کہم تھا کہ اب ضعفِ بصارت  
نے مجھ کو بالکل ازکار رفتہ بنا دیا میں اب لکھنے پڑھنے سے قریب قریب قاصر ہوں بہتر و مشکل چند سطریں تحریر کی  
ہیں جو کہ ہمدردانِ مرثیہ الواعظین میرے مشکلات کی ایک طویل انسان تصور فرمائیں گے میری دستِ اہلِ وارہ کی  
اپنی مشکلات ایک گونہ ملکی کرنے کے لیے پہل اور آسان طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ میری جانب سے جاریہ  
ایک و پیچہ اور پانچویں پہلے افغانی ٹکٹ جاری کیے گئے ہیں جو کہ دہندگان تو ملت کے فیاض انھوں  
تک پہنچانے کی مبارک خدمت اہلِ وارہ کے مقرر کردہ واعظین کے سپرد کی گئی ہے کہ ان اپنے اپنے متعلقہ  
حلقہ میں ہر شہر فقہہ اور دیہات میں جا کر ان ٹکٹوں کے ذریعہ سے جہاں حضراتِ مومنین ہے اعانت حاصل  
کریں مجھے خوی امیدوار کامل لائق ہو کہ ہر مقام کے ہمدردانِ قوم و ملت اس مقصد کے کامیاب بنانے میں مل و  
جان سے سعی و کوشش فرمائیں گے اور واعظین کو ہر طرح کی امداد و ہونچا کر ذیل حضرات ہوں گے۔ خداوندِ عالم بحق  
حضرت معصومین صلوات اللہ علیہم ہمیں میری اس آواز میں تاثیر اور ہمدردانِ مرثیہ الواعظین کو توفیقِ تبارک و تعالیٰ

فرمائے اور جہاں بھی نہایت پیچیدہ امور ہوں ان کے غلب میں اپنی مرکز کا دور و دید کہے آمین ختم کن قلم

## مدرسۃ العظیمین کے محترم بانی و سربراہ محترم

مہاراجہ محمد علی محمد خاں بدرالباہم الی یا سست قبا کی فاجسرایا

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ بِالْحَقِّ الْاِسْلَامِ

افسوس تیسری عمر نہ تھہ تک جس ذات والا صفات کے لئے عالم تشیع میں ہر کہہ دہہ کے دست و عمار گاہ شافی مطلق میں بلند ہوں و دفعہ چوتھی محرم سنہ ۱۳۵۵ مطابق ۱۳ مئی سنہ ۱۹۳۵ء کو اپنی زندگی کے ایام معینہ ختم کر کے اس طرح ہم سے جدا ہو جائے کہ پھر قیام قیامت اُس کے لئے کی امید باقی نہ رہے اس دائمی مفارقت کی سنانی ہے جو سننی عام طور پر پیدا ہو گئی ہے الفاظ اُسکی تصویر کشی ہے خاص میں کل تک جس نام امی کے ساتھ ادام اللہ اقبال لکھا کرتے تھے اُس کے لئے رحمہ اللہ کا لفظ لکھتے ہوئے قلم کا سینہ چاک ہوا جاتا ہے، افسوس کہ کسی گرفتار رہی اور ایذا و جھڑبھد ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا اور کیسا جلیل الشان مہر قوم اپنی قومی ہی خواہی و ہمدردی اور اپنے قومی و مذہبی ایشیا اور اپنی اسلام نوازی و علم پروردی کی یاد ہمارے مضطرب دلوں میں جھوڑ کر رہی لگاتار عدم ہو گیا، ہم کبھی اُس ذات والا صفات کو نہیں بھول سکتے اور نہ اُس کے جوہر ایشیا کا قیام الشان ملو نہ کاملہ (مدرسۃ العظیمین) کبھی ہات دلوں سے اُس کی یاد کو جو ہونے دیکھا اتنے بڑے عظیم الشان اداروں کا قائم کرنا اور رسالت ہزاروں سالہ کا۔ اگر اللہ تعالیٰ بذریعہ ایک جائز اور موقوفہ کے دائمی طور پر اُس کے لئے مقرر کر کے قوم کے سپرد کر دینا اور تمام افراد قوم و ملت کو اُسکی مشرکت و اعانت و ہمدردی کی دعوت دینا یا یوں کہئے کہ تمام قوم کو قومی ذریعہ ایشیا کا ایسا بھولنے والا بن پڑھا، آپ ہی کی ذات والا صفات سے مخصوص تھا:

یہ ادارہ ۱۹۴۶ء میں اللہ جل جلالہ کے احسان و احسان سے ۱۹۴۳ء میں کو ہمارا جدِ مرحوم کی اسلام نوازی و علم پروردی کا نمونہ کاملہ بن کر قائم ہوا اور ۱۹۴۵ء میں بذریعہ ایک عام اسپل کے اپنے اُسکو قوم کے سپرد کر دیا اور اپنی حیثیت اس اداروں میں ایک معمولی نمبر سے زبان نہیں رکھی اور دیکھتے رہے کہ قوم اپنے اُن توجہات کو اس اداروں کی طرف کھینچ رہی ہے، اچھوٹا لڑکا۔ یہ اپیل راگمال نہیں ہوئی اور قوم نے اُسکی طرف متوجہ ہو کر اُسکو ایک قومی ادارہ تسلیم کر لیا مگر افسوس کہ جب یہ ادارہ ترقیاں کرنا ہوا اس حد تک پہنچا کہ اُسکی صدا محدود ہندوستان سے نکل کر یورپ، امریکہ اور چین و جاپان اور جزائر انڈین

سلطنت اور بلاد عرب و عجم تک پہنچنے لگی اور اس مقصد اعلیٰ کی تکمیل کے دن آئے جس کے لئے یہ ابدان قائم ہوا تھا تو ان مرحوم کو چار ناچار دینی اہل کی آواز پر لبیک کہنا پڑی۔

۴۲۔ رجون عشرہ کو محمود آباد میں آپ کی ولادت ہوئی چار باج برس کے میں آپ کی تعلیم شروع ہوئی اور جیسا کہ امر اور کوسل کے ہونمار لڑکے علوم و کمالات میں غیر معمولی ترقی کرتے ہیں ویسا ہی آپ بھی فوفا فوفا ترقی کرتے رہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں عربی فارسی انگریزی میں غیر معمولی مہارت حاصل کر لی پھر شاعری کی طرف توجہ فرمائی اور اسے بھی ایک اچھی حد تک پہنچا دیا لیکن ہمارے علم میں آپ کی شاعری مذہبی نقطہ نظر سے نہیں تھی اور تمام اصناف شعریہ سے آپ نے صرف مرثیہ گوئی و مرثیہ خوانی ہی تک اپنی شاعری کو محدود رکھا، ۲۲ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد امیر الدولہ نصیر الملک راجہ محمد امیر حسن آباد کے بی آئی، ایف سی و والی ریاست محمود آباد کے قائم مقام ہوئے اور ۲۸ سال زین مسند ریاست پر ۳۵ سال ۱۱ ۲۰۵۰ یوم کی عمر میں راہی ملک عدم ہو گئے۔

آپ کے اوصاف و اخلاق و عادات بحیثیت ایک رئیس قوم کے نہایت سنی آموز ہیں۔ آپ کا خلق آپ کی تنذیب، منانت، سخاوت، غمناک و ہمدردی، ہر قسمی، ہمارا لازمی علم پروردہ بی علمی قابلیت انکار و توسیع منساری، تعلیمی دلچسپی ہمیشہ آپ کی یاد کو پائے دلوں میں تازہ رکھے گی، کوئی ایسی تعلیم گاہ نہ تھی جاکہی سخاوت سے بہرہ اندوز نہ ہو مسلم و یونورشی علیحدہ کو کہنے ایک لاکھ روپہ عطا فرمایا، لکھنؤ یونیورسٹی بھی آپ کے جوہر ایثار سے محروم نہ رہی اور آپ نے اسے بھی گرانقدر عطایا مرحمت فرمائے، یونیورسٹی کے طلبہ کے لیے کہنے ایک عایشان بورڈنگ بھی تعمیر کرا دی جو آج تک محمود آباد ہوشل کے نام سے قائم اور طلبہ کو فائدہ پہنچا رہی ہے کالوں تعلقہ دارانی اسکول، مدرسہ اسلامی اسکول، مسلم گیس اسکول لکھنؤ کالوں ہائی اسکول محمود آباد آپ ہی کی بدولت قائم ہیں، کئی طلبہ کو بعض حصول تعلیم ولایت بھیجی کتنوں ہی کو ہندوستان میں تعلیمی وظائف مرحمت فرمائی اور بالآخر دیشا لو اعلیٰین کی بنیاد ڈال کر دینی و دنیاوی کامیابی کا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا، مذہبی معاملات میں بھی آپ ہمیشہ گہری دلچسپی ہے کام لیتے رہے مساجد مبارک کے معاملات میں آپ کو حدودہ کا انہماک تھا مجالس عزائم واری کے مراسم پر بے خلوص ہے اور کرتے تھے بہر لیا اشقی اس آج کی بدولت شریعت و زیارت سے مشرف ہو گئے اور جب خود بعض نفیس زیارت عبادت عبادت کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں بھی عظیم الشان یادگار بن قائم کر کے واپس ہوئے حضرت خواجہ کار و ضہ تعمیر کروایا، زائرین کے لیے متعدد مکانات وقف فرمائے، محمود آباد کی عزاداری ضرب اشبل عزاداری ہے، مرحوم خواہ کہیں ہوتے مگر ۲۰۵۰ ذاکھ کو ضرور محمود آباد پہنچ جاتے اور عزاداری کے تمام

انجام دینے تھے، ہر سال ایک یا امرشیہ ضرور نظم فرماتا تھا۔ لہذا ایک دواؤفہ کے امام بارگاہ میں آٹھ سو پینتے تھے جس کے سہ کے لیے لکھنؤ اور دیگر مقامات کے مشہور مشیخہ گو حضرات تشریف لیجاتے تھے روز عاشور جب تک عمر بہ ذوق نہ ہو جاتے اُس وقت تک کر بلا سے واپس نہ ہوتے تھے،

سیاسات میں بھی اسکی اعلیٰ قابلیت تمام طبقات میں مسلم بھی ملکی خدمات آپکے ضرب المثل تھے اور ہر کدو مہ اسکا معرفت تھا۔ ۱۲۸۷ء میں جب اس صوبہ میں اصلاحات کا نظام ہوا اور الیگزینڈر کو نسل قائم ہوئی تو آپ ہی اس صوبہ کے پہلے ہوم ممبر مقرر ہوئے اور ۱۲۹۲ء تک نہایت قابلیت سے کام کیا، ۱۲۹۳ء میں گورنمنٹ کی جانب سے ہی، ایس، آئی کا خطاب بلا ۱۲۹۷ء میں سی ایس، آئی ہوئے ۱۲۹۸ء میں ملازمہ کا خطاب ملا، اور وہ چیف کورٹ کے قیام میں اپنے نمایاں حصہ لیا،

فسادات کا پورے بعد لکھنؤ میں قیام امن کی کوشش جس سے یہ شہر فتنہ و فساد کی آگ سے محفوظ رہا آپکے ملکی خدمات کی آخری قسط یعنی افسوس صد افسوس !

سال محبت ہمارا جب کی صحبت اچھی نہ تھی دلچ کا ایک ملکاساطہ بھی ہو چکا تھا کہ بھر بھی یہ گلن نہ ہوتا تھا کہ مرحوم اسقدر جلد ہم سے جدا ہو جائیں گے جب دستور ۲۹ ذی الحجہ کو لکھنؤ سے عموماً بادشاہ تشریف لے گئے، ۳۰ کو جناب مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نے مجلس پڑھی جس میں ہمارا جب صاحب شریک تھے ۳۱، عرم روز جمعہ کے دو پہر کو سینیہ میں انہیں جانب ایک شدید درد اٹھا کر ڈاکٹری علاج سے عموماً دیر میں حالت درست ہو گئی، دس بجے شب کو ٹھوٹی شیخ حبیب اللہ صاحب اور کونورم بہادر شاہ صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور ہمارا جب صاحب سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی سلسلے بارہ بجے پیر سینیہ میں درد اٹھا اور روح نقض غصہ پری ہے پرواز کر گئی !

یہ خبر وحشت اثر کوئی معمولی خبر نہ تھی جس کی اشاعت میں رات کا تاریکی نہ داخل ہو سکتا اور انام محمد آباد میں ایک کرام چلیا سبکدوش تادیر و بجات کو روانہ کر دیے گئے صبح پچھے جنازہ بانہر نکلا و بعد ہمارا ج اپنے چہرے بھائی کے سر پر نہ ساتھ ساتھ تھے شبہ کر بلا میں ہو چکا مانیتاب سس العلماء مولانا السید ابن حسن صاحب قبلہ نے اپنے سلسلے غسل دلاوا آخری لباس (کفن) زیب تن کرایا، دس بجے دن تک اجا اعزاء کی ایک کثیر تعداد جمع ہو گئے ابیے جناب مولانا اے مدد و ح نے ۱۵، ۲۰ ہزار آدمی کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اور شبیہ روضہ نماز حضرت ابو الفضل العباس اور نجف اشرف اور کر بلائے متلے کے گرد طواف کر اگر آسمان فتوت و کرم کے اُس ضیا آفتاب کو زیر زمین نہاں کر دیا اجا اعزاء اعلیٰ ریاست ملازمین رعایا راہ الہ کے اُس کثیر التعداد مجمع کی گریہ و زاری اور آخری دیدار کے غمناک من تماکا

اضطراب اور تھیرا ہی ایک عجیب عبرتناک منظر پیش نظر کر ہی تھی سچ یہ ہے کہ ماشور مرحوم کے قبل ایک دوسرے عشرہ کے آثار نمایاں تھے، شیوں میں یہ دستور ہے کہ کبساہی کوئی بزرگ عشرہ محرم میں دنیا کو الٹنے کے لیکن امام کے قبل اسکے سوم کی رسم ادا نہیں کی جاتی ابی عام دستور کے موافق اچکے سوم کے رسم بھی امام کے سوم کے بعد ادا کی گئی جس میں ہتھاراد میں کل جمع تھا اور اسکے قبل دو بعد ہزار ہا تفریق تارا گئے اور اکابر و علماء قوم کے علان ویلے ہند، گور زیوی، سرکار کورٹ ٹیلر (مقیم لندن)، ہمانا گاندھی اور دیگر معززین لکھنے تفریق پیچاات آپ کے جانشین عالیجناب جہمیر احمد خان صاحب بہادر کے نام رو لیکے ستیا پور، لکھنؤ، الھیم پور، علیگڑھ، الہ آباد، وغیرہ میں دوکانیں بند کر دی گئیں، لکھنؤ کے جملہ سرکاری دفاتر اور عدالتیں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ، کلکتہ کارپوریشن وغیرہ ہمارا جہ صاحب کے عزم میں بند کر دی گئیں ایصال ثواب کے لئے محمود آباد کی مقامی انجمن حیدر سخی بہت بڑے پیمانہ پر قرآن خوانی اور مجلس غم منعقد کی جس میں راجہ صاحب بہادر مع اپنے چھوٹے بھائی کے شریک تھے اور اسکے علاوہ بھی جایا قرآن خوانی و مجالس اور جلسہ بے تفریق منعقد ہوئے، دستہ الاطین لکھنؤ میں بھی ۵۰ صفر ۱۳۵۷ء کو ایک مجلس عز الغرض ایصال ثواب بہت بڑے پیمانہ پر منعقد ہوئی جس میں جناب شمس العلماء مولانا البید سباح حسن صاحب قبلہ نے ڈاکری فرمائی،

ہندوستان کا ذکر نہیں بہرون ہند کی اسلامی انجمنیں بھی اس غم میں اہل ہند کے ساتھ شریک ہوئیں اور انھوں نے بھی تفریق زرو لوشن پاس کیے چنانچہ جمیت اسلامیہ ہنداد کے محمد اعلیٰ جناب آغا ذوالفقار علی صاحب دام مجاہد اپنے امہ کرم مورخہ، رجون اسٹہ میں حسب ذیل رقم طراز ہیں :-

مکرم منہ جناب ایڈیٹر صاحب ام غنائیکم  
اسلام علیکم براہ کرم مندرجہ ذیل اپنے اخبار گرامرین طبع فرما کر جمیت ہذا کو شکریہ کا موقع دیں  
خادم الملت  
والسلام۔

آغا ذوالفقار علی محمد اعلیٰ جمیت اسلامیہ

جمیت ہنداد کی مجلس منتظمہ منعقد ۷ جون ۱۹۳۱ء میں منجانب مہمان جمیت مندرجہ ذیل زرو لوشن ہمارا جہ صاحب بہادر محمود آباد کی وفات حسرت آیات پر پاس ہو رہے :-  
ہمارا جہ صاحب بہادر محمود آباد کی بیوقت موت پر جمیت دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے اور ان خدات علیہ کی جو مرحوم نے بہت اسلامیہ کام لائے انہیں دریں معزز ہے۔ دعا ہے کہ خداوند عالم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے خاندان ربانیت کو صبر جمیل اور قوم کو محوم کا غم البدل عطا فرمائے آمین شہا میں۔

اب ہم اس مضمون شش شون کو جیسا بہت سامانہ اخبار سرسراؤز مودہ ۲۸ رجون ۳۱ء کے ایک  
مضمون زبشتہ جناب سید اوی حسین صاحب رفعتی مھوادی بی بی لے سے اقتباس لیا گیا ہے ملاحظہ کراں  
جناب مرزا کاظم حسین صاحب محترم کمانہ کی ایک تاریخ پر ختم کرتے ہیں جو اخبار سرسراؤز مودہ ۱۱ رجون ۳۱ء  
میں طبع ہوئی تھی ۱۱۔

اٹھے جہان سے محمد علی محمد خاں رئیس صاحب اعزاز سرسراؤز اجا  
اندھیرا چھا گیا ہر سمت لکٹ دلت میں چاندغ عمر موگل چلی جو باؤنسا  
و دل کہ حق رہا اعتماد و حسابی ائی بنے قافلہ عمر رواں کا لوٹ لبسا  
و دل کہ جس سے نشاط و اہم کا تھا جنک ائی بنے دیدیا آجز جواب جان فسر  
و دل جو ملکیت صدر میں تھا صد نشین ہرادیار فنا کا انیس و راہنسا  
و دل کہ چس پہ تھی دفون جہانی قوم زبان سنج لحد کی طرح خموش ہوا  
و دل کہ جسیر تھی قبر حسین ابن عجلے پس فنا اب کھینچے جواب کرب و بلا  
ہو لئے آمینہ حسن عل کا آئسہ کار و دل کہ حسین تھی پوشیدہ حبشہ خند  
و دل جو قافلہ آرزوے ایمان تھا اندھیری رات میں منزل کے پاس جاگتا  
طریق عمر میں جو دل رواں تھا صورت جعفر تھکا زبان تو بنفوں کے ساتھ خود بھی کا  
علی پرست خیالات کیا ہی کام آئے کہ دفن ہو اور حسد کا نظارہ  
سود غیب میں ادا جبکہ تیلیوں کا نور عدم کے رستہ کو دل کی کھٹکے دیکھا  
دور غمسم دہائی ہوئی ریاست میں ہرک زبان پہ تھا اے اے ہمارا جہ  
ہوئی وفات محرم کی چوتھی رات کو آہ غم حسین بنا حضرت المسعودی  
آمارا قبر میں جب اس بزرگ ہستی کو نظر کے سامنے آیا ائمہ کا جہلو  
ہر ایک تارکفن وے رہا تھا بے بہشت درد پڑھ کے جو رکھی گئی تھی خاک شفا  
جلاں میں کیوں نہ جگہ اپنی شان کی پاتے رئیس قوم رئیس اس کے شہدا  
عدم میں پائی امارت امیرین کے قبرین خدا کے حکم سے جو وقت ترک کی دنیا

لکھا یہ خامہ عشر نے مصرع تاریخ

مقام پاک ارم کا خدا نے راج دیا

۱۳۵۰ ہجری

زبانچہ میری

کیا ہیں ابن علی کے دعویٰ قابلِ شیعہ تھے

کیا واقعہ بلا کی ذمہ داری شیعوں ہی پر عائد ہوتی ہے؟

کیا کوئی شیعہ اپنے غلام کے لیے بھی شیعہ ہو سکتا ہے؟

لفظ شیعہ لفظ بمعنی تابع و اصغر جو شخص جتنا تابع اور پیروار جتنا تابعی و اصغر ہوں اسکا شیعہ نہیں  
منعول میں یہ لفظ قرآن مجید میں بھی متعدد مقام پر آیا ہے وہ ان میں شیعہ کہلاوہم مہذا من شیعہ  
وہذا من عدوہ مکائنہم قبل اور انہیں منعول ہے ائمہ اہلبیت کے ماننے والوں کو بھی شیعہ کہتے  
ہیں کہی زمانہ میں تو یہ لفظ بمقابلہ اربعین علی کے اربعین معاویہ کے لیے بھی استعمال ہوتا رہا اور شیعان  
علی اور شیعان معاویہ زبان زد خاص و عام رہا لیکن زمانہ مابعد میں شیعان علی کو موردِ ظلم و ستم  
بنانے کے لیے یہ لفظ انہیں سے مخصوص کر دیا گیا اور تشیع کو ناقابلِ عفو جرم قرار دیکر جو ظلم و ستم ان پر توڑے  
گئے ان کے لیے صفاتِ نامرغ کی سطرین آج تک لباسِ باہ پہنے ہوئے ہیں اور اب تو اس لفظ کے اربعین  
آل رسول کے لیے کچھ ایسی خصوصیت پیدا کر لی ہے کہ گویا یہ لفظ ان معنوں میں حقیقت ہو گیا ہے اور ہر لفظ شیعہ زبان سے  
نکلا اور فوراً ہی ذہن ان معنوں کی طرف منتقل ہو گیا اور جس شخص کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا تھا ان تابع و مطیع آل  
رسول اور ائمہ اہلبیت سمجھ لیا گیا و کفاحہم بذلک شرفاً و فخرنا اگر اس فخر و شرف کا بقا اتباع آل رسول  
اور پیروی و نصرت ائمہ اہلبیت کے بغیر موقوف ہے اور انسان نے اس اتباع و نصرت کے ائمہ اٹھایا اور  
نورانی یہ فخر و شرف اس سے سلب ہو گیا یہ میراثِ پدری نہیں ہے کہ باپ کے خلاف رفتار کرنے کے بعد  
بھی بیٹے سے سلب نہ ہو سکے ؟

کچھ شک نہیں کہ جن اہل کو ذنبِ امام ہمام کو خط لکھ لکھ کر بلا یا تھا ان سب کے بظاہر شیعہ تھے  
اگرچہ حقیقت دابقہ بالکل اسکے خلاف تھی و حقیقت شیعہ اتنے ہی تھے جتنے کہ بلا پہنچا حضرت کے حق ہو گئے  
باقی سب مکار و فساد دہوکہ باز تھے مگر چونکہ اس وقت تک ان سب اپنی نامعلوم ذاتی مصلحتوں سے شیعوں  
مخلو تھے اور کوئی امر خلاف تشیع اُسے ظاہر نہ ہوا تھا لہذا باعتبار ظاہر شریعت کے ان کی دعوت کا  
قبول کر لینا حضرت پر واجب تھا کیونکہ ان خطوط میں سے بعض خطوط میں یہ بھی تحریر تھا کہ اگر باد صغ  
وجود انصار کے آپ اس طرف قدم نہ فرمائیں گے تو عند اللہ جواب دہ اور گناہگار ہوں گے (ترغیب)

لیکن اس پر بھی حضرت نے انکاف نہیں فرمائی بلکہ مزید اطمینان کے لیے اپنے معتمد چچا زاد بھائی 'مسلم بن عقیل سلام اللہ علیہ' کو دریافت حالات کے لیے کوفہ روانہ کیا اور جب انکی جانب سے اطلاع موصول ہوئی کہ اتنی ہزار آدمی جیسے ہاتھ پر آپکی بیعت کر چکے ہیں اس وقت حضرت نے کوفہ کا اراد فرمایا لیکن ہنوز حضرت کوفہ پہنچنے نہ پائے تھے کہ لوگ سرخسے اگر اپنے عہد دیان ظاہری سے خوف ہو گئے بیعت کر کے بیعت شکنی کے کرب ہوئے حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑ دیا یہاں تک کہ ان خبیثہ ہو گئے اعدائے کی اور انکی لاش کی چیر تھی گو انھوں نے دیکھتے ہی مار کچھ کر دیا اور اسکے بوجھ کو زائر کھاتے سرزد ہوئے کفار سے بھی نہو سکتے تھے اس حال یہ کہ کیا ان لوگ بغرض تشیع اس کو غور وادرباوت امام اور مقتضائے تشیع کی مخالفت کے بعد بھی شیعہ رہ سکے اور شیعہ کچھ جلنے کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

انسان کے نفسانی حالات و عقائد کا آدم آخر کیا رہنا کچھ ضروری نہیں ہو۔ اخلاقیات خواہشات اور تغیر حالات اور غلبہ ہوا دہوس کی وجہ سے حالات و عقائد کا بدل جانا بغرض محال عقائد کا بدستور باقی رہنا اور غلبہ خواہشات کی بنا پر اعضا و جوارح سے خلاف ضمیر حرکات کا سرزد ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے عہد رسول کے بعد کی تاریخ ہمارے دعویٰ کی شہادت کے لیے کافی دوانی ہے مقتضائے عقائد کی مخالفت انکے تغیر اور بقا و دوزوں میں کہاں ہے تغیر عقائد کے بعد انکی مخالفت کی جائے گی تو بھی حکم زندہ و عائد ہوگا اور بقائے عقائد کے ساتھ انکی مخالفت ہوگی اور قلب زبان متحدہ رہینگے تو بھی یہ غدر نہ انا جاسکا کہ ہمارا دل انھیں عقائد سے وابستہ ہے بلکہ زبان قلب کی ترجمان سمجھی جائیگی یہ ایک واقعہ ہے کہ اہل کوفہ نے جب حضرت کو طلب کیا ہے بلکہ جب تک حضرت مسلم نے امام کو عرفہ کو لکھ اہل کوفہ پر اپنے اطمینان کو ظاہر کیا ہے اس وقت تک فی امر مقتضائے تشیع کے خلاف انہیں ظہور پذیر ہوا تھا کیونکہ اس وقت تک انھیں کوئی موقع اظہار اخراجات کا ہاتھ نہ آیا تھا، ابن زیاد کے کوفہ پہنچنے کے بعد بغیر پورا پورا موقع مل گیا دنیاوی طمع نے انکی آنکھوں پر پردہ ڈال دینے غلبہ خواہشات سے مغلوب ہو کر مقتضائے تشیع کی کہلی کہلی مخالفت کر کے بظاہر بھی شیعیان علی کے زمرہ سے بالاعلان خارج اور شیعیان یزید میں غشی خوشی داخل ہو گئے دکھ اہر بندا کھ ہوا نا و خسرانا

اب اس کے بعد یہ کھنا کہ فائز ان حسین شیعہ تھے جعفر و عقیل و فہم سے بعید ہے ان اہل عقل سے مخفی نہیں ہے اور عجیب لطیف ہے کہ شیعہ تو ایسے نحس اور غدار و کسا لوگوں کو اپنی برادری میں داخل نہیں سمجھتے اور بالاعلان کہتے ہیں کہ ان اس غدر و مکرم کے بعد شیعہ تو شیعہ مسلمان بھی باقی نہیں رہے اور ہمارے معترض انکو زبردستی شیعوں کی برادری میں داخل کر کے شیعوں پر طعن کرتے اور کہتے ہیں کہ



شیعوں ہی نے حسین کو قتل کیا اسباب وہی اس مذمت میں پختا پختا کر رہے ہیں لیکن یمن جعدی صلا واقع ہے و ناظرین واقعات پر ظاہر دیا سر ہے

ہملا کوئی شیعوں اپنے اس امام کو جس کی پیروی و متابعت و نصرت و حمایت اس پر واجب ہو اس میں سے بے قتل کو کہ شیعوں بانی رہ سکتا ہے اور کوئی شیعوں ایسے باغیوں اور مرتدوں کو اپنا ساتھی اور ہم مشر سمجھ سکتا ہے؟ معترضین کی زبان ان کے بس میں جو چاہے کہیں مارنے والے کا ہاتھ پکڑ سکتے ہیں کھینچنے والے کی زبان نہیں پکڑ سکتے لیکن ہمارے نزدیک اسلام و ایمان اور صحابیت و تبعیت سب کا دار مدار آغاز و انجام اور قلب و زبان کے اتحاد پر مبنی ہے اور یہی وجہ ہے ہمارے نزدیک تعریف صحابیت میں فقط من اور راک صعب، البی کافی نہیں ہے بلکہ الفاظ مذکورہ کے بعد مع الايمان وصات علیہ کا اضافہ بھی ضروری ہے ہر حال اگر ان کو بغرض حال شیعوں بھی تصور کر لیا جائے تو جس طرح کوئی نئی شیعہ ہو کرئی اور کسی شیعہ بنی ہو کر شیعہ نہیں رہ سکتا اور نہ ایسے رجعت پسند کو نئی یا شیعہ کہہ سکتے ہیں اسی طرح ان عبادوں اور عسکاردوں اور امام مضرض الطاعت پر بغاوت کرنے والوں کو بھی ان کے ابتدائی حالات ظاہری کے لحاظ سے شیعوں نہیں کہہ سکے کہ کوئی نہ اپنی ابن کفر فائزوں کے بعد شیعہ کیسے مسلمان بھی باقی نہ رہے تھے۔

شیعوں اس مذمت میں نہیں روکتے کہ حسین کو شیعوں ہی نے قتل کر ڈالا بلکہ ان اپنے رسول و امام کی تاسی کے علان اس حسرت میں روکتے ہیں کہ کاش ہم لوگ روز عاشورہ موجود ہوتے تو ان مرتدوں و باغیوں کو ان کے ارتداد و بغاوت کا مزہ اچکا دیتے، شیعوں کا دل پتھر نہیں ہے دل و جگر کا زہر دے دو اور مصیبت زح کی مصیبت اور مظلوم و مکیس کی مظلومی و مکیس سے متاثر ہو جانا خلاف فطرۃ نہیں بلکہ عین تعصبا و فطرۃ ہے شیعوں کا مقابلہ نہیں کرتے بلکہ جب فطرۃ انھیں رد لاتی ہے تو ان بے تکلف روٹیے ہیں اور اپنے دل سے مجبور ہو جاتے ہیں :

دل ہی تو ہے رنگ خشت در در پتھر آئے کیوں روئیں گم ہزار بار کوئی ہمیں رو لائے کیوں اور اگر مستعجاب، حال کے یہی مبنی ہیں کہ حالت سابقہ سے انحراف ثابت ہوئے پر بھی حکم سابق بجا رہے کا جس طرح بعض اصحاب رسول پر انحضرت کی رحلت کے بعد حالت سابقہ سے انحراف کرنے کے بعد بھی صحابیت کا اطلاق کیا جاتا ہے تو شیعوں کو بھی ان عسکاردوں اور عبادوں پر اطلاق تشریع کی اجازت دینے میں کوئی مانع نہ ہوگا بشرطیکہ ہمارے معترضین ان لوگوں کو بھی زمرہ مسلمین میں داخل مانتے ہیں جن کو آج تک اہل ان کا خطاب دیا جاتا ہے واذ لبس فلیس۔

حضرت رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی جو انقلاب عالم اسلام میں رونما ہوا اور اہلبیت رسول باوصف و صفا

جس طرح اپنے حق سے محروم کیے گئے! الفاظ دیگر جن اہل موضوعہ کے ماتحت سلطنت اسلامیہ کے ہاتھوں سے نکالی گئی۔ کہ اس تاریخ پر سختی نہیں ہو۔ مجھے اس وقت کوئی بے نظیرہ کا کوئی نہیں ہو اور نہ میں خلافت اسلامیہ کے تنازع فیہ مسئلہ کو چھیڑنا پسند کرتا ہوں بلکہ میرا مقصد اس مقام پر صرف اس قدر ہے کہ بہر حال سلطنت اسلامیہ جن حضرات کے ہاتھوں میں پہنچی تھی ان بنی امیہ کی کارشانیوں اور بنی ہاشم کے ساتھ انکی عداوتوں سے ناواقف نہ تھے وہ خوب جانتے تھے کہ حضرت رسول کے زمانہ میں جعفر وغزوات و سرایات واقع ہوئے وہ سب اسی خاندان کے عزرات اور اسی گھرانے کی کوششوں کے نتائج تھے اور جاذبیتیں حضرت ہبل کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے پہنچیں اور نشوونما سے اسلام میں جعفر یہ لوگ خارج و خارج ہوئے اور بنی ہاشم کے شادینے میں جو سعی نامشکور ان لوگوں سے ظہور پذیر ہوئی وہ یقیناً ان کے پیش نظر تھی اور اس امر کے بار آورنے کے کافی وجہ موجود تھے یا اگر یہ خاندان سلطنت اسلامیہ میں ذیل و شریک اور مسانول کی گردن پر مسلط اور اپنی اس بستی کے بعد جو اسے زائد رسول پر پہنچی تھی اس فتنہ پر پہنچ جائیگا تو بنی ہاشم کے نسبت و باور کرنے میں کوئی دقیقہ اپنی کوشش کا فرد گرفتار نہ کریگا اور امن عام سخت خطرہ میں پڑ جائیگا مگر افسوس کہ اس وقت کی سیاسی مصلحتیں عاقبت اندیشی پر غالب آئیں اور بنی امیہ شرک سے سلطنت کر لیتے گئے پہلے ابوسفیان کی اولاد شام کی گورنر بنائی گئی اور پھر مدینہ و نجد خلافت رسول بھی اسی خاندان تک پہنچی ہو گئی اور جس مشورہ کی فرما دہیر المؤمنین نے خطبہ شقیقہ میں فدا اللہ و للشوریٰ کے وہ انگیز لہجہ میں کی ہوا اسکا انجام بنی امیہ کے اس کامل اقتدار کی صورتیں نمودار ہوا حکما ہلکا نظر ہوا میدان صفین میں اور وہ دوسرا مظاہر کر بلا کے میدان میں آشکار ہوا اور واقعہ کر بلا کی ذمہ داری کا حال منکشف ہو گیا اگر بنی امیہ کو یہ کامل اقتدار نہ حاصل ہوتا تو نہ حضرت معاویہ مدعی خلافت ہوتے نہ معرکہ صفین درپیش آتا نہ امیر المؤمنین مسجد کوفہ میں شہید ہوتے نہ حسن کو زہر دیا جاتا نہ یزید کا اختلاط عمل میں آتا نہ حسین اس ظلم و ستم سے شہید کیے جاتے۔

لبن یزید کے منوع ہونے کی وجہ کو لایموتقی الی الاعلیٰ ناکلاسی کے الفاظ میں بیان کرنا جعفر بنی خنیزہ اور اعطایہ پر قتل حسین اور صحابہ کے باہمی جھگڑوں کے تذکرہ کی حرمت کا فتویٰ اور انکی توجیہ میں نہ بھیجے بعض الصحابہ کا ارشاد جس احتیاط پر بنی ہاشم اہل عقل سے پرشیرہ نہیں ہوا، یزید ابن معاویہ نے حسین کو قتل کیا؟ اسلئے کہ وہ اسکی سیت کرتے تھے اچھا تو پھر اسکو سیت لینے کا کیا حق اسلئے کہ ان المذمت تھا اگر اسکو الم کہنے بنایا تھا؟ اس کے بایں دینے، اچھا تو حضرت معاویہ کو یہ اقتدار کمانے حاصل ہوا کہ وہ مدعی خلافت ہوں بھی ہو گئے اور یزید کو بھی انھوں نے خلیفہ بنایا؟ بس اسکو نہیں رہنے دیجئے اور کچھ نہ کیئے نہ سینے، دل میرا زودستم صاحب دلاں خدا را دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا (پانچویں نمبر)

## راولپنڈی کا عشرہ محرم الحرام

اسال راوینڈی کا عشرہ محرم الحرام بڑی دھوم دھام، بزرگ و احتشام اور کمال رونق و زوہد مآتم سے تجریت گزرا۔ پولیس و حکام کا انتظام قابل تعریف تھا۔ سوا دیگر امداد کے سب سے زائد قابل ذکر مولانا جعفر حسین صاحب قبلہ فاضل حدیث لکھنؤ یونیورسٹی کی تھارہ تھے۔ آپ تمام صفات سے جو کہ ایک مقرر یا داغخانی ہونی چاہئیں متصف تھے۔ آپ کی تھارہ پر کا قسربا سہرحہ جہاں ایک طرف وقافت و معارف کے لبریز سمندر ہے موقی پنحداد کرتا تھا تو دوسری طرف لماحت ظرافت و لطافت کی چاشنی ہے مچا مومنین کے دلوں کو سید مغلطہ کار ہاتھالیکہ اثنار تقریر کا یہ عالم تھا کہ لمحہ بہ لمحہ صلاۃ کے سر بلند نعوس مآتم سر اگونج رہا تھا اور انصاف اسکا مقتضی ہے کہ ہم کہیں کہ انشاء اللہ دن دور ہمیں کہ ہر کہ دمہ آپ کی قادر الکلامی و قوت بیانیہ کا لواہان جائے گا۔ یہ آپ کے موعظہ حسنہ ہی کا سبب تھا کہ باوجود جماعت عمارات اہلسنت حضرات کھینچے جلتے تھے اور اثر پذیر ہو کر جاتے تھے، ع

اللہ کرے علم ترا اور زبان ۛ

لاکھ لاکھ شکر ہے کہ چند حق پسند سہتوں نے آپ کے موعظہ سے متاثر ہو کر ستمک با الفطین ہو نیکا اعلان بھی کر دیا۔ دعا ہے کہ بعد دگار عالم قبلہ نجم الحسن صاحب دسباجن صاحب حبیبی مایہ ناز اور ناخدا قوم سہتوں کو سلامت رکھے جیکے زیر نگینی مدرستہ الوغظین میں قوم کے نو نمال نشرو ناپا تے ہیں اور پردہ دگار عالم قوم میں احساس پیدا کرنے آکھ و مدرستہ کی وابہ و سبے قد ہے امداد کر کے قوم کے کشتی کو پار لگانے میں مدد ثابت ہوں اامین

(حق الصبار)

(سید یوسف علی شاہ نقوی الجانی)

(پرنسپل انجمن الامیہ)

(الواعظ) صوبہ پنجاب میں مخالفین عزا داری کی جانب سے جو کوششیں اس مقدس اسلامی یادگار کے محو کرنے میں ہوتی رہتی ہیں ان کا مقصد ناوہ تھا کہ پنجاب اس حبیبی یادگار کے قائم رکھنے سے دست کش ہو جلا مگر نتیجہ بالکل معکوس برآمد ہوا اور جوقد اسکے روکنے میں کوششیں کی گئیں اسی قدر اسکو فروغ ہوا گی اور ہوا ہے گا اور یہ یادگار ہمیشہ قائم و دائمی رہ کر اپنے آواز ظاہر کرتی رہے گی اور جن پاکیزہ روحوں کو خلعت توفیق و یگان صراط مستقیم تک پہنچتی رہیں گی ۛ

(مدیر)

## ریاست امیر کا محرم

ریاست راجپوت کا شاندار محرم ہندوستان میں خاص شہرت رکھتا ہے چنانچہ اس سال ریاست کی جانب سے محرم کا اہتمام ابتدائے ذی الحجہ سے شروع ہو گیا تھا ۱۹ ذی الحجہ کو صریح مبارک نہایت شاندار طریقہ ہے امام بارگاہ سرکاری تک لائی گئی ریاست کی تمام فرج رسالہ توپ خانہ فرسٹ انجینئری وکنڈ انجینئری گدگما پولیس گارد کے علاوہ پولیس کے سوار دیان بھی جلوس میں شریک تھے، اس سال کا جلوس تمام سالہائے اسبق سے کئی حصہ زیان اندھوٹا تھا،

صریح مبارک کے سامنے تمام اہل اسلام کا مجمع تھا ریاست کے عمدہ داران و باشندگان کے علاوہ قریب کے شہروں کے اہل بھی مشتاق ہو کر آئے ہوئے تھے لکھنؤ، شاہجہانپور، بریلی، برابوں، مراد آباد اور دہلی سہارن پور تک کے لوگ موجود تھے، حضور انور دام اقبالہم و ملکہم کے ساق پا میں وائے بھل آیا تھا اور صبح ہی کو ڈاکٹر انصاری صاحب نے اسکا آپریشن کیا تھا مگر پھر بھی حضور پر نور دام اقبالہم و ملکہم نہایت جرأت و استقلال کے ساتھ قلعہ معین کے پھاٹک پر سیاہ لباس عزا میں تشریف لائے اور صریح مبارک کو اپنے کان سے پراٹھا تمام شرکار حضور پر نور دام اقبالہم و ملکہم کے اس جوش و جرأت پر مدح سراہے۔

امام بارگاہ ادب و علم کا اہتمام نہایت اچھا تھا جبکہ ایسے مشرتب بشیر حسین صاحب مہاراجہ بریلی اور سید ادا حسین علی گڑھی ہولڈ منسٹر قابل صد شکر ہیں۔

رالو اعظما، سرزوی محکمہ و محرم تک برابر جالس منعقد ہوتے رہے جس میں جناب مولانا الہیہ اولاد حسین صاحب داعط و بارہ صوفی نے اپنے دل و زبان سے حاضرین کو شاب فرمایا اور خرم کے بعد جناب شیخ شمس العلماء مولانا المودوی السید سبط حسن صاحب قبلہ نے بھی حسب الطلب حضور پر نور دام اقبالہم و ملکہم راجپوت شریف یجا کر اپنے رتو پر بیان سے سامعین کو انتفاضہ کا موقع مرحمت فرمایا اور اپنی ویسی ہی قدر شناسی کی گئی، جیسے کہ اسبند ہو سکتی تھی حق یہ کہ جس طرح جناب مدح کے بیان کی مدح و ثنا کے لئے ہمارے پاس ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں جن سے حق مدح و ثنا ادا ہو سکے اسی طرح حضور پر نور دام اقبالہم و ملکہم کی قدر دانی و قدر شناسی کی تلاش بھی ہمارے امکان سے خارج ہے حضور مودور السرد نے جناب مدح کے لئے سورویہ اموار کا وظیفہ معین قرار کر اپنی علم پروری اور علم لواری کا ان بین ثبوت دیا ہے جس کا قسم کی ہر فرد کو اعتراف ہے، اور ہر کہ وہ اس کے حکم میں رطب اللسان ہے۔

## صبح اسلام

(مشارق الانوار)

سر دادند اور دست در دست پڑے۔ تھا کہ بنائے لا الہ است حسین  
اسلام نفس پرستی اور دین فردوسی کی گھنگور گھٹاؤں میں گھرا اور اُسکی کشتِ عمل پر تہہ دار کے بال  
گر جنے شروع ہوئے صافہ نخوت چاک کر اُسکے فنا کر دینے کی خبر دینی لگے۔ حدود مذہب میں غیر معمولی اُچھڑ  
ہو گیا بلکہ کبر و غرور نے اپنی تاریکی سے دن کو نِ طویل رات بنا دیا جسکی سحر ہو چکی امیدانہ بھی حسینؑ کی  
مظلومیت نے آفتاب کی طرح چمک کر آواز صبح پہلائے اور صبر و تحمل کی شعاعوں سے افق مذہب کو آنا چمکایا  
کہ صبح قیامت تک اُسکی ضوئیں نکلے گی۔ ضرورت تھی کہ ایک ہادی دین ارکان مذہب کو مٹا دیکھ کر اٹھ  
کھڑا ہوا اور جبکہ اُسے اسلام کا راج ہوا تو اسلام کو صفحہ ہستی سے محو ہونے دیکھ کر دفاع کو اپنا فریضہ قرار دیا  
ایک حسینؑ کی ذات تھی جسے بقا مذہب کی ضرورت کا احساس کر کے میدانِ عمل میں قدم رکھا اور دنیا  
سے پہلو الیاد تھا کہ بنا لا الہ است حسینؑ۔ غمِ اجدعِ معین الدینِ حجتیِ اجیری معمولی ذہنیت اور دماغ کے کچھ  
نہ تھے، مگر ہر کہ مصرعِ غایت کے یہ معنی قرار دیے ہوں کہ سرور کائنات کی انتہائی تبلیغ کے بعد لا الہ الا اللہ کی بنیاد  
قائم ہوئی حسینؑ نے اس بنیاد کو قائم کیا التسلیم کر لیا پڑے گا اور تاریخِ مزا کر چھوڑی کی کہ اس زمانہ میں باقی  
مذہب کی کوششیں ہٹ چکی تھی حریت مفقود اور مساوات کا کوئی نام نہ نہ جانتا تھا زمانہ چوری اور تزلزل  
نوشی لوگوں کا شعار تھا شعارِ اللہ کی کوہن جزو مذہب ہو گئی تھی حسینؑ نے اپنی طاقت سے تجدیدِ مذہب کی  
اور کلّہ توحید کی بنیادیں سرسے قائم کی اور اپنی قول و فعل سے آئی والی نسلوں کے لیے ایک سبق اُٹھایا  
اور قابلِ تقلید دستورِ اہل مرتبہ کر دیا جسکے فوٹاتھے اسلامی ترقی کے تمام راز سرِ لپٹہ کھول دیے میں سچ کہتا  
ہوں کہ اسلامی روحانیت اور نشوونما کا سبق حسینؑ ہی کے واقعات زندگی میں ہے انھوں نے اپنا وطن چھوڑ  
دنیاے اسلام کو آباد کیا اور اپنی فانی وجود حقیقت فنا نہ تھی اسلام کی بقا کے ضامن ہوئے۔  
استقلالِ تاریخِ عالم اٹھا کر دیکھو کوئی غم سفر کرنے والا ایسا نظر نہ آئے گا جسکو اتنے بیخ کنے والے  
روک رہے ہوں جتنے امام حسینؑ کو مانجھو ام سلمہ زوجہ بنی مانجھو بیویں عبد اللہ بن زبیر سردارِ مہم  
ابن عمر نے بھی استدعا کی کہ بچائیے ابن عباسؑ نے روکا اور جب غم سفر نہ بلا تو عرض کیا کہ کم از کم عورتوں  
کو تو ساتھ نہ لیجائیے مگر امامؑ نے استقلال کا عظیم ثبوت دیا اور اراد کر کے تھے اُس سے نہ ہٹے

**فلسفہ سفر** روکنے والوں کی ہمدردیاں شکریہ کے قابل ضرورت ہیں اور بالخصوص ابن عباس کا مشورہ عورتوں کو نہ لجانے کی بابت انتہائی ہمدردی کا ثبوت دیتا تھا لیکن مگر عورتوں کو ساتھ رکھنے اور بچوں کے ہمراہ لجانے میں درمزیہ ہو کر آج صدیاں گزر چکے ہیں اب بھی شہادت حسین کے منکروں سے دنیا خالی نہیں ہے اور اکثر لوگ انکار شہادت پر تلے ہوئے ہیں اگر امام تمنا ہوتے تو کربلا شہر نہ تھا اس کے حدود میں آبادیاں ہوتی نہ جہی نہ قبیہ نہ شہادت وہب جانا اہلبیت کے لجانے سے امت کا امتحان بھی ہوا اور دنیا نے یہ بھی دیکھ لیا کہ عداوت کی حدیں پر نہ نشین عورتوں اور اطفال تک پہنچتی ہیں اہلبیت کی اسیری اور کربلا کے گنہگاروں کو نہ بے شام تک قتل ہو سوا کہ کچھ عجمی عام میں لیا اس شہادت پر کبھی روشنی پڑی کو نہ کے بازو قتل حسین پر گواہ شہادت کی دکانیں شاہدین زیادہ کے اور زیادہ کے بھرے ہوئے دبار اور اسکے مہرین گواہ ہوئے کہ حسین قتل کر ڈالے گئے

**مساوات** کربلا میں حسین نے نہ مساوات قائم کی جو کسی دوسری قوم میں دھوڑ ڈھبے سے ہی نظر آئے گی نیز ملکہ کے مہنہ، اگر ہم اصحاب حسین کی تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو یوں ہوتی ہے۔

۱۔ بنی ہاشم۔

۲۔ عام افراد شیعہ۔

۳۔ غلام۔

بنی ہاشم میں مگر کے وہ مکتب تھے جنہر بعض کو عصمت کا شہ ہوا ہے انکو اگر بید اللہ ارا تیار فطرت سے دیکھتی تو تعجب نہ تھا یا دیگر اصحاب میں لوگ بھی تھے جنہوں نے رسول کے ساتھ غزوات میں جنگ کی تھی انکو بھی اختصاص تھا لیکن امام نے نہ مساوات قائم کی کہ غلاموں تک کو ایک فطرت سے دیکھا ہو اور غفاری کا غلام اور مہربان کربلا سید الساجدین کا مملوک اس کے ساتھ جو مرتضیٰ سید الشہداء نے فراموش وہ دلیل ہیں اسکی کہ مساوات قائم کرنے میں امام نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا علان بریں تین روز کی بھوک اور پیاس میں ہر شہید کی بالیں پر پہنچنا بھی مساوات کا سبق اور امام کا کام تھا یہ

حمایت مذہب کربلا والے مذہب کی حمایت میں اپنی جان تک دیدنا پابند کرتے تھے اور مذہب پر آنکھ آجانبے کے بعد انھیں اپنی جانوں کی پڑا نہ تھی اور ضرورت کے وقت اس پر ادا دیں بھی شمار کرنے کے لیے آمان تھے اور عزت کی قربانی اسکی ترقی کا آخری دھڑ تھا۔

حسین نے اپنی بچوں کے خون سے شجرہ اسلام کو سنبھا خود پیاسے رہے مگر شجرہ سلام کو سیراب کیا اگر یہ نہ ہوتا تو امام عبادت کے لیے ایک شب کی مہلت نہ مل گئے اور تلواریں کی چھاؤں میں نماز نہ قائم ہوتی لگے گلوے بریں سے شہادت کے بعد قرآنی آواز (ارحمت ان اصحاب الکھف والرقیم کا نوا من اللہ)

عجبا! شای نہ دیتی وہ اپنے انا کی حدیث "اعمال یقیناً قاحتی یو داعلی لحوض" کو صحیح ثابت کرنا چاہتے تھے کہ شید ہو جائیے بعد بھی قرآن ہے افتراق نہ ہوا۔

اخوت کر بلا کے ہوا جب سے اخوت کا سبق اود تھا و کی تعلیم ملتی ہے اگر حسین کی اس حد پر نظر کرتے ہیں جو انھوں نے شیعہ اثوار اصحاب کو حلقہ کعبیت سے باہر کر دینے کے وقت بلند کی تھی تو اصحاب ہی کہتے ہوئے اُٹھتے ہیں کہ اگر ہم سرفہ قتل کیے جائیں اود ہماری لائشیں جلا دی جائیں خاکستر ہوا میں منتشر کرو جائیے اود خدا بھرنے کرے تو اس وقت بھی نصرت کا خیال دماغ سے نہ جائیگا۔

تعاون وہ جدید اصطلاحات جنگی دشمنی نے الفاظ کا جامہ بچایا ہے اگر ہم انھیں عنوان قرار دیتے ہیں تو اصحاب حسین نے اسکو بھی اپنا ہی عنوان کر لیا ہے غور سے دیکھو تو ینو کے مرنے والے ایسی نعمت کے خیال کو اس حد پر اپنے دل و دماغ میں جگہ دیئے ہوسکتے تھے کہ جس حسین کتنیں ہزار نام نہاد مسلمانوں نے مجرم قرار دے لیا تھا اسکی مدد و وجود قلبت تعداد کے احباب و اجابت سمجھ رہے تھے اور مبتدئ نفس کا چھوٹا سا گون ایک نقطہ خیال پر جمع ہو گیا تھا انتھائی ہمدردی برتنے کے لیے یا تھے لیکن انوس اسکا ہے کہ اسباب تعاون کر بلا میں نہ تھے لیکن پہر بھی اپنی اسکا فی قوت بہر تعاون کا ثبوت دیا شدہ تجاد جو بہر مرض پرستے باپ کی آواز استغاثہ شکر اسی کا ثبوت دیتے ہوئے بڑے علی اصغر شیر خوار نے گوارے میں قاطعاً جاکر کرولا ادرے زبانی ہے اپنی ادا کی کا ثبوت دیا۔

وہ صفت کر بلا دلبے اپنی داغی قابلیت میں بھی اعلیٰ درجہ کو ملے کیجکتے تھے انکی معرفت انکے تجملات قابل تقلید میں ثبوت میں ایک نوجوان اور ایک طفل ماہر کی تقریر پیش کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے اپنی دہنیت کو بتاتے ہوئے استقلال برداری ہمت کا پتہ دیا۔

۱۔ نصر بنی مقابل کے قریب حبشی فائدہ پہنچتا ہے میر لشکر کی آنکھ چپک جاتی ہے اور عالم رُیا میں کچھ خواب دیکھ کر انا اللہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے ہوشیار ہوتے ہیں۔

علی اکبر اس وقت کلمہ استرجاع کا سب کیا ہوا؟

امام ابھی میری آنکھ لگ گئی تھی خواب میں دیکھا کہ ایک ایسے امیرے مرگ کی خبر نا اہے

علی اکبر کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

امام حق تو ہمارے ساتھ ہے۔

علی اکبر اذا الانبالی بالموت بھر میں مر نیکی کیا پرواہ

زہیر بن قین نے بھی بعض منازل پر ایسے ہی گفتگو کی تھی۔

۲۔ شب عاشور جب امام اصحاب و انصار کا امتحان لیجے اور ہر ہر فرد وز قیامت تک یاد رہنے والی دعا داری کے کلمات کہ حکمی تو ایک آواز بلند ہوئی۔

یتیم حق کیوں چھوڑا ہم بھی شہیدوں میں ہو؟

اے امام فدا! کدک کیف الموت عندک چچا تجھ رنار ہو یہ تو بتا کہ موت کیسے نزدیک کسی ہو؟  
یہ فاجہم کی آواز تھی جس ن بلوغ کو بھی پہنچنے نہ پائے تھے امام کے جواب پر عجب پر مغز جواب دیتے ہیں۔  
تسبم میں مرنے کو شہد ہے زبان میٹھا سمجھتا ہوں؟

ابراہیم خلیل خدا کا واقعہ غور سے دیکھو اسماعیل کو ذبح کے اراد سے زمین پر لگاتے ہیں وہ خود بی پروا  
و اسے میں لیکن جواب میں کہتے ہیں مستبعد فی انشاء اللہ من الصابین صبر کے معنی یہ ہیں کہ انسان اہلک  
جنس سے نفس کو دیکھ کر بنا بریں اسماعیل نبی ہو کر اس موقف میں صبر و شکیبائی ہے کام لینے والے ٹھہرتے ہیں  
اور فاجہم موت کو شہد زبان شیریں سمجھتے ہیں زمین و آسمان کا فرق ہے وہ دونوں جواہر ہیں۔

نفسیات کر باہ والوں کے نفسیات بھی ہزار ہزار شائش کے لائق ہیں انھوں نے اپنی اقوال و افعال  
سے ایسے ایسے اموزگار کر دیے جنہ تباہ و بکادہ اپنے نفوس پر کافی قبضہ حاصل کر چکے تھے مجاہدین و شہداء  
کے نفسیات میں صرف استغناء و عرض کر دیکھا کہ وہ اہلکار و نوجوانوں کے عمل پر سخت سخت مصیبت پر حزن و شکست  
زبان نہ کہنے نہ دیتے تھے اور بار و نیز مر کے خیم مکان پر کبھی اُن نہ کہنے تھے جیسے پر زور و فطرت میں بھی کسنا کر  
کہ نہیں پیاس ایسی سخت مصیبت کی برداشت کرنے کا بھی ایسا مالک و مالکہ تھا کہ تنگی کی شکایت زباز نہ کہنے آئے  
نہ وہی دو عزت و برکت مجاہد پیاس کی شکایت کرتے نظر آتے ہیں انکے سوا ہر دم میں شامل ہے قاسم و علی اکبر رضی اللہ عنہما  
اس لئے اپنی طلب کیا کہ عام اصحاب کو اپنی تنگی کا فطن باقی نہ رہے اور امام زادہ کی عطش اُنکی لکھن کا زویہ ہو

ہماں نو از پی عرب میں مہمان نوازی کا لکب جو ہر تھا جس ہے ہر فرد مصیبت سہی حتی کہ وہ اپنے جوار میں  
کسی جانور کی تکلیف کے بھی روا دار نہ تھے جس کے ثبوت میں مولانا سید طہائی کے تذکرہ میں ابن ابی علی  
کلبی کا بیان پیش کرتا ہوں کہ ان ایک دن تھکے میں اپنے خیمہ کے اندر تھا کہ درخیمہ پر قبیلہ طے کے کچھ لوگ پہنچے  
جبکہ بیکار و سبب پوچھا تو کہا کہ ایک بڑی تیرے خیمہ کی طرف آئی ہے ہم اسے لینے کے لئے آئے ہیں۔

فوک فرسہ واخذنا رحمہ و قال و الله  
لا یتعاض لہ احد منکم الا نلثناہ ایاکون  
خدا کی قسم تم میں سے ایک بھی بڑی ہے تم عرض نہیں  
کر سکتا اگر یہ کہ میں اسکو تمہارے گھاٹ آواز دوں گا نہیں  
فی جوارہ

نہیں خبر کر کہ مبر بہا یہ میں دے؟



یہ مکر آئے دلہ بھان کی ضیافت میں مصروف ہوا یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہوا اور دھوپ پہلی مگر عاتق نے جو کچھ  
 اپنے انتقال میں لغزش نہ ہوئی اور جب مڈی لڑ کر کسی دوسری طرف پروا لگ گئی تو گھوڑے سے اتر کر خیمہ میں بکھڑا ہوا  
 داخل ہوا کہ وہ اچھے چاہو کہ وہ خدا تعالیٰ سے جو لطف مڈی میرے ہمسایہ سے دہر ہو گئی یہ وصف تمام عرب میں تھا  
 لیکن انوس ہے کہ کربلا والے خود مسافر تھے انکے پاس آب و دریاہ تک نہ تھا وہ خود ہمان تھے اور پھر پائے ہوئے  
 ہمان تھے انکی میزبانی دوسروں پر فرض تھی نہ یہ کہ وہ ہمان لازمی کرتے کہ چونکہ یہ صفت انکا الہامی وصف  
 تھا اسلئے مسافرت میں حرکات انابت ہو گیا غلط نہ ہو گا اگر میں کہوں کہ امام کی شرمندگی کا ایک مدولہ طلوع  
 ہوا اگرچہ ہمان نے سے پہلے راستہ میں حرکات سیراب کر چکے تھے مگر اب حکی شان دوسری بھی ایسی اہست کا نتیجہ  
 تھا کہ امام نے اپنے ہمان کے وقت آخر حجب و عائیہ مرثیہ پڑھا وہ خدا سے ہمان داری کی خواہش کی اور کھا  
 فیارب اصفہر فی الجفان تبس نہیں حسین نے بھی حرکات خالی نہیں پیرا خلعت شہادت دیا جنت دی حیات  
 ابری دی و لا تقو لوالین یمنل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

انہیں خصوصیات کو دیکھتے ہوئے مجھے مجالس غم پر پا کر کہے باوکار قائم کی ہے اور غنوں اختیار کیے ہیں  
 جو دوسروں کو کھجور کا شریک غم کریں اور اب مصیبت نے ذکر حسین و اہل بیت کے لئے حرام قرار دیا تھا مجھے ماتم کی صف بھائی  
 لہر مجلس فکر مسند کر کے حصہ کو توفیق کا ذریعہ قرار دیا کہ کاش ہی لئے عام لوگ آئیں اور اسلام کی حقانیت اُنکے  
 ہا دین ملت کی کا گزاردوں کو دیکھ کر راہ راست اختیار کریں

مرثیہ ایک گروں ابا تھا تھا جبکہ شعر و سخن کا ذوق تھا اوسکی دلچسپی کے لئے ہمارے ہاں نے مرثیہ خوانی کو دلچ  
 دیا کہ عائشہ ناس اسی شوق میں بزم غم میں شرکت کریں اور مظلومت کا چرچا ہو۔

علم اُدھانا اب بھی تبلیغ میں ایک حد تک کمی تھی جو کہ عموماً کو کے ہمنے اس پر گنبدے کو زبردست شکل  
 میں لانا چاہا اور علم اٹھائے جلسے کی تجویز پاس کی تاکہ جو کلمہ کی داستان کو مجالس میں کرنا پند نہیں کرتے ہم خود  
 انکے کانوں تک اپنی آواز پہنچائیں۔

خدا کا شکر کہ ہمارا سر عنوان کا مایاب ثابت ہوا آج دنیا ہماری ہی تعلید میں اپنی مقاصد پر رزور  
 منظر ہر کرتی جوان نغم عنوانات کے موجود ہم ہیں ہمارے ہی دینی راہنما نے تہرنی حیثیت سے اپنے وطن کو بھاڑ  
 کر دنیا سے اسلام کو آبا در دیا۔

(فقیر اب المصیبت آغا محمدی لکھنوی)

# تجربہ الیوم والتالیف شریعہ العظیمہ کے مفت اور قابل تصنیف

قورینگی کے تین برس کی مدت

النبیۃ والخلافۃ تصنیف حضرت شمس الماریم رحمہ اللہ ص ۲  
 خدا کا من مطلق خلافت پر مقتدی اور مقلد نظر قابل  
 مدبر سال ہے اگر مری ترجمہ بھی خالص ہو چکا ہے ۳  
 الموصد فی علم شمس العلماء بحکم الملک نظام صدر الخ  
 منہ توحید کو نہایت حق دلائل سے ثابت کیا گیا  
 ہے مغرب اگر مری ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۴  
 خطاب خالص اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ کیا  
 شمس العلماء مولانا الیہ سبحان صاحب تہذیب اربعہ مجلہ  
 اسلام اور عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۵  
 مسالک و مکالمات اردو ترجمہ مزاج نگار از جناب شمس العلماء  
 الیہ سبحان صاحب بدین پرستوں کے مذہب کی  
 تفصیل اور ان کے خیالات کا رد ۶  
 یہ مضمینا تہذیب کی چٹکیوں سے جناب سالک  
 کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی ہفصفر  
 صاحب نبی و جناب سلطان العلماء اعلی اللہ تعالیٰ ۷  
 رد الشارح مضبوط جناب مولانا محمد ہادی صاحب  
 قبلہ مرحوم مسئلہ تاسخ پر حکیمانہ علم فہم بحث روح  
 و مان کی قدامت کا ابطال اور آریوں کی مایہ ناز  
 کڑیوں کا مسکت جواب ۸  
 انسانی قربانی و مرد کے ناز کی انسانی قربانی  
 از جناب خواجہ غلام اکبر صاحب ۹  
 بدست محمد ربی و پیر فرامی کا جواب از جناب خواجہ

غلام اکبر صاحب  
 تصدیق رسالت گیم و پیشگوئیوں سے جناب نبی  
 مرتبت کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید  
 احمد علی صاحب مولائی بی ۱۰  
 اسلام اینڈ وی لائٹ آف شیخ الاسلام اگر مری ترجمہ  
 شریعۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب باؤنا حسین  
 صاحب بی بی ل اصول عقائد اسلام کی حقیقت پر کتاب  
 کے عقائد میں بدست دلائل سے ثابت کی گئی ہو چکا ہے ۱۱  
 دی برافٹ شپ اینڈ وی کلیفٹ اگر مری ترجمہ البتہ  
 و کلام ترجمہ جناب مولوی تھانوی صاحب ۱۲  
 دی ریکارڈ می آف کرما عبادی را اگر مری  
 زبانی تصور از جناب میر علی صاحب لکھنؤ نویسی ۱۳  
 الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شہادت کا رد  
 از جناب مولانا مولوی محمد ہادی صاحب بدست مرحوم ۱۴  
 اعجاز دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از  
 جناب مولانا الیہ محمد ہادی صاحب بدست مرحوم ۱۵  
 اسلام مغرب کی نظر سے از جناب شہناز حسین صاحب ۱۶  
 شریعۃ الاسلام حصہ اول اصل عقائد پر بحث کا اہل  
 تذکرہ از جناب مولانا الیہ صاحب ابن کرم رحمہ اللہ نظام ۱۷  
 شریعۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلاۃ کے مسائل  
 مضبوط و سیر کار بم نظام ۱۸  
 شریعۃ الاسلام صمیمہ سندھ کے متصل مغربی حکم اور عربیہ

## بیاض

حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہر میں آپ کے مخالفین کی قرعہ پڑی  
 گلوں کی وجہ سے اوافض المائد کے درمیان اختلاف پیدا ہو چکی کی وجہ سے وہ تباہ ہو گئے  
 اپنے نظر کیسے کہ نہ بلو اقب کو کہ نظر لگ اس شبہ میں گونگا ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات الکوئی  
 صفات میں بیاض لکھ نظم حکومت کان لکھ ہو جوتا جو ایک ذرہ جگہ میں ہوا یا ہے اس  
 خلافت کے خیال کے لئے قابل حلیل جانب لای سید محمد رضی صاحب نے بھی پوری بیاض  
 حضرت حق الامینی مانا البز محمد بارہ صاحب مرحوم و مفتوحہ زنگی پوری نے اس کو نقد  
 کہ تہ تیغ ذالیف میں معتقد ہو جود فرامی ہو اور یہ شبہ اس موضوع خاص میں یہ نہ لکھ  
 کم نظیر لکھ عدیم الطیر سے منسل می منہ دین و دنیا اور انکی بیاضیات کا ابھی تعلق اہل دنیا  
 کی باتوں کے خفی غرض و مقاصد سے بہت نظر بکھراتے بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے  
 کہ حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی  
 اُنہی پر کسی انصاف پرشہ و عدالت شمار و پرہیز نہیں آسکتی اہل انصاف میں  
 دین و دنیا دونوں کی طرح دینی کار و مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا کہ آپ کے عہد میں اختلاف  
 و متعلق کے مقابلے میں حق اباب کیا ہے غرض اس سال کے خصوصیات کا اظہار یہی ہے  
 کہ اہل دین اس کے مطالعہ سے مسرت و کراہت ہے قیمت طالع محمود لکھ ۱۱

بیاض کا بیاض

منبر الوداع عظیم الوداع عظیم





حیدر ٹمبر ای (۱۰۷۷)

الواعظ

بِسْمِ الْوَاقِعِ الْكَافِرِ كَاتِبِ الْوَأْيِ الْوَالِي الْعَلِيِّ سَلَامٌ

حَسْبُ الْاِسْمِ الْاَوْصُولُ الْعَمَلُ الْاِظْلَامُ الْاِحْسَانُ

مكتبة

حکیم سید قاسم علی ضوی ابوبکر بنی عماد الاقبال

ابستمام شیداقبال بن منیر مطبع

مُصْبَاةُ الْأَعْيُنِ إِلَى الْوَلَدِ الْبَكْرِ فِي وَرَقِ

میں نے ان کو غنیمت سمجھ کر سے شایع ہوا

# مَضَامِی . فَلَاحِ . مَضَامِی

- (۱) مذہب اسلام کا اکل لادیان ہونا  
(۲) پیغمبر اسلام کا افضل اخلاق ہونا  
(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور  
انکی جامعیت  
(۴) اسلامی تمدن کی قومیت  
(۵) اسلامی اخلاق و ادب کی فضیلت  
(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت  
(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایت  
(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات  
(۹) قرآن مجید کا افضل الکتاب ہونا  
(۱۰) اثبات اصول اسلام بمائل  
عقلیہ و نقلیہ  
(۱۱) فلسفہ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر  
ادیان و مذاہب کے مقابلہ میں حقیقت اسلام  
و ازاں اثبات  
(۱۲) اکتشافات جدیدہ و حقائق  
اسلام  
(۱۳) اخبار علمیت
- (۱) یہ رسالہ افضل ہر نگینہ نئی ماہ کی  
آخری تاریخوں میں شائع ہوا کرے گا،  
(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال کے  
بائے خریدنا ہوگا  
(۳) نمونہ کا پرچہ ۴ روپے کے ٹکٹ  
آئے پر روانہ ہو سکتا ہے  
(۴) جواب طلب امور کیلئے  
جو ابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے  
(۵) اشتہارات کی جرئت بذریعہ  
خط و کتابت طے ہو سکتی ہے  
(۶) علمی معاملات کے متعلق خط  
و کتابت و ارسال مضامین بنام  
مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام  
منیجر ہونا چاہیے  
(۷) شرح قیمت :-  
(۸) تا قابل شاعت مضمون و پس  
فرامیں خسہ بران سے (۵) نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب  
مضمون کو ٹکٹ بھیجا جائے
- (۱) مقاصد اسلام کا علم و فکر و فن  
لکھا جائے ورنہ درج الواظ  
نہ ہو سکے گا  
(۲) مضامین ہونا مختصر ہونا چاہیے  
ایڈیٹر کو تغیر و تبدل اور اصلاح کا  
اختیار ہوگا۔  
(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور  
عام فہم ہو  
(۴) مضامین صاف خط میں تحریر  
کیے جائیں اور عبارت عربیہ پر  
عبارت لکھنے جائیں نیز  
عربی عبارت کا وکسر  
(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا  
کا حوالہ دیا جائے



ہَٰذَا نَبِيُّ النَّارِ هُوَ ذُو مِصْرٍ عِظَانُ الْمُسْفِكِينَ  
سورہ آل عمران

## الْوَلَعِظَا

بابت باجہ لائی گئی نمبر ۳۲ مطابقت باصفیہ و بیچ الاول و بیچ الاخرہ حصہ اول

نمبر نمونہ	مضمون	فہرست مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱۔	شذرات			۲
۲۔	حج حجج مدرستہ اذہنیں بابت ماہ جون جولائی ۱۳۱۷		جناب مرزا عابد حسین خاں صاحب آرمیری جنرل کٹرینی	۱۷
۳۔	بنی اسرائیل و بنی اسماعیل کے دو موسیٰ		جناب سید محمد ہادی صاحب رضوی	۲۲
۴۔	غم بالائے غشم		جناب قابل الحقوی	۳۰
۵۔	دنیا اسلام میں قبول کا وجود		جناب مولوی سید آغا محمدی صاحب	۳۵
۶۔	کیا حسین مظلوم پر وہ اس زمانہ کی مصالحت کے			۵۲
	خطات اور آپ کی روح مقدس پر ظلم ہے			۵۰
۸۔	استقبال سہرورد		جناب مولوی آغا محمدی صاحب	۵۸
۹۔	روح الایمان کجواب عبقات الایمان		جناب مولوی محمد شہیر متھبت لم در قیالی سورہ الاول و بیچ الاخرہ	۶۹



## شعبۂ نیک

جناب مولوی سید سلطان علی صاحب اعظم الیٹ افریقہ میں

جناب مدوح ۹۰۰۰۰ مسیحیوں کو جو اس پر ہونے لگا اور جنوری ۱۸۰۰ء تک مکہ منیم ہے اور اس عرصہ میں صرف تین مجلسیں منعقد ہوئیں، ۵۰۰۰۰ مسیحیوں کو جو پہلا حضرت محبت علی اللہ فرجہ منعقد ہوئی جس میں اثبات امامت کرتے ہوئے ہزار ناموں میں وجود امام کی ضرورت کو ثابت کیا اور بتلایا کہ امام زمانہ وقت ظہور کو نہ کر سکا ہے جا چکے۔ ۸۰۰۰۰ مسیحیوں کو جو شب کے وقت امام بارہ میں منعقد ہوئیں جن میں تہذیب اخلاق و اصلاح نفس کو بتوضیح بیان کیا، اپنی ایام سازی طبع اور ملاقات مومنین اور تحریر خطوط اور دیگر اشتغال مختلفہ میں بسر ہوئے اس شہر میں تقریباً ۲۰۰۰۰ مسیحیہ ۱۰۰۰۰۰ برادران اہلسنت اور ۵۰۰۰۰ عیسائی اور ۲۰۰۰۰ آریہ اور ۱۰۰۰۰ دیگر مذہب کے لوگ آباد ہیں انہوں میں سنیہ سبذہ علی اسماعیل عبد اللہ کا بھی حاجی محمد جعفر دوجی، قاسم علی بھائی چوچا

حاجی محمد جعفر مشرف دوجی صاحبان مشہور لوگوں میں ہیں تعلیمی اور اخلاقی حالت متوسطہ ہی حالت درست الہی حالت خوب ہے دو مسجدیں دو امام بارہ ہیں ایک چھوٹا سا بچوں کا مدرسہ ہے وقف کوئی نہیں عیسائی بہت شمشیر کر رہے ہیں اور کامیاب ہیں آریہ اور قادیانی بھی اپنی ہمت کے موافق کام کر رہے ہیں

نیرویو کیلینا الیٹ افریقہ ۱۰۰۰۰ مسیحیوں کو جناب حاجی محمد جعفر صاحب کے مشورہ سے شہر اکبر میں ماہ صیام چوبیس روز کا مسکرا کر ماہ ہونا ہے اس لئے کہ مقام مطلوب تک ماہ صیام میں پہنچنا ممکن ہے لہذا ماہ صیام یوگنڈہ میں بسر کر کے بعد ماہ صیام آؤ گا مسکرا کر چاہئے، اس مشورہ کے بعد اور جنوری کی سہ پہر کو یوگنڈہ کی طرف روانہ ہو کر ۱۲ جنوری ۱۸۰۰ء کو نیروبی پہنچے جناب جمال الدین صاحب شیش پر استقبال کر کے اپنے دو تھانہ پر لے گئے اور ۱۲ جنوری تک اپنا سامان رکھا، اس قلیل عرصہ میں دو مجلسیں دعائی ۱۳، ۱۴ جنوری کو منعقد ہوئیں جن میں تہذیب اخلاق اور اصلاح نفس اور حقوق والدین کو بہت وضاحت سے بیان کیا اور ان کے قبل اور اس کے بعد جو شکوک و شبہات پیش کیے گئے ان کے مسکت جوابات دیکر سائنس کو مطمئن کر دیا

بیان تقریباً ۵۰۰۰۰ نفوس شیعہ اور ۳۰۰۰۰ ہندوستانی اور ۱۲۵۰۰۰ افریقی نسی ۱۵۰۰۰۰ قادیانی اور نیروبی کے اطراف میں سب مل کر ۵۰۰۰۰۰، بدین اور ۵۰۰۰۰۰ افریقی عیسائی اور ۵۰۰۰۰۰ دیگر مذاہب کے لوگ آباد ہیں انہوں میں جناب جمال الدین صاحب اور جناب سید محمد حسین صاحب اور جناب شیخ نور علی بھائی اچھی شہرت رکھتے ہیں، تعلیمی حالت کمزور ہے مذہبی اخلاقی الہی حالتیں متوسطہ ہیں مسجد امام بارہ وقف مدرسہ کوئی نہیں عیسائی بہت شمشیر

کلمہ کہہ ہیں دوسرے اور سامان آساں بنایا ہیں، آریں نے بھی اپنا دوسرے کلمہ کر لیا ہے، قادیانوں کا کوئی دوسرے  
دفعہ نہیں ہے

خجہ کو گندہ ایسٹ اف فریقہ ۱۱، جزدی کو نیرودی سے روانہ ہو کر ۱۲، جزدی کو فریشام جھو پونچے جناب اکبر  
علی بھائی اور جناب حاجی مریدی بھائی اور جناب علی بھائی انہیں پر استقبال کے لیے تشریف لائے، امام باڑہ میں قیام  
ہوا اور ۱۷، جزدی سے ۱۲، جزدی تک ۱۰ مجلسوں میں غفلت کی حسب ذیل منقہ ہوئی:

پہلی مجلس ۱۷، جزدی سے ۱۲، امام باڑہ میں منعقد ہوئی جس میں حضرات اہلسنت اور فرقہ ہائے سیکے یکٹ  
بہت بڑے، انہیں عبدالحکیم صاحب نے بھی تشریف فرما تھے، موضوع تقریر تہذیب اخلاق اور پاک  
انحطاط اہل اسلام تھا، تقریر نہایت مؤثر تھی جو کمال توجہ سے سنی گئی، بعد ختم تقریر کے سید صاحب موصوف  
نے تحریک کی، کہاں ایک آریہ پنڈت آئے تھے جنہوں نے بے شرمی سے یہ بیان کیا تھا کہ اسلام بڑا غیر شر  
شائع ہوا لہذا ایک پبلک جلسہ منعقد کیے پنڈت جی کے اس اعتراض کی رد کرتے ہوئے عارفین اسلام کو منع  
کیا جائے، اس تحریک کو جناب واعظ اعظم فرمایا اور جو سائل دریافت کیے گئے ان کے جوابات دیکر سائلین کو  
مطمئن کر دیا، اور تحریک مذکور کی تفسیل کے لئے حضرات اہل سنت کی مقامی انجمن نے جلسہ عام کا اعلان کر دیا،  
یہ دوسری مجلس باطلیم ۱۸، جزدی کو اندھون لاکسیری میں ہوئی، سہ پہر کو زبردست ہتھیار صاحب نے  
منعقد ہوا اس جلسہ میں ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے حضرات خصوصاً آریہ اور قادیانی کافی تعداد میں تشریف فرما تھے۔  
صدر نے پہلے جناب واعظ اور مدرسہ الوداعین کا تعارف کر دیا، اسکے بعد جناب واعظ نے مقررہ موضوع پر ایک گہرے  
کابل تقریر فرما کر ثابت کر دیا کہ اسلام بڑا غیر شر نہیں بلکہ اپنے اخلاق اور ضمانت کی وجہ سے شائع ہوا، اسلام کی  
نام لڑائیاں دفاعی تھیں کوئی جہاد یا بے پیغمبر کا زنا بھی نہ تھا، اب ہوں بادشاہان جہانوں نے اسلام  
کے نام سے ملک گیری کی ہوس کو بڑا لیا، انکی ذمہ داری اسلام پر عائد نہیں ہو سکتی، جلسہ نہایت کامیاب ہوا  
تقریر کافی اثر ہے روئاس ہوئی، ختم تقریر کے بعد جناب صدر نے اعلان کیا کہ اگر کسی شخص کو کوئی اعتراض یا  
سوال کرنا ہو تو بلا تامل اس کے جواب کے لئے تیار ہیں، اگر کسی کو جرات نہیں ہوئی چند منٹ انتظار کر کے جناب صدر  
نے جناب واعظ اور مدرسہ الوداعین کا شکریہ ادا کر کے جلسہ کو ختم کیا، ہنوز حاضرین اٹھنے نہ پا سکے تھے کہ حضرت  
اہل سنت نے جناب واعظ سے خواہش کی کہ وہ ۱۹، جزدی کو خاص اہل اسلام کے جلسہ میں موقع فرمائیں، غرض  
سے نہایت خوشی ہے اس درخواست کو منظور کیا اور فوراً اعلان کر دیا:

تیسری مجلس ۱۹، جزدی سے ۱۲، محراب حضرت اہلسنت کی جامع مسجد میں منعقد ہوئی جس میں حضرت  
اہلسنت و اہل اجماع کی بکثرت تھی، موقع تقریر اسلامی اہمت اور اسلامی سیاست، تمام حاضرین غلغلہ و متاثر ہوئے

مذکورہ بالا مجالس کے علان ہر روز نماز مغربین جماعت ہوتی رہی اور بعد نماز سلسلہ موافقہ کا جاری رہا اور سیرج، مجلس موطعہ کی اور منقہ ہوتیں جن میں تہذیب اخلاق و اصلاح نفس و تعلیم علم دین اور نصائح جمل اہل و گریہ ضروری امور کو جو موضع تمام بیان فرمایا

ہاں کل ۳۵ نفوس شیعہ ہیں، ۱۰۰ قادیانی ہیں، ۲۰۰ عیسائی ہیں، ۵۰۰ کادیہ ہیں، ۴۰۰ دیگر مذاہب کے لوگ ہیں شیعوں میں حاجی مرعلی صاحب بہت شہید بزرگ ہیں تعلیمی اور اخلاقی حالتیں کمزور ہیں، مسجد، وقف، مدرسہ کو بھی نہیں صوف ایک امام بارہ ہے، عیسائی بڑی قوت سے کام لہے ہیں بنگلوں تک میں ان کے اسکول قائم ہیں خود ان کے کے سلمان مفت ہیں آریہ پنڈت اسلام کے خلاف بیان کر کے مسلمانوں پر خلاف اثر ڈالتے ہیں

کمپالہ ۱۲ جنوری کو جمعہ ہے روانہ ہو کر کپالہ تشریف لائے اور اسے مندرجہ سلسلہ نماز جماعت و موافقہ مجالس کا شروع ہو گیا، ۱۱ جنوری سلسلہ سے اہ رمضان شروع ہو گیا تھا فریقین نماز جماعت اور موافقہ منکات تھے، جناب واعظ بھی نماز ظہر میں اور مغربین جماعت پر آیا کرتے تھے بعد نماز مغربین مسائل ضروریہ سمجھاتے تھے اور اس کے بعد مجلس موطعہ منعقد ہوتی تھی۔ ۱۲ جنوری م ۲ رمضان یوم درود سے ۱۸ فردی م ۱۹ رمضان تک ۲۲ موطعہ علان پر انٹوٹ نماائشات و تعلیمات و اصلاحات کے جناب اعظم نے ایشاد فرمائے جن میں تہذیب اخلاق محاسن اخلاق اسلامی اور ان کے شمار ذریعہ انسانیت اور موجب امتیاز انسانیت وجود انیت ہونے پر کافی روشنی ڈالی، اصلاح نفس اور دینی اخلاق اور حیوانیت سے ممتاز ہونے کے لیے احکام و فرائض اسلامیہ کے ہر کو ثابت کیا تعلیمات اسلام کے چھوڑ دینے کو موجب انحطاط اہل اسلام بتلایا اور واضح کیا کہ اسلام کے اصول و قواعد کی عزت باقی رکھنے سے دنیاوی عزت بھی ملتی ہے اور ان کو ضلالت کر کے ہم کبھی دنیاوی عزت نہیں پاسکتے ہمارے شرعی کی حقیقت اور اس کی ضرورت کو تو موضع سے سمجھایا، نجاست مشرکین سے اجتناب کے وجوب کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا اور اہل اسلام کو ان کے مس بطریت اشیاء سے اجتناب کی تاکید اور تحریریں و ترغیب فرما کر ثابت کیا کہ بغیر اسکے اعمال قبول نہیں ہوتے، اتحاد اسلام اور فائدہ اتحاد کو سمجھایا، امام ہام حضرت حسن بن علی علیہما السلام کے فضائل و مناقب اور ان کے علی کلمات کو تفصیل سے بیان کیا، لیالی قدر میں مومنین کو اعمال شب قدر کرنے کے علان عبادت امیر المومنین بالخصوص عبادت شب ضرورت اور کیفیت ضرورت اور خط نماز اور کیفیت نماز امیر المومنین اور ان کے رجوع قلب اور ان کے زنجبی ہونے سے اہمیت کتنا اثر اور واقعات شب شہادت اور حضرت کے وصا اور فضائل شب قدر کو موضع تمام بیان کیا، علم دین کی تفصیل اور ان کے حاصل کرنے کی ضرورت کو واضح کر کے مومنین کو اس کے حاصل کرنے کے لیے کافی ترغیب دیکھ کر میں فرمائی دلدین پر لانا کے حقوق کو بیان کر کے بتلایا کہ والدین کا اسم فریضہ اپنی اولاد کو تعلیم علم دین ہی کیونکر انھیں ہے تو بھی کرنے سے

عزائم و مواضع ہوگا، حقوق خدا اور حقوق عباد کے روکنے کی مصیبت کو بیان کر کے بتلایا کہ ال دنیا کا مجمع مضر ہے کہ نہ امد و نیت کی ترقی اور نہ اہمیت مردم اہل تحصیل علم دین میں صرف کیا جائے انفاق فی سبیل اللہ و قدورہ زکریٰ مال مذکورۃ فطر کے احکام اور فقرا و مومنین کے ساتھ حسن سلوک کے فوائد بیان فرمائے،  
۱۸، فردی کو رویت ہلال ہوئی ۱۹ فردی کو نماز عید فطر جماعت اور انکی شب کو جمعہ فضائل میں فضائل است بیان کیے۔

یہ تمام مواضع کافی اثر ہے روشناس ہوئے اور حضرت اہلسنت بھی اس قدر متاثر ہوئے کہ انھوں نے نماز تراویح کے بعد مجلس موعظہ کے انعقاد کی خواہش کی چنانچہ انھیں کی خواہش کے موافق کس قدر وقت برعادہ کیا گیا اور ۲۹ رجب دی کو بعد نماز تراویح کے موعظہ شروع کیا گیا جس میں حضرت بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے اور آغا خان فی حضرت نے بھی قدم رنجہ فرمایا اور اس قدر غلط فہمی متاثر ہوئے کہ برادران اہلسنت نے ۳۱ رجب دی کے موعظہ کے بعد ۱۲ رمضان تک کلمہ فردی کو اپنی جامع مسجد میں خباب و غلطی موعظہ کا دین لیکو حسب و عہد بھیج کے وقت مجلس موعظہ منعقد کی اور موضوع بیان اتحاد اسلام اور فوائد اتحاد سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ایک نمونہ نام اتحاد اسلام قائم کرنے کی تجویز پاس کی اور فرقہ شیعہ کا وقار انکی نظروں میں قائم ہو گیا اور حضرت نجیب میں سے من حضرت شکرین کے تیار و طے کیے استعمال نہ کرنے کا اعلان عمدہ کر کے نائب ہوئے اور ہم مومنین نے اعمال بانی خدا کے بعد مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا کی اور اسکا شکریہ ادا کیا اور دینی مدرسہ کی بنیاد قائم کرنے کا ذکر اور اس کے لئے کمیٹیوں کا انعقاد شروع ہو گیا اور بچوں کی دینی تعلیم کو ضروری سمجھا خباب و غلطی سے ایک معلم کے بلوائے کی خواہش کی واللہ الحمد علی ذلک

عسکریہ دوسرے درجے پر بدستور جمعہ و جماعت اور مجالس و مواضع کا سلسلہ شروع ہو گیا جس میں مسائل ضروریہ کے علان تجویز و مخیر امور کے طریقہ اور اسکے مسائل کو سمجھایا اور مستند ذلت اور کبر کی خدمت اور آیام جاہلیت کے کبر پر تقریر فرماتے ہوئے اس امر کو ثابت کیا کہ جہلاء عرب اپنی لڑکیوں کو اس لئے نہ ذہن کر دیتے تھے کہ ان کے نزدیک ان کا کوئی کفو نہ ملتا تھا جس کے ساتھ انکی نزدیک کر سہ حالانکہ یہ خیال ان کا بالکل غلط تھا اہل ایمان کو ایسے خیالات کے قریب جانا نہ چاہئے کیونکہ ایک مومن ہی دوسرے مومن کا کفو ہے اور اسکے علان مومن کا کوئی کفو نہیں ہے اپنی لڑکیوں کو اہل ایمان کے ساتھ نزدیک کرنا چاہیے طبع ال میں لڑکیوں کو ضایع نہ کرنا چاہئے،

اس موعظہ کے بعد ۱۲ فردی کی مجلس میں خباب و غلطی مسائل فقہ و فضائل علم میں بیان کر کے مومنین رخصت ہونے کی اجازت طلب کی جسے سن کر مومنین نے مدرسہ کی امداد کے لئے مشورہ کیا اور بالاخر پانچ ہنگام

مدد کی امداد کے لئے حاجی محمد جعفر صاحب کے پاس روانہ کر دیے گئے، ۲۰ فروری کو بعد نماز جمعہ جناب واعظ کی رخصت کا جلسہ منعقد ہوا جس پر بارانِ اہلسنت بھی مدعی ہوئے ٹی پارٹی وی گئی مجمع کافی تھا جناب واعظ تقریر کی خواہش کی گئی جناب مدد نے اخلاق اسلامیہ اور اتحاد مسلمین کی ضرورت پر تقریر فرمائی جس کے بعد سبھ محمد علی بھائی جال دہمی نے مدد سے لڑا جنھیں کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے اُسکا اور نیز جناب واعظ کا شکریہ ادا کیا اور حضرات اہلسنت بھی شکر ہوئے اور خواہش کی کہ ایک جلسہ دعا و غنا اور منعقد ہو تاکہ ہم پھر ایک مرتبہ مستفیض ہو پس چنانچہ ۲۸ فروری کو نماز ظہر کے بعد مجلس جو غلط منعقد ہوئی جس میں حضرات اہلسنت کافی تعداد میں شریک ہوئے جناب واعظ نے ہول نہ رہا حق کی حقیقت کا اثبات کرتے ہوئے مسئلہ جبر و اختیار کی توضیح فرمائی اور بندہ کا فاعل غفار ہونا علی دلائل سے ثابت کیا اور بتلایا کہ خداوند عالم فاعل شریف ہے تقریر ممتاز تو جسے سن گئی جو ختم ہو جماعت اثناعشری کی طرف سے ڈورس پیش کیا گیا اور یکم مارچ تاریخ روز پنجہ قربانی گر جو پنجہ برادین اہلسنت اپنے مسجد میں مجلس جو غلط کے انعقاد اور التوائے سفر کی خواہش کی لہذا یکم مارچ کا سفر ملتوی کیا گیا اور طلبہ نماز جماعت اور مواعظ و مجالس اور بیان مسائل کا بدستور جاری رہا،

## ایک سال کے لئے جناب واعظ کا مستقبل قیام

یکم مارچ ہے اس امر کی کوشش شروع ہوئی کہ جناب واعظ کو کم از کم ایک سال کے لئے بوگنڈہ کا دورہ کرنے کے لئے کپال میں روک لیا جائے اور بخودہ کا بارا ہل کپال پر دست کریں چنانچہ ۳ مارچ ۱۳۳۷ء کو اہل کپال نے کمیٹی کر کے اس تجویز کو پاس کیا اور ۴ مارچ کی کمیٹی میں ملے یا کہ جناب حاجی محمد جعفر صاحب سے جناب واعظ کے قیام کی بہت مراسلت کی جا چکی تھی روز ایک خط اور اسی کے ساتھ ایک ٹیلیگرام بھی حاجی صاحب کو صوف کو روانہ کر دیا گیا اور جناب واعظ با صراحت نام رکھ لئے گئے،

## قبولِ منصب

زمان قیام خیر میں، ۱۱ ماہ جنوری کو جناب واعظ موضع پنجہ میں تشریف لے گئے جو خیر سے بن چاہریل کے فاصلہ پر ہوا درجہاں صوبہ تین چار گھر اثناعشری خوجوں کے ہیں اتفاقاً وہاں ایک سنی المذہب شخص سے ملاقات ہوئی جو بوگنڈہ کا باشندہ اور تحقیق مذہب حق کا پیرو تھا تھوڑی دیر تک اُس سے گفتگو رہی جبکہ بعد جناب واعظ بہ دین کے کچلے آئے کہ باقی امداد بھیجا دیے جائیں گے لیکن زمان قیام خیر میں پھر اُس سے ملاقات نہیں ہوئی جب جناب واعظ کپال تشریف لے آئے تو وہ رات کو کپال میں سے ملاقات ہوئی اور تھوڑی گفتگو کے بعد وہ دائرہ مذہب

حق میں داخل ہو گیا اور جناب داغی نے اُسے جاپیجی محمد خیر صاحب کے پاس مہارہ روانہ کر دیا کیونکہ مفت  
یہاں کی زبان ہے بخوبی واقف ہیں باقی ضروریات اچھی طرح سمجھا دینگے،  
مہر حال اب چونکہ جلب داغی کپالہ میں مستقر تشریف فرما ہیں لہذا ہم ہر ام کے کارنامہ کو الگ الگ تحریر کی گئی

### ماہ اپریل ۱۹۳۱ء کا گزشتہ

یوم جمعہ ۳۱ مارچ ۱۳۵۰ تک جناب داغی کمال نفاذ اپنے فرائض کی تکمیل میں مصروف رہے  
نماز جماعت، مواظبت، مجالس، تعلیم مسائل، تعلیم اصول دین و فروع دین اور تعلیم قرآن مجید سلسلہ جاری رہا اور  
بچوں کی دینی تعلیم پر اچھا خاصہ وقت صرف ہوا جن میں کلمہ اسلام دایانہ اصول دین و فروع دین اور نماز اور  
اموال وغیرہ اور دیگر ضروریات دین و مذہب یاد کرانے قرآن مجید کی تعلیم دی اور ہر بچہ کو ایک ماہ کا خاصہ مہینہ بنایا  
مجالس و مواظبت ہفت روزہ کے مندرجہ ذیل جن میں مجلس فیض مومنین و مومنات کی فاتحہ خوانی کی تھی ان  
مجالس میں بالخصوص احوال موت اور احوال قبر اور میت کی بے بسی و غربت اور نفی واقعہ موت اور حقیقی موت  
اور بجز اعمال خیر کے کسی دوسری چیز کا کام نہ آنا، سوال کمترین اور اُس کے بعد کی سزا بجا اور ارد اچ مومنین و مومنات  
کفار کے حالات نہایت غمناک بیان فرمائے اور باقی مجالس میں علان دینی ضرورتوں کے آئے کریمہ یا ابھرا  
الذین امنوا اھل الذکر علی تجارتہ تجبیکم من عذاب الیم کی تفسیر تجارت دنیوی و اخروی  
اور ان کے منافع کا مقابل، مراتب علم دین اور ان کی پیروی کا وجوب، مسئلہ تقلید اور اختلافی اقوال میں اختلاف  
وجہ، طہارت ظاہری و باطنی کی توضیح، تمہار الفضل کے معنی اور اس کا عقاب، ڈاکوئی مسئلہ کی حرمت، ۱۱ اپریل  
کی مجلس و فطیس نوروز کی حقیقت اور اس سے شیعوں کی خصوصیت اور روزِ عید قرار دینے کی وجہ اور واقعہ  
غدر اور حضرت علی کی خلافت بلا فصل، طہارت ظاہری و باطنی کی توجیہ اور کفار و مشرکین کے ہاتھوں کے آبیار  
و طہ کی حرمت اور اُس کے استعمال کے عقلی نقصانات، توبہ قبول ہونے کے اوقات، توبہ کی نفس کے اسباب و  
احکام نہایت خوبی سے بیان فرمائے اور حضرات مومنین نہایت ملاحظہ متاثر ہوئے،

### ماہ اپریل ۱۹۳۱ء کے گزشتہ

ابن ماہ میں بھی جناب داغی بہت روزہ گزار گزشتہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف و تنہا رہے نماز جماعت  
مجالس، مواظبت، تعلیم اصول و فروع، تعلیم قرآن مجید، تعلیم اصلاح اخلاق وغیرہ وغیرہ میں کوئی کمی نہ ہوئی  
فرد گشت نہیں کی، ..... اور بچوں کی دینی تعلیم کے علان جن بڑے ہوں نے بھی پڑھا چاہا انکو اور دعاوی

سین پڑھاتے ہیں

## مذہب کا قیام

آخر حضرت مومنین دینی تعلیم کی ضرورت کو سمجھے اور ۱۲ اپریل کو ایک دینی مدرسہ کا افتتاح جناب واعظ کے ہاتھ سے کر دیا گیا اور جناب واعظ نے مومنین کو شوق و لالچ اندیچوں کو عادی بنانے کے لئے وعدہ کر لیا کہ جب تک کسی مسلم کا انتظام نہ ہو گا اس وقت تک مدوح تھوڑا وقت اپنا اس خدمت میں بھی صرف کرینگے حضرت مومنین مدوح کے اس وعدہ سے نہایت متاثر ہوئے اور مجالس و خطا میں کمال شوق و اشتیاق ہوئے رہے، یکم اپریل سے ۲۰ اپریل تک علان پرائیوٹ تعلیمات اور دننگ ٹکٹ و رینگ شہادت اور جو اسب تھوڑا سا جو اصول مذہب پر زیادہ عدالت خداوندی وغیرہ وغیرہ کے متعلق پیش کیے گئے تھے اور جو مجلس منعقد ہوئیں ان میں مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی، خداوند عالم کے امتحان کی نوعیت اور اس کے حالات انہی کا کابل فائن حاصل کرنے کے لئے طلبہ کی برائیوں سے صلوات کرنے کی ضرورت، تزکیہ نفس کی صورتیں اور انکی توضیح، حضرت عیسیٰ کے بعض مواظبات، خداوند عالم کی ضرورت اور اس کے ضمن میں مواظبات حضرت عیسیٰ، توبہ و استغفار کی ضرورت اور اسکی کیفیت، وجوب محبت اہل بیت، خوف خدا اور زکوٰۃ مال ادا نہ کرنے والوں کے لئے وعید آخرت کے متعلق احادیث، امام ہمام حضرت محمد بن علی انصاری کے فضائل اور آپکی شہادت کے واقعات، مسئلہ رضاعت اور اس کے باعث نشر حرمت عقد کے حقائق، فضائل اصحاب کسا اور زود ل آیت تطہیر، ثواب عبادت کا بقدر معرفت بلنا، گناہوں سے بچنا، ہونے کے لئے خداوند عالم کی جانب سے توبہ کی عین بشرطیکہ صدق دل سے ہو، مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندگی ہونے کی کیفیت، روح کے ساتھ جسم کے مذہب ہونے کی نوعیت، بعض شہادت تالیفات کا رد، امام ہمام حضرت محمد بن علی الباقر کے فضائل اور آپکی شہادت، مال دنیا اور طبع دنیا کا موجب ہلاکت اور بارگاہ احادیث سے دوری کا باعث ہونا، راہ خدا میں اسکے صرف کر نیے، خیر دنیا و آخرت اور خوشنودی خدا کا حاصل ہونا اور مال دیکر خداوند عالم کا بند کی آزمائش کرنا، جانبیب اللہ اور کانسر اور حضرت مسلم بن عقیل کے واقعات شہادت، شب عید الضحیٰ کی صحبت فضائل میں وجوب حج اور مسئلہ قرانی کے حدود و جادہی ہونے کا زمانہ اور قربانیوں کے اوقات اور ان کے طریقہ پارسیت کی معرفت اور صوفیہ کے عقائد اور ان کے بعض نتائج اور ان کے رد کمال وضاحت بیان فرما کر مومنین کی معلومات میں بین افادہ فرما دیا اور تمام حضرت نہایت غلط و متاثر ہوئے، ۲۰ اپریل کو نماز عید الضحیٰ جماعت اور انفرادی

۱۹۳۱ء کے کارنامے

اس زمانہ میں بھی مثل سابق سلسلہ نماز جماعت اور بیان مسائل اور تعلیم اصول دین و فروع دین بالخصوص

نماز ہائے پنجگانہ اور دیگر نماز ہائے حبیبہ اور تعلیم و نیات و ضروریات مذہب اور تعلیم اطفال اور جوابات مسائل و استفسارات اور فنی شکوک و دغج شہادت اور مجالس و مواظبات و اصلاح حالات کا جاری رہا اور بچوں کے علان جن باتوں پر موصوں نے پڑنا چاہا ان کو بھی پڑایا اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں کئی مکانی کو ششش فروگذاشت نہیں کی حضرت مومنین بھی متوجہ رہے اور پرائیوٹ صحبتوں میں مذہبی مذاکرات اور برادران اہلسنت سے مبادلہ خیالات اور آپس میں گفتگو کے علان مجالس و مواظبات میں بھی کافی اہتمام رہا جن میں رحمت بردہ و کار عالم کی وصیت اور گناہگار بندوں کی مغفرت و محفل غیری میں غیری کے واقعات و حالات مہر المومنین کی الماتہ الامت، باری تعالیٰ کی معرفت اور عقائد صوفیہ کا ابطال، معرفت خدا کا وجوب اور حصول معرفت کے طریقہ، عبد مہملہ کی صحبت میں واقعات مہملہ اور شان الہیت اور ان کے خصوصیات معرفت باری تعالیٰ کے حسی اور خیالات صوفیہ کی رد، تواضع و انکسار و اکرام و اہمان اور اسکا ثواب و برکت، قرآن مجید ہے اہل بیت کی موت کا وجوب امت رسول کی بدسلوکی اور زید کا حضرت سید الشہداء سے بیعت طلب کرنا، خلافت اکبر اور عدالت خداوندی کے دلائل اور مدینہ منورہ ہے حضرت سید الشہداء کی روانگی نہایت توضیح و تفصیل سے بیان فرماتے رہے، اور چونکہ ۲۰ بی بی محرم شروع ہو گیا تھا اس وجہ سے مجالس ایام عاشور میں بلحاظ مناسبت ایام نمکدہ خلافت النبی کی ضرورت اور اس کے دلائل اور خلیفہ کے اوصاف اور مدینہ سے حضرت سید الشہداء کی روانگی، تقریر خلیفہ کی غرض عقلی اور نقلی دلائل سے اور حضرت سید الشہداء کے معائب و فقر و خلیفہ سے نص کی ضرورت اور عیون اجماع سے اس کے تقریر کا ابطال اور حضرت سید الشہداء کے معائب اور حضرت مسلم کی شہادت و خلیفہ کے معائب و مدینہ ہونے کا اثبات اور کہ سے حضرت سید الشہداء کی روانگی اور پسران مسلم بن عقیل کی شہادت و خلیفہ خدا کا لامکہ ہے افضل ہونا اور اس کے وجہ سے اہل بیت اور مصیبت سید الشہداء میں روئے کے کابل فائز کا عبادت الہی کے ساتھ منحصر ہونا اور بغیر عبادت و اطاعت الہی ان دونوں کا مفید نہ ہونا اور حضرت حرکی شہادت خلیفہ خدا کا علم ہونا اور حضرت امیر المومنین کا علم اور شہادت حضرت قاسم شجاع حضرت ابی الفضل عباسؑ اور آپ کی وفاداری و شہادت، واقعات شہداء اور شہادت حضرت علی صغر نہایت اثر انداز طریق سے بیان فرماتے رہے ان تمام مجالس میں برادران اہلسنت برابر شرکت فرماتے رہے اور ہمہ اہل محرم کی مجلس میں تو تقریباً تمام پرگنہ کے مومنین موجود اور برادران اہلسنت بہت کافی تعداد میں تشریف فرما تھے اور آغا خانی حضرات بھی موجود تھے۔ تمام بیانات کافی اثر سے روشناس ہوئے، قبل محرم کے بیانات بھی حاضرین متاثر و غلط ہوئے اور مجالس محرم سے بھی کافی اثر لیا کرتے اور دن خاص اثر و شہم و ہمہ محرم کو پیدا ہوا و دیکھنے سے قلعی رکھتا تھا مجلس تمام ہونے کے بعد سید محمد علی جلال صاحب مدینہ الاعظمین کے احسن خدمات کو بیان کرتے ہوئے خباب



واغلا کے زمانہ قیام میں جو فرائض و عبادت کی ذات ہے حال ہوئے تھے اور جو صورتیں اس طرح و محبت کی مومنین میں پیدا ہوئی تھیں اُن کو بیان فرما کر واضح کیا کہ بڑی گوشیش ہے ایسا دل کے لئے جناب واغلا کو بگڑنے کے مستقل دین کے لئے روکا ہے اگر سب حضرات کی وجہ ہوگی تو لایک واغلا ہمیشہ کے لئے یہاں رہ سکتے ہیں، مضمین نے اس تقریر و تجویز کا بہت جوش سے خیر مقدم کیا اور حضرت مومنین نے یہ وقت چندہ دینا شروع کر دیا اور اللہ اللہ اللہ میں بھی بہت سے لوگوں نے اس چیز میں شرکت کی تاکہ آئندہ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہے ۵

دوسرا دن روز عاشور تھا صبح کے وقت مومنین کو اعمال عاشور کر کے بعد نماز ظہرین جماعت ادا کی اُس کے بعد مجلس ہوئی جس میں واقعات روز عاشور اور حضرت مظلوم کو بلا کی کیسی و غلطی ہے شہادت کا ذکر فرما کر تمام حضرات کو شاب کیا اور اجازت اس بیان سے ظاہر ہوئی دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے، یہاں کے لوگوں کو دستور ہے کہ اگر روز عاشور قبرستان میں جائے خود اپنی کپڑے جلانے میں جناب واغلا بھی اُنکے ہوا و شریف لے گئے اور وہیں مومنین کو زیارت آخر روز عاشور پڑھائی پھر شب کو بھی مجلس ہوئی اور اُس میں بھی ذکر مصائب سے مومنین نہایت متاثر ہوئے یاد ہم امدود اور دوا و شہید مہرم کو باہر سے آئے ہوئے حضرات کی ملاقات اور اُنکے شہادت کے حال اور جوابات دے بدستور نماز جماعت اور بیان مسائل میں بسر ہوئی جس کے بعد دونوں دن شب کے وقت مجلس منعقد ہوئی جس میں حسب فرائض ضرورت تعلیم اور صافی و مفاد تعلیم اور آریہ کریمہ پر بدلت و لطیف تھو ۱ نور اللہ الایہ کی توضیح فرما کر مصائب الہیت پر مجلس کو ختم کیا اور اس سال کا عشرہ کپالہ میں بولکار گیا ۵

## ماہِ جون کے کلنامے

اس مہینہ میں زکیم ہے ۱۱ رجون تک کپالہ میں قیام رہا جس میں بدستور سابق سلسلہ نماز جماعت اور بیان اہل اور تعلیم مول دین و فروع دین بالخصوص نماز پنجگانہ اور اسکے مقدمات اور تعلیم قرآن مجید اور تعلیم دینیات و ضروریات مذہب اور تعلیم اطفال اور مسائل کے جوابات اور دفع شکوک و شبہات اور جوابات مسائل و استفسار اور علاج حالات اور مجالس و مواظبا کا سلسلہ جاری رہا جس میں زیارت ماہِ محرم مصائب حضرت شہداء و شہداء و مصائب الہیت بیان کرتے رہے، یہ تمام مجلسیں اگرچہ اپنے اثر کے لحاظ سے بہت کچھ قابلِ ذکر ہیں لیکن ۱۱ رجون کا باقاعدہ اور رجون کا جلنے خاص نہایت اہم و اشراف تھا ۱۱ رجون کا جلنا علم شریعہ کے وقت ستیہ جعفر جلیلی پر وہاں نے منعقد کیا تھا جس میں برادرانِ الہیت بکثرت تشریف فرما تھے اور حضرات و اسیرہ اور نہ وہ بھی اچھی تہذیب میں تھے مومن و تقویٰ اسلام کی فضیلت اور اہل اسلام کے اعطاء کے اسباب اور اہل کی تحسین و تحسین تمام حاضرین و مقررین اور برادرانِ الہیت نے نہایت متاثر ہوئے جلسہ بہر صورت کا خیاب رہا اور رجون کا جلنا بھی

اس عسرس ہے منقہ ہو گا ابھی مشورہ ہے ایک ایسی بنیاد قائم کی جائے جس میں ہر منقہ دینی مذاکرات ہوتے رہیں اور نوجوان مولوات مذہبی حامل کریں اور انکو تقریر کی عادت پڑے، اس جویر کی تکمیل کے لئے ایک انجمن کی بنیاد ترقی دین و دینیات کے لئے قائم ہو گئی،

کپالہ میں انا عشری خوجوں کے علاوہ آٹھائی بھی موجود ہیں جو اکثر مجالس و مواظبات شریک ہو کر تہہ جس چاسچہ ایک بزرگ اس فرقہ کے درجن کو تشریف لائے اور اداہت کے متعلق بعض سوالات فیہا پیش کیے اور شاہی جوابات پا کر مطمئن ہوئے

## کپالہ کے طرف سے کادون

ہو گئے یوگنڈہ ۱۰۔ ار جون ۱۳۳۵ء کو یہ امر طے پایا کہ سیٹھ اوجی بھائی و اوجی مسینڈی اور ہونے کے خطابہ اخطا کو لینے آئے ہوئے ہیں ان کے ہمراہ مقامات مذکور پر جانا چاہیے چنانچہ ار جون کو کپالہ سے ہمارا سیٹھ اوجی بھائی و اوجی صدر جماعت مسینڈی اور ان کے بھائی صدر جماعت کپالہ اور سیٹھ نظر علی بھائی جال اوجی بذریعہ موٹر روانہ ہو کر ۸ بجے ہوئے ہو چکر سیٹھ محمد قاسم کے مکان ہوئے اور دو روز کے قیام میں دو مجلس منعقد ہوئیں جن میں نماز و عبادت کی فضیلت و اہمیت اور امام ہمام حضرت ید الشاہدین علیہ السلام کی عبادت اور آپ کے مصائب بیان کیے بعد مجلس ایک امام بارگاہ کی تعمیر کی تحریک ہو کر چندہ کیا گیا ابھی کہ کہ آئندہ امام ہاں تیار ہو جائے گا،

مسینڈی ۱۳۔ ار جون کو صبح کے وقت ہوئے کہ براہِ یثابہ مع ہمارے بیان مذکور روانہ ہو کر میچے دن کو مسینڈی ہو چکر سیٹھ اوجی بھائی کے مکان ہوئے اور چونکہ بیان کو ابھی نماز و طہارت کا پابند نہ تھا لہذا سب سے پہلے خطاب و اخطا بنے اسی امر کی کوشش شروع کی کہ لوگ طہارت و صلوٰۃ کے پابند ہو جائیں اور ایک حوض تیار ہو جائے، چنانچہ ۱۳۔ ار جون کو شب کے وقت پہلی ہی مجلس میں جس میں زبان رحضرت ہر وقت شریف فرما تھے اتحاد و اتفاق پر تقریر فرماتے ہوئے طہارت کی ضرورت اور اس کو واجب کو توضیح تمام بیان فرمایا آئندہ ستم مجلس کے بعد بالخصوص نماز و طہارت کی غائش کی جس سے لوگ متاثر ہوئے اور مدد کیا کہ ہم کل سے نماز ہی شروع کر دیں گے اور طہارت کی بھی پابندی کریں گے وہ سب دینی خطاب و اخطا نے حوض تیار ہو جانے کی کوشش فرمائی اور بحمد اللہ یہ کوشش بھی نتیجہ خیز ثابت ہوئی حوض کی تیاری کا انتظام بھی شروع ہو گیا اور آج ہی ہے نماز ظہرین و مغربین بھی جماعت شروع ہو گئی اور مجالس و خطا مسلسل منعقد ہونے لگے جن میں طریقہ معرفت امام اور اوصاف امام اور شان امام اور امام زین العابدین علیہ السلام کی جلالت و

اور آپ کے فضائلِ نادر کا افضل عبادت ہونا اور اسلام میں نماز کی عظمت کا ثبوت خاندان رسالت کی نماز بالخصوص اس خاندان کے بچوں کی عبادت اور نماز کی محافظت، حقیقتِ مذہب کا معیار اور اصولِ حسنہ کا اجالی تذکرہ اور خداوندِ عالم کی جانب سے رزقِ رسانی کا وعدہ اور عبادت کا حکم اور کسبِ حاش کے حکم کے ساتھ یاد آگئی کہ نہ بھولنے کی تاکید لکھیں اور آپ کی فتویٰ و ترغیب، مضامین حضرت شیدائے اہلِ طاعت و مراتب والدین اور والدین برادرانہ کے حقوق اور ان حقوق میں تعلیمِ علم دین کی اہمیت، اصولِ مذہب حق اور لیشِ حراشی کی ذمت اور اسکا گناہ نماز کی ضرورت و اہمیت اور بغیر عملِ حقیقت کے نہ ملنے کا اثبات نہایت واضح طریقہ سے بیان فرمایا جس سے تمام حضرات خصوصاً حضراتِ دوسرہ اور بزرگانِ اہلسنت نہایت ملاحظہ و متاثر ہوئے،

ان مجالس کے علان ایک بے جاگ جلسہ بھی منعقد کیا گیا جس میں تمام مسلمان اور آریہ وغیرہ بھی مشرک تھے صبحِ تقریر اثباتِ حقانیتِ اسلام تھا جس کے ضمن میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اسلام نے بزرگِ شمشیر ترقی نہیں پائی بلکہ اپنی حقانیت ہے تمام عالم میں اشاعت پذیر ہو گیا نیز یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا طرزِ عمل دیگر مذاہب کے ساتھ کیونکر رہا اور کس رواداری ہے اپنی زندگی بسر کی، یہ تقریر بھی کافی اثر سے روشناس ہوئی تمام حاضرین نہایت متاثر و ملاحظہ ہوئے،

ان مجالس و مواعظ کے علان نماز مغربین کے بعد میان مسائل کا سلسلہ جاری رہا اور عبادت (وضو و غسل) نائم، اور نمازِ مغربہ اور تجزیر تکفین اموات اور تشیعِ جنان اور اسی قسم کے دیگر مسائل ضروریہ بھی لوگوں کو سمجھائے پرائیوت معتمد میں با مجالس و عظیم جو ٹکڑے و شہادت یا اعتراضات حضراتِ دوسرہ اور آقاخانِ حضرت کے باجو سوالات دیگر حضرت نے پیش کیے انکے بھی خافی جوابات دیکر سائلین کو مطمئن کر دیا اور قومِ نبوی کے ایک افریقی مسلم نے جو اسے شائبہ ہو کر صاف نقطوں میں کھدایا کہ جناب و اغبط کے پاس اگر پوری مذہبی تحقیق کے بعد سمجھ بوجھ کر مذہب حق اختیار کرے گا،

ان مجالس میں علانِ مواعظ و نصح اور اتمامِ تفہیم کے اور امدادِ الراغبین کی طرف بھی مومنین کو توجہ دلائی اور سنیہ مذہبی بھائی نے نذر و غیرہ کے رقوم تعدادی نو سو پندرہ ٹکڑے جس کے چھ سو دس روپیہ ہوتے ہیں جمع فرما کر حاجی محمد جعفر صاحب کے پاس مباحسہ روانہ کر دیے گئے

ہو ٹکڑے واپسی - ۱۲ جون کو کسٹل تمام اجازت لیکر بعد نماز مغربین بذریعہ موٹر کار ہوئے کی جانب سے روانہ ہو کر ویجے شہ کو وہاں پہنچ گئے فوراً مجلس و مناظرہ ہوئی جس میں طلبہ کی تاکید فرما کر نجاتِ مشرکین کو استدلالاً بیان کر کے فائز کی کہ مومنین مشرکین کے ہاتھ کا اکل و شرب ترک کر دیں،

تقریر مذکور کافی توجہ سے سنی گئی اور چونکہ یہاں کے لوگ نہ نماز پڑھتے تھے نہ نماز بھی رکھتے تھے نہ نہایت

مشرکین ہے اختیاب کرتے تھے لہذا اختیاب و اعطائے دو سر رند لوگوں کو جمع کر کے سجایا نماز کی ناکید کی ڈگری منہ جانے کی حرمت بیان کی نجاست مشرکین ہے اختیاب کی ناکید کی اور نماز ظہرین و مغربین جماعت منع نہ کرائی اور آج ہے سلسلہ نماز جماعت و بیان مسائل اور مجالس کے انعقاد کا شروع ہو گیا نماز مغربین کے بعد مسائل ضروریہ بیان فرماتے تھے اور اسکے بعد مجالس و غلطی منع ہوتے تھے اور اسکے بعد جو شکوک و شبہات اور سوالات و اعتراضات پیش کیے جاتے تھے انکے جوابات دیکر سالکین کو مطمئن فرماتے تھے اور یہ سلسلہ پراگمات محبتیں میں بھی جاری رہتا تھا اور اکثر لوگ مذہبی گفتگو میں جوابات تیار ہو کر اُٹھتے تھے جیسا کہ متعدد کے اٹھان اور لکھنے لکھنے کے طریقوں کے جدید و متحد تسلیم کرنے اور نماز کے طریقہ کو بدلا ہوا مان لیتے ہے واضح ہو گیا، ۲۲ جون ہے ۲۲ جون تک مجالس و غلطی کا سلسلہ جاری رہا جنہیں طہارت کی اہمیت مشرکین کی نجاست اور ان ہے اختیاب کی ضرورت ہونے کے وجہ اور تواضع و انحراف کے متعلق تعلیم اسلام اور غرور و تکبر سے بچنے کی ممانعت و کبر و غرور کے غلطی نقصانات جاہلیت کا بکتر اور اسکے شیعہ و ثقافت مثلاً لڑکیوں کا اس خیال سے زین و دفن کر دینا کہ ہار کوئی کفو نہیں جس سے ہم نزدیک کر سکیں اور اُسی کے ضمن میں لڑکیوں کے نکاح کی ناکید اور مومنین کا کفو بیکہ گز ہونا مال کی طمع میں لڑکیوں کے ضائع ہونے کا خیال نہ کرنا اور اس کی ذمت، خلق و تواضع کے متعلق حضرات انبیاء کا طرز عمل اور ان کے ہدایات اور تکبر کی ذمت، معیار حقیقت مذہب اور اصول مذہب شیعہ کی حقیقت کا اثبات کو حیدر علی تعالیٰ بقابلہ غیر مسلمین، عدل خدا و مری کا اثبات اور عقیدہ خیرہ و شرکہ من اللہ کا ابطال نہایت وضاحت سے بیان فرماتے رہے جس سے مومنین کی معلومات میں اضافہ ہوا اور نہایت غلط فہمی و متاثر ہو کر پریش تراشی بعض حضرات نے ترک کوئی مسابیحی شروع کر دی، مسلمان نوکروں کی تلاش ہونے لگی، امام بارگاہ کے لئے بیٹھ جال اتونے زین دینے کا وعدہ کیا، اثر تکبر کم ہو گیا، مذہب شیعہ کی غفلت دلوں میں اثر کر گئی، تین سو زین بیٹھ نلنگ جس کے دو بیالیس روپے ہوتے ہیں مدرسہ الوغظین کی امداد کے لئے بیٹھ لادھی بھائی نے نذر غیر کے قوم جمع کر کے خلیفہ جی محمد جعفر صاحب کے پاس مباحثہ روانہ کر دیے،

حق یہ ہے کہ خلیفہ و اعطائی یہ تمام رحمتیں مدوح کو انتہا کے پند و شرک یہ کاستی ثابت کر دی ہیں اور ہم آپکی ان غفلتوں پر تہ دل ہے اب کو مبارکباد دیتے ہیں، (باقی آئندہ)

جناب مولوی محمد تقی علی صاحب غلط حیدر علی راہچو رکن میں -

گدشتہ ممبر میں جناب مدوح کی تشریف بری حیدر آباد اور آپکی کامیابیوں کا تذکرہ ملاحظہ سے گزر چکا ہے آج اسی سلسلہ میں آپکے درد و رنج و آپ کی کیفیت بھی جاننے کے لئے جناب مہدی علی صاحب دکیل درجہ اول راہچو ر کے نامہ کرم ہے واضح ہوئی تھی موصوف اپنے نامہ کرم میں ہیں خلاصہ رقم طراز ہیں کہ عہد گزشتہ

کی حد میانی شب کو پہلے بچے خباب و اعظا مدوح را پچھڑ تشریف لائے پیشین پر اکثر حضرات نے استقبال کیا اور خباب مدوح کا خباب ذاب میر احمد علی انصاحب لول تعلقہ ارد پچھڑ کے ہاں ہوئے جنہوں نے اعلیٰ چاند پڑ پکی جھلکاری لود اور اطلب امور میں ہر طرح احسن و حسن اور نو فرما کر سفر گزار فرمایا، و درود کے قیام میں ترقی جلیب غلط کے منتقد ہوئے دو جلسہ ام سرانہ سرکاری عمارت میں اور تیسرا حاج مسجد را پچھڑ میں، پہلا جلسہ ۱۸ اگست کو منعقد ہوا جس پر منعقد ہوا جس میں خباب و اعظا نے اسلام کی روداری پر بیٹھ تقریر فرمائی جو پہلے اگشتہ تک جاری رہی اور پچیسند کی گئی اس جلسہ میں خباب تعلقہ اصاحب حج نام تھامی حکام کشمیر نے فراتھے اور ہر طبقہ کے ہندو مسلمان کا مجمع تھا، دوسرا جلسہ ۱۹ اگست کو منعقد ہوا جس میں خباب و اعظا نے پیغمبر اسلام کی سیرت پر روشنی ڈالی اور قرآن کا سنزل من اندر مزا ثابت کیا اس جلسہ کے بعد ہی دیر بعد تیسرا جلسہ پیرام سکس میں منعقد ہوا جس میں قرآن و اہل بیت کی میت کو نہایت کیا۔

یہ دونوں تقریریں بھی نہایت مؤثر ہوئیں اور حاضرین نے انہما غلط و منشا بڑ ہوئے۔

ان تینوں کامیابیوں کے بعد انہی شب کو خباب و اعظا حیدر آباد اسپ آئے، پیشین پر تمام حکام اور وکلا اور دیگر معززین خباب و اعظا کو رخصت کرنے کے لیے تشریف لائے اور آپ کو کمال اعزاز دیا ہے وہ بچے شب کو رخصت کیا۔

را پچھڑ میں خباب و اعظا کی تشریف آوری ہر طرح مفید ثابت ہوئی اور موصوف کی ہر تقریر میں فضیلتاں کامیابی حاصل ہوئی۔

خباب مولوی امداد حسین صاحب و اعظا ملک متوسط اور میٹھی اور برار میں خباب مدوح نے یکم جولائی ۱۳۲۷ء سے ۲۹ اگست ۱۳۲۷ء تک جن جن مقامات کا دورہ کیا ہے انکی تفصیل حسب ذیل ہے:-

سیونی۔ یکم جولائی کو سیونی پہنچے ۲۹ جولائی تک نہایت قیام پذیر رہے اور اہل عرب میں، جلسہ و خطا کے منتقد ہوئے جس میں توحید باری تعالیٰ، ضرورت نبوت، عصمت انبیاء، غلطہ، شہادت، باطلان مجوسی سیرت بنی، مسلمانوں کی باطنی و اخلاقی و قلبی کمزوریوں کے سبب بارہ اصلاح کے طریقوں پر تقریریں فرمائیں جن سے حاضرین نہایت متاثر و غلط ہوئے،

پھند وارہ ۵ جولائی کو سیونی سے چند دورہ تشریف لے جا کر ۱۲ جولائی تک تشریف فرما رہے جہاں یوم فیم کرداد کا ذمہ ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا جس میں تقریر کیا پچھڑ اسلام ہندوستانی مجتہد تھے اور ہر طبقہ کے معززین رحمت تشریف آوری گوارہ فرمائی تھی خباب سید آل محمد صاحب ریٹا برڈی تشریف خباب سید کل علی صاحب حیدر

خان بہادر ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب، خاں حسین علیخان صاحب، رئیس چند واہہ، رائے بہادر ہمت پر شاہ و چند واہہ وغیرہ و غیرہ موصوفی تقریر اخلاق محمدی تھا مطالب کی عمر کی تقریر کی لہجہ سے سارا مجمع متھا ڈاکٹر صاحب تک تقریر جاری رہی اور کافی پڑ سے روشناس ہوئی۔

**سیونی کی واپسی** ۲۸ کی شب کو سیئہ علی کچی بنے اور دیکھو سیونی طلب کیا اور یہاں بھی تین تقریریں روم البنی کے سلسلہ میں علی پانڈ پر کافی مجمع کے ساتھ منعقد ہوئیں اور نہایت مفید و نثر ہوئیں،

ان تقریروں کے علان جناب صوفی شیعہ صاحب ایم اے بی سلسلہ توحید امکاٹ اہل لاگ اور پو پو پو پو کے فلسفہ کے متعلق تقریریں ہوئیں مدوح فلسفہ میں کمال دیکھتے ہیں پہلے دہرے تھے پھر عیسائی ہوئے ایک بڑا اثرہ ہوا میں داخل ہوئے اور سنی مسلک اختیار فرمایا لیکن ایک ہی دو تقریر دہیں ان کے خیالات بہت کچھ تبدیل ہو گئے بمبئی۔ ۳۱ گشت تک سیونی میں اور وہاں سے روانہ ہو کر ۲۸ گشت تک ناگپور میں تشریف فرما ہو کر ۲۸ گشت کو بمبئی پہنچ کر ۲۸ گشت تک قیام پذیر رہے محترم منیر ان جناب سیئہ الدنخ صاحب نے یہاں کے عزیزین سے شل سیئہ میں محمد صاحب پنجابی اور شیخ محمد حسین صاحب جبر الگن کبھی اور سیئہ اسماعیل صاحب سمون وغیرہ و غیرہ ملاقات کرائی جن سے کئی کئی مرتبہ مذہبی گفتگو کی ذبت آئی اور ان حضرات نے کمال توجہ جناب و اعطیہ کے تقریرات کو سن کر خیالات کی عمدگی کا اعتراف کیا اور شیخ محمد حسین صاحب آج سے بعض رسائل دیکھنے کو طلب کیے جو مردوں نے بلا قیمت روانہ کر دیے، ناگپور اور بمبئی میں اگرچہ کوئی عالم جلسہ نہیں ہوا لیکن جانشین اور مقامی نشست میں سائل ضروریہ اصلاصول و مسرور دین پر مختلف اوقات میں تقریریں ہوتی رہیں؟

ملکا پور برار ۲۸۔ ۱۸ گشت کو ملکا پور برار پو پو پو ۲۸ گشت تک مقیم رہے منظر خالص صاحب اسٹریٹ اسکول نے فرافض منیر باقی ادا کیے، موصوف دہر کے سید احمد ہیں اور یہاں صرف آپ ہی کی ذات آٹا عشری ہے۔

دوران قیام میں دو پہلا جلسہ آپ ہی کی کوشش سے منعقد ہوئے اور دونوں کامیاب ہوئے، توحید باری تھا اور حضرت انبیاء اور اخلاق محمدی موضوع تقریر تھا جسے حاضرین نے نہایت توجہ سے سماعت فرمایا، شہہ گانوں برار ۲۹۔ ۲۹ گشت کو ملکا پور سے روانہ ہو کر شہہ گانوں پو پو پو ۲۹ گشت تک ڈاکٹر سید ہدیسین صاحب کے محفل میں رہے اور آپ ہی کی کوشش سے ۳۰ جلسہ منعقد ہوئے جن میں فلسفہ شہادت، علم التالیف کی حقیقت، اداس کی ابتدا، اور قوم کی اخلاقی صلاح پر تقریریں فرمائیں جن سے حاضرین نے بہت اچھا لایا، یہاں بھی پو پو ڈاکٹر صاحب موصوف کے کوئی آٹا عشری نہیں ہے اور نہ اب تک بجز جناب و اعطیہ کے کسی واعطیہ یہاں قدم نہ بڑھایا تھا جناب و اعطیہ کی تشریف لیا ہے بہت اچھا پڑا اور بعض اشخاص تخیل کی طرف مائل ہو گئے اور کوئی برار ۲۹ گشت تک مقیم رہے لیکن بجز مقامی نشست پر مختلف مذہبی گفتگو کے کوئی عام جلسہ

منفد نہیں ہوا۔

## مدرسۃ الواعظین میں انگریزی اور جغرافیہ و فلسفہ کے انگریزی مدرسہ کی تقریر۔

ایک سنی مدرسہ کے طلبہ کے لیے جبکہ ہندی اور ششکرت اور انگریزی زبانوں کے ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ حالات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے کسی بھی خواہ قوم اور ہر مذہب و تبلیغ سے مخفی نہیں ہے، مدرسۃ الواعظین کے لیے حل و عقد عرصے سے اس مسئلہ پر غور کرتے کرتے بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ سال گذشتہ انھوں نے ہندی اور ششکرت کی تعلیم کے لیے جناب پنڈت شیونندن پرنل صاحب کے خدمات حاصل کیے جو یہ مقرر ہے اس وقت تک نہایت پابندی سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں، اور طلبہ ان کی تعلیم و توجہ سے اچھی طرح مستفید ہو رہے ہیں۔

انگریزی مدرسہ کا مسئلہ مدرسہ کی مالی حالت کے لحاظ سے بہت کچھ غور طلب اور وقت طلب تھا لیکن جناب مولوی سید امیر حسین صاحب فتویٰ ایم اے ایل ٹی فاضل ادب و دوسرے کمال کے انبار نے اس مشکل کو بھی حل کر دیا اور جناب ممدوح نے زبان انگریزی اور جغرافیہ و فلسفہ کی تعلیم بغیر کسی معاوضہ کے قبل و منظور فرما کر مدرسہ کو انتہا کا ممنون و مشکوکار فرمایا۔ آپ مجھے ہے مجھے تک طلبہ کو استفادہ کا موقع مرحمت فرماتے ہیں جس کے بعد پنڈت جناب موصوت اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔

## مسلم ریویلو کی نگرانی

جناب سید حیدر حسین صاحب سابق ایڈیٹر مسلم ریویلو اپنے صحت کے ادست ہو جانے سے اپنے وطن مالون تشریف لے گئے ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ کتنا آپ کی دہلی ہو ممدوح کی تشریف بری کے بعد مسئلہ بھی نہایت غور طلب ہو گیا تھا اور سخت مشکل درپیش آگئی تھی مگر اس مشکل کو بھی جناب سید امیر حسین صاحب کے قوی ذہنی انبار نے حل کر دیا اور آپ نے اس خدمت کو بھی بغیر کسی معاوضہ کے قبول فرما کر شکر گاہی کا موقع مرحمت فرمایا اور قوم کو قوی انبار کا پونچھنے والا سبق یاد دلایا۔

(ذرا چیز دیر)

## البالیہ

شیعوں کا اور لڑکوں کی دینی تعلیم کا نہایت قابل و در سالہ ہے جس میں بچوں کی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور انھیں کی سمجھ کا اذان کر کے پہلے ایک مقدمہ میں اجمالاً اصول دین اور کلمہ اسلام و ایمان کو سمجھایا ہے پھر پہلے باب میں اصول دین کی ہر اسل کو چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور دوسرے باب میں فروع دین کے معانی و مطالبین کر کے ہر ایک کو تفصیل سے علی عنوان پر سمجھایا ہے اور ان سب مطالب کو پہلے کے باب و اجبی کاغذ پر علی مسلم ہے، مضمون میں ادا کیا ہے قیمت فی رسالہ ۱۰، سلطان محصول فی ۱۰ رسالہ مع محصول سلطان فیس جسٹری دی پی ۱۰

(ذرا چیز نچر الاعظ)

# جمع خراج ستر الوعظین بابت اعوان ستر

آمدنی

الاعوان

اعوان طلوع

عالمیاب محمد باقر صاحب عرت جھتو میاں ٹپٹہ  
عالمیاب ایم سی ماوچی کلکتہ

عالمیاب ایس کے عباس صاحب جو پور

عالمیاب محمد بخش صاحب گل ٹیہ بدوی سی پی

عالمیاب محمد انجم صاحب پٹالہ

عالمیاب کریم ری صاحب بٹہ تبلیغ

عالمیاب حسین احمد صاحب ٹنٹی جو پور

عالمیاب کریم ری صاحب مزار مبارک آگرہ

عالمیاب بیوہ شہ علی حیدر صاحب بابلوں

عالمیاب سید فضل رحمان صاحب دھولپور

عالمیاب سید اختر حسین صاحب درپہ ان جھپور

عالمیاب حکیم تقی علیخان صاحب اادی پورہ جھپور

عالمیاب سید غلام علیہا صاحب محلہ بلیکراں جھپور

عالمیاب میر کریم علی صاحب بلیکراں جھپور

عالمیاب سید اشرف علی صاحب کلیل محلہ درپہ ان جھپور

عالمیاب سید نفرت حسین صاحب بٹہ جھپور

عالمیاب غلام عباس صاحب محلہ درپہ جھپور

عالمیاب الطاف حسین صاحب محلہ درپہ جھپور

عالمیاب نظیر حسین صاحب محلہ کیمان جھپور

بقایا اجناسی ۳۱

حال بابت اجناسی ۳۱

مستقل

راپور اسٹیت

عالمیاب محمد جمال صاحب مدرس

عالمیاب سید محمد رضا صاحب لکھنؤ

عالمیاب کریم ری صاحب اول

عالمیاب سید فتحی حسن صاحب کلیل بٹی

عالمیاب محمد محمود صاحب منبر شاہ کپٹی لکھنؤ

تختہ وقف محمود آباد

عالمیاب نواب یاد علیخان صاحب گڑگنج لکھنؤ

عالمیاب سید خاتون صاحب مقام بندہ دکانہ جونی

ضلع ڈیرہ فارسی خال

الاعوان

غیر مستقل

عالمیاب کریم ری صاحب بٹہ کانفرنس پٹاودہ

عالمیاب سید محمد تقی صاحب جہار آباد

عالمیاب شیخ فضل صاحب طغریال





دوره آسپل خاں	ع	عالمجا علی محمد صاحب احمد علی صاحب جلم	ص
عالمجا قادیو خانقاہ مسکری انجنیئر	ع	عالمجا محمد بن صاحب لمان	ص
دوره آسپل خاں	ع	عالمجا محمد بخش صاحب لمان	ع
عالمجا آسپد علیشاہ صاحب انجنیئر	ع	عالمجا رحمت دین صاحب انبالہ	ص
پشادہ		عالمجا حسین بخش صاحب لمان	ع
عالمجا محمد ارخان صاحب کالابغ خلع	ص	عالمجا الہی بخش صاحب لمان	ع
میانوالی		عالمجا مسکری قادیو صدیقہ آسپد	ع
عالمجا علی غلام رسول خان	ع	عالمجا گلدار علی صاحب دہولپور	ع
عالمجا دیوان محمد غوث شاہ صاحب لالہ	ع	عالمجا شہلا محمد حسین صاحب لالہ	ع
پیر والا ضلع لمان		عالمجا محمد بخش صاحب جلم	ع
عالمجا یوسف علی صاحب راہ پندی	ع	آسپد شہجہات	ع
عالمجا علیشاہ صاحب پشاور	ع	انجنیئر مودلہ لوم	ع
سومین انبالہ	ع	الاعظا	ع
عالمجا شبیب علیخان صاحب جلم	ع	مسلم ریو	ع
عالمجا آفر علیخان ولد حمید علیخان صاحب جلم	ع		
عالمجا عبد الحمید خاں صاحب انبالہ	ع		
عالمجا امداد حسین صاحب جلم	ع		

خسب

تخواہ ملازمین	مال علی	عارف	ع
ذخائر	ار	متفرقات	ع
والا اقامہ	ص	انجنیئر مودلہ لوم	ع
مشاورہ عظیم	ص	الاعظا	ع
سفر خج	ص	مسلم ریو	ع
کبتخا	ص		

دفعہ ۱۰۰ کے تحت اورغنا میں درج کردہ تمام اشخاص کی حالت اورغنا میں درج کردہ تمام اشخاص کی حالت اورغنا میں درج کردہ تمام اشخاص کی حالت

## جمع خراج مدرّسین و اعیان بابت احوالی سال ۱۹۳۱

آمدنی

بقایا آخر سال ۱۹۳۱ ..... الاعمال  
حالت بابت احوالی سال ۱۹۳۱ ..... الاعمال

مستقل

عالیجناب سید جعفر حسین صاحب جنین و فرزند گورگاد	ع
عالیجناب عابد علی صاحب مدرّس گورگاد	ع
عالیجناب ذاب فیض صاحب مدرّس گورگاد	ع
عالیجناب محمد جمال صاحب مدرّس	ع
عالیجناب محمد حسین صاحب و کتوریه پشیرت	ع
عالیجناب محمد حسین صاحب وکیل لبتی	ع
عالیجناب مولوی محمد جبار حسین صاحب جوینور	ع
عالیجناب ذاب محمد رضا صاحب چک لکھنؤ	ع
عالیجناب محمد محمود صاحب خراس لکھنؤ	ع
از وقف غلام حسین خاں صاحب مرحوم کرا	ع
عالیجناب مرزا اکبر علی صاحب کنڑ اکثر دایت	ع
عالیجناب میر محمد بی حسین صاحب کنڑ اکثر دایت	ع
عالیجناب مرزا حسین بیگ صاحب کنڑ اکثر دایت	ع
عالیجناب مرزا محمد علی بیگ صاحب کنڑ اکثر دایت	ع
عالیجناب میر قاسم علی صاحب ب جی کرا دایت	ع
عالیجناب مرزا رضا علی بیگ صاحب کنڑ اکثر دایت	ع
ریاست میور	
عالیجناب مرزا انجیل حمید دایت میور	ع
عالیجناب مرزا رضا علی صاحب چاندنی بنگلو	ع

حالا

غیر مستقل

عالیجناب محمد جعفر صاحب و محمد رضا صاحب  
و عبدالحسین صاحب پسران حاجی رشت خانی  
زنگبار افریقہ  
عالیجناب تاج محمد حسین صاحب انپارہ  
عالیجناب حبیب جید صاحب

الاعمال

## متفرقات

## اسنی خجیات

والہی رقم جلا لاند

بجٹ رقم از مجلس

للم

۵۳۰

انجمن مود العلوم

الواخط

مسلم ریویو

سفر خرچ مرسلہ حاجی محمد حسین صاحب بک

طلب مولوی جواد حسین صاحب

رقم امانت جنرل سکریٹری صاحب

۱۰۰

۱۰۰

میزان کل بقا با دو حال

۲۶۷۷-۸۰۳

۱۰۰

## خسج

تخوہ ملازمین

وظائف

دارالاقامہ

مشاہدہ و غلین

سفر خرچ

کتنہ

۱۰۰

۱۰۰

عمالت

متفرقات

انجمن

الواخط

مسلم ریویو

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

مرزا عابد حسین خاں آذربری جنرل سکریٹری

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

## نبی اسرائیل نبی انجیل کے دوسری

یعنی

### موسیٰ بن عمران اور موسیٰ بن جعفر

ہم جو کہ لکھا چاہتے ہیں ان کے عنایتوں سے دونوں مقدس ناموں کو جلد نبی کے بعد جعفر کی ترجمانی بہت آسان ہے تقریباً ہر شخص جانتا ہے کہ سلسلہ معصومین میں دو بڑی فردیں گذری ہیں جنہیں ایک نبی اسرائیل کی عنایت ہدایت کا الٹ اور دوسرا امت محمدیہ کا رہنما قدرت کی طرف سے دونوں کا منصب ایک ہی ہے۔ اور پھر کہنے کا حق ہے کہ دونوں بحر علم و حکمت کے شاد اور دونوں مہر فصاحت و بلاغت کے گہر دونوں صدق و صمیمیت کے مرد اور ناسفہ دونوں درگاہ قدرت کے تعلیم یافتہ دونوں اعلیٰ فرستہ کے تاجدار، وہ دونوں ملکوت عزت کے نامور افریقہ ہے تو اس قدر کہ ایک یہ رسالت کو ناز، دوسرے ہے وصایت سے نواز و انعام و نعت کی جتنے جتنے ہیں اور ہر نامی چاہیے تھا میر خدا نے پیش گوئی کی تھی کہ امان فی بنی اسرائیل یكون فی هذه الاممہ جو کچھ نبی اسرائیل میں گذر چکا ہے ان سب اس امت میں بھی ہوگا۔

یہ حدیث قریب قریب متواتر ائمہ میں بھی جاتی ہے اور علم اور حکم و براہ و سبوطی و دوسری وغیرہ نے متفق ہو کر اس حدیث و اقتدار کا اعتراف کیا ہے۔

فی صحیح البخاری عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ خوات ذی ہنئی بیداء اللسن، سنن من قبلکم شبرا بشیر و ذرا غابہ لہم حتی لو دخلوا حجر ضرب لہم خلفوہ و روی الخاکم و البزار و السیوطی و الدایری و غیرہ و عودہ للفق جاب بندا حسن

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت علی اللہ علیہ و آلہ نے قسم اٹھی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم لوگ اپنے اگلیں کی سنت پر چلو گے اگر ان ایک بات چلے ہوں گے تو تم بھی ایک بات چلو گے اگر وہ ایک بات چلے ہوں گے تو تم بھی ایک بات چلو گے اگر وہ ہمارے سونے میں نعلین ہوں گے تو تم بھی میں نعلین کے حکم

اور بزار اور سبوطی اور دوسری نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے

انتم اسباب الامم بنی اسرائیل و کلما کان فیہم یکون فی هذه الاممہ و فی روایت ابن مسعود حدذ النعل بالنعل و القذذہ

تم نہایت تمام امتوں کے نبی اسرائیل سے زبان شناس ہو اور جو کچھ ان میں ہو چکا ہے وہ اس امت میں بھی ہوگا اور ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ تم ان کے قدم

بالقنود غبران لا ادمی العبد ذوالعجل  
 اہل لا (دعوت الحق صفحہ ۳۳۳)  
 بقدم جلوگے کوئی فرق نہ ہو گا بجز اسکے کچھ مسلم  
 نہیں کہ تم کو سادگی پرستش کرو گے یا نہیں؟

اور نیز ظہور میں آنے والے واقعات پر زور پائید کو کہے ہیں اس بات کی کہ بنی اسرائیل اور امت مرخص  
 میں بڑی مشابہت ہے پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ بنی اسرائیل میں عمران اہدی بنا کر بھیجے جائیں اور بت  
 بنی میں کوئی موسیٰ نظر نہ آئے ہفتم صفر ۱۲۸۸ھ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت کی صودت میں اس حدیث کی تصدیق  
 کی اور نہ صرف کمی کو پر کیا بلکہ ایسا موسیٰ دنیا کے سامنے پیش کیا جو بنی بن عمران ہے کامل تر ثابت ہوا جبکہ  
 بعد مجھے موانع میں بطور نہایت کفایت کا حق ہے

ربی موسیٰ بن عمران فی جہود و اللہ  
 ربی موسیٰ بن جعفر فی جہود و کان موسیٰ  
 من آل عمران بن یصہر بن فاہث بن لاوی  
 بن یعقوب بن ابراہیم و موسیٰ بن جعفر بن  
 محمد بن علی بن الحسین بن علی بن  
 ابی طالب ایضا من آل عمران کان ابا  
 طالب کان اسمہ عجمان و ارسل موسیٰ  
 بن عمران الی مصر و حدھا و کان موسیٰ  
 بن جعفر اما مال الناس کانہ بشیرا و نذیرا  
 و کان ولایتہ موسیٰ بن عمران فی اولادہ بن  
 و ولایتہ موسیٰ بن جعفر فی اولادہ موسیٰ  
 بن عمران ساقی نبات شعیب و موسیٰ  
 بن جعفر و ارد علی الموض مع القراب  
 یوم القیامۃ قال اللہ تبارک و تعالیٰ موسیٰ بن عمران  
 و الیقین علیک حبیبہ منی، نکان کل من  
 راہ لحبیبہ و فرض حب موسیٰ بن جعفر علی  
 المطلق اجمعین و کان قوم موسیٰ بن عمران  
 عبد و العجل و لخذ موسیٰ بن جعفر جہیمہ

حضرت موسیٰ بن عمران دشمن خدا کی گود میں پرورش پائی اور  
 ہمارے امام موسیٰ بن جعفر نے اپنے پروردگار و اساتذہ کمال  
 محمد کی گود میں پرورش پائی حضرت موسیٰ آل عمران بن  
 یصہر بن فاہث بن لاوی بن یعقوب بن ابراہیم بن  
 قحطیہ اور ہمارے امام ہام موسیٰ جعفر بن محمد بن علی بن حسین  
 بن علی بن ابی طالب کے فرزند تھے اور ان کا نام محمد بن علی  
 تھا حضرت موسیٰ بن عمران تھا اہل مصر کی طرف بھیجے  
 گئے اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر تمام خلائق کے امام  
 تھے حضرت موسیٰ بن عمران ولادت میں کنول تھے اور ہمارے امام موسیٰ  
 بن جعفر اپنی ولادت کے قبل تھے حضرت موسیٰ بن عمران حضرت  
 شعیب کے ساتھی تھے اور ہمارے موسیٰ بن جعفر روز قیامت قرآن مجید  
 ساتھ حوض کوثر پر رسول خدا کی خدمت میں پہنچیں گے  
 حضرت موسیٰ بن عمران سے خدائے تعالیٰ نے واقعیت  
 علیک مجتہد منی ارشاد فرمایا تو جو شخص ہیکو دیکھا تھا تو  
 آپ سے محبت کرتے لگتا تھا اور محبت ہمارے امام موسیٰ بن  
 جعفر کی تمام خلق پر واجب کر دی حضرت موسیٰ بن عمران  
 کی قوم نے گوسالہ پرستی کی اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر  
 لیکر بکری کے بچہ کو اپنے بھراؤ لیکر نکلا اور اس سے فرات

مکیہ مروہ و یقولہ مسجدی لربک خات  
 موسیٰ بن عمران من الحبیین، ولم یخف  
 موسیٰ بن جعفر من الاسد و کلمہ انزل  
 اللہ تع لموسیٰ بن عمران المن والصلوی  
 و انقلب الرمل لک، سو یقا و سکر اولہ  
 عذابا خاصہ موسیٰ السحرة و ظفر ہمدان  
 موسیٰ بن جعفر خاصہ الرشید و قد ظفر  
 علیہ و اخثار موسیٰ قومہ سبعین ہر جلا  
 و موسیٰ بن جعفر یحییٰ الحبیین یوم اللہ  
 اور ہمارے امام موسیٰ بن جعفر بروز قیامت اپنے دوستوں کا شمار کریں گے

بکلیک مختصر فرست ہے ان معارفات و مناسبات و مفاصلات کے جو حضرت موسیٰ بن عمران اور ہمارے  
 امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام میں اپنے جاتے ہیں جکی پوری توضیح پر ہم اس وقت تیار نہیں مکن ہے کہ آئندہ شیخی  
 زائد اسی وضاحت کریں اشاعت خاص کے لئے نور الخالدہ کرماتات جو کبقرہ محل ہیں انکی تشریح ضروری ہے  
 امام موسیٰ کاظم کی کہنی دوی اللو شاعری  
 بن الحسن بن صفوان الجمال قال سئل  
 اباعبدا اللہ عن صاحب ہذا الامر فقال  
 ان صاحب ہذا الامر لا یلعو ولا یخفی قبل  
 ابوالحسن و هو صغیر و معرجمیہ مکیہ  
 ہو قیل لھا اسجدی لربک فاخذہ  
 ابو عبد اللہ و ضمہ التیہ و قال یا فی انت  
 و اخی من لا یلعو ولا یجب  
 و ارشاد شیخ مفید باب مبنی حق (۱۶۱)  
 مصروف نہیں ہوا۔

موسوی واقعات میں ایسا کوئی وقت نہیں کہ کہنی میں الوہیت پر دلیل قائم کی ہو یہ خالص ہے غافلانہ وقت  
 وصال ہے جب کایم کچھ زحید کا سبق دیتا ہے و

امام موسیٰ کاظم اور شیر سے گفتگو کا صاحب اپنے لباس کو بدل کر سانپ کی صورت میں فرعون کی طرف ہوا تو با وضو نہ قدرت کی طرف ہے الطمان دلایا جاتا تھا کہ سنبھلنا سنبھلنا کلاوے ہم مغرب ہو گا اسکی پہلی حالت پر ہیر و مینے لیکن موسیٰ کے یقین میں اتنی کمزوری تھی کہ بشریت سے عبور ہو کر ہاتھ دامن قبائلیں پٹ کرڑا یا لیکن موسیٰ بن جبرائیل دینے والے درندوں سے کبھی نہ ڈرتے اور بچ نہیں ہے۔

روئی علی بن حمزہ البطائی قال خرج ابوالحسن موسیٰ فی بعض الايام عن المدينة الى ضیفة له خارجة عنها نصبت له اداکان علیہ لکابا بظلمة وانا علی حمار لی فلما صرنا فی بعض الطريق اعترضنا اسدا فاجتجت عنه خوفا وادقم ابوالحسن غیر مکرث بہ فرایت الاسد یتذلل لابی الحسن ودهیمهم فوقف له ابوالحسن کالمبغی الی المجهمة ووضعه الاسد ید علی کفہ فقلت قد اهدى همنی ففسی من خلک رخت خوفا عظیما ثم تمنی الاسد الی جانب الطريق وحوّل ابوالحسن وجهه الی القبلة وجعل ید عود وجرک شفیتہ بکافهم ثم اوحی الی الاسد بیده ان امض ففهم الاسد همهمه طویله و ابوالحسن یقول مین امین و انصرفت الاسد حتی غاب عن عیننا و مضی ابوالحسن بو جبر واثبته فلما بعدنا عن الموضع لحقته فقلت لم جعلت فداک ما شان هذا الاسد فقد خففته والله علیک و تعبت من شانہ معک فقال لی ابوالحسن انک خرج الی لیسکو اعسر الولاة علی البوند و سلف ان اسئل الله ان یفرح

علی بن حمزہ بطائی ہے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک روز مدینہ کے اپنے ایک باغ کی طرف تشریف لے چکے تھے وہاں پر ایک بھٹی تھی جس کے ساتھ ہولیا آپ اپنے بچے برساتے اور میں اپنے گدے پر بٹھاتا تو اسی دور ہو چکا ایک شیر جا رہا سدا رہا ہوا میں ڈر کے اسے ٹھہر گیا اور امام موسیٰ کاظم بے خوف و خطر اسکی طرف بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ جب اس کے قریب پہنچے تو دینے دیکھا کہ شیر امام کے آگے گر کر مارا رہا ہے اور ہمہ کرتا ہے یہ دیکھا کہ حضرت اسکا ہمہ سننے کے لیے ٹھہر گئے جس طرح حاکم عادل سنہٹ کی فریاد کو سنتا ہے اور شیر نے اپنا ہاتھ لکے بچے کے پیچھے پر رکھ دیا اس وقت سے میرے نفس نے جلاؤ مٹا رہا ہم دُغم کر دیا اور خوف عظیم مجھ پر لاحق ہوا پھر شیر بہتہ کی طرف مڑ گیا اور امام نے اپنا ستم قبلہ کی طرف موڑ کر دعا کا شروع کیا آپکے ہونٹ حرکت کرتے تھے گویا میری سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا پھر حضرت نے اپنے ہاتھ سے شیر کی طرف اشارہ کیا کہ جلا جا پس بیٹھنے لگا ہولیں ہمہ کیا اور امام آمین آمین فرمایا کہ آخر شیر وہاں سے پلٹ کر ہوائی آنکھوں سے غائب ہو گیا اور امام اپنی راہ روانہ ہوئے اور میں حضرت کے پیچھے پیچھے ہولیا جب ہم سب مقام سے دور ہو گئے تو دیکھنے حضرت کے قریب ہو چکا



عنها فضلت ذلك له والقي في روعي انما  
تلك ذكر آخر ثم بذلك فقال لي امض فخط  
الله فلا يسلط الله عليك ولا على ذريتك  
ولا على احد من شيعتك شيئا من السباع  
فقلت امين (ارشاد صفحہ ۱۲۵)  
کہ ہر کسی کو خدا آسان کرے چاہے اپنے اس کے لئے دعا کی اور سیر دل میں بات ڈال دی لئی کہ اُس کے بیان کو  
زیر پر پیدا ہوگا جب بنے اس القار ربانی سے اُس کو آگاہ کیا تو اس نے بھی سب کے لئے دعا کی اور اپنی زبان میں کہا  
کہ آپ شریف بے جا میں خدا کو اپنی حفاظت میں رکھے اور آپ پر اور آپ کی ذریت پر اور آپ کے کسی شیعہ پر کسی ذرہ  
کو مسلط نہ کرے دعا کرتا تھا اور میں آمین کہتا تھا؟

اس واقعہ میں امام کے اطمینان قلب اور القاد الامام پر روشنی ڈالنے کے ساتھ اور حضرت کے مرکب  
کی بھی تعریف کیے بغیر نہیں کہ موسیٰ بنی ہو کر اتر دے سے ڈر گئے اور بنی زان کے سواری کا راہوار امام کے  
زیر پران ہونے سے آنا ڈر تھا کہ شیر نے پشت پر نیچہ ٹیک دیے اور اُسے خبر نہ ہوئی کہ پشت پر کون ہے؟  
امام موسیٰ کاظم ؑ کی غذا موسیٰ بن عمران کے دسترخوان پر کبھی وہ روٹیاں نظر آتی جن میں رب لما انزلت  
الی من خیر فقید لک خدا ہے ان کے تھے اور کبھی سن و سلویٰ ازل ہوتا تھا اور وہ بھی آسمانی کما انا کما ہو اطمینان تھا  
ہمارے امام موسیٰ بن جعفر مانگتے تھے کہ اپنے وقت یقین کا یوں ثبوت دینی تھے کہ وہ بچی میں ریت ڈال کر ہاتھ  
تھے جو تلو ہو جاتی تھی اور اُس کو آپ نوش فرماتے تھے چنانچہ سقیم بلی سفر حج کے متعلق ایک طولانی روایت  
کے ضمن میں کہتا ہے :-

فاما زلنا زبالاً رأيت عني بئر سقطت  
ركوت فيها فذاعلى تطفوا الماء حتى خلتها  
وتوضأوا صلبا ربع ركعات ثم مال  
الى كتيب رمل فطرح منه فيها وشرب  
فقلت اطعمني من فضل ما زلت قلت الله  
فقال يا شقيق احسن ظنك بربك قال اجها  
فشربت منها فاذا هو سويق ومسكود ما  
شربت والله انذا منه ولا اطيب ربها  
جب ہم اہل قاعدہ، زبالہ میں اترے تو بنے حضرت کو لب  
چاہہ دیکھا کہ ڈوہی کنوئیں میں گر گئی ہے پس حضرت نے  
لبوں کو خشک دسی اور پانی انا بلند ہوا کہ ڈوہی ہاتھ  
سے اٹھا کر دھو لیا اور چار رکعت نماز پڑھی پھر ریت کے ایک  
ٹیسے کی طرح متوجہ ہو کر ادا ہوا ہاتھ میں لیکر اور بنی  
میں ٹٹلی اور بنیے کے شقیق نے کہا جو کچھ آپ کو خدا نے  
رزق دیا ہے اُسکا بڑھتی حصہ مجھے بھی عنایت کیجیے  
آپ نے فرمایا اے شقیق اپنی پردہ نگار سے حن ملن کچھ پر

فطحت و مریت واقعت ایا مالا اشقی  
شربا و لا طعنا (صاحب معتمد)

ستون کھائے تھے میں و ستون کا کر سیر و سیراب ہو گیا اور چند روز تک آب و غذائی خواہش نہ ہوئی؛

یہ واقعہ حضرت ابراہیمؑ بھی مشابہت رکھتا ہے اُنکے بچے ایک سو آکر آہوئی تھی لیکن پھر بھی ان خوش  
کی ضرورت تھی مگر آپ کے واسطے ایک سو آہوئی تھیں بن گئی تاکہ فرزند حبیب کامرتبہ خلیل ہے پڑھے دوسرا  
پہلاں واقعہ کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے بات شیب کو سیراب کیا تو انھیں ڈول کھینچنے کی ضرورت ہوئی اور حضرت  
موسیٰ ابن جعفر کے بچے پانی خود بلند ہوا اللہ عزوجل علی محمد و آل محمد

موسیٰ بن جعفر علی مشابہت حضرت علی بن  
موسیٰ ہے خود ان حضرت کی ربانی قطبین  
قال استدعی الرشید رجلا سیطلا بدرا  
ابی الحسن علیہ السلام و یجلی فی المجلس فان تبد  
لرجل معزم فلما حضرت لما نذا عمل علی  
الخیر فکان کما دام ابو الحسن علیہ السلام  
رغبت من الخیر طام من بین ید یر و استغنا  
فرون الفرح و الفرح لذلك فلم یلبث  
ابو الحسن ان دفع راسه الی اسد مصوبا  
علی بعض السوفیاء لریا اسد اللهخذ  
عد والله قال فوثب تلك الصورة کا عظم  
ما یكون من السباع فانقرس ذلك المعزم  
فغضرون وند مائه علی وجوههم فغشیا  
علیهم طارت عقولهم خوفا من صول  
مالا ه فلما افاقوا من ذلك بعد حین  
قال هرون لابی الحسن امثلک بحقی  
علیک لما مثلت الصورة ان ترد الرجل  
فقال لکان عصا موسی ردنا لبلع من

علی بن قطبین کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رشید نے ایک ایسے  
شخص کی خواہش کی جبکہ وہ صامت المومنی  
کاظم کو باطل کر دے اور اپنے دیار میں انھیں شرمندہ  
کر دے یہ نہ کہ ایک مکار شخص نور اٹھ کر اہل اور جب  
دستر خوان بچھا یا گیا تو اس نے روٹی پر کچھ ابا عمل کیا  
کہ جب امام روٹی نوش فرماتے کا قصد فرماتے تھے تو یہ  
آگے سے آجاتی تھی بعد ازاں اس بات کو دیکھ کر خوش  
ہوا تھا اور ہمتا تھا پس نور اٹھ ہی لاسنے اپنے سر اور اس  
کو ایک شیر کی تصویر کی طرف بلند کیا جو ایک پرن پرنی  
ہوئی تھی اس سے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے شیر اس  
دشمن خدا کو کپڑے علی بن قطبین کہتے ہیں کہ دوران تصویر  
ایک بڑے ذرہ کی صورت میں کٹری ہو گئی اور اس بھار  
کو ہوا لکھا یا دیکھ کر اڑوں اور اس کے صاحب خوش کیا کہ  
موز کے پہلے گر پڑے اور انکی قطبیں اس رخ خاک حالت  
کو دیکھ کر پرواز کر گئیں جب توڑی دیکھ کے بعد سب کو  
پوش آیا تو اہل دین نے نام سے عرض کیا کہ میں آپ کو  
لےنے عن کی قسم دیگر سوال کرتا ہوں کہ آپ اس تصویر  
کو حکم دیں کہ ان اس شخص کو اگلے میں حضرت نے ارشاد فرمایا

جبال القوم وعصمهم فان هذه الصوثر  
تود ما ابتلعها من هذا الرجل -  
کو اگر موسیٰ بن عمران کے عصا نے قوم کی سیدل اور عصا  
کو ٹکڑا کر اگل دیا ہو تو یہ تصویر بھی اس شخص کو نگل کر

دشاب اہل بنی طالب ج ۶ ص ۱۱۱

اس واقعہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ بن عمران اور موسیٰ بن جعفر کا اقتدار بارگاہِ سمیت میں مساوی ہے  
اذنوبت موسیٰ بن عمران و امامت موسیٰ بن جعفر ایک نقطہ پر منطبق ہے۔

حضرت موسیٰ بن جعفر اور قیامت کا دن قیامت کا دن انکی تختیاں اہل دنیا کو جن ناقابل برداشت  
زخموں میں مبتلا کرنے والی ہیں ناقابل بیان ہے اسدن چہرہ میں ہے ہیبت و در اعد عالم نشہ نگر میں محمد ہو گا باپ  
کی خیر بیٹے کو نہ ہونگی بیباک ہے و اس کیجئے گا بھائی سے بھائی جدا ہو گا نام رشتہ اور نسلیں قطع ہو کر نفسی نفسی کی دنیا  
سای دیگی کوئی ابر کر اور کوئی آبجوا ای نچا لستے عرق میں غرق ہو گا حتیٰ کہ بعض روایات میں ہے کہ اہل مشکے  
پسینہ ہے اونٹ سیراب ہو سکتے بڑی بڑی مقتدر ہستیوں کو خواہ نصف انبیاء ہی ہے کیوں نہیں ابنی جان کہ  
لائے ہے ہونگے لیکن اہلبیت رسول کی اسوت۔ حالات یہ ہوگی کہ لاخوف علیہم ولا صعب یخونون او نحو  
اطمینان کا نقشہ ہے اور تھم تھم تھم دوسرا بارگاہ ایزدی میں انکی بار بانی کی تصویر ہے کبھی منزل عرف  
پر جلن نا ہوئے کبھی حوض پر قرآن کے ساتھ ساتھ ہوئیے کبھی جنت دار کے درمیان میں ٹھکانے کرتے نظر آئے  
کبھی طوبی کے سایہ میں پیش پیش ہونگے اور ہر ایک معصوم ایک نئے خدمت پر سرفراز ہوگا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وآله انادوا  
علي الحوض وانت يا سلى لتاقي ولحن الزايد  
واللعين الامرو علي بن الحسين الفارط وحيد  
بن علي لئلا تشر وجعفر بن محمد السابق و  
موسى بن جعفر عيسى المهين والبنضين  
وقامع المنافقين وعلي بن موسى مزين  
المومنين ومحمد بن علي متولى اهل الجنة  
في درجنا محمد وعلي بن محمد خليفته  
ومز وجعفر بالخور العين والحن بن علي سراج  
اهل الجنة ليتضحون به والمهدي شفيعهم  
يوم القيامة حيث لا باذن الله الا لمن يشاء  
فراي اجاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تم  
سے حوض کوثر پر لوں گا اسے علی تم تو ساقی ہو گے اور میں  
ناعدو شرفنا کریں گے اور حسین حکم دینے والے ہوں گے  
اور علی بن الحسین آنحضرت کے سامان درست کرتے ہوں گے  
اور محمد بن علی نشر احوال کے قابل و کلام ہوں گے اور  
جعفر بن محمد غیر متحق کو وہاں سے کال رہے ہوں گے  
اور موسیٰ بن جعفر و متول اور عثمان کا شمار کریں گے اور  
منافقین کا قطع کر دیں گے اور علی بن موسیٰ مومنوں کو  
ارکستہ کریں گے اور محمد بن علی اہل جنت کے درجہ میں  
انکے متولی ہوں گے اور علی بن محمد اپنے شبیوں کے  
خلیف ہوں محمد و محمد بن علی کے ساتھ انکی ترویج کریں گے

دیوضی (علاء السلام) ادرجن بن علی بن ابی طالب ہوں گے جن سے اہل سنت  
نور دنیا حاصل کریں گے اور مہدی بوم قیامت اُنکے شفاعت خواہ ہوں گے جبکہ اللہ بجز اُن لوگوں کے جنہیں  
وہ چاہے اور جن سے وہ راضی و خوشنود ہو اور کسب شفاعت کی اجازت نہ دے گا۔

ثابت ہوا کہ اس دن ہمارے مدد و حامی مہم کو اہل ایمان و اباب نفاق کے شمار کرنے کا عمدہ دیا جائیگا  
اور منافقین کی قطع و قس پر ہوگی جو حضرت موسیٰ بن عمران بے غصہ کی مشابہت ثابت کرتی ہے حضرت موسیٰ  
نے اپنے قوم میں ستر آدمی منتخب کرنے کا ارادہ اپنے دل سے کیا تھا خدائی منصب نہ تھا اور یہ حضرت موسیٰ بن عمران  
کی پہچان کے لئے خدائی طرف سے عین ہوں گے دوسرے کہ موسیٰ کا غضب اُنکی دیوبہی زندگی میں شور و غلامی  
موسیٰ بن جعفر قلع المنافقین حشر کے میدان میں بنائے جائیں گے یہاں اگر چہ جزا و سزا کا اختیار خدا ہی کے دست تھا  
میں ہے جسکی تعمیل لکھ مقربین کے ذریعہ ہوگی لیکن اہلبیت کی عزت یہاں بھی قائل غور ہے اور کتنا پڑا ہو  
کہ یہ دن موسیٰ کو نصیب نہیں ہوا آئندہ یہی فرصت ہونی تو ان شاء اللہ اس سے زیادہ کیلئے  
دعبد ہادی الرضوی اصلہ (اللہ اعلم و اعجز امالہ)

## انگریزی مجموعہ کا اہم حصہ دوم

### کلام الامام امام الکلام

علی بن ابی طالب امام چہارم حضرت علی بن ابی طالب کا کلام بلاغت نظام جو تحت  
کلام انجانی و فوق کلام مخلوقین کا مصداق اور فوق تصور انسانی علوم و کمالات کا معدن اور رابطہ عبدیت و  
معبودیت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعوتِ نبوت کے اعلیٰ ترین طرق کا معلم ہے مدتہ المظاہرین کے کافی وقت و وسیعہ  
صرفے انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے شائقین کے تحت تلافی ہے پہلا حصہ جو ۲۸ دعاؤں پر مشتمل اور ۱۰ صفحہ  
پر ختم ہوا ہے سال گذشتہ شائع کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ جو ۲۹ دعاؤں پر مشتمل اور ۱۰۰ صفحہ پر ختم ہوا ہے  
اسال شائع کیا گیا ہے حصہ اول کی طرح اس دوسرے حصہ میں بھی ایک صفحہ پر اصل عبارت عربی اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ  
جلد و قیمت میں کوئی فرق نہیں دونوں حصوں کی جلد نہایت عمدہ نگارش میں اور دونوں حصوں سے ہر ایک کی قیمت میر  
ہے سکرٹری صاحب اکبر نور العلوم مدتہ المظاہرین لکھنے طلب فرمائیے۔

ترجمہ کیا ہے اور اسے کیا خصوصیات ہیں ایک بار پڑھ کر جانتے ہیں کہ اگر خدا یا ہی ہے جیسا  
اس کتاب میں بتلایا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں۔ اہل قلوب ہاتھ بٹل رہا ہے جلد منگو ایسے ایسا نہ  
کہ وہ سب ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے۔

## عَنْبَالِی عَنْ سَبِّهِم

ایک وہ وقت تھا کہ بیت نبوت و رسالت اعلیٰ نقان و شرکت پر تھا اُس کے یمنین اپنی بیع و بیل کی حد اڈوں سے عالمِ بالا کے نقطہ نگاہ تجھے دروازوں پر عصمت پوش ملائکہ کا ہجوم اور تہنیت و تبریک کے لیے فرشتگانِ مقربین کا معمولی بات تھا عالمِ بالا کی اوتری ہوئی چیز خواہ وہ ستارہ ہو یا جنت کا تحفہ یا قرآن کی آیت سب کا مرکز ایک تھا،

اربابِ بلند و حکمت نے اپنی معینہ و اعدا میں ہمیشہ کے لیے قابلِ تسلیم کلیتہً در کل شئی بوجہ اللہ جلہ بنا کر پس بات کا ثبوت دیا تھا کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف کھینچی ہے کلورخ انوار کا زور بازو خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو لیکن اُن تھ کی قوت ختم ہو چکے ہیں نہ قدرتِ پھر اُس کو زمین کی طرف لائے گی، نابریں ہم کو تعجب نہیں ہوتا کہ ہر دالِ عسجد اپنی شخصیت سے عالم میں کیسے تفسیر پیدا کیے اور اُن کے منازل پر انوار کا ہوا کیوں ہوا اگرچہ نورانیت کا تقاضا ہے کہ کون بلندی پہنچ ہو کہ مرکز نور ہم سے آفاق ہے لیکن آلِ محمد کے پست گہر حقیقت میں اس قدر رفیع اور مرکز انوار تھی کہ اُنہوں نے ملکی چیزوں کو اپنی طرف کھینچا قرآن اور اتون نورین اور اتون نور تسلیم کرنا پڑ گیا کہ گہر کے رہنے والے نور تھے تاکہ قرآن کے نزول اور ستارہ کے ہبوط کے بعد کل شئی بوجہ الٰہی اصل پر جمع ہو۔ قطع نظر اسکے انوار ملکیت کی اصل بھی نور محمدی ہے تجھے جسے اول ماخلف اللہ نور ہی کا طرہ امتیاز حاصل ہے اور تمام انوار شمس و قمر و نجوم اس کی فرع ہیں پھر ستارہ اُن کے گہر اُترے تو اُن کی منزل اور کہاں ہو سکتی ہے ملائکہ کی خلقت بھی نور سے تھی اس لیے اہلیت کے گہروں میں فرشتہ خادم بنا کر بھیجے گئے ملائکہ کی فرد گاہ کے لیے بھی گہر موزوں ہوا

ہر آغاز کا ایک انجام ہوا کرتا ہے اور ہر ابتداء کی ایک انتہا ہوتی ہے آلِ رسول کا آغاز یہ تھا کہ اُن کے گہر کے پاس ان ملائکہ اور خدمت کرنے والے عصمت پوش فرشتہ تجھے اور انجام یوں صورت نہا ہو کہ نام نہاد امت دروازہ برگستا خانہ ہجوم کرنے لگی ۵

مرض الموت میں منجبر کو تنہا چھوڑ دیا گیا تو مصلحِ قوم جسے قرآنی آواز لا تفسر تھا وہاں ترجمانی میں مختلف طریقوں سے آپس کے بگاڑ و کفرت کی نگاہ سے دیکھا تھا اُن کی عمر کی آخری گھڑیوں میں زندگی کی تمام کام گداری بیکار نہایت کی گئی مرسل اخلاق کا مجسمہ تھے اُنہوں نے مکامِ اخلاق کی تعلیم میں امت کے لیے جو اصول قائم کیے تھے انہیں قاعدہ قوم کی شیرازہ بندی کا ضامن تھا مثال کے طور پر زلفہ میادت کو دیکھو کتنی عیالیں مغمم ہیں بشرکِ مواساة ہمدردی کا ثبوت اس سے زبان کسی عمل میں نہ ہو گا کہ جو بیمار ہوا اسکے انبار جس عیال پر سی کے لیے جو حق

جو آئیں جو میں عیادت کی مفرد کیں نہ بھی مبنی خیز آنے والے مریض کے پاس زبان نہ مٹیں اسکے دل دکھانے کی بات نہ کریں جاتے وقت کوئی تحفہ ساتھ لیجائیں (وغیرہ وغیرہ) سرد کائنات کے ہمایہ میں ایک یہودی رہتا تھا وہ بیمار پڑا اپنے اسکی عبارت کی تکلیف نفس نفس گوارا کی (دیکھو مکارم الاخلاق)

نسطا ان مصلح و حکم کے جو رسول کی سیرت میں مضمر ہو سکتی ہوں بڑی مصلحت اس خلق عمیم میں یہ ہوگی کہ بنی خدا کی نرم دلی کا ثبوت ملی اور غیر مذاہب کے دلوں پر اخلاق کا سبک قائم ہو لیکن انوس ہے کہ ایسے معتمد خیمبر کی عیادت کرنے والے خدا جاننے کہاں ہیں جو بستر کے گرد بچر علی و فاطمہ اور چھوٹے بچوں کے کوئی دکھائی نہیں دیتا بھی کل کی بات ہے کہ حجہ اللودع میں ستر ستر کا مجمع تھا۔ یوں ستر اپنی خبر مرگ بھی سنا چکے تھے غیر قبا ہی لوگوں کی شکایت نہیں بلکہ پاس کے بیٹھے والے ہی نہیں ہیں اور لسانی اغراض کے لیے اور کہنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ہیں اگر کبھی محل عیادت پر گئے تو وہاں بھی اپنے مستقبل ہی کے زریں بنائیں گفت و شنید ہوئی حالانکہ مریض کانپتے ہوئے آواز ہے قوموا عفی کما تھا

کچھ دن پہلے سردہ انبیا رب کے چہرہ پر مسکراہٹ انکی طبیعت تانیہ سمجھی جاتی تھی مگر اس بیماری میں جب ہے ایک ہولناک خواب کچھ لیا تھا ہونٹوں پر تبسم بھی منقوہ تھا اسوقت مسلمانوں کا فرض تھا کہ اپنے غمگین رہنا کو خوش نہ رکھ سکتے ہوں تو کم از کم رنجیدہ نہ کریں لیکن پیغمبر مغموم اور جس پر جبین نظر آتے ہیں :-

فی المستدرک عن مسعود الزبجی من العلان  
ابیه عن ابی ہریرہ قال ان النبی قال رائت  
فی منامی کان بنی الحکم بن ابی العاص بن زید  
علی منبری نزلوا القود نما دای النبی مستجمعا  
ضاحکنا حتی مات رجوة ایحوان دسری ص ۱۴۴ مہر  
مندرک میں مسلم زبجی ہے اُسے علا ہے اُسے اپنے  
اپنے اور اُسے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہا اس  
کہ فرما بنی ضرر لہ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا اللودع  
بن ابی العاص مبری منبر پر اچک رہے ہیں جیسے بند  
اچکے ہیں سب کو کبھی بنی کو کہتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں  
تک کہ حضرت نے دنیا سے رحلت کی

دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب مریض کی صحبت سے امید ہی ہو جاتی ہے تو بیمار کی خواہش پوری کرنے میں مضمر انشایدی دہی جاتی ہیں ہمارے مریض سب کو مسلمانوں نے عقل کل تسلیم کیا ہے ناممکن ہے کہ وہ ضرر پہنچانے والی چیزوں کی تمنا کرے اسکی بیماری بھی طبی بیماری ہے قلم و دوات کے سوا اور بننے کی کیا ہے اپنے کی چیز کی ضرورت کہاں صرف ضلالت نہ پہلنے کے لیے کاغذ و دوات قلم لکھا کر نہ بلا ہمارے قلم میں طاقت نہیں جو اس دل شکن جواب کی آواز کا غاں کرے جو آج تک میدان تاریخ میں گونج رہی ہے براقتراں کی پہلی نظم ریزی تھی جو ہم احتضار میں رسول کے گلیں اسکا پہل رسول کے دیا ہے جانے کے بدلے چلو لہا، ابو بکر احمد

بن موسیٰ مردورہ رخصت از ہیں :-

ابو منصور کہتا ہے کہ سقیفہ ہر اس عمارت کہ کھٹے ہیں

قال ابو منصور السقیفۃ کل بناء مستفان

جس چرچت ہو یا حجت کی طرح کوئی ادا ایسی ہی چیز

شبهہ صنعت لما یكون بادرنا الذم معنا

ہو جو کھلی ہوئی چیز کو پائے کے لیے بنائی گئی ہو، یہ

الاسم للفرقة بین الناس واما نسبا

نام لوگوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے مفقود کیا گیا ہے

ساعداۃ الذین اضعفت لسقیفۃ الیہم

اب رہے وہ بنو ساعہ جن کی طرف سقیفہ کی نسبت

نهی من الاضرار وھم بنو ساعداۃ ومنھم

وہی گئی ہے وہ انصار امین سے تھے ادا بہ دی بنی

سعد بن عبادہ وھو الفائل یوم السقیفۃ

ساعہ ہیں جنہیں ہے سعد بن عبادہ بھی ہیں جنہوں نے

منا اب و منکر امیر ولہ سبایع ابابکر

پوم سقیفہ کہا تھا کہ ایک ابیرہم میں سے ہوا ایک تم میں

ولا احدا (معجم البلدان)

سے اور انھوں نے نہ ابوبکر سے حجت کی نہ کسی اور سے،

پیغمبر کی ملت کے بعد وہاں اسلام کا ایک در بھر دیر سا تھا ہر خشک و تر اثرات

یہ لباس اتم بننے نظر آتا تھا اگر اس نے رسول اور انکی سیرت کو بالکل بھلا دیا تھا قاعدہ ہے کہ مرنے والے

کے بعد مدتوں انکی باتیں یاد کر کے چاہنے والے رہتے ہیں مگر حیف صدیفت چند دن بھی رسول کی خاص

خاص حدیثیں یاد نہ رکھی تھیں اس حدیث سے زبان یاد رکھنے کے قابل کون سی حدیث ہو گی جو علامہ

سیوطی کے قلم سے یوں ملتی ہے

اخروج الشیخان من عائشہ رضی قالت قال

رسول اللہ صلعم من ظلم قدرا شیدا من

ارض طو قمر اللہ یوم الیامۃ من سبہم

ارضین (بردر سفرہ فی امور اللہ)

حضرت عمر اور ابوبکر نے حضرت عائشہ سے روایت

کی ہے کہ اگر ایسا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو

شخص ایک بالشت زمین کسی کی نطلم لے لے خذہ

عالم اس حصہ زمین کو قیامت کدوں زمین کے

ساتوں قطعات سے نکال کر اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دینا

اس حدیث کے راوی خود شخص میں صحابہ کبار سے اد سبب نہ ام المؤمنین تک سمجھتا ہے جبکہ بعد

صحت و دوق میں کوئی شک باقی نہیں رہتا لیکن نسبت رسول کی جاگیر ضبط کرتے وقت انکا ایاد ل سے جو کیا

کہ گویا رسول نے کچھ کہا ہی نہ تھا یہ نبوت و رسالت پر آگے شعلہ بٹھرتے ہوئے دکھائی دیے اور آل

ابراہیم کے گرد پیش از غروب کا نقشہ کھینچا گیا در حقیقت یہ ایک غظیم امتحان تھا جسے رسول کی فطانت بعد از نبی

نبات قدم کے ساتھ اہمیت نے ایسے مبرقعل سے طے کیا جس پر غیبی آفرین کی آوازیں آتی تھیں،

یہ سب کچھ ہوا اگر ابھی تک غصہ نبیائیں ہے چار غرویں موجود نہیں حکما و جودا ہل اسلام کو عہد رسالت

یہ سب کچھ ہوا اگر ابھی تک غصہ نبیائیں ہے چار غرویں موجود نہیں حکما و جودا ہل اسلام کو عہد رسالت

یہ سب کچھ ہوا اگر ابھی تک غصہ نبیائیں ہے چار غرویں موجود نہیں حکما و جودا ہل اسلام کو عہد رسالت

یہ سب کچھ ہوا اگر ابھی تک غصہ نبیائیں ہے چار غرویں موجود نہیں حکما و جودا ہل اسلام کو عہد رسالت

یہ سب کچھ ہوا اگر ابھی تک غصہ نبیائیں ہے چار غرویں موجود نہیں حکما و جودا ہل اسلام کو عہد رسالت

یہ سب کچھ ہوا اگر ابھی تک غصہ نبیائیں ہے چار غرویں موجود نہیں حکما و جودا ہل اسلام کو عہد رسالت

کا منظر یاد آتا رہا تین جہنم کے بعد انیس سے ام المانجہ دنیا کو المدد ملے سیدہ کا پہلو تو شکستہ ہو ہی چکا تھا  
آخر بے لوش و مددگار غم سر کے لئے مسرود کائنات کا غم تازہ کر کے جنت کو سدہا رہیں اب امیر موشاں اور  
دعشا ہطلود کے سوا کوئی نہ تھا۔

علیؑ نے بادی انظر میں توجہ رسول کے کم و بیش ۳۰ سال زندگی بسر کی لیکن یہ ۳۰ برس اس وقت  
لطف حیات دیکھنے تھے جب مصیبتوں سے نجات ملتی اپنے تضاد عذاب سے یہ زائد گزارا کبھی گوشہ نشین کہ  
رسول کی ابتدائی زندگی کا نمونہ دکھایا اور شعب ابی طالب کا منظر مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا اور کبھی شہر  
کف ہو کر جل صغین کے میدان میں پیغمبر کی شجاعت کا نقش اور بہار دیا منجہ میں خوالہ جے دست قوی  
نے شہر اشد میں خانہ خدا کے اندر عبادت خدا کرنے ہوئی کام تمام کیا؟

جن سبز تباہی طوف خلافت اکتے متقبل ہوئی اور شاہزاد نے جس مظلوم کی زندگی بسر کی اسی  
نظیر بڑے بڑے ساروں کی سوانح حیات میں نہیں ملتی دنیا صحت امام حسنؑ کو مظلوم کھتی ہے اور حقیقت میں  
سید الشہداء پر مظلومیت ختم تھی لیکن کون کھتا ہے کہ امام حسنؑ مظلوم نہ تھے انکی مظلومیت اپنے ملازمین زبالی  
تھی و ممنوں سے بے انتہا اذیتیں اٹھاتا تو انتقام کا دانا اقتدار کے باوجود ملواری کو نیام سے جا نہ کرنا وہاں  
تعلیق شالیں تھیں جن سے صبر کسیم میں امتیازی درجہ کو ثابت کر دیا

اسکے معنی یہ تھے کہ دنیا اور انواری سلسل خاندان رسالت پر یہ بیجا الزام نہ رکھیں کہ انھوں نے  
ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا تھا نتیجہ میں معاذیں کے نبض نے انہیں جھٹی سید کیا شہادت توجہ تھی لیکن جن  
جنگی مرنے کو کسی پر اتمہ نہیں اٹھایا تھا پھر اگر زہر کیوں دلوایا؟

ثابت ہوا کہ یہ خاندان اس قدر معصوم تھا کہ خواہ گوشہ نشین اور عزت گزین بھی کیوں نہ ہو لیکن نظیر  
حاسد میں کھٹکے گا، امام حسنؑ کی مثال ایک ایسے چشمہ کی تھی جسکو اہل دنیا نے دلوں سے بہلا دیا ہوا تو شکی کے  
باوجود بھی اُس سے سب لب ہوا پسند نہ کرتے ہوں فائل دیری سوا و اعظم اسلام کی غیر معمولی شہرت یافتہ فرد  
اور یکقدر نصف مزاج شخص ہے اہلیت طاہرین کے ذکر سے اپنے مشہور کتاب کو کئی جگہ زینت دی اور حق  
گوئی ہے انحراف نہ کیا انھوں نے لکھا ہے کہ :-

لما نزل الحسن بن علی لما تزلت الخلافۃ لمعاذ

فقال لیلۃ القدر خیر من الف شہر

دجۃ الجحیم ص ۱۱۱ ج ۱ چاپ مصر

کہ شب قدر بہتر از چوبہاںوں سے بہتر ہے

یہ جواب نبویؐ خواب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد ہوا تھا ارباب علم کی تعلیم کے لئے بہترین اصول ہے



مختصر ہے کہ امام حسنؑ کے بچے اہل ظلم نے زہر کا پیالہ تیار کیا ہم یہ بھی نہیں کھنا چاہتے کہ زہر کیا تھا اور کس اہتمام سے حاصل کیا گیا تھا ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ گوشہ نشین امام کا قاتل کون تھا کہ دنیا فیصلہ کرے رسول کا بارغ کس نے اجاڑا ماہ صفر کی ۲۸ اور پیر خد کا روز ارجال و عیناک دن تھا کہ سبط اکبر کو تیسری مرتبہ آخری زہر دیکر مسموم کیا اسلام کا مشہور مؤلف ابن عبد البر المتوفی ۵۴۵ھ فطرانہ ہے

وسمعة امرانہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس امام حسن کو حضرت کی زوجہ جعدہ دختر شعث بن قیس الکندی و قالت طائفة كان ذلك منها كندی نے زہر دیا اور ایک گون کا بیان ہے کہ یہ زہر تبد لیس معاویہ (میتاب) دینا معاویہ کی سازش ہے تھا۔

مسعودی نے مزج الزہب میں اسی سازش پر بیان روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے کہ ایک لاکھ دہم کا انعام اس پر شام نے جعدہ کے لیے معین کیا تھا اور حسن مجتبیٰ کی شہادت کے بعد تمام روپیہ جعدہ کو پہنچا دیا گیا احباب رسول زہن کی خبر سنیں تو دشمنوں میں مسرت کے مظاہرہ ہوئے۔

۱۱) الزمخشری فی ربیع الاول انما بلغ معاویہ زعمشری نے بیج الاول میں لکھا ہے کہ جب معاویہ دیکھا کہ حسن موت الحسن مسجد مغویہ و مسجد من حولہ کی خبر حالت ملی تو سجدہ شکر میں گر ا اور جو لوگ اس کے گرد شکرًا دینا بیچ الاوار فی تفسیر کلام اللہ (مجاہد) تھے انھوں نے بھی شکر کے سجدہ کیے

۱۲) ابن خلکان اہل اسلام میں نہایت مشہور مؤرخ ہے اس کا قول فاضل و میری نے بون نقل کیا ہے۔

لما بلغ معاویہ موت الحسن کثیر فظالت تلختہ جب معاویہ کو امام حسن کی خبر فطانت پہنچی تو اُدبے بنت قویظہ مال الذی کبرت فظالت مات الحسن بکیر کی فاختہ دختر قرظیٹے لکھا کہ تو نے بکیر کیوں بھی فطالت اعلیٰ موت ابن فاطمہ تکبر فظالت مالکیت اُس نے کھا من گئے فاختہ نے تعجب ہو کر کہا اے فرزند شمانہ جعدہ دلکن استلرح قلبی فاطمہ کے مرنے پر بکیر لکھا ہے معاویہ نے جواب دیا میں حیوة الحیوان موت ج اچا پ مصر اُنکے مرنے پر از راہ خنات بکیر نہیں بھی بلکہ میرے دل کو راحت پہنچی۔

سلمانہ زیداری اسی کا نام ہے کہ کوئی لکھا ہے رسول کے واسطے کی خبر فطانت شکر حاکم شام نے سجدہ کیا اور کہی کا بیان ہے کہ مشر میں بکیر بھی کیا اچھا مصرفہ ارکان نماز کا؟ (قابل لکھنوی)

————— ❦ —————

دفوت: یہ دونوں مضمون میں اپنے فاضل اسمہ نگار جناب مولوی سید آغا محمد یحیٰ صاحب کے ذریعے وصول ہوئے ہیں جس کے لئے ہم علّٰی ح کے بھرتہ گزار رہیں۔

## نبیائے اسلام میں حق کی حدود

### پہلوئوں کے خلاف کتاب و سنت کا پروردگار ہرگز

دنیا میں آئے دن نئے نئے مذاہب صورت نہا ہو رہے جاتے ہیں لیکن اسلام میں حجازہ دختہ واقع ہوتا ہے وہ اہل حق کے دلوں میں ایک گھراؤں ڈالے بغیر نہیں رہتا اسوقت دنیاے اسلام میں تجدیت کا بڑھتا ہوا سلاب جو جزوہ اختصار کے ہے وہ کسی مسلمان پر مخفی نہیں آوے گا تو مسلمانوں میں شومی طالع ہے اختلاف اور اختلافوں میں تھاپی اسپرد ہدایت کی باہمی فرقہ بندی نہ اور اشتراق کی تخم ریزی کی اختلاف عقائد نے سوا و عظیم اسلام کو دھجھوں میں تقسیم کر دیا ہے

ہمیں اس اندرونی اختلاف سے اراض ہونیکا کوئی حق نہ تھا اگر نزاع باہمی اختلاف تک محدود رہتی لیکن ہذا اسکا ہے کہ اس مذہب نے جسکی دعوت دنیا میں ایک نوواد اجنبی مسافر ہے زبان نہ تھی عام اہل اسلام کو چیلنج دیکر کتاب و سنت سے تعادم اپنی ترقی کا اگر خیال کیا اور میدان عمل میں پوچھا کھنا شروع کیا کہ:-  
قبول پہلے تیس ہذا حرام، قبول کا کھوڑا واجب، رضوں میں وعا مانگنا ناروا، ضرر کم پر ہوسہ ممنوع مرنو والوں کو استجابت وعا کا و سبقت قرار دینا جائز، زیارت پڑنا بیکار و غیرہ وغیرہ۔

یہ صدائیں قرآن و حدیث سے جھگڑتھیں اسکو نہ صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں بلکہ معمولی بڑھا لکھا بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ اس سے قرآنی تعلیمات اور احکام رسول کی کس قدر پر زور نفی ہوتی ہے ایسا سلب ایسی خفیہ ریشہ و دانیوں کا ظہور تعجب اور سخت تعجب تھا لیکن نجد کی قدیم تاریخ جو وقت پیش نظر کجانی ہے تو انکی سفالیاں اور بربریت مسلمانوں کا قتل و غارت سب کچھ موجود ہے اور لاکھ کے معزز اہل قلم و ہدایت کا کچھ جھٹکا دم کے سامنے اسی الواغظ کے ذریعے پیش کر چکے ہیں :-

ہم صحت قبول استحسان ثابت کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے آئندہ بیان سے پرزور لفظوں میں ظاہر ہوگا کہ قبول کی تعبیر قرآنی تعلیم انبیاء کی سیرت خدا کا حکم مخصوص پیغمبر کی سنت صحابہ ذوالعین کا اسوہ حسنہ ہے اور مرنے والوں کی یاد ان کر نیکیاں و اجداد کے لئے کہ انکی آلام کا ہم زمانہ کی سرور گرم ہواؤں سے سر بلند عادتوں کی صورت میں بجائی جائیں :-

آکر مشرک کی تعلیم پورہ وہ کرن مسلمان ہے جلاب خصلت کے خلاف آواز بلند کرے احکامات قرآن کو بھٹکے عادت قبول کے قرآنی دلائل خلاق مالم نے اس الہامی کتاب میں انسانی زندگی کی تمام ضرورتوں کو دستور العمل

کی صورت میں ترتیب دیا ہے اور اسکی موجز القول جامعیت تمام شہادت کو رفع کر کے حق کا جلیق دکھا رہی ہے عالم میں کسی کا دست و بازو اتنا طاقتور نہیں جو اسکی جامعیت کے خلاف اٹھ سکے کسی سمت، لا طلب ولا یابس الا فی کتاب مبین کا پر زور دعویٰ ہے کہیں کل شئی احصیناہ کتابا اور کسی مقام پر ما فرطنا فی الکتاب من شئی نظر آتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ اگر اب تحقیق کا تو بن طبع استنباط مسائل میں تک کر لا کر اعلیٰ الاما ملینا کا ترانہ زبان پر جاری کرے مجھے مستریم کہ قرآن حکیم میں ہماری موضوع پر دو ایک نہیں بلکہ متعدد دلیلات ہیں جن میں چند مصرعی آیات حوالہ قلم کی جاتی ہیں تاکہ کتاب خدا بے سمجھوں کی جنبیت کا پتہ چلے اور دنیا دیکھ رہے کہ ان گنم ناجز فہوں نے قرآن کو کس جہان سے پس پشت ڈال دیا ہے

پہلی آیت واذ قلنا اذ خلوا هذه القویہ اور جب ہم نے کہا کہ تم سب اسکا دن میں جاؤ اور اسیں فکروا منها حیث شئتم فذا طاد خلوا الببا سے جہاں چاہے فراغت سے کھاؤ اور دروازہ پر عجبہ مسجدًا وقولوا حطة فغفر لکم خطیاءکم وسنید کرتے ہوئے اور زبان پر بخشش کہتے ہوئے آؤ ہم تمہاری المحسنین (سورہ بقرہ) خطائیں بخش دیں گے اور غریب نیکی کرنے والوں کی نیکی کو بڑا دیں گے

تفسیر کجی سے چست ہوتا ہے کہ قرآن قریب جگہ دروازہ پر چمکنے کا حکم ملا تھا یا تو بیت المقدس ہے اور قیام کے قصبات میں ان گلاؤں ہے جنانامہ اور کجاء ہے جہاں بنی اسرائیل کو میدان میں سرگشتہ رہنے کے بعد حکم ملا تھا کہ داخل ہوں اور مرد دروازہ ہے یا اسی گلاؤں کا دروازہ ہے یا وہی بیت المقدس کا پہاڑ جہاں تھے سری عیدیں آمد و رفت تھی اس قریب میں داخل ہوتے وقت دروازہ پر پہنچ کر سجدہ کا حکم قرآنی آواز ہے جس سے کوئی نہ گناہ اٹھائیں کہ سکتا قرآن کا مطلق نزوین یہ ہے کہ ہول تعلیم کیے جاتے ہیں اور فروغ پیدا کر لیا حصہ اہل فعل کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اب جملہ کی تعلیم کا حکم دیکر کہتے ہیں البیت کے دروازہ نیکی عزت کا سبق لیا نہ آیت کے الفاظ بتے ثابت ہے اور نہ کوئی تفسیر راہنمائی کرتی ہے کہ یہ دروازہ خشت و گل کے علاوہ کسی آسانی عطر لطیف سے بنایا اترا ہو بلکہ خلوق کی تعمیر مٹی اور بنا ڈالنے والے بندے تھے مگر آئی حکم بنے بنی اسرائیل کے سرخوت کو ختم کر نیچے لے اپنی طرف سجدہ کا حکم دیا تو مسلم ہوا کہ ایک دروازہ ایسا مانا جا چکا ہے جہاں پہنچ کر سجدہ کیا جا چکا ہے اب مجھے یہ کھٹے حاق ہے کہ جب آرا مذہب کو کی نفی دروازہ پر پہنچتے ہی کرنا چاہئے تو کیا نوحیے مگر ہم اپنی ادیان بات کے روضہ میں پہنچ کر انکی مذہبی کا دشوں کو سوچ کر اذخرا کریں

یاد رہے ہماری تمام شکستگی اور تواضع یہاں پہنچ کر صاحبان کجہ اجمال ہے ہے اور جو نماز میں ہم تحت قبۃ پڑھتے ہیں اؤ نکاح یہ ہرگز نسا نہیں ہے کہ صاحبان قبر کو سجدہ کیا جائے بلکہ ختم نماز کے بعد ہر نماز اس بات کے



ربکم و بقیۃ من اتک ال موسیٰ و آل  
 ہرون تحملہ الملائکہ (پ ۲ ع ۱۶) کا لقب ہو گا جو موسیٰ اور ہونی ادا و جہا لگی ہے ادا  
 اس ضد وق کو فرشتہ اٹھائے ہو گئے

اگلی امتوں کے واقعات پر جو حضرات ناظر ہیں ان پر معنی ہو گا کہ ابوت سیکنے بنی اسرائیل میں مبار  
 افضلیت سمجھا جاتا تھا اور جو غیر معمولی شہرت اسی حاصل تھی نہ کسی کو نہ بھی سوائہ لہجہ میں ناظرین ضرور پہچنے  
 کہ اس میں کیا تھا؟

تفسیر کے چند اقوال ہیں :-

(۱) علامہ مخضی صاحب کتاب کی تحقیق ہے کہ ابوت سیکنے ابوتسم میں موسیٰ کی اس نے

اپنی نومولود بچہ کو بند کر کے روئیل میں بہا دیا تھا۔ (۲) توریت دیکھنے کا ضد وق ہے (۳) ایں

انبیا کی صورتیں ہیں (۴) موسیٰ و ہرون کا لباس محفوظ ہے (۵) ادا و موسیٰ و ہرون کے مشرک

مخرون ہیں (۶) بنی اسرائیل کی خطا ط کا آلہ ہے

سبب شرف کی تہنیت ہے یہ ضروری نہیں مگر یہ مسلم ہے کہ اس ابوت کو خدا نے معزز قرار دیا کہ آیت کھا ہے ادا کی  
 منزل ملائکہ کے کا نہ ہے بلکہ ہے، اگر ابوت سیکنے موسیٰ کے بچے کی ادا ہے تو ہم جن قبروں کی تعظیم کرتے ہیں ان میں ضرور موسیٰ  
 حضرت خاتم الانبیاء کے جسد کے کوفے تعظیم میں نجف میں نہ جکے لیے پیغمبر نے فرمایا انت منی عبد نزلت  
 اللوامن بعدی اور کہ بلا میں نوا سے جکے اب میں نبت لحمہ من لحمہ رسول اللہ اور جنت البقیع  
 میں وہ پر نشین حلقہ عصمت جی شان میں ارشاد ہوا تھا ہی بعضہ من بعض الفضائل کی جگہ ہے کہ موسیٰ  
 نے توڑی و ترکہ بچپن میں جس ابوت میں قیام کیا اسکی بحیثیت ملوی قرآن نے وقت کی تو پھر اسلام جکا  
 مرتبہ مری ہے کہیں زبان تھا اسکے جگہ کے کرے جس جس زمین میں دویت کیے گئے ہیں نہ قابل تعظیم نہیں مگر شرم  
 اگر ابوت سیکنے میں توریت بھی تو امر ادا کہ میں قرآن اہل حق کے جزا و دیت ہیں اگر ان میں انبیاء کی صحت  
 نہیں تو بیان و آرام کہ ما ہے جکی واجد ذات تصویر کش انبیاء بھی کیا حدیث تشبیہ کے خلاف کسی میں دم ہے کہ  
 ظلم اٹھائے جسے حضرت آدم کو ان کے ظلم میں ادا نور کو انکی مبدفہم پر ادا ابراہیم کو ان کے ظلم میں دیکھنا ہون علی ع  
 کو دیکھ بے لک یہ کہوں کہ ابوت سیکنے میں انبیاء کی تصویریں ہیں تو یہاں عین اجا و والہین افضل من العو  
 اگر ابوت سیکنے میں انبیاء کی تری ہوئی پوشاک ہے تو یہاں اجا و جامہ اصلی میں فرش خاک پر آرام کرتے  
 ہیں اگر ابوت میں ادا و موسیٰ و ہرون کی خراب کاہ ہے یا لافا و دیگر یہ کہنے کہ ابوت سیکنے میں بقیۃ من  
 ترک ال موسیٰ و ہرون ہے کہ تو آثر متبرکہ میں لقیۃ اللہ خیر کہم

ہو گیا نہ نہ تو ان میں انبیاء کی تصویریں ہیں تو یہاں عین اجا و والہین افضل من العو

اگر سب مان ہی تو یہ بھی ذریعہ ان التذی بقاء و حقیت الدنیا و بعینہ عارف الوری  
و یوجد ثبت الارض و السماء البیت کا وصف جمیل ہے جو دعائے عید میں تلقین کیا جاتا ہے اگر  
ملائک کے کاندھوں پر اڑھایا گیا تو انھیں شکر گزار مہذب فرشتگان مقررین اور کسی امتیاز میں ثابت یکنے کے کم نہیں اور  
یہ آیت بھی شاہرہ و معتبرہ واجب الاحترام ہونے کی دلیل قوی ہے۔

چوتھی آیت و ادحینا الی موسیٰ و الخضران ہم نے موسیٰ اور ان کے بہائی کے پاس وحی بھیج کر  
بتوا القوم کما مصلحتکم و اجعلوا بیوتکم معیرین اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ اور اپنے اپنے  
قبلة و اقیمو الصلوٰۃ (پل ۱۲) گھروں ہی مسجد قرار دے کر نماز کو قائم کر دو

ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ ایک دن جابر سے در کائنات خطبہ میں فرمایا کہ خدائے حضرت  
موسیٰ اور ہرون کو حکم دیا تھا کہ اپنے اور اپنی قوم کے لئے اپنے گھروں میں مسجدیں بناؤ اور اے موسیٰ تمہارے  
مسجدیں ہرون اور انکی اولاد کے سوا نہ کوئی عورتوں سے نزدیک کرے اور نہ جب ہو کر شب بے شب ہو  
(دیکھو درمنور سیوطی)

سبب اس حکم کا تفسیر میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ چونکہ باعلان نماز پڑھنے والوں کے لئے فرعون کا خوف بڑھ گیا  
تھا اسلئے مصلحت تھی کہ چھپر نماز پڑھی جائے تاکہ فریضہ اور اہمواد و ضمن نہ دیکھے طریق استدلال یہ ہے کہ جب  
قدرت کی طرف سے نماز کے گھر منتخب ہوئے تھے تو ان پر احکام مابعد کا اجرا ہوا اگر ہم ان کی آواز گاہوں کی  
عزت کرتے ہیں تو کون گناہ ہے کیا وہاں نماز پڑھنا اور وہاں ہے کیا ان نمازیوں کی عبادت گاہ نہیں؟ اگر ایسا ہے  
تو کتاب و سنت ہے کہ جگہ کوئی دلیل کیوں نہیں پیش کی گئی؟

پانچویں آیت اذینا زعون بنیہم امرہم جبکہ ان کے بار میں لوگ باہم جھگڑنے لگے تو چھ لوگوں  
فقالوا ابو علیہم بنیانا رہو اعلیہم نے کہا کہ ان کے غما پر بطور یادگار کوئی عمارت بناؤ  
قال الذین علوا علی امرہم لتتخذن پروردگار تو ان کے حال سے بھی طرح واقف ہی ہوا جن کی  
علیہم مسجداً (کف پل ۱۵) معاملہ میں غلبہ ہوئی انھوں نے کہا کہ تم ان کے غما پر ایک مسجد بنا

مفسرین کا قریب قریب اتفاق ہے کہ پہلی رائے کافروں کی تھی اور دوسرا ان اہل ایمان کا تھا  
تفسیر چھو اذینا زعون ای المومنون جبکہ ان کے بار میں لوگ جھگڑنے لگے یعنی مومنوں اور  
والکافرون بہم امرہم ای امر الفریقین کافروں میں جہان ان کے غما کے گرد عمارت بنانے  
فی البناء حولہم ففوالای الکفار ابنوا علیہم ای حولہم بنیانا بیتہم امرہم ای  
نار کے گرد ایک عمارت بنا دو جو انہیں ڈرانا تک لے

بہر قال الذین علیہا المنتقدت علیہم  
 حوہم مسجد ایتہی فیہ وفضل ذالک  
 علی باب الکھف (تفسیر جلالین)  
 اور غار کے دروازہ پر انہوں نے مسجد کی بنا ڈالی و

یہ دلیل صریح ہے جو از علالت قبور کی ایسے کہ اصحاب کف کے لیے جب یہی ضرورت موس کی گئی کہ انہی  
 جگہ پناہ پر مسجد بنائی جائے جس میں ہمیشہ ذکر خدا ہوتا رہے تو اہلیت اطہار کو جو اپنے نفس و شرف میں بڑے ہوتے  
 تھے زبان اتحاق تھا کہ ان کے قبور کی ایک علامت قرار دی جائے جس سے نئے ملے آئیں ان کی خواہاں ہوں پر خدا کی  
 عبادت کی جائے جہاں تک تاریخ سے مدد لی جاتی ہے یہ واقعہ شہادتِ جہولہ کا ہے اور یہ بھی عقل بتاتی ہے کہ ان  
 عسکر مومنین نے کبھی نئے بات کا بیڑا نہ اٹھایا ہوگا بلکہ اس کے پہلے سے یہ رسم جاری ہو گئی معلوم ہوا کہ آدم کے چتر ہزار  
 سال بعد تک قبروں پر عمارت بناؤ کی رسم جاری تھی

چھٹی آیت ، ولقد فزع الله الناس ببنيهم  
 بعض لهدامت صوامع وبيع وصلوات  
 مساجد يذكرونها اسو الله كشياد لينص  
 الله من ينصر (پ، ۱۳۳)  
 اور اگر خدا بعض لوگوں کے شرک و بعض کے ذریعے سے  
 دورہ کرتا رہتا تو نصاریٰ کے صومرو (گرجے) اور یہودیوں  
 کے بچے (عباد خستہ) اور مجوسوں کی دیر اور مسجد میں  
 جن میں کثرتِ خدا کا نام لیا جاتا ہے کب کی آبادی گئیں

ہو تیں شخص خدا کی مدد کرے گا خدا ابھی ضرور اس کی مدد کرے گا،  
 اس آیت کے پہلے خدا نے عالم نے ایمان والوں کو جہاد کا حکم دیا ہے اللہ ان کی تدارہ و وطنی کا ذکر کر کے اس بات  
 کا تذکرہ کیا ہے کہ اگر انہیں دشمن دفع نہ کیے جائے تو مسجدیں سارہ جہاں میں اور عبادت خانہ ڈھادیے جاتے  
 معلوم ہوا کہ ان مجاہدین کا وجود مسجد و گھر قائم رہنے کا سبب ہوا اس آیت میں ایسے لوگوں کی انگلی جو مسلمان  
 بچانے کے لیے خالص دین کی خدمت میں اٹھ کھڑے ہوں ان کے دل بڑا نیچے لے آئے آیت میں یہ بھی ہے کہ جو خط  
 کی مدد کرے گا خدا ابھی اس کی نصرت کرے گا چنانچہ اس آیت کے بیان کوئی اور ثبوت ہو گا جو شاہدِ مقدسہ  
 کی اہلی شان و شوکت اپنی رکھنے کی تعلیم دیتا ہو۔

بڑی عبرت کی جگہ ہے کہ سانِ قدرت نے اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کی گرا دیا جانا  
 پسند نہ کیا اور انہیں مساجد کے ذیل میں بیان کیا کہ مسلمان ہیں جو حنت القبح کا قبہ ڈھا دیئے پر تلے  
 رہے اور کسی عبادت کرنے والے کی جہاد کا اعزاز نہ کیا  
 ساتویں آیت فی ذلک ان ترفع و تذکر  
 ان مگھروں میں بھی نسبتِ خدا نے حکم دیا ہے کہ ان

فیہا اسمک یصح لک فیہا بالعند والاصال بلند کئی جاہیں اور انہیں اس کا نام لیا جائے ان گھروں میں صبح و شام لوگ خدا کی تسبیح کرتے ہیں (پ ۱۸ ع ۱۱)

علامہ حبیب اللہ بن سبوطی رقمطراز ہیں :- کہ ابن مردویہ نے انس بن مالکؓ پر یہ روایت کی ہے کہ جب پیغمبر خدا نے یہ آیت پڑھی تو کہیں پوچھا کہ یا حضرت مراد اس ہے کہ کن ہے گھر ہیں آپ نے فرمایا انبیاء کے گھر پر نہ کہ حضرت ابوبکرؓ اچھے اور علیؓ مرتضیٰ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے کھایا یہ گھر بھی اچھے گھروں میں ہی اپنے فرمایا ہاں بلکہ ہیں سب تہہ۔ (تفسیر درمنثور سبوطی ج ۵ صفحہ ۲۰ چابچہ)

یہ آیت آیہ نور کا ثبوت ہے اور مذکورہ بالا تفسیر کو امام ابی اسحاق ثعلبیؒ اور دیگر اکابر المہنت نے بھی نقل کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء کے گھر میں یا بیت علیؓ و فاطمہؓ ان سب کی وقت اسی بہت سے ہوئی کہ رہنے والے بہترین خلق تھے درنہ خشت و گل کی عمارت میں اتنا اعزاز کہاں جب بنائے ہوئے دیکھنے کی بات یہ ہے کہ انحضرتؐ کی زندگی کے چند روزہ قیام کی مجلس جب اس قدر محترم ہیں کہ قرآن اُنکا مخصوص اور ازاد سے تذکرہ کرتا ہے اور اُنکے بلند کردار کا حکم دیتا ہے تو قیامت تک کی آراکھاء قبریں کیوں نہ قابل تعظیم و بلندی ہوں گی اور کیوں اُنکا بلند و نمایاں کرنا اور اُن پر توبہ بنانا ناجائز ہو گا۔ اور بالخصوص اس وقت جب کہ قرآن یہ بھی معلوم ہو کہ یہ فردیں زین ہیں لہذا امر قائمہ کے احترام میں اب کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

یہ آیات تھے جسے نبیوں کی امتحان یا تعظیم پر خصوصی ثبوت ملا انہیں اُن آیات کا تذکرہ نہیں ہے جسے شاعر اللہ کی عظمت کا ثبوت ملتا ہے قرآن چلک رہا ہے اُن آیات سے جسے شاعر اللہ کی حرمت پر دلیل قائم ہوتی ہے۔

عہد کلیم میں قبتہ موجود تھی ہر چند کہ قرآنی آیات سے ہمارے موضوع پر کافی روشنی پڑ چکی ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ عہد حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مقدس عمارتوں کے احترام کا حکم دیا گیا تھا اور تابعین کوئی شاعر اللہ کی عظمت کرتے تھے جس کے بعد کسی دوسرے استدلال کی ضرورت نہیں ہے لیکن اُنکے علاوہ بھی ہم ایسے مؤیدات پیش کر سکتے ہیں جن سے جتنے چاہے کہ قبتہ انبیاء کی ذات سے ہمیشہ وابستہ رہے لہذا بنی اسرائیل میں نبیوں کی تعمیر جاری تھی دعائیں ہیں :-

وعبدك النبی ظہر لموسى بن عمران تمیری اُس بزرگی کا واسطہ جو موسیٰ بن عمران کے لئے علی قبتہ الرومان (دعائے سات) قبتہ الرومان میں ظاہر ہوئی

ہمارے جد امجد اعلیٰ جناب ممتاز العلماء و اطباء ثراہ قبتہ ران کی تحقیق میں فرماتے ہیں :-

وقبتہ الرومان بالزمان المعجمہ وقد تکرر قبتہ الزمان نقطہ دار زار کے ساتھ کئی دفعہ اسکا



ذکر تورات میں آیا ہے اور یہ نبتہ ہے جسے تمنا  
 و ہرون نے تیسہ میں خد کے حکم سے بنایا تھا اور وہی  
 انکا عبادت گاہ تھا اور نبض کہتے ہیں کہ وہ بیت  
 المقدس ہے اور ایک قول ہے کہ وہ ملک ہے  
 اور نبض کہتے ہیں کہ وہ رمان غیر منقوٹ اور کے ساتھ  
 ہے اور معنی اُسکے یہ ہیں کہ یہ تہہ ہے جس میں سب  
 و ہرون خداوند عالم کی عبادت کرتے تھے ایک دن  
 ہرون کے دونوں بیٹے نے اس کی حالت میں وہاں چلے  
 گئے دفعۃً ایک آگ نمودار ہوئی جس نے انھیں جلایا  
 یہ دیکھ کر بنی اسرائیل ڈر گئے اور انھوں نے ایک  
 جتہ بنایا اور اُسکے دامن میں سنہری جہانج اور  
 ایک انار لٹکا دیا اور اُسے ایک زنجیر سے باندھ دیا  
 جو اندر سے باہر تک چلی گئی تھی چوتھیں اُس مکان  
 میں داخل ہوا تھا کہ اس جبہ کو پہن لیتا تھا اور  
 اگر کوئی خطا کر چکا ہوتا تھا تو یہ جہاں اور اُٹھنے لگتے تھے اور بنی اسرائیل اُس زنجیر کے ذریعے اسے  
 کھینچ لیتے تھے۔

بہت ممکن ہے کہ انھیں قبول کی طرف امام ابی اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم سلمی نے حالات حضرت موسیٰ  
 صلوات اللہ علیہ وسلم میں اشارہ کیا ہو ملاحظہ ہو،

ابننا محمد بن محمد ویر با سندہ عن  
 دہب بن منبہ قال اوحی اللہ الی موسیٰ  
 ان یتخذ سجداً لیلحہم و بیت قدس  
 للتوراة و التابوت و قبا بالقرابان فان  
 یجعل لذلک المسجد سراقا و قات باطنھا  
 وظاھرھا من الجلود الملبنة علیھا  
 رائس المجالیس ص ۳۴ چاپ مصر ۱۳۲۲ھ

ہیں محمد بن حمد ویر نے اپنی اسناد سے وہب بن  
 منبہ کی زبانی خبر دی ہے کہ اُنے وحی کی خداوند  
 عالم نے موسیٰ کی طرف کہ وہ گرن بنی اسرائیل  
 کے لیے مسجد بنائیں اور نیز تورات اور تابوت  
 کے لیے ایک بیت قدس تعمیر کریں اور قربانی کے  
 لیے چند گنبد بنائیں اور اُن مسجد کے لیے ایسے پہن تیار  
 کریں جن کا استر ابراسیم بنی ہو۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ پیغمبر خدا کی اس پیشین گوئی پر اہل اسلام میں اتفاق ہے کہ جو کچھ نبی اسرائیل میں ہوگا  
 ان اس امت میں ضرور ہوگا ملاحظہ ہوں حدیث کے الفاظ۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ  
 علی امتی کم اقلی علی نبی اسرائیل حدیث  
 عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے، کہا اُدسی کہ فرمایا پیغمبر  
 نے کہ میری امت پر سب ضرور واقع ہوگا جو کچھ  
 کہ نبی اسرائیل میں ہو چکا ہے اور ٹھیک ٹھیک بے فرق  
 و امتیاز واقع ہوگا ۱۱

پھر جب نبی اسرائیل میں قبہ لائق تعظیم و تکریم مانے جاتے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلام قبول کے بعد وہ غلی  
 ہو مسلمین میں بھی انکی وقعت ہونا چاہیے۔ اور یہی ہمارا مطلوب ہے

میرے درگاہات نے مرنے والوں اور مرسل کا قول اور فعل مسلمانوں کے لئے اسوہ حسنہ اور جو کچھ اُن  
 انکی قبروں کا خود احترام فرمایا ہے طور میں اُسے اُس پر عمل کرنا کی آرزو ہوں میں ہونی چاہیے اپنے  
 کو نبوی سیرت پر اہل اسلام عمل نہ کر مینے تو اور کون سا نقص ہے جس پر انکو کار بند ہونا چاہیے ہیں نہایت افسوس  
 ہے کہ متعصبوں میں ہے پیغمبر خدا کی نام حالتوں کو پس پشت ڈال دیا اور واقعات سے ایسی روگردانی کی کہ پیغمبر خدا کا  
 قبروں کی زیارت کو جانا اصحاب کو اموات کے ساتھ ایصالِ ثواب کی ہمدردی پر متوجہ کرنا اہل قبول میں تخفیف  
 خدا کے لئے جریہ میں رکھنا خود اپنے صاحبزادوں ابراہیم کے لئے مرنیکے بعد فائدہ دلانا تمام واقعات پر بصیرت کا  
 تاریک پر دن ڈال دیا ان خفیہ ریشہ و دانیوں کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کھدہ رشرشاںک اور انصاف منورہ

نہرم رسالت میں فاجحہ کان یوم الثالث  
 عن دناہ ابراہیم جاء ابو ذر عند النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم ومعه قمیص بابتہ لین  
 الشافزو خبز الشعیر فوضعنا عند النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم فقراء النبی علیہ السلام  
 الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرۃ  
 وقراءۃ النعمۃ صلی علی محمد انت لہا  
 اہل دھو لہا اہل نفع ید یر وسمو وجہ  
 فامر بانی ذرات بضمہ او قال النبی ﷺ  
 کا ثواب میرے بچے ابراہیم کو پہنچے !

ہذا الاطعام لابنی ابراہیم (رسالہ ردو ہائیرہ از فاضل یلگ نابا بی چاپ لکھنؤ ۱۲۷۵ھ ص ۱۰۰)

اس روایت کو سننے کے بعد غالباً کوئی یہ نہ کہہ سکے گا کہ فاتحہ دلا باعث اور مرتبہ والے کے لیے ایصال ثواب

بیکار ہے۔

قبر فاطمہ بنت اسد پر مرسل کی دعا فاطمہ بنت اسد نے جب ولادت کی تو سر پر کائنات قبر پر نازل ہوئی اور فرمایا  
اللهم بحق نبیائک والانبیاء الذین من میں معبود اپنے نبی کے حق اور ان نبیوں کی رحمت  
قبل ان غفر لها ووسع مدخلها الی الاخرہ کا واسطہ جو مجھ سے پہلے تھے انھیں بخشدے اور انکی قبر

کو وسیع کر دے قیامت تک کے لیے (جنب القلوب)

اگر قبر پر آنا باعث فعل ہوتا تو پیغمبر خدا اپنی محسوس کی زیارت لحد کو کیوں آتے؟

پیغمبر کے ہم تختوں جریتمیں کی ایجاد موالہ بنی بنی خدا و قبروں کی طرف ہے گزرے اور فرمایا ان  
صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی قتال انھما دونوں پر عذاب ہو رہا ہے ایک انہیں کا وہ ہے جو پیش  
لیعذبہ ان اما احدہما لا یتبرء من البول و ہے پر سبز نکران تھا اور دوسرا چل خد تھا پھر آپ نے ایک  
اما الاخر فکان یجشی بالنیمۃ ثم اخذ جوفہ ہری ہنسی لی اور اُسکے دو ٹکڑے کر کے ہر ٹکڑے کو ایک  
ما طبعہ فشقہا بنصفین ثم غرس فی کل قبر ایک قبر پر گلا دیا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کس نے  
واحدۃ قالوا یا رسول اللہ لما صنعت ہذا فقال فرمایا اگر شاید ان کلابوں کے خشک ہونے تک غذا نہ  
لعلہن ینخفف عنھما ما لمریبا لا شکوۃ الا نذر میں کی رہے۔

جریتمیں قبر میں رکھا عام طور پر صرف شیعوں کا اختراع کہا جاتا ہے یہ خبر نہیں کہ پیغمبر کی سیرت ہے  
جسے کسی نے مجبور کیا اور کوئی اختیار کئے ہے۔

شامی ح کنز الدقائق اور زیارت قبور ان مقابر اس میں شک نہیں کہ جتنے دلی ہیں انھی گورستان کا  
الاولیاء ممکن الاستجابہ بمواقف النعم والبرکۃ قبول ہونے کی جگہیں ہیں اور فائز اور برکت کے موقع  
کما زار رسول اللہ لیسۃ الامساء بیت المقدی ہیں جیسا کہ پیغمبر خدا نے معراج کی رات بیت المقدس  
وشجرۃ موسیٰ و سائر الموطن ذلک شیخ کنز الدقائق اور درخت موسیٰ اور تمام مقامات کی زیارت کی۔

شعبہ اب رہا یہ امر کہ بزرگان دین کی قبروں پر جانا اور اُنہیں توسل کس حد تک درست ہے نجد یو کا خیال ہو  
کہ مرزے کے بعد انسان کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کہنے اُسکی قبر پر جا کر زیارت کی اور کون خدا کی بارگاہ میں اُسکے درجہ  
ہے دست سوال دراز کیے ہے مرنے کے بعد انسان تو خاک رہ جاتا ہے خواہ اس میں نبی ہی کیوں نہ ہو لہذا انہیں  
وسیلہ قرار دیکر مانگنا محض بیکار ہے۔

جواب نہ دیکھنے کے لیے یہ یاد رہا خیالات جسد و تہذیب میں اُسکا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جسکو اسلامی حکم

پر عبور ہے یہ تمام کوششیں صرف اس بات کے لئے ہیں کہ جب ہمارے ہادیان بہت شل مام مرنے والوں کے قرار دیے جائیں گے تو پہرانی ضرر کے گرد زیارت کرنے والوں کا جو ہم نظر نہ آئے گا یا وہ رہے کہ زیارت اور سلام کے وقت ہرگز صاحب قبر کو زین ہی سمجھا ہے جب تو اس سے مخاطب درستی اور عقیدہ ہمارا قرآن حکیم ہے ماخذ ہے ولا تقولوا لمن فیہن فی سبیل اللہ اموات اگرچہ ان کو نہ جویں کی طرح مرن سمجھا تو خطا دوزی ہے قرآن کی جسی بیہم بھی تیار نہیں شرم کی بات کہ وہابیوں کی نظر پہ قرآن کی اس آیت پر نہ پڑیں اور توجہ دلانے کے بھی ترجمہ نہ کرنا لین بالقرآن کو مودعہ تراض بنانے میں اہل نہ کریں اور عصیتۃ اولیک پر نہ آج رسول پر بھی نظر نہ کرنے دے

قبر پر آنے والوں کو میت پھیچا جاتی ہے عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت یعرف من یفسدہ ومن یحمله ومن یکفنه ومن یدفنہ فی حفرة ینہا آہے اور جو اس کو قبر میں آتا ہے غسل دیتا ہے اور جو خاڑہ کو اٹھاتا ہے اور جو کفن پنتا آہے اور جو اس کو قبر میں آتا ہے

دواہ احمد وابن ابی الدنیا

صحیحہ صحیحہ صحیحہ صحیحہ

طبرانی نے اوسط میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منکھ کے بعد اذیت فنا ہو کر اس قدر روحانیت میں اضافہ ہو جاتا ہے کہ مرنے والا آت کے کھانے اپنی اوتھانے والے کو دیکھتا ہے اور جب یہ عام مرنے والوں کا ذکر ہے تو لام اور نیپر کو ربہ اولی اس قدر باحساس ہوتا ہے جیسا کہ اپنے مال کو پھیچا جس میت سلام کا جواب دیتی ہے عن ابی ہریرۃ ابو ہریرہ نے نبی خدا سے روایت کی ہے کہ جو بندہ رضی اللہ عنہ عن النبی فال ما من عبد یتیم کسی ایسے شخص کی قبر کی طرف سے گزرتا ہے جو اسے یقین دہل یحرف فی الدنیا لیس لہ علیہ الا دنیا میں پھیچا تھا اور ان اس سلام کرتا ہے تو صاحب قبر فرود علیہ السلام (اجارہ الامم) : قبر اس کو پھیچاں لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے یہ روایت زیارت کے جواز پر روشنی ڈالتی ہے۔ ۱۔

کفار تک قبروں میں صدائیں سننے ہیں ابھی تک جو کچھ ثابت ہوا تھا وہ یہ کہ زندگان دین کی زیارت اور ان سے مخاطب این جی میج ہے کہ ان کو جواب فرمیں ہوں لیکن دیکھتے اور سنتے ہیں اب نیا لغان اٹھ آتا ہے جی طوت فاضل بیگ بنادی نے اپنے رسالہ فتودہ لہ تہ میں یوں روشنی ڈالی ہے ہم بلا کم و کاست ان کے عین الفاظ درج ذیل کرتے ہیں ہیں شہ نہیں کہ یہ بالہجہ فونکی سرکوبی میں ایک تہل جاہر کا قائم مقام ہے۔ ۱۔ صد ہا احادیث وارد ہیں بچ اس مقدمہ کے بلکہ شامودوں کا باتیں نندہ فونکی یہ اوپر اولیا کے منہ

نہیں بلکہ اس بات کفار بھی سنتے ہیں مگر طاقت گویائی نہیں رکھتے، اس مطلب پر دلیل ہے گفتگو رسولِ مسلم کے ساتھ کفار کے کجنگ بدر میں آنحضرتؐ نے ان نعشوں کے سروں پر کھڑے ہو کر ہر ایک کی نعش پر بقیدِ نام و ولایت پکار کے کھا کر لے غلاں بن غلاں آیا پائے جو کچھ کہ و عدہ کیا تعارب تمہارے نے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے استعجاباً عرض کیا: رسول اللہؐ شکم لہجساذا کا رو ۴ لہجہ یعنی اسے رسالتِ آبا کلام کرتے ہیں آپ نعشوں سے کہ نہیں ہے جان واسطے ان کے آنحضرتؐ نے فرمایا والدی نفس محمد بیدہ ما انتقم باسم لما قول منہو تم بچہ کہ جان محمد کو بچ قبضہ قدرت اُس کے ہے نہیں ہو تم نے دلہ زبان تر اُسے بقولہ میرے کہ ایک روایت یہ ہے کہ لا یجیبون لیکن جواب نہیں دیتے یہ حدیث طویل الذیل بیچ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے موجود ہے (رسالہ ردہ باب ۵ ص ۵۵ مطبوعہ مکتبہ مائتہ العشری)

بڑی حرات کی بات ہے متقولین ہو کہ مشرک و کافر ہو کر آوازیں بین اور مسلمانوں کے دینی حسنا اس لائق بھی نہ ہوں کہ اُن پر زنجیے بدر لوگ سلام کریں :-

کیا تو سہل نبی اور غیر نبی ہے اور تم جب اسلامی نقطہ نگاہ سے عام اسات کافر پر آنے والوں کی صدائیں سنا بہت ہو گیا تو ابی جگہ ہے یہ بھی واضح ہے کہ انہیں جو حنا سان خدا ہیں ان کا واسطہ دلا کر خدا سے دعا کر اشیع نہیں مزید ثبوت یہ ہے کہ جناب رسالتِ علی اللہ علیہ السلام ہے روایت :-

اذا نزل احدکم و امراد عوناد و هو بارض جب تم میں سے کوئی رامے بھٹک جائے یا مدگار دھو لیں بھائیں فلیقل با عباد اللہ اعدینونی اور ان ایسی زمین پر ہو جہاں کوئی موبس نہ ہو اُسے فان اللہ عبادا لا تر و غمر (آخر جہ الطبرانی) چاہیے کہ گے اے بندگان خدا میری مدد کر واسطے کہ خدا کے کچھ بندے ہوتی ہو کہ دکھائی نہیں دیتے

یہ تھا غیر معصوم سے طالب مدد ہونے کا ثبوت جس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر خدا ہے نہ چاہنا سرسل ہو کہ قول کی تعمیل ہے چہ جائیکہ نبی و امام ہے طالب مدد ہونا شاہ عبدالحق دہلوی کی عبارت سے اس کا بھی ثبوت ملتا ہے خواجہ فاضل بیگ نابادی اپنے رسالہ میں رقمطراز ہیں :-

بیچ جذب العلوی کے متوال ہے ایک سنہ زالبصر یعنی امینا آنحضرتؐ سلم ہے مدعی دعا کا ہوا رسولؐ نے تعلیم فرمایا کہ ضرور کہ دو گانا نقل گزارنے اور یہ دعا پڑھے اُسے یا ہی کیا تو فرمایا ہو گیا دعا یہ ہے :-

اللہم انی امثلک ما توجہ الیک بنیک خداوند میں تجھے سوال کرنا ہوں دوسرے نبی کے رسولؐ

بنی الرحمہ، یا محمد افی الوجہ، الیک ہے جو نبی رحمت ہیں میری طرف متوجہ ہوا ہوں اور  
والی دہشت فی حاجتی ہذا لیقضی ھا اللہ حاجت کے باہیں متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری حاجت  
نفسخہ فی کوہائے اللہ اور حضرت کی سفارش کو میرے باہیں قبول کرے۔

اس سب پر متراویہ ہے کہ خود جناب سرور کائنات نے اپنی عمر کی پلک ٹھڑپوں میں جبکہ اسلام نے خلیفہ دینِ علیؓ  
کیا ہے غیر خدا ہے تو دل کیا بلکہ خدا ہی نے ہریت کی چنانچہ ناد علی کی شانِ زول تاریخ اسلام میں آج اہلِ انکار  
ہے میں کھتا ہوں کہ پیغمبر اکرمؐ کو کہانی کو بچا دیں اسیں ایک علت یہ بھی تھی کہ آئندہ پیلنے والے باطلِ دنیا  
کی رو اور نجدوں کے سامنے جب یہ سیرتِ رسولِ پیش کی جائے تو انہی نظر پر نیچی ہوں،

مقابلہ مکہ میں حضرت ختمی مرتبت کا دُور تاریخ اسلام کے دیکھنے سے چستہ تیار ہے کہ مکہ میں بزرگانِ  
دین کی قبریں نہیں بنائی گئیں کہ انہیں پتھر نصب کر کے پھانسی بنا دی جائے بلکہ سر بلند عمارتوں کے ذریعہ ہے انکے  
نقشات باقی رکھو گئے اور اہل اسلام نے ان مقامات کو متبرک بھی خیال کیا علامہ محمد بن جابر اشعریؒ امین الدینؒ  
بن ابی کریمؒ پیرِ حنفی قرشیؒ کی اس قبرستان پر یوں روشنی ڈالتے ہیں۔

ومن مقابلہ مکہ قد نجا المقبرۃ العلیا یستحب اور مکہ کے پرانے گورستانوں میں ہے مقبرہ علیا ہے  
ذیارتھا فیھا من اموات اہل النجی وکان یثب جکی زیارت مستحب اس لئے کہ انہیں اہلِ خیر کے درجہ  
فیھا فی الجاہلیۃ وصدرا الاسلام ال صید دفن ہیں زائد جاہلیت اور ابتداء اسلام میں اہلِ عیش  
الشمس ال سفیان بن ہلال نقلہ الان رقی و اوائل سفیان بن ہلال دفن کیجاتی تھی مطلب  
یقال ان قبر امنا بنت وہب ام الینی فی کو ازرقی نے لکھا ہے اور ایک قول کی بنا پر آسنہ  
شعب و انصر صلی اللہ علیہ وسلم جاء الجھا دختر وہب اور نبی خدا کی قبر شیب میں ہے حضرت  
بنارھا وقیل فی علیہذا المحل وفی ہذا رسولؐ وہاں گئے تھے اور ان کی زیارت کی بھی  
المقبرۃ العلیا قبر مستبدنا عبد اللہ بن عمر اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ کے علاقہ کسی دوسری  
بن الخطاب رضی اللہ عنہما عند قبور ال جگہ ہے اور اسی سر بلند مقبرہ میں ہمارے مستبد  
عبد اللہ بن خالد بن اسید وذلک انہمما عبد اللہ بن عمر بن الخطاب کی قبر بھی نزدیک  
عندہم فی دارہم سنتا بہم مسجین ولہ قبور آل عبد اللہ بن خالد بن اسید کے ہے اور چہ  
من العمور ہم وثمانون اسکی یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر انہیں کے گھر میں لکھتے  
جامع الطیث فی فضل مکہ لہذا بناء اہتد اللہ فیہ لکھتے  
میں ہجرت ۸۲ سال فوت ہوئے تھے،

اس عبارت میں فاضل مؤلف نے مقبرہ مکہ کو قدیم عمارت بتایا ہے اور اسکی زیارت کو مستحب کہا ہے  
 کیونکہ اسلام کے دواہوں میں بزرگ ہستیاں دینا سے انھیں انکی قبریں اسی پاک زمین پر بنائی گئیں والدہ  
 حضرت ختی مرتبت کی قبر کا شرف بھی اسی سرزمین کو ماہل ہے جہاں حضرت رسول خدا زیارت کو جاتے تھے  
 کقدر پاک خطہ ہے وہ جہاں نبی عربی کے قدم پہنچے اگر قرون پر عمارت اسلامی نقطہ نقطہ سے آباد ہوتی تو عہد  
 اسلام کی معتد ہستیاں کب اسکو زکھتیں کر کہ میں عالیشان مقبرہ تعمیر کیا جاتے مکن ہے کہ عہد نبوی میں اس  
 مقبرہ کی بنیاد قائم ہوئی ہو لیکن جن بزرگان تہذیب و فلسفے دیا ہے انہیں آسمانی قبرستان میں بنائی گئی اسوقت مقبرہ  
 کی عمارت موجود تھی اسکے معنی یہ ہیں کہ اسلام کی بڑی ہستیاں اس بات پر راضی ہیں کہ انکے اموات مقبروں  
 میں دفن کیے جائیں ہر کیسے آج تیرہ سو برس گزرنے کے بعد نام نہاد مسلمانوں کے قبۃ ڈا دینے سے قدیم روایت  
 اسلام کے ہٹ سکے ہیں؟

مقبرہ عباس میں قبریں بنتی تھیں۔ مولوی سلاست اللہ سر الشناقین کے ترجمہ میں امام حسن علیہ السلام  
 کے حالات لکھ کر تحریر فرماتے ہیں۔

پس خان آنحضرت از روضہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ببقعہ بر وند و در قبۃ عباس پہلوی  
 قبر فاطمہ بنت اسد جدۃ آنحضرت مدفون گردند

و تحریر الشناقین ترجمہ سر الشناقین ص ۲۲ چاپ لکھنؤ مطبعہ محمدی ص ۱۵۷

مقبرہ ابن عباس اور نئی قبریں۔ فاضل دسری اپنی کتاب میں فطراز ہیں۔

کان یحییٰ بن یحییٰ اللیثی لا ندلسی صحابہ یحییٰ یسری البیہ اندلسی صاحب الدعوة ہیں انکی دعا  
 الدعوة توفی سنتہ اربع و ثلاثین و مائتین و قبراں رہنوی، تھی سلسلہ ہمیں انھوں نے وفات پائی اور انکی  
 مقبرہ ابن عباس (ص ۱۸۹ حیۃ النجوان ج ۲) قبر مقبرہ ابن عباس میں ہے

ان آقبایات کے ظاہر ہے کہ تیسری صدی ہجری تک مقبروں میں دفن اموات کا رواج تھا۔  
 مقبرہ امام شافعی جب جامعہ البین کے مزار تحت قبۃ نظر آتے ہیں تو کوئی تعجب نہیں ہر دور میں اسلام کے  
 عمارت قبور کا رواج ہو جائے امام شافعی کے قبۃ کا ذکر لانا علام علی آواہ بلکہ ہذا ان شانہ الفاظ میں کیا ہے۔  
 و قول بعضہم فی قبۃ الشافعی رضی اللہ عنہ اور بعض شریف قبۃ شافعی کی مدح میں کہا ہے۔  
 قبۃ مولای قدام علاہا لعظم معتادہا السکینۃ  
 مہم مولا کے قبۃ پر اس کے عظمت القدر ہونے کی وجہ سے سکینہ برس رہا ہے

لو لم یکن تحتہا عمار ماکان من فوقہا سعیدین

اگر اسکے نیچے دروازہ ہوتے تو اسکے اوپر کشتی نہ ہوتی ۔

و قبة المشافعي رضي الله عنه بمصر قبة  
عظيمة البناء واسعة الفضاء في راس ميل لقبة  
سنية صغيرة من حد يد نظم بعض الشعراء  
البيتين المذکورین ملازانی القصر وراى  
ذلك الليل والسفينة  
رجعت المذجات في ابادستان ص ۱۳۹ ) کیجئے۔

زیارت قبور فقہی نقطہ نظر سے اس موضوع خاص میں جہاں سواد غلسم اسلام تغیر و حدیث کے داوی  
میں تاہم خیال ہے وہاں اہلسنت و جماعت کے کتب فقہ بھی اداب زیارت ہے علم ہی اور وہاں جوئے تحلیلات کا  
قطع وقوع کر ہے جس شرح ہدایہ فتح القدیر فتاویٰ قاضی خاں شرح مختار الہی سلم الثبوت کتابیں شاہد ہیں فتاویٰ مکاری  
جو اوقت پیش نظر ہے اسکی عبارت پیش کرتا ہوں :-

تسبیح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد بقیع کی طرف جائے اور وہاں کے مزارات خصوصاً  
قبرید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور بقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے  
قبہ کی زیارت کرے اور اسی میں حسن بن علی اور زین العابدین اور ان کے بیٹے محمد باقر اور ان کے  
صاحبزادان جعفر صادق رضی اللہ عنہم مدفون ہیں :-

درجہ فتاویٰ عالمگیری ص ۱۰۳ از مولوی احتشام الدین مراد آبادی مطبوعہ نوکلشور راپرل ۱۳۵۸ھ  
ائمہ کی زیارت پچینجہ کی زیارت کے شاہ عبدالحق دہلوی رقمطراز ہیں :-

اد حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ منقول کہ فرمیں کہ کشتی زیارت کند کہ ام یک ائمہ را گویند  
کہ دروہل خداوند زیارت بعد غسل و آداب دخول حرم شریف گوید و او حضرت موسیٰ الرضا علیہ السلام  
روایت شدہ کہ زیارت انیت للسلام علیکم یا اہل بیت الوسالئم الخ

و جذب القلوب الی بیاد المحبوب

میدان حشر میں قبول کی تعمیر ختم کلام ہم اس حدیث شریف پر کرتا جاتے ہیں جسے سواد غلسم اسلام  
کی ایک بڑی جماعت نے کتب مناقب میں نقل کیا ہے :-

قال لینی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم  
القیامۃ بصر ابی عن ین العرش قبة  
فرابانی خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے جب قیامت کا دن  
ہوگا تو میرے لئے ایک قبة سرخ طیار کا عرش کے



من ذهب حمراء وفضرب لاراھیم  
قبۃ من ذهب حمراء وفضرب لعلی فیما  
بغنیہا قبۃ من زہر جلد خضراء فما ظنک  
بجیب بین الخلیلین  
ابن العزازی منہجہ لکفر فی المستدرک والدیلی  
ہے تھا اُس جیب کی شان میں جو دو حلیوں کے  
درمیان میں ہووے

اس روایت سے بروز قیامت پیغمبر اسلام کی شرکت کا خاص مظاہرہ ہوتا ہے اور ہمارے موضوع پر کئی  
طرح سے روشنی پڑتی ہے (۱) کارخانۃ الوہیت میں قبول کی تعمیر (۲) علی کی ایک مخصوص فضیلت (۳) نظر نہیں  
انھیں کے علم مکانی کے مظاہرہ کے لیے قبول کا انتخاب (۴) قبول ہے میدان حشر کی رینت (۵) ہر خود امام کا اس  
عزت کو شرف خاص خیال فرمائیے

جب یہ معلوم ہے کہ اختر کا دن روز جزا ہے تو میں یہ بھی کہتا ہوں کہ نظام قدرت کا مطالعہ ہو  
تلا ہے کہ جکو دنیا میں جس حکم تکلیف پہنچی ہوگی اُنکو آخرت میں دیسی ہی جہت ہو نچائی جانی کی تفسیر کر سکنے  
کے لیے آب کو زراہاں کے لیے حور و دستر جن جن مرض کے لیے خلعت ملاستی آواں و طوں کے لیے دار و خلود  
دار النعم اس طرح کیا تجسس کا اولاد و بول کے مزار و نئے ساتھ جوئے ادبی کی گئی اور لبس قبہ ڈھا دیے گئے تو قدرت  
اُن کو سر لبز قبول میں جگہ دیگی۔

قبر کی حفاظت اخلاقی فرض ہے کم چکا ہوں کہ مرنے والے کا نام باقی رکھنے کا بہترین ذریعہ اسکی  
قبر کی حفاظت ہے اور صاحب عقل کبھی کہہ نہ نہیں کرتے کہ قبر و نکی اینٹ ہے اینٹ بجا دی جانی روغن  
خیال اور ممدن گوشتوں کا شین ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی قبر آجانی ہے تو سر لبز عاریتیں کج کر دی جاتی ہیں  
ہیں اسنوں کے رخ بدل دیے جاتے ہیں قبروں کے کھودنے والوں کے لیے مزار میں معتین ہیں ناممکن ہے کہ  
کسی کی قبر کھود کر دوسری قبر بنا دی جائے یہ انی ہوئی بات ہے کہ اسوقت یہ سب زبان دنیا کے کسی حصہ  
میں مذہب کو حیرت دلا نہیں کہا گیا یہ وہیں کی رسم ہے کہ مرنے والے کی لحد پر شان بنا کر اُسکی زندگی کے کارنامہ  
لکھے جاتے ہیں قبرستان میں عام لوگوں کو جائیداد اجازت نہیں ملتی بلکہ اُنھوں نے توہمات تک بلند پروازی  
کی ہے کہ اگر قوم کی لاشیں عجائب خانوں میں محفوظ کریں کہ مرنے والے کی یاد دلوں سے محو نہ ہو سکیں  
محطون کا ذکر ہے کہ ایک فرانسیسی عورت نے دس ہزار پونڈ اپنی وصیت میں اُس شخص کے لیے چھوڑے تھے جو  
سال بہر تک رات دن اُسکی قبر کی حفاظت کرے دو چھوڑے اُسٹین منڈے نوٹس ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۷۷ء

یورپ کی صفت نازک تو غیر فکی خطاط اور لوح مرزا کا بقاصر درسی سمجھیں اور وہابی مسلمان مرد ہو کر قبریں ڈاڈیا لپٹا نہ ہی فرض خیال کریں، منہم شرم، مجھے نہیں معلوم کہ درندوں میں جو کی سفاکی زبان ہے جو قبروں سے مرنے کا لٹے کا عادی ہے یا وہ اشرف المخلوقات انسان جو گوشہ لمحہ میں چین ہے سویدالوں کو بے چین کرتے ہیں۔  
(بقرباب اہلبیت آغا جہدی رضوی)

## انگریزی ترجمہ حسن محمد

کسی ایک زبان کی کسی کتاب یا عبارت کا کسی دوسری زبان میں مطلب خیر ترجمہ کرنا اور مصنف یا مکتلم کے اہل مقصود اور عبارت کے اہل منہم کو اس خوبی سے ادا کرنا کہ جس میں بائیں ترجمہ کیا جائے اس کے لطائف و معانی کے ساتھ اُس زبان کے الفاظ و ادب کے جائز اُملی الفاظ کے ہم وزن ہوں اور ترجمہ اُسی زبان کی ایک تفسیر کتاب معلوم ہو جتنا درشتوار ہیں اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔

قرآن مجید کے متعدد ترجمہ انگریزی زبان میں موجود ہیں جو عیسائی مترجمین کے زور قلم کا نتیجہ ہیں اور ان میں سے کوئی ایک ترجمہ شائع کیا ہے گریہ ترجمہ اسلامی نقطہ نظر سے کہاں تک کافی اور اصل مفہوم کے اعتبار سے کس حد تک قابل اطمینان ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب عربی اور انگریزی زبان کی بے ربطی اور مترجمین کی اسلامی بے تکلفی سے بوجہ کمال وضاحت کی دلیل کا قلم نہیں ہو۔

ضرورت تھی انگریزی زبان بولنے والوں کے لیے ایک ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جو صفات مذکور بالا سے متصف ہوئے کے ساتھ اسلامی نقطہ نظر سے کافی اور اصل مفہوم کے لحاظ سے اقوام عالم کے بہترین اعتماد کا صحیح معنوں میں مستحق ہو، مترجمین ان کی نظر انتخاب نے اس ضرورت کے پورا کرنے کے لیے فاضل باذاتیہ کامل عالم السنہ مغربیہ و مشرقیہ جناب الشیخ بادشاہ حسین صاحب بی، اسے کو غضب کیا اور مدح نے اس رحمت کو رحمت سمجھ کر جس محنت و جانفشانی سے ترجمہ فرمایا ہے اور جیسا دیباچہ اور تفسیری نوٹ تحریر کر کے ایک بڑے اسلامی فرض کو ادا کیا ہے ان کی دیکھنے سے ہی قلمی رکتا ہے شائقین کے اصرار سے صوفیہ سورہ بقرہ کا ترجمہ ۲، ۲ صفحہ پر شائع ہوا ہے جیسا کہ یہ لحاظ کا خدا، اور سے، ہو سکر بیڑی صاحب انجمن مودعہ العلوم مدرسہ اہل غیظین لکھنؤ سے طلب فیض اور باقی حصہ جو زیر طبع میں ناکی اشاعت کا انتظار کیجئے

## کیا مظلوم پر فرائض کی مصلحت کے خلاف کسی روح مقدس پر ظلم ہو

اخبار مشرق گو کہہ رہے ہیں کہ ۲۵ جولائی ۱۳۳۵ء میں ایک عجیب خلعت مضمون و اتھ کر بلا کے متعلق "شبیدِ غلم کی یادگار" کے عنوان سے سپر غلم کیا گیا ہے جس میں اہم محرم کو مبارک و سید لکھ کر بلا گیا ہے کہ "یہ منہ سے جس میں عالمِ اسلام میں دو قابلِ فخر و شہرت اور قابلِ انساب و اہلِ جلال و اہمات پیش آئے" اور انہی تحقیق کی داد دیتے ہوئے ہجرتِ رسول کو اس مہینہ کا پہلا واقعہ اور شہادتِ حضرت سید الشہداء کی جانب عنانِ غلم کو مضبوط فرما کر اس واقعہ کو مہجراتِ فخر و شہرت اور اسبابِ انساب و ہجرت میں ہے دوسرا واقعہ ثابت فرمائی لا محالہ کو کششِ فخر و انیس عزاداری اور اس یوم کو یومِ عید قرار دینے والوں کی دل کو لکھنا اُنید فرمائی گئی ہے اور جناب شیخ عبداللہ جیلانی مصنف "رغبتہ الطالبین" اور اُن کے ہم خیال علماء و مصنفین کے تباہ میں اس عزاداری اور عزائم پر اطمینان کرنے ہوئے یومِ عاشور کو یومِ فرح و مسرور قرار دے جانے کی پروردگارِ شمس لکھنا متفقہ نصیحت فرمائی گئی ہے اور ہر ایک عزاداری اور گریہ و زاری کو اس واقعہ کی تمام خوبیوں، اہلی تمام عبرت انگیزیوں، اس کی تمام سبق آموزیوں، اس کی تمام ایمان افزائیوں کا خزانہ کن قرار دیکر ہمارے غم و الم کے یہ معنی قرار دیے گئے ہیں کہ حضرت حسین کا یہ شہرت بہت ہی محبوب اور ناگوار معلوم ہوتا ہے، حالانکہ خضیر بالکل برعکس ہے اور حقیقت واقعہ بالکل اس کے خلاف ہے " دراصل جلدی گویہ و زاری اور ماتم و بغیرا ہی ہی نے اس واقعہ کی تمام خوبیوں، اہلی تمام عبرت انگیزیوں، اس کی تمام سبق آموزیوں، اس کی تمام ایمان افزائیوں کو دنیا پر واضح و آشکار کر دیا اگر ہم خاموش رہیں تو اس پر وہ بگینہ کی کوشش نہ کرتے اور آج تک اس یادگار کو اس طرح مالم نہ رکھتے تو ہماری یہ خاموشی خوائے حسرت و ذکرِ مظل حسین اور خوائے منعِ لعنِ یزید کے ساتھ مل جل کر اصل واقعہ کو اس طرح مخفی کو رہی کہ پھر کوئی ذکر اس کا دنیا میں باقی نہ رہ جاتا اور یہ وجود اس پر وہ بگینہ کے بھی آج تک ایمین ذکر اور مشہورین شہادت ہے دنیا خالی نہیں ہے تو ہماری خاموشی کے بعد تو کوئی ایک بھی اس واقعہ کے وقوع کا اقرار کرنے والا نظر نہ آتا اور خلافتِ یزید اور خلافتِ خلفائے بنی مسکین علم ہو جانے میں کوئی کلام باقی نہ جاتا جس کا قابلِ مضمون ہوگا اس شہادت کو تمام فخر و ستارہ جابے انساب و اہلِ جلال لکھ کر اس واقعہ کی یادگار میں عید تر نہ بنانے اور ایک دو حصہ کہہ کر با دو دینے کی نصیحت اور ماتم و والہ کی مافقت اور کوتاہ نظری ہے (درد و کر) اس واقعہ کی عظمت و شان کو خاک میں ملا دینے پر افسوس اور لایات قرآن مجید میں شہد کی حیاتِ ابدی اور اُن کے فدا کی کے مظاہر کو دلیلِ نبوی جزیع و فزع قرار دیکر اس پر وہ بگینہ کی مصلحت کوئی ایک مقررانہ وجہ میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں :-

اصلیت یہ ہے کہ جن لوگوں نے سید الشہداء حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت پر الم گماری

کی رسم کو جاری کیا وہ بھی اس حقیقت و شہادت حسین کے موجب مسرت ہونے سے بے غرض نہ تھی لیکن وقت کی مسرورت کے باعث انھوں نے پروپیگنڈے کے لیے اس طریقہ کو پسند کیا اور امویوں کے خلاف شور و غوغا کرنے کے لیے واقعہ شہادت کو اگر کاربنیا خود ہم اپنے زمانہ میں حکومت کے خلاف شور و غوغا کرنے کے لیے اس حکم و راجع استعمال کرتے ہیں، یہ تو اولین بیسنگے سر کے جلوس، ہنگامہ زندہ باد کے نعرہ، تحریک خلافت کے زمانہ کی تقریریں جیسے سمرانی کے خواتین و تیانمی کے تذکرہ کیے جاتے تھے سب اس حقیقت کا ثبوت ہیں اور ممکن ہے محمد اعلیٰ وغیرہ کے زمانہ میں امام حسین منقید ہو۔

حق پر زبان جاری آسکا نام ہے کچھ شک نہیں کہ ان حضرات نبی امیہ کی اس ناحق کوشی و شغلی اور اس بے رحمی و بیباکی اور اس قیامت خیز خون ریزی اور ان طعنے کا مظالم سے استعدا تھا تو تھے کہ انہیں اپنا زندگی و دہر بھٹی اور جو مظالم بہم کر بلا کے میدان میں آبل رول پر توڑے گئے ان کے دلوں کو کڑے کڑے دینے تھے اور حسین کی اس بیک نہ شہادت کا تصور ان کے ان بے اختیارانہ بیٹھے دل پہ موجود کن اسنوں کو دیکھ نہ سکتا تھا نہ چلتے تھے کہ نبی امیہ کی ناحق کوششوں سے دنیا کو آگاہ کر کے حق آبل رول کو واضح فاش کیا رکھیں تاکہ عالم اسلام میں ان ظالموں کی روحانیت مسلم نہ ہونے پائے اور جن مانے خود غرضانہ اصول کے تحت خلافت کا انتخاب ہوتے ہوئے بزرگین معاویہ سے جابر و ظالم ذلتی و شرا و غما و ناحق شروع رسول تک ذمت ہو چکی ہے ان کا ابطال و واضح و آشکار کر کے ان ناجائز خلافتوں پر دنیا کو مطمئن نہ ہونے دیں یہ طرز عمل اکابر حقیقت سید الشہداء کے اس مقصد غرض کی تکمیل تھی جس کے لیے حضرت نے ان مصائب کو اختیار فرمایا تھا اور اہم جہت کے بعد اپنی شہادت کو روا کر لیا تھا آب چلتے تھے کہ جو بیاہ پر نہ شہر رسول پر چسپاں برس پڑا چلا آتا ہے اور جس کی آریکی میں سلطنت اسلام بے دفعہ لونی جاوہی ہے اسکو اپنے ہاتھ سے اٹھا دیں اور چری نقابے اسلام کے خوشام چہرہ کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا ہے اس کے بندہ کو مکر اسلام حقیقی کو دنیا سے مناس کوادیں اور جو انقلاب عالم اسلام میں منسلک ہو چری ہے پیدا ہو کر اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ طالع خدا و احرام و حرام حاصل ہو رہا ہے انگلی بڑھتی ہوئی غمزہ انگیزوں کو روک کر کلیتہً متعجب کر دیں اور دنیاوی سلطنت کے تحت چکر بن رہے والوں کو ان کی آرزو کے موافق روحانی سلطنت کا مالک نہ بننے دیں اور اپنی یہ مظلومانہ شہادت دنیا کا منہ دہیار کر کے ان محضاتانہ خلافتوں پر دنیا کو مطمئن نہ ہونے دے اور حق آبل رول کا قصب اور فاضل بنی غلبانہ کار روئیاں واضح و آشکار ہو جائیں اور اسلام حقیقی کے نورانی چہرہ کی چوٹ سے دنیا روشن و منور ہو جائے ہر حکم عزرا کے قائم کرنے و لیے اپنے امام کے اراد کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف رہے اور آئندہ فیصل ان کے

انکے قرض ختم ہو چکا مگر سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کی فہرست میں داخل ہو گئیں اور جوتی جائیں گی اور ان شہداء پر سبب اس طرح قائم رہا مگر زمانہ کے ساتھ ساتھ ترقی کرنا چلا جائے گا اور جہنمی مقصد پر نہیں چلے جوتا ہے گا اس خداوندی شہادت کے عوض میں جو اجر دے گا آپ کو اللہ تعالیٰ اللہ کی ہر نیکی کا متعاضد و مددگار ہو گا اور تحقیق حسین کے معزوت تو اسکو محبوب اور نالو نہیں سمجھ سکتے مگر دل کی خبر نہیں کہ ان اسکو معبود و گوارہ سمجھتے ہیں یا نہیں ہم تو یہاں کہہ سکتے کہ کیا ہیں جو کہ حسین کے پاس تھوہ حسین نے خدا کی راہ میں یاد اور جو کچھ خدای کا فضل میں تھا وہی خدا نے حسین کو دیدیا ہمارے گروہ و کالی وجہ علان و تبلیغ مذکور کے منوط ایک ہی ہو سکتی ہے اور ان سخت ترین مظالم اللہ پر زین مصائب کا قصد و مذکرہ جو کہ بلکہ کے جیل سیران میں اہل رسل پر پنی اس کے ہاتھوں گئے اور حسین اہل اسلام کو ہمہ جہت کی نظروں میں خود کمانی کے قابل نہ کیا، انہی اس کے اسلام کے ہر گروہ کو حسین کو قتل کر ڈالنے کو ذیادہ قدرت عطا فرمائی اللہ اہل اسلام کے سر اہم سابقہ کے سامنے ختم نہ ہوتے مشکل تو یہی پڑی ہو کہ ان کا کلمہ پر معذرت ہے کہ قتل کیا ہے فاضل مضمون نگار اس کے گھر میں اس کے گھر میں کی زبان کو ان کے قلب کا زحمانہ ہا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بھی اس حقیقت ان شہادت حسین کے مجاہد ہوتے رہے، بے خبر نہ تھے لیکن وقتی ضرورت نے اس پر دیکھنا ہی کو اُن سے جاری کر دیا اور اس طریقہ سے کہ وہ ان کو منافق بنا نا چاہتے ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ از جو آج آج کو نظر آ رہا ہے یہ انہیں حضرات کی کوششوں کا ثمر ہے انھوں نے جو کچھ کیا ان کے دیکھے ہوئے دل کی تحریک بھی اللہ جو کچھ انھوں نے کیا ان کے چوٹ کھائے ہوئے دل کی صلاح بھی اللہ وہ ہرگز شہادت حسین کو موجب سرت نہ سمجھے تھے اور فاضل مضمون نگار کی طرح کیا قرآن مجید کی اس طرح تفسیر کرتے تھے۔

ولا تحببن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اور جو لوگ خدا کی راہ میں شہید کر دیئے گئے انہیں ہرگز  
اموات بل احیاء عند ربہم رہتے ہوں  
فروحین بما آتیہم اللہ من فضلہ و یتبشرون  
بالذین لم یلتحقوا بھم من خلفہم الا خوف  
علیہم ولا ھو عجزون یتبشرون بھم  
میں اللہ و فضل ان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین  
اور انہیں بھی کسی قسم کا خوف نہ ہو گا اور نہ عقیدہ ہوں گے  
دال ہمدان

اللہ کی نعمت و فضل اور نیز اس خبر سے کہ اللہ انھوں کے اجر کو ہرگز نہیں کٹا نہ مال ہو رہے ہیں؟  
فاضل مضمون نگار اس آیت سے یہ نتیجہ نکالتا چاہتا ہے کہ اس آیت شریفہ میں شہداء کی موت پر اہم گامی  
اور انھوں کی زندگی ہے اور خلاصہ انہی دلیل کا یہ ہے کہ جب شہداء میں نہیں ہیں بلکہ ذرا میں فائدہ کشی میں

بتلا نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے رزق پائے ہیں، اپنی شہادت پر دل و دھڑکن نہیں بلکہ اللہ کے فضل و کرم پر مسرور و فرخاک ہیں، نہ صرف اپنے اس مرتبے پر خوش ہیں بلکہ اپنے بعد آنے والوں کی بھی بے حد دل و دھڑکن کی ہے۔ خوش ہو رہے ہیں تو شہد کی موت ہر دہن کی وجہ پھر اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم ان کو مرنے بھیجیں اور ان کے ضابطے ہونے پر ہمیں رنج ہو یا ان کے ہارے میں ہیں شبہ ہو کہ خدا جانے ان کا کیا حال ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر کونے پر حاضر ہے کہ شہداء بڑے مرنے میں ہیں اور دنیا نے آخرت کی برعشرت زندگی بسر کر رہے ہیں لہذا ان کی موت پر جن جنوع صیغہ صحیح نہیں ہے اور جب عالم شہداء کا یہ حال ہے تو سر مزاج شہداء کی شہادت پر اظہار رنج و ملال کہاں تک جائز ہو سکتا ہے اسکے تو یہ معنی ہیں کہ ہم حضرت امام کی اس سعادت اندوزی کو ناپسند کرتے ہیں۔

فاضل معضوں نگار نے روئے کی توجیہ اپنے مقدمات کا پہلو لیے ہوئے ارشاد فرمائی ہے اگرچہ اپنے مقدمات سے خالی الذہن ہو کر توجیہ فرمائی کہ شیش فراتے زبان ان کو مسلمہ ہجاء کہ شہداء راہ ضابطہ کے مراتب چاہا آئے کہ یہ میں ذکر کیے گئے ہیں نہ سب حق درست ہیں کسی مسلمان کو اس سے نکال دیا جائے حال نہیں ہے ہم ان کو زلف بھی سمجھتے ہیں اور ابو حنیفہؒ اور ابن مسعودؒ کے تھے یہ اور ان کو پکا زائد اور ان کے تو صل کرتا جانا سمجھتے ہیں اور بلکہ کلام الہی ہے ان کے رزق پانے کے بھی مقدمات ہیں اور ان کے منبشہر فرج ناک ہو گیا جو حق رکھتے ہیں یہ دونا ہوا ایسے نہیں ہے کہ ہم ان کو مرنے سمجھتے ہیں یا ان کو فائدہ کشی کی مصیبت میں مبتلا جانتے ہیں یا ان کو ان کی شہادت پر تلگن ہونے کا یقین رکھتے ہیں یا ان کے اخروی عیش و عشرت میں ہیں کوئی شبہ ہے ہم کو صرف ان کی مخالفت کا صدمہ ہوتا ہے ہو یا کوئی ان معتزلوں پر دغا آتا ہے جو اور دنیا میں ان پر گزر گئیں، ہمیں نہ مظالم یاد آتے ہیں جو اہل کفر نے دین کے ہاتھ سے ان مقدس نفوس پر گھڑ گئے اور متفقہ نظر نفسانی ہمارے دلوں پر کچھ ایسی چوٹ پڑتی ہے کہ ہم بے اختیار ہو کر دہیچے ہیں اور بہت مشکل سے پہلی آنکھ کا آنسو تھما ہے اور اس میں کوئی عقل اور شرعی نقص نہیں ہے بلکہ جنگ احد کے بعد انصار کی عورتوں کا آنحضرت کی موجودگی میں شہداء کے احقر گریہ و بکا کرنا اور حضرت کا مانوت نہ کرنا بلکہ شہادت حضرت حمزہؓ پر خود آنحضرت کا محزون و غموم ہونا اور ان کے گھر سے مٹے ہوئے لکڑیہ بلند نہ ہونے سے واقف نامی حمزہؓ فلا جملہ کلمہ صفا لکھ کر گریہ و بکا کی توجیہ دیکھیں فرما اور انصار کی عورتوں کا حضرت حمزہؓ کے گھر میں جا کر زور و بیکارنا اور ان کی آواز نہ مٹنا آنحضرت کا ان کے لئے دماغی پھر کرنا اور شہادت حضرت جعفر طیار اور ذکات حضرت ابراہیم اور انتقال حضرت فاطمہ بنت اسد کے بعد حضرت کا حتم پر آب ہونا اور شہادت حسین کی پھر جبریل امین نے سکر چٹاں مبارک سے سیل اشک کا بنا ہوا اس عمل کی تصحیح کے لئے کافی ودانی ہے اگر شہداء کی زندگی اور ان کی آخری عیش و عشرت حود و غم اور گریہ و بکا کی مانع ہوتی اور اس کے دہی معنی ہوتے ہیں جو فاضل معضوں نگار نے تجزیہ فرمائے ہیں تو حضرت رسول بھی اس نگہداری کی ابتداء فرماتے بلکہ جن جنوع و فزع کرنے والوں کو روک دیتے اور صلا

رحل کبھی آنحضرت کی وفات کے بعد اس شدت سے نہ دہنے کہ گریہ کو گھبراہٹ ہو جاوے اور اس پر نہ ہونے غلیظ ماتی رہیں اور حضرت عمر ابو جود اپنی مشہور دانائی کے آنحضرت کی موت سے نکار نہ کرتے اور حضرت ابو بکر کی تنبیہ سے منہ ہونے کے بعد بھی روانہ نہ ہو جاتے اور حضرت عثمان کی فوت نا اطمینان حضرت علی کی فوت حرکت ایسی سلب نہ ہو جاتی کہ آپ اُٹھنے بیٹھنے پر قادر نہ ہو سکتے اور عبداللہ بن ابی اس حد تک ہلاک نہ ہو جاتے اور بعض صحابہ دینہ کی سکنت ترک نہ کر دیتے دیکھ کر مظلومی کی مواہب لدینہ اور صحیح بخاری وغیرہ وغیرہ پر کیا حضرت آیہؑ مذکورہ کی تلافی نہ کر چکے تھے اور حضرت رسول اکرمؐ سمجھ رہے تھے اہل آنحضرت کے ضلوع ہونے سے لولہ رنجیدہ تھے اور انھیں آنحضرت کے دراج و مراتب میں کوئی شبہ تھا پھر جب آنحضرت کا اپنے اموات کی مصیبت میں غلغلیہ اور بلوغ و علم نہ ملے شہدائے انہی مصیبت میں چشم پر آب ہوا اور صحابہؓ رسولؐ کا آنحضرت کی وفات میں حزن و غم نہ کرنا قابل انکار ہے تو ان کے چلتے تھے وہاں حسین کے ماتم میں گریہ و بکا کی کوئی وجہ وجہ سمجھ میں نہیں آتی بجز اس کے کہ یہ پروں گندہ اُن سرسبزہ رازوں کو کوبے دیتا ہے جن کا چہانہ المہدیؑ و مہدیؑ ہے اور اس معاملہ میں فورہ فکر کرنے سے جو طعن پیدا ہوتی ہے وہ مرتبہ مہدیؑ میں اس اعلیٰ فالاحصائی تک پہنچ کر اس واقعہ کے اصلی ذمہ داروں کی پستی سے بڑھ کر عیاں کر خود فاضل مضمون نگار کے الفاظ اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں آپسے رہا ہے کہ:-

اور ممکن ہو کہ غمناک نفی کے بغیر کے زمانہ میں ماتم حسینؑ مفید مطلب ہو لیکن موجوں زمانہ میں اسکی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ اس نگار کی کا انداد ہونا چاہیے تاکہ تاریخ گذشتہ کی بنا پر جمبسی لٹیاں کم ہو جائیں:-

معلوم ہوا کہ اس دلہ ذرا فتنہ کو تاریخ گذشتہ سے لایا کہ اعلیٰ ہے کہ بغیر انداد نگار کی کہ یہ لٹیاں کم نہیں ہو سکتیں اور جب تک کہ اس غم کا سرسرت کی صورت میں تبدیل کر کے اہل اسلام میں بالعموم مسرت کی اہل نہ وہ فدا دی جائے اسوقت تک فرحت و مسرت کے عرق اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے، ہم ایسے حضرات سے اتحاد عمل کے لئے آئیں بشرطیکہ یہ ثابت کر دیں کہ حضرت رسولؐ نے بھی اپنے اعزاء کی موت اور اپنے شہداء کی شہادت کے بعد فرحت و مسرت کا کوئی مظاہرہ و فریاد ادا آپ کے صحابہؓ نے عید مسرت نہ کرنا کہ ایک سرگرمیاد کو یاد دی تھی اگرچہ حضرات اُن شہداء کی غم و الم میں گریہ و بکا کو ناجائز اور حرج و غم کو مفرحوں کے شرف اہل اُن کی سعادت انداز دی کے خلاف سمجھ کر کم لوگ خاموش ہی ہو رہی ہوں تو ہم بھی ننگ سبر پہنے سینہ پر رکھ لیں ولا لیس فلیس:-

فائل مضمون نگار کو غمناک نفی کے زمانہ میں ماتم حسینؑ کے مفید مطلب ہونے کا امکان مسلم و یقیناً ہے لے کہ اُس زمانہ میں نبیؐ موجود تھے اور غمناک اُن سے انتقام لے رہے تھے لہذا یہ طریقہ پروں گندہ کے لئے

پسند کیا گیا اور امروں کے خلاف شورش برپا کرنے کے لئے واقعہ شہادت کو آدہ کار بنایا گیا مگر موعوں زمانہ میں  
 ان اس کی ضرورت کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ بنی امیہ کے زمانہ خالی ہے امداب اُن کے خلاف شورش  
 برپا کرنے کا کوئی ثمر نہیں نکلیتے بنی امیہ اس زمانہ میں موجود نہیں ہیں مگر اُن کے حامیوں اور طرفداروں میں  
 تو اب بھی دنیا بھر پڑی ہے لہذا اس لئے جو فائدہ پر دستگیر کیا جا رہا ہے اب بھی موجود ہے کیونکہ کرم  
 کو یوم فرج و سرور قرار دینے والے کج بھی ویسے ہی موجود ہیں جیسے کہ اُس زمانہ میں تھے فرق اتنا ہے کہ اُس  
 زمانہ میں حسین کی شہادت اہل یوں کی شکست اور بنی امیہ کی فتح سمجھا کر فرادبانے بجائے جاتے تھے امداب اس زمانہ  
 میں امدابے مطلب کا طرز بدل کر حسین کی شہادت کو مقام محرم و مہات اور موجب شہ و اہلج امداب  
 کو اکی سولت اندوہی و شرف اور آخر دی زندگی کی عیش و راحت کے خلاف بھکر عید شہ مناسبہ امداب  
 مبارکباد دینے کی نصیحت کی جاتی ہے اور جنرے و فرجے کو آپ کی روح مقدس پر ظلم ہے قہر کیا جاتا ہے حالانکہ  
 اگر ہمارا نام اور گریہ و بکا امداب ہاری جنرے و فرجے مصیبت حسین میں آپ کی روح مقدس پر ظلم ہو تو بلاشبہ اشد حشر  
 رسول پہلے ظالم قرار پائیں گے جو اپنے اموات اور اپنے شہداء کی شہادت پر غور و غموم ہوئے اور دوسرا  
 بنی امیہ کے اہلبیت خضر و صابغ فاطمہ زہرا کا جو روتے ہی روتے دنیا سے گزر گئیں اور بنی امیہ کے صحابہ  
 کا جو کاجین ہے بعض آپ کی مصیبت میں روتے روتے ہلاک ہو گئے۔ امداب چوتھا بنی امیہ کے معومین خصوصاً مالک  
 الموت کا جو کاجین فیض روح رسول کے بعد روتے ہوئے آسمان پہنچے اور ملا علی ہے و امداب ہمدانہ کی تو از سنائی  
 دی (حلیۃ الاولیاء ابو النعمان) (اصا ذلہ من ہذا

بہر حال بہت اس گریہ و بکا اور جنرے و فرجے میں اپنے رسول اور آپ کے اہلبیت و صحابہ اور ملائکہ مقربین کی قیاسی  
 کرتے ہیں اور یہی اس اسوۂ حسنہ کا مقصد ہے جو کہ اپنے ہامو میں لگا ہوا ہے مشرعیین اس سلسلہ پر غصہ و دل ہے  
 غور کریں اور نصیب کی نقاب آنکھوں سے ہٹا کر کتب و تفسیر کو غور سے مطالعہ فرمائیں تو ہمیں یہ ہے کہ کون بھی ہمارے  
 ساتھ اتحاد عمل پر مجبور ہو جائیں گے اور یہی ہامو عین مقصود ہے و ہوا الموفق والمعین» (زاچیز بربر)





## استقبالِ سر

بی بی اللہ کی مشہور عینیت

مرحباے عشق خوش سودا! اس عظیم جملہ علت ہے  
ابھی کچھ دن کا ذکر ہے کہ علی جاہل بنے کالوں کو مرنے غم بنا کر صفوہ قرطاس کے خوش سے شہکے منہ کے  
وزم و زم کی تصویر کشی میں مشغول تھو اور ہلکا ایک دفتر تھانے کا زموں کا فقرت غم و الم کی سپاہ مافی الملک  
ستم ظاہر الم انگیز باطن غم خیز نظر آتا تھا۔۔۔

یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ گذشتہ دو مہینہ آل محمد کے لئے سببت اور دیکھا لیت ہی لیگو آئی تھی مدد و دلور  
سے صلئے الدنیا و الدنیا اور ز معلوم کتابت بلند رہتی خاندان رسالت کے مرتبہ شناس مسلمان اب بھی لوجہ کو  
مدد و نہر نے دیتے لیکن آنوالی سرتوں کے دن حد کھینچ چکے ہیں اور بلا اہم غم آگے نہیں بڑھ سکتے حقیقت میں  
ہمارے اسلاف کے علیات غالی اور حکمت نہیں جوتے تھے انھوں نے غم و الم کی توسیع آٹھ بیچ الاول تک ایسے  
کی تھی کہ اہل ایان میں آجسری غم امام حسن عسکری کا زہر نیم بے شہید ہوا ہے جو آٹھ ربیع الاول کا حادثہ جلاک  
ہے اس کے بعد پھر خطا کرن کوئی اسلاف قلب اسلام میں نہیں ہو پانچواں غم حسین کو خاندان رسالت کی آجسری  
شہید کے روز وفات تک کھینچنے کی ضرورت تھی اس تاریخ کے منتفی ہو نیسے ساتھ ہمارا غم بھی ختم اور موت کا آغاز  
سہلئے کر زانہ برتا ہے اور فلک دور جہد و شرف کرنا ہے لب صفوہ قرطاس کو رنگ گلستاں اور الفاظ کو حسیب  
بوساں سمجھنا چاہیے سطر زبان نثار میں ہر فقرہ ہے نیم مست آہی ہے غماہیم خبر دیتے ہیں کہ ہمارا بارہواں  
رہسٹا امام زانی عشری کی گردن نشیل پچی ل جو میں کی طرح نیم ربیع الاول کو صفر میں مسہر امت پر جہل  
فلک ہوا

ہمارے جو دست میں ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے جسے آنکھوں میں نور مل میں سرور پیدا کیا اور زبان ہدیہ  
لیا یہ خیال طبع واد نہیں ہمارے کا برکت اسکو بہت پہلے تو م کے لئے پیش کر کے ہیں خباب سید بن طاہر اس  
طالب ثرا فرماتے ہیں۔۔۔

اذا كانت وفاة مولانا العسكري ثمان مئتين  
من وبيع الاول فيكون ابتداء ولاية الهدى  
على الامير يوم تاسع فاعلم هذا اليوم  
من وبيع الاول فيكون ابتداء ولاية الهدى  
على الامير يوم تاسع فاعلم هذا اليوم

لہذا راقبال صالہ الاصال) یہی ہے

اگرچہ ہمارے طلب پر جو زخم لگائے گئے تھے وہ منہ بدل نہیں ہوئے اور لوہنگی آگ نہیں بھی اس لیے کہ مرحلہ انتقام باقی ہے اور منعم غیب مغربی کے انتر سال اپنے دکلا کے ذریعہ ظاہری حکومت کر کے غیب کبریٰ کے پردے میں چلا گیا لہذا انتظار کی مصیبت کسی قدر المناک ضروری ہے

گئے بھی سوز غم تو بھی اثر جاتا ہے خلل ہے دہواں بھینے پر بھی اٹھتا ہے کم کش غفل ہے

لیکن یہ غور حوں لغو خندا و جزو نون لحو ننا، انحضرت کے ایام غم میں غلین اور اہمیت میں مرور ہونے کا حکم دیتا ہے لہذا اگر ہمارے چہروں پر آثار فرح لبوں پر مسکراہٹ جبین پر خوشی کی طرب و در میں اور گزروں میں چراغاں ہو تو توجہ نہیں

## امام حسینؑ الزبائی کی مذہبی

نہم بربیع الاول آج خاندان رسالت میں ن معزز ہستی تخت حکومت پر جلن مکن ہوئی جو غائب رہ کر عالم کو فساد ہے روکے ہوئے ہے اور زمین و آسمان اُسکے وجود سے ہم گئے ہیں، وقت ظہور یقیناً دنیا بدل و انصاف سے چمک جائیگی اور تمام عالم ایک دین اسلام سے میندین ہو گا اسی برون نشین جلیغیت کی الفت میں ہم دیوانہ ہیں اور ہماری تمام دینی و دنیوی قزیاں اُسکے رحمت پر منحصر ہیں

شہ طیب اجمت منش بر جہان ما محنت راحت ما درد ما دراں ما

در حقیقت ایسے پر آشوب زمانہ میں کہ جب دنیا شرک و کفر و الحاد اور استبداد سے آغوش ہو رہی ہے ایت کو عروج ہے روحانیت کب کی فنا ہو چکی ہے ایسے طیب کابل کا وجود عقلی تجویز تھی جو جہانی معاوج کے ساتھ روحانی علاج کرے اور طوبیہ رب و شک کی دبار عام کو نکال دے اجساد کو صحت و عافیت کا لباس پہلی نچا کر

مرضیان جالت کو شفا دی

سچ ہے روحانیت میں نور اور عقل بوجہ اجسام کا قیدیہ سب اسے رہا نہما کا اثر وجود ہے جہم و در افتادگان تک پہنچتا ہے ورنہ اومیت نے داغوں میں تاریکی بیلانے کی کچھ کم کوشش نہ کی تھی عقل جنہی رسوں پر پہنچنے والے انہم انسان نے روحانی تولاؤں سے موٹھ موڑ لیا تھا۔

ہمدی تمام علتوں کا طیب وہی ہے جسکے زیر اطاعت کچھ ہم کام کرتے ہیں اور جسکے دور امامت کا ہنشم ربیع الاول پہلا دن ہے خدا جل و دن وقت لائے کہ حق و باطل میں امتیاز پیدا ہوا اور یہ قدرت پر غیب ہمارے امام کا جل با کمال دکھائے اللہ تعالیٰ فرحہم و سہل مخرجہم

ولادت حضرت ختمی مرتبت ۱۱ کون سالان ہے جو کہ اپنے خدا کے پیارے حبیب کی اہمیت اور اس مرکز اہم  
ماہ میں شروع ہونے کے لیے چشم براه نہ ہو حقیقت یہ عینہ ربیع الاول ہے جسے خلیل اللہ کے دین خفیف کی بیخ  
بنیاد میں تازہ روح دوزار شجر سلام کو سرسبز کیا۔ یہ دن وقت ہے کہ دنیا گھروں کا ماہ ہے آغوش ایک ہے کہ مذہب کا  
جلو دکھائی نہیں دیتا حق پر باطل کی سنگسار گھٹائیں چٹائیں ہیں صدق و علم جہالت کی نقاب میں نہیں ہے  
عرب کے قبائل اپنی مطلق الغنائی سے در در بر ذر ذرات میں گرتے چلے جا رہے ہیں، خونریزیوں کا بازار گرم اور  
ذخیرہ کی رقم فیج پہنچتی جا رہی ہے، لشکر و فارس انتہائی طاقت کے ساتھ شہر و دیہے کے گھروں کے پھروں  
بیٹھے ہیں جو بیت اللہ کو بزم خود اپنا کر چکے ہیں مگر پھر بھی دین حسین ہیں حبش کا بادشاہ ایہہ اہیوں کی فوج  
حج کے کعبہ پر چڑھائی کرتا ہے اللہ کا رخاۃ الہیت ہے پروردگار کی فوج مجاہد بنا کر فضا میں روانہ کیجاتی ہے تاکہ  
بیت اللہ دشمن کی دستبرد سے محفوظ رہے اور اپنی طاقت پر گھنڈہ رکھنے والے صاحب نیل کھسک ماکول کے  
گروہ بنائیں ڈوب دیے جائیں۔

یہ قدرت کا نتیجہ تھا کہ اہمیتوں کا مقابلہ اہمیتوں کے ساتھ ہوا اور یہی کے ساتھ واقعات جنگ کی کہ  
لشوں تک کا ہتہ نہ لاف و دشمنی سے رکب و مرکب نیت و ابد کردی گئی۔

چونکہ عرب کی تاریخ میں یہاں تک واقعہ قبل ازین طور میں نہ آیا تھا اور انھوں نے اس سال کا ام  
عام نہیں رکھا کہ کبھی اس حادثہ کی یاد دلاؤں ہے مگر وہ اس قدر قدرت کی طرف سے پیغمبر اسلام کی ولادت کے لیے  
یہی سال منتخب ہوا، عرم میں کعبہ ڈھانکا سالان ہوا تھا ایک مہینہ بیچ ربیع الاول میں تمام عالم کی اصلاح کرنے والا نبی  
آپ بچا اصلیل کی لاکت، ارم عرم اور پیغمبر اسلام کی ولادت، ارم ربیع الاول دونوں تاریخیں ایک ہیں پورے دو  
مہینہ کے اندر کعبہ کے محافظ کو خدائے دنیا میں بھیجا تھا تمام کعبہ کی سیر فی حفاظت اور وقتی فائن کے لیے تھا جو  
طائر دس بجے انجام دیا اور اصلیل کو فنا کر دیا اگر کعبہ کے اندر ہے توں کا ہٹا ان کے دست و پاؤں کا کام نہ تھا اس کے  
لیے پھر عربی پیدا ہوئے جو کعبہ کی دائمی حفاظت اور ازرونی خدمت انجام دیں

مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں میں جو عالمگیر بیعت پڑی اس نے فرقہ بندی کے ساتھ پیغمبر اسلام کی تاریخ کا کوئی  
اشتباہ میں ڈال دیا کوئی بار میں کھتا ہے کوئی شہر میں کوئی شہر میں کھتا ہے اسلام کے وہ بڑے فرقہ ایک ایک کیل کو اختیار  
کئے ہیں علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب ازندانی تحریر فرماتے ہیں:

ولید یکنہ عند طلوع الفجر من یوم للجمعۃ مکہ میں طلوع صبح کے وقت مذہب جمعہ، ارم ربیع الاول  
السابع عشر من شہر ربیع الاول (نقاب) کون حضرت پیدا ہوئے،

لیکن اگر جمعہ ہے پھر کعبہ کی تاریخ میں کس تاریخ پیدا ہوئے تو بے خود حضرت ختمی مرتبت کا قول یاد ہے اول

ماخلق اللہ نوری بن دقت ہے کہ نہ شبیاذ ملک نصب ہوا تھا نہ شمس دقمر کی پیشہ روشن ہونے والی  
تندلیں تیار کی گئی تھیں نہ زمین کا خرگوشا گیا تھا نہ دریائوں میں روانی پیدا کرنے والا پانی پیدا ہوا تھا ایسا وجود  
خلق میں سب سے اول ہوا اسکی تاریخ خلقت دریافت کرنا ناممکن ہے اسلئے کہ دن اور رات مع حرکت فلک پر موقوف  
ہیں اور جو فلک اور حضرت کے وجود ہے حقیقہ ہے۔

بنیغیر خدائی لاویج اور عبوری سندھ میں جہاں تک تاریخوں کا مطالعہ کیا حضرت ختمی مرتبت کے سال ولادت  
کہ عبوری سندھ سے مطابق کرنے میں مختلف قول نظر آتا جو ہیں اسیں وہ کاشا کی تاریخ باعتبار نبوت کی شخصیت  
کے میری نظر میں بہت ادا ہے کج سے تقریباً ایک صدی پہلے قریب ۱۸۷۵ء میں بمقام ملکہ شہزادہ علی بی بی  
اُسکے سنوات میں فاضل موزخ نے فرہنگ بنایا ہے جس سے اسلامی واقعات کا جھپٹہ ملتا ہے ہم مثنیٰ عن مورخ  
ذکر کے الفاظ کو بلا قطع و بربد درج کرتے ہیں :-

محمد کا تولد .. - - - - - ۵۷۱ .. عیسوی  
بن ہجری کا آغاز یعنی محمد کی ہجرت کا زمانہ جبکہ مکہ سے مدینہ کو گیا .. - - - ۶۱۰ ..  
ابوبکر محمد خلیفہ ہوا .. - - - - - ۶۳۲ ..  
ابوبکر موالد اور عمر کا خلیفہ ہوا .. - - - - - ۶۳۳ ..  
عثمان عمر کا خلیفہ ہوا .. - - - - - ۶۴۵ ..  
علی شاہ عرب کا .. - - - - - ۶۵۵ ..

(ابن ابی شیبہ اور دوسرے قديم ملکتہ)

بنیغیر خدائے دقت ولادت جو آثار نظر میں آئے اُنہیں یہ بھی تھا کہ وہ ان کسے کے چون کہ ملکہ ٹوٹ کر  
گرہ کیا اس سے اُشان اس طرٹ نہیں ہو سکتا کہ ابھی تیر و معصوم اور مولد ہونے والے ہیں جنکو اسلام کے فوائد ارتقا  
میں اقتباس ہے حق ہے عیسوی کہ سرور کائنات کو تھا۔

نور علی نور بہ ترقائی آیت کا ایک جزو ہے اور لبائش لہ کمال کی زبانوں پر جاری ہر ایک ندیں متولد بن گیا  
ہے لیکن جو صحیح تصویر اس خزون کی بنفہ ہم راجع لاول کو دکھائی دیتی ہے جو غیر خدائی اور دقت ولادت تھی آنحضرت  
کی ولادت مہر بیچ لاول سے علیہ افضل فیہا کہ کچھ جانشین کی ولادت علیہج الہل سندھ صحیح حجت میں ایسی دن پیدا ہو کر  
الہامی اور اسطفا علی کی ایک نعرے تصدیق بھی کوئی لڑائی رنج کو دوسرا تو کئی ولادت کا مشرف حاصل ہو گیا، آپ کی  
ولادت اسناد کے صاحبان معترف کی زبانوں پر نہایت ندر جاری ہونے کا اس سے متبرک کی علی ہو گا جو کچھ حرمین  
مورثہ اعلیٰ نے دنیا میں قدم رکھا اسی دن اُسکے چھٹے جانشین نے بھی پہنچا کہ دنیا کو بعد نور بنا دیا اب انگر

تبلیغی نقطہ نظر سے دیکھئے جب بھی یہی نتیجہ برآمد ہو گا کہ جتنی خدمتیں اسلام کی اس نومولود سے انجام پذیر ہونے والی ہیں ان کی اصل ہی دوسرے الم کے لئے نہ اپنا تھا کہ خاندان رسالت سے پیشہ زمانہ غالب رہا اور اُس کے باویان بہت نے کبھی عزت و کبریٰ کو شمار فرمایا کبھی قید خانوں کو مسجد بنا کر عبادت خدا میں زندگی بسر کی کبھی دشمن کی زمر میں چپ رہ کر عمر گزار دی لیکن یہ اسلام کی خوش قسمتی تھی صافی کل محمد کو کینہہ زمانہ نے ہلٹ دی، بجائے نتیجہ یہ ہمارا اندازہ ہے جہاں دہلیک عالم میں دو مذہب جغفری کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اسی دربار کے بچنے والوں کو سولہ اعظم انجاء رہنا اور امام بنائے میں غزائیں کرنا دنیا جانتی ہے کہ معروف کرچی کو اس بارگاہ میں خدمت کا شرف حاصل تھا سفیان ثوری طفیل مکتب تھے امام ابو حنیفہ شاگرد تھے، ابو یزید ربیع بن امام کی ڈیوڑھی پر پانی بھرتے والوں میں تھے جو کچھ عافین کی نخل میں صدر منتخب کیے جاتے ہیں یہ نام ستر تیس اسی دور کی صیغہ سائی سے حاصل ہوئیں اگر احسان فراوان ہستیاں آنحضرت کی وجوہی میں امانیت پتل گئیں اور ان لوح عمام میدان پرستش میں آنا شروع کرنا ان لوگوں میں ہے کیونکہ علی اعظم اور کیو امام اعظم کسا جاتا ہے دنیا کو سمجھنا چاہیے تھا کہ ہر فرع کو دکھار اُنکی اصل کی طاقت پر نظر کرتی ہیں مگر ہکو اس کا گلہ نہیں جب اہویت کے خلاف بندوں نے انادیکہ کی صدا میں بلندیں تو کیا ثقیب ہے اگر نبوت و امامت ہے تصادم تو حق میدان عمل میں کام کر رہی ہیں

قدت کو شعلہ ہو کہ یہ چراغ اسی روز سید میں روشن ہو جو مسود کائنات کا دم میلاد تھا اور اسی کے ہاتھوں دین نبی کی تجدید ہو جائے

یہ غیر خدائی پیشین گوئی اذاد ولد جعفر بن جب جعفر بن محمد بن علی بن اکیم میلان زند پیدا ہو تو محمد بن علی بن الحسین ابنی فسموہ الصادق اسکا نام صادق رکھا اسلئے کہ یہ میلان فونڈ ہے جس سے فائو ولد منہ ولد یتال لسا لکن اب ایک شخص پیدا ہو گا جو کہ کتاب کیلئے کے واسے ہو اس ویل لہ من جرات علی اللہ تم پر کن دین اکیم ہیں کہ قدر جرات کرے گا

(مناقب آل ابی طالب)

آخوہ وقت آیا اور جو کہ بانی اسلام نے فرمایا تھا اسکا طہور ہو احسان آنحضرت کی ولادت کی تاریخ اور نیز وقت ولادت پر زمانہ امام محمد باقر میں آفتاب ہایت چمکا اور ولادت امام ششم کی نیک مسعود گھڑی آپ کو پہلی تاریخ میں ہے۔

ولد بالمدينة يوم الجمعة عند طلوع ربه میں جمعہ کو دن صبح صلیق کے وقت کہ تیرہویں الحجۃ مثلث عشرہ لیلۃ قیبت من شہد ربیع الاول ۱۲۳۰ ہجری کے بانی تھے پیدا

ربیع الاول سنۃ ثلث و ثمانین ہجری۔

(مناقب ال ابی طالب)

مدینہ کی دیواروں پر نور کی چوٹ پڑی پاس کے بیٹھنے والی عورتیں سمجھیں کہ امامت کا ایک اور چراغ روشن ہوا پشت پر دو تہمت کلمہ ربک صہد تا وعدہ لا کی ہر عصمت ثبت تھی جس سے اتحاد اہل بیت توکل پر روشنی پڑ رہی تھی قرآن کی پہلی منزل پیغمبر کا صمد مبارک تھا تو اولاد پیغمبر کے منکب کلام الہی کی دوسری منزل ہوئی،

نام نامی (دی عنہ عن ابیہ قال سمائی جعفر اعلیٰ اسوہ فی الجنۃ کنبۃ ابو عبدہ وقیل ابو اسماعیل ویلقب بالمصداق تذکرہ خواص الامہ) اوحضرت سے خود روایت کی گئی ہے کہ میرے بزرگوار نے میرا نام جنت کی ایک نہر کے نام پر جعفر رکھا کہنت آپ کی ابو عبد اللہ اور بعض کہتے ہیں ابو اسماعیل تھے اور لقب صادق تھا۔

لوگ کہتے ہیں انسان کو ام ہامی ہونا چاہیے میں کہتا ہوں صادق اہل محمد کا یہ نام سنی ہے بھی بڑھ گیا اسلئے کہ جنت کی نہر جب اہل بہشت کو فائز ہو جائے گی انوقت نفع رسال بھی جاسکتی ہے اور صادق آل محمد چشمہ حقے جنھوں نے اپنی علوم سے نہ صرف اپنے عہد میں علامہ اس کو سیراب کیا بلکہ صبح نیاں تک کے سر چشمہ فیض ہے فائز اٹھانے والے نفع حاصل کرنے دینے لگے۔

حسبم روی ان غلاما کان لجعفر المصداق رضی اللہ عنہ صب الماء علی یدہ صیدہ یومئذ من الا یام فسقط الماء من یدہ فی الطست) نصار الماء علی ثوبہ فنظر الیہ کل نظرۃ منکرة فقال الغلام یا مولای والکاظمین الخیط قال جعفر کظمت غبطی فقال الغلام والعائین عن الناس قال جعفر عفوت عنک فقال الغلام واللہ یحب المحسنین فقال جعفر اذهب فانک حر لوجہ اللہ ولک الف دینار من مالہ هذا من بعض کراماتہ و حسن اخلاقہ و رضی اللہ عنہم

روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک غلام ایک دن آنحضرت کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا اتفاقاتاً طرف آپ جھوٹ کر پشت میں گرا اور پانی کی چھینٹیں حضرت کے کپڑوں تک پہنچیں آپ نے غصہ کی نگاہ کی غلام نے عرض کیا اے مولا والکاظمین الخیط حضرت نے فرمایا میں اپنے غصہ کو روک لیا اسنے کہا والعائین عن الناس فرمایا خطا بھی بختری اسنے کہا واللہ یحب المحسنین فرمایا جانجے راہ خواہی آدا و کردیا اور تیرے لئے ہزار اشرفیاں بھی میرے مال خاص سے لیتی یہ اوحضرت کے کرامات کا ایک نمونہ اور حسن

وخصم روض الوبا حیدر فی مناتب الصالحین (مجلد ۱) اخلاقی کا ایک شہرہ

(ایضاً چاب مصر ۹) (رضی اللہ عنہم)

دنیا کے کسی تاجدار کی بزم میں جہلم اور برباری کی ایسی مثال نظر آئیگی کہ خطا کرنے والے کی تعزیر ہے  
ہاتھ اٹھلا دے اس غم کو دوست دے طوق غلامی ہے آلود کیا اُسپر مستزاد ایک ہزار شرفوں کا عیلہ جسے چھوگا  
کے مستقبل کو سنہرا کر دیا یہ فیض خاندان برائے کسی مخصوص ہے اور بس  
علمِ تعمیر دیا ہمارے اندر مصومین کو جہلمِ علوم و فنون میں کمال حاصل ہوئے کی جہت ہے خوب کی تعمیر دینی میں بھی  
ن ملکہ تھا کہ اپنے ہر کمرے میں تھے ملاحظہ ہو :-

عن جعفر الصادق (رضی اللہ عنہ) قال  
رجل فقال رأیت کان فی بدی عصم فولد فقال  
لہ جعفر تنال عشرة دنایہ فمرو الرجل فوتم  
فی یدہ تسعة ذنا یغفانی الی جعفر واخبرہ  
بنسلك فقال اقص علی الذویاء ذانیہا  
فقال رأیت کان مبدی عصم فولد انا اقلبہ  
فلم ازلہ ذنباً فقال لہ جعفر لو کان لذنوب  
لکانت الذنا ید عشر  
رجاء للیوان د مبری صفحہ ۹۰ ج ۱

اُسکے دم ہوتی تو اشرفیاں بھی دس ہی ملتیں

مکن ہے وجہِ تعمیر ہو کہ جہلمِ کنجشک میاد کے ہاتھ ہے مولی غفلت میں رہا ہوجاتی ہے اسی طرح درجہ

دیار ہے وقار میں اور ہمیشہ کسی ایک جیب میں نہیں رہتے،

ابو حنیفہ بارگاہِ صادق میں ذکر ابن خلکان

فی ترجمہ جعفر الصادق اندر مسئلہ اباحنیفہ

ماقتول فی محرم کسر دبا عینا ظلی فقال

یا بن بنت رسول اللہ لا اعلم ما فیہ فقال ان

الظلی لا یکون دبا صا و هو ثقی البدا

درجہ جلا المجلد ۱ ج ۲

ابن خلکان نے حالاتِ امام جعفر صادقؑ میں ذکر کیا ہے کہ

اودھخت نے ابو حنیفہ سے پوچھا کہ تو اُس جس پر احرام پہنے

دلہ کے بارے میں کیا کہتا ہے مجھے ہرن کے رباعیات

دانت، توڑ ڈاٹے ابو حنیفہ نے کہا کہ لہو و حر اہل کے فہم

مجھے اسکا علم نہیں فرمایا (انعم، ہرن کے رباعیات کہاں

ہوتے ہیں اس کے تو آگے وہی دانت ہوتے ہیں :

مجھے حیرت ہے کہ اس مختصر سوال و جواب کو اہلسنت کے امام و میری نے ان ظلمکان ایسے باوقار و مہذب کے قلم سے نقل کرتے ہوئے ابو حنیفہ کا جہل اور امام جعفر صادقؑ کا زور علم دکھایا ہے اب کہنے کو دل چاہتا ہے ۵۰

چہ نسبت خاک را عالم پاک .

امام جعفر صادق کے فیوض علمیتہ کہہ چکا ہوں کہ یہ ن مجرد و خالص علم و کمال کا جس سے صد چہتہ بہتکلی فی الصواعق روی عنہ جماعۃ من اعیان علامہ ابن حجر مواقیہ محدث میں لکھتے ہیں کہ ایمان ائمہ الاثنیۃ کیچھی بن سعید ابن جریج و ملائک بن انس میں ہے ایک جماعت مثل یحییٰ بن سعید ابن جریج و والفری دان عینیہ و ابو حنیفہ و ابوالیاسیجستانی نے آپ سے

(رد المحتار المطالب صفحہ ۴۱۶)

حدیث کا اخذ کیا ہے۔

طبقات خاتمی میں بھی یہ مطلب موجود ہے و الفضل ما شمدت ببر الہداء

امام کی عبادت مال علیہ السیود اشتغل تمام علماء و سیر کا اتفاق ہے کہ آپؑ کی ریاست کی طلب کو بالعبادۃ من طلب الیاستہ و ذکر حافظ فی حلیۃ الاولیاء چھوڑ کر عبارت تراویح میں منقول رہے ہیں حافظ ابو نعیم حلبی میں عمر بن المقدام سے اصل میں کہن کہا کرتے تھے جب میں امام جعفر صادقؑ کو دیکھتا تھا تو مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ انبیاء علمت اند من سلانہ النبیین

(رد المحتار المطالب ۴۱۶ از صواعق محرقہ)

گرام کی اولاد ہیں۔

حضرت کے اصحاب بکثرت تھے جن میں معاویہ بن عمار و زید شحام عبد اللہ بن ابی یوسف ابو جعفر محمد بن علی بن عثمان اجل ابو الفضل سید بن حکیم عبد اللہ بن سلام جابر بن یزید جعفی ابو حمزہ ثمالی ثابت بن دینار مفضل بن نسیب بن رائے مفضل بن عمرو بن جریج میر بن عبد العزیز عبد اللہ بن عثمان جابر کوفی ہشام بن صیرفی سلیمان بن مہران ابو خالد قحطانی ابو بکر خضریٰ عبد الغفر بن ابی حازم سلمہ بن دینار مثنیٰ بن ہشام بن حکیم ہشام بن سالم وغیرہ شاہر افراد ہیں :

حضرت کے غلام (۱) مستحب (۲) مسلم (۳) مصادق

کلمات مشورۃ و نصائح اس سے کہیں زبان میں جھین جھرتے اپنی وہی علم ہے تمام دغظ میں ارشاد فرمایا لا یزال العبد المومن یتکتب محسنات امام بندہ نہیں جب تک چپ بیٹھا رہا ہے کہ تابان اعمال سکتا فاذا تکلم کتب محسنات و مصیبات محسن میں لکھتے ہیں پس جبکہ کلام کرنا ہے تو یا عین لکھا اشد الناس اجتہاداً من ترک الذنوب گیا اگنکار سے زبان کو کشش کرنے ملاں ہی جو گناہوں پر و الایات مکر یہ کہ انبائے حکم عفوین کوڑک کرے اپنی والدین کے ساتھ نیکی کر دے کہ تھا رہے بچے تھے



نساء الناس تعف نساء لولا نداء  
حسن سلوک کریں لوگوں کی عذرتوں کی غفلت کا خیال  
افضل من التقوی ولا شئ احسن  
دیکھو اگر تمہارے عذر میں بھی غیفرہ میں کوئی توفیق پر ہوگا  
الصمت ولا عداۃ اختر من الجھل ولا  
بے بہتر نہیں کوئی چیز سکوت پر بھی نہیں کوئی دشمن جہا  
داء اروی من الکذاب  
سے زبان ضرر پہونچاؤ الامینوں کو کوئی بیاری جھوٹے زبان

ملک نہیں

کلام مظلوم واقعات صادق میں حضرت کا نصیحت خیر کلام نفا بھی ملتا ہے ایک براہی ہندو نصیحت پتل پتھر پر

قصی الادرانت نظلس حبہ  
ہذا العمرك في الفعل ابدا يع

اپنے مہر کوئی افزائی کرتے ہوئے دوستی نہ ادا اظہار کرنا ہے قسم تیری زندگی کی یہ ایک تعجب خیز بات ہے

لو كان حبك صادقا لا طعت  
ان المحب لمن يحب مطيع

اگر تو اس کا سچا محب ہوتا تو اس کی اطاعت کو اس لیے کہ محبوب کا مطیع ہو کر آتا ہے۔ (انوار اللاب جاچکھی)

عاجس اس مظلوم کو بلا آپ کو اپنی جد مظلوم امام حسین علیہ السلام سے جو مختلف غلطی تھا اسکے تراہ میں حضرت کے

واقعات زندگی بھی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب امام حسین بن ایا تو وہی بھڑکی نے جتنے دیکھا عراق میں آج تک ایک نیک انسان

بارغ امام جعفر صادق کے نام سے مشہور کیے تھیں مقل کا جا تا ہے کہ حضرت جب زیارت مائرسید الشہداء کو گھڑ سہتھے تو وقت تیس

دو شہباز کے کباب کی حالت تیری ہی اسی جگہ سے زیارت پڑھ کر واپس ہوتے تھے واللہ اعلم کہیں آپ کے حالات میں نظر آتا ہے

کہ تو اپنے زیارت امام حسین بیان کرنے میں انتہائی تقویٰ کے الفاظ زبان پر جاری کیے کبھی مجلس غم مشفق کی اور شہر کے وقت کو

بڑی توقیر کے ساتھ پڑھا

ذکر القیمی وهو علی بن اسماعیل بن ابیہر حال کنت  
تمہیں یعنی علی بن اسماعیل نے اپنے باپ کی زبانی ذکر کیا ہے کہ میں

عند ابی عبد اللہ جعفر بن محمد انما استاذن للید  
حضرت ابی عبد اللہ جعفر صادقؑ کے بعد میں حاضر تھا کہ کسی نے سید

فامر بالصلاة فقد حرم خلف المنور فدخل وسلم  
عمیری مشہور شاعر کے لیے حاضر ہوئی اجازت چاہی حضرت نے لا کا حکم دیا

جلس فاستنثہ فانشده قولہ  
اور حضرت معصومؑ کو پس پڑھ بھلائی سید داخل ہو کر سلام کیا اور بیٹھ

امور علی جدت الحسین فقال عظمی اللہ  
اپنی مشہور نظم امر علی جدت الحسین الخ شروع کر دی۔

تال غایت موع جعفر بن محمد متحد د علی خدیوہ  
یوں ہی گئے اور زائد فرما دی اور گھر سے بلند ہوئی یہاں تک کہ

ولوقفة الصراخ والبکلو من طارہ حتی امرہ بالکس  
حضرت نے کہے کا حکم والا رسید نے مرثیہ قطع کیا و

فاسک د کتاب قانی فی النجی الامہانی و

## نقد و تبصرو محل المعارفین شش مہموں میں

اسلام کے اصول خمسہ کی معرفت حاصل کرنے میں اگرچہ تعلیذہ باجاز ہے کیونکہ اُس سے صرف ظن و گمان ہی حاصل ہوتا ہے یقین حاصل نہیں ہوتا اور یہاں یقین کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے جو صرف عقلی دلیلوں سے حاصل ہو سکتا ہے اس لیے کہ ہمارے نزدیک حزن و بچائی برائی جو چیز کی عقلی ہو اگر ان ہول کا علم عقلی دلیل سے حاصل ہوگا تو یقین بھی جن اسلام کا حاصل ہوگا اور کچھ آدمی احکام اسلام پر سے اطمینان ہے نہ ہو سکیں گی لہذا ضرورت ہے کہ اصول دین کا علم اور ان کی معرفت عقلی دلیلوں حاصل کی جائے لیکن دلائل کی نوعیت اور ان کی مقدار لحاظ اختلاف فہم تکلفین اور ان کے مدارج تحصیل کے مختلف ہو اور ان مقدار جس سے بڑے بڑے عظیم شہادت کھل اور ان کے دفع پر قدرت حاصل ہو جائے یہ صرف انہیں حضرات پر کفایت واجب ہے جو کسی زمانہ میں تبلیغ و ہدایت کے ذمہ دار ہوں اور ان مشترک مقدار جو ہر مکلف پر بلا تخصیص واجب ہے ان صرف اُس قدر ہے جس سے مکلف کے نفس کو اطمینان اور مارت حقہ کا یقین حاصل ہو جائے جیسا کہ ہمارے علماء اگر ائمہ کے ارشادات و فتاویٰ سے غطا ہو رہے ہیں اور جو ذخیرہ ان حضرات نے اپنی آئندہ نسلوں کے لیے چھوڑا ہے ان لحاظ اختلاف حصول و افہام بڑی حد تک کافی و دافی ہے اور ان آثار اللہ کو کشمکش میں بھی ملوث ہیں، اگر اذیکہ نوعیت شہادت کی ہر زمانہ میں برقی رہتی ہے اور طرز ادا مختلف ہوتا رہتا ہے اور عوام کلا فہم کے بہک جانے کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں لہذا جس زمانہ میں جو حضرات ان وقتی شہادت کے حل اور دفع پر قادر ہوں ان کا یہ فرض ہے کہ لحاظ شرائط الموعودت و غی عن المنکر اپنے برادران ایمانی کو شہادت کے پختہ دہی سے کائنات اور اہل تعظیم قائم رکھنے میں اپنی کوششیں صرف کر دیں، الحمد للہ کہ اس مطلب کی طرف ہماری قوم کے کثیرات و فقیہ حضرات متوجہ ہیں اور سلسلہ تصنیفات و الیفات ہر مذاق کے موافق جاری رہے چاہے اس زمانہ میں خیالات انساب حکیم شہید احمد حسین صاحب الغلہ شعی و امت برکات ہم نے مندرجہ عنوان رسالہ اردو زبان میں تحریر فرما کر اس علم میں قابل قدر اضافہ فرانے کی کوششیں فرمائی ہو اور اصول خمسہ کو نہایت شرح و بساط کے ساتھ تحریر فرما کر جس فریضہ کو انکی نصیر نے اُس پر واجب کیا تھا اسکو نہایت خوش اسلوبی سے اور افراد کو اور ضروری مباحث میں سے کسی بحث کو فرنگہ اخت نہیں کیا ہم مدوح کو انکی محنت پر نیت و مبارکباد و دیگر ناظرین کرام سے اس کے حوالہ کی پروردگار شاکر کہتے ہیں، ۱۳۲۱ھ کا حرم ۱۲۱۱ x ۱۲۱۰ھ کا سفیدہ چکنا کاغذ لکھائی چھپائی بھی ابھی امدین ہو۔

خداوند متعال ہے بے نشان تمام دوا کھانہ کو کہ وہ ضلع بہاؤ نگر علاقہ کاٹھیا دار طلب فرمے جلد کی قیمت آخر رجب تک بیہ غیر

غیر حلیہ کی عمر ہے

## ابوطالب

ہمارے دل عقیدہ کی بنا پر جس طرح ہمارے انبیاء اور ان کے اوصیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین تمام علوم و کمالات میں افضل خلایق اور تمام اخلاقی و روحانی جہاتی فضائل پر رہتہ و پیرستہ ہوئے ہیں انکی طرح انسی ذات سے بھلیان حضرت کا پاک و پاکیزہ ہوا ایک ایسی شرط ہے جو انکی فضیلت کے اثبات میں لبردی و ضروری ہے و حضرت اپنے والدین کی جانب سے نجیب الطرفین ہوتے ہیں اور ان کے اولاد مقدسہ ایسے حضرات کے اصحاب و اولاد طہ و طہر و طہر و طہر منتہی ہوتے ہوئے دنیا میں آتے ہیں جن کے دامن شکر و کفر کی نجاست سے کون نہیں ہونے بلکہ کل آباد اہل ان کے حضرت آدم و خاؤم و آلک نجیب الطرفین اور یمن و موحد بلکہ اجل انبیاء و اوصیاء ہوتے ہیں اسی بنا پر ہمارے عقیدہ میں حضرت ابوطالب پر زور گذار حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام بھی یمن و موحد بلکہ اجل و اوصیاء حضرت امیرؑ تھے اور شرک و کفر کی جن جہتوں سے انکی قبلے ایمانی بالکل صاف و پاک تھی، چونکہ اہل اسلام کے سوا و اعظم کوشش دیگر موضوعات کے اس موضوع میں بھی سم ہے ۱ خلاصہ اور افضل امیر المؤمنین کے چھپانے اور اپنے عہد و عین کی ذات انسی پر ہونے والے کے لئے حضرت ابوطالب کو بھی انبیاء و سابقین و صالحین بلکہ خود جناب قائم النبیین کے آبا و اجداد ہرین کی طرح شرک و کفر کی طرف متوجہ کرنے میں کوئی ناکل نہیں کرتے لہذا فقہ بھی کہ عقیدہ اہل حق کے اثبات اور اس عقیدہ کا سدہ کے ابطال میں ایک متعلقی تصنیف اور ایک مفرد الیف اہل انصاف کے سلسلے پیش کر کے واضح کر دیا جائے کہ حضرت ابوطالب وہ حنیف مسلم تھے جنہوں نے اس اسلامی کے قائم کرنے میں کوئی دقیقہ یا جہ و جد کا اٹھانہیں رکھا اور انکی اس اسلام نوازی نے ناصران اسلام کی ہمت میں ان کے نام نامی کو آنحضرت کے عین ابجد لکھے جانے کا مستحق ثابت کر دیا، حضرت علامہ اتفاق امید محمد علی شرف الدین موسوی ادام اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوطالب کی مکمل سوانح عمری موسوم بہ شیخ الایض، سی جلیج تصنیف زبان عربی میں لکھا اس کی کو بر اکیا اور جناب کمال انتساب فاضل ابدل نحر اقران و اائل جناب مولانا المولوی البید ظفر ہمدی صاحب مدرسہ سیدین بنیاس کا مفتوی ترجمہ طبع و با محاورہ اردو میں نیا کے سلسلے پیش کر کے اس کے فائدہ کو قائم کر دیا چونکہ یہ تصنیف لطیف اسلامی تاریخ کا ایک نہایت ضروری مطالعہ درق اور اردو زبان کے قاریوں کے لئے ایک گرانقدر و عظیم المثال اضافہ ہے لہذا ہم نے اسے قاریوں کے کام سے اس کے مطالعہ کے پُروردہ مضامین کہتے ہیں اور ہماری دلی تمنا ہے کہ کوئی اسلامی بکتھانہ اس بے بہا ترجمہ سے خالی نہ رہے ۱۰۰ صفحہ کا حجم کتابت طاعت بھی اچھی کاغذ بھی اچھا قیمت طمان حصول عہد مدرسہ سیدین بنیاس دکن و رتبہ اسٹریٹ لکھنؤ ہے طلبہ کے لئے ہے ۱۱

وَمِنْكُمْ لَمَنْ رَدَّ بَكَ صَدْرِي لَمْ يَلَمْزْ لَكَ كَلِمَةً إِنَّ السَّلَامَ عَلَيْكَ

سَرَفِيَا مَرْيَمَ

بِقَوْلِهِ  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

قَالَ رَفِيعٌ مَسْئَلَةٌ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَالْبَيْتِ وَالْبَيْتِ وَالْبَيْتِ وَالْبَيْتِ

بِحَسْبِ مَا أَهْلُ الْبَيْتِ وَالْبَيْتِ وَالْبَيْتِ وَالْبَيْتِ وَالْبَيْتِ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاغت احمدیہ قادیان کے پرجوش گراہی ہی کہے جانے ملے اور دوسرے کی نہ سننے والی مستقل مزاج ممبر  
مرزا حاتم الدین صاحب اکبر آبادی نے اپنی عادت کے موافق ہمارے جوابات بعد سے قطع نظر کہے مسئلہ کی احسنی  
ششماہی میں ایک مختصر رسالہ بنام "تفسیر نمبر ۱۱" ہمارے پاس بغیر تحریر جواب بھیجا تھا جس میں تبصرہ بعد سابقہ نمبر  
اور ہمارے فاضل نامہ نگاروں پر اعتراضات کو تے ہوئے دل و امانت کے اثبات کا مطالبہ کیا گیا تھا، اس رسالہ  
کے جواب میں ایک مضمون ہمارا اثبات دل میں الواغظ نمبر ۱۱ جلد ۲ میں شائع ہوا اور اثبات امانت کو آئندہ نمبر ۱۱  
کیا گیا مگر ہوز ہم کوئی مضمون اثبات امانت میں نہ لکھنے پائے تھے کہ نعت اشرف ہے جناب علم ملام و عظیم فہام مولانا  
المولوی اسید علی قلی صاحب قبلہ دام اللہ ربکا تم نے تفسیر کا جواب بنام اصول دین و قرآن نمبر ۱۱ ہمارے  
پاس بھیجا اور پھر اسی کی اشاعت کو کافی سمجھ کر نمبر ۲۰ جلد ۱۱ الواغظ میں اسکو شائع کر دیا اس رسالہ کی اشاعت  
کے بعد ہمیں امید تھی کہ جناب مرزا صاحب مدد ج کچھ غور و فکر سے کام لیکر اپنے علم کو حرکت دیں گے کہ اس کے بعد جو  
نامہ پائے کہ ہم جناب مدد ج کے ہمارے پاس لائے انکو اور نیز ان کے تحریرات سابقہ کو دیکھنے کے بعد جہاں یہ امر واضح ہو گیا  
کہ اس سلسلہ کے تمام تحریرات جناب مدد ج کے اظہار ابکار کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص بھی ان کا مدین و مدد  
ہے وہاں یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ ان بھی اب ہماری اصطلاح کے داہن عمل کے معنی سمجھ ہی نہیں اور ابھی غلط فہمی نے  
ان کو ان خاصہ فرسائوں پر آمان کیا ہے؟

ان خطوط کا جواب جن میں رسالہ عقبات الایمان کے اشاعت پر ہونے کی پیشین گوئی بھی کی گئی تھی، رسالہ  
ذکرہ کی اشاعت تک ملتوی کیا گیا تاہم رسالہ مذکورہ ہمارے پاس پہنچ گیا جس میں پائے اسکے کہ پہلے مضمون  
اثبات عدل یا اصول دین اور قرآن کا لفظ بطور جواب دیا جائے پھر نہیں پرانی باتوں کو جن کے جوابات ہماری جانب  
سے کہ دیے جا چکے ہیں پھر تھوڑے تیز کے ساتھ دوسرا کہ عقیدہ عدل کو کہیں اور عیاں نہ ہوئے یا جو ذہن اگر اچھی طرح  
دراغ کر دیا ہو کہ یہ پوری پوری جناب موصوت کی طبع از او ہے اور نہ وہ بھی اب تک عدل کے معنی ہماری اصطلاح کے موافق سمجھے  
ہیں، یہ مضمون ہدایت مشون اسی ٹرکٹ کا جواب ہے جس میں مصنف کی بیجا تیلوں کو ناقابل تعرض سمجھا کر تضلیل و تبذیل  
کا جواب دیا گیا ہے جو اصل موضوع ہے تعلق رکھتی تھیں ناقض عیب جناب فضیلت اکب مولوی محمد بنیر صاحب  
مستلم درجہ اعلیٰ مدرسہ الواغظین نے عقبات الایمان کے کسی سوال یا اعتراض کو آئندہ جواب نہیں چھوڑا اور جس تفریق  
و تحقیق ہے جواب دہ ہیں اہل انصاف سے خلیج تحسین کا منتظر ہے درغور سے ملاحظہ فرمائیے گا۔

(راجندر مدیر)

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله العلی العظیم والصلوٰۃ علی رسولہ المصطفیٰ الکریم  
والہ العجبتین الفخیرین بعد فقال الخبیر العظیم فی محکمہ کتابہ القوی  
شہدائہ ان لا الہ الا هو والاملا شکتہ واولو العالم قانما بالقسط لا  
الہ الا هو العزیز الحکیم ۵ خدائے عادل و حکیم اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ  
اور ملائکہ اور صاحبان علم شاہد ہیں کہ پھر اُس کے کوئی خدا نہیں نہ صفت عدل ہے متصف ہوا کسی عزیز و حکیم  
ذات کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

آیہ مبارکہ میں ہیں اس وقت لفظ قانما بالقسط اور لفظ الحکیم ہے بحث ہے جس سے عدالت  
حضرت باری عنہ اسمہ کا ثبوت ظاہر و باہر ہے جبکہ اُس ذات مقدس نے اپنی توحید کے بعد اپنے  
صفات میں سے بیان فرمایا ہے اولاً ہم ابن الفاظ کی کوئی تحقیق بیان کرتے ہیں۔

اللغة قسط کے معنی عدل ہیں ملاحظہ ہو منتهی الارباب ق س ط (قسط) بالکسر عدل نیز قاسم القسط  
بالکسر العدل۔

لفظ حکیم حکمت سے مشتق ہے اور حکمت بمعنی عدل ہے۔ ملاحظہ ہو منتهی الارباب حکمت بالکسر عدل و حکیم  
کامیر خداوند حکمت نیز قاسم و الحکماء بالکسر العدل اور اگر حکم سے مشتق ہے تب بھی متضمن عدل ہے  
چنانچہ امام ابو طاهر مجمع بحار الانوار جلد اول صفحہ ۵۸ میں نہایہ ابن اثیر سے نقل فرماتے ہیں :-  
والحکم القضاء بالعدل وهو مصدر حکم بجملة تحقیق لغوی ہے معلوم ہوا کہ قسط بمعنی عدل اور حکیم  
بمعنی صاحب عدل یعنی عادل ہے۔

نہ سے معلوم ہو گیا کہ حاکم بھی بمعنی قاضی بالعدل ہے یعنی عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے  
اب جس مقام پر یہ الفاظ ملیں معانی مذکور لغویہ ملحوظ رہیں ۵

اب اس کے بعد ہم ترکیب نحوی لکھتے ہیں تاکہ الفاظ سمجھ میں آسکیں اور وہ مصداق و دلائل واضح ہوں۔

**الاعراب** آیہ مبارکہ میں قائماً بالقسط حال واقع ہوا ہے اب بحث یہ ہے کہ اس کا ذوالحال کیا اللہ ہے یا الملك؟ اولو العلم اگر معمولی استدلال کی کچھ غور کرے تو آسانی سمجھ سکتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی اس کا ذوالحال نہیں ہو سکتا۔ اولو العلم یا الملك میں صلاحیت ذوالحال ہونے کی اس جگہ میں نہیں کیونکہ قائماً جا رہے جو متعین ضمیر مفرد ذکر ہے جبکہ مرجع مفرد ذکر ہی ہو سکتا ہے ورنہ تطابق بین المرجع والمآل نہ ہوگا اور فقط الملك، اولو العلم جابل الجمع ہے لہذا یہ ذوال مرجع ضمیر مفرد ذکر نہیں قرار پا سکتے۔

هذا امتناع لعل الصبيان فيا عجيب صاحب عقلت الايمان :-

پس معلوم ہوا کہ ذوالحال قائماً بالقسط لفظ اللہ ہے چنانچہ علامہ رخشتری صاحب تفسیر کلمات تحسیر فرماتے ہیں :-

وانتصابه على نكر حال موكداً منه سبحانه اور منصوب ہوا اس کا اس بنا پر ہے کہ حال ہے  
وكانت جزء اول منجمله (۲۹)

نیز قاضی عبداللہ بن عمر صاحب تفسیر بیضاوی اسی لفظ کی تحقیق میں تحریر فرماتے ہیں :-

وانتصاباً على الحال من الله - اور منصوب ہوا اس کا اس بنا پر ہے کہ حال ہے  
ربيعاوى ص ۱۳۲ اور لفظ اللہ ذوالحال ہے۔

نیز خباب ملا علی الدین علی بن محمد بن ہادی صاحب تفسیر لباب التاویل و جاب علامہ ابو محمد بحسین الغفر البغوی صاحب تفسیر معالم التنزیل نے بھی یہی مطلب تحریر فرمایا ہے (باب التاویل جزء اول ص ۲۷ و معالم التنزیل کتاب لمخص الکلام فائدہ واضح ہو گی کہ فقط قطب یعنی عدل اور فقط حکیم یعنی عادل اور لفظ حاکم یعنی قاضی بالعدل ہے اور ترکیب نحوی ہے معلوم ہوا کہ خداوند عالم نے اس آیت میں اپنی ذات کو ان صفات سے منع فرمایا ہے جس کے بعد گنجائش انکار نہیں ہے۔

ومن يَكْتُمُ بِهِ فَاذْلِكْ هَذَا لِمَا سَوَدَن  
اور جو لوگ اس کے منکر ہوں وہی گھائے میں پھنسے  
لیکن ہم مزید توضیح کے لئے آیہ مبارکہ کی تفسیر بھی ذکر کیے دیتے ہیں :-

التفسير جناب علامہ جبار اللہ رخشتری تحریر فرماتے ہیں :-

قائماً بالقسط) مقیلاً للعدل فيما يقسم من الاموال  
خداوند عالم عدل کے ساتھ موصوفے اپنی تعظیم و توقیر  
والاجال و الثيب و يعاتب و ما يامر و يحضرك  
واعطاء عمر من لور و نہیں اس کی طرف سے جو جواب و

(العزیز الحکیم) صفات مقررہ ان ملامت  
ببر ذات من الوحدا نیت، والعدل یعنی  
انہ عزیز لا یغالبہ الہ آخر الحکیم  
الذی لا یعدل من العدل فی افعالہ  
ذات کو متصف کیلئے یعنی خدا ایسا غالب ہے کہ اُسپر کوئی غالب نہیں ہو سکتا اور ایسا عادل ہے کہ کبھی اپنے  
افعال میں خلل نہ کرتا

پھر اس کے بعد الی آیت ان الدین عند اللہ الاسلام کی تفسیر میں علامہ موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

ان الدین عند اللہ الاسلام) جلت مقامہ  
مؤكدہ للبعثۃ الاذنی فان قلت) ما نأخذ  
ہذا التوکید قلت) فائدۃ ان قولہ  
لا الہ الا هو توحید وقولہ قائم بالقطر  
تعدیل فاذا اردتہ قولہ ان الدین  
عند اللہ الاسلام فقد اذن ان الاسلام  
هو العدل والتوحید وهو الدین عند  
اللہ لقائے وما عداہ فلیس عندہ فی شئی  
من الدین۔ (کنان جہا راول صفحہ ۱۰۲ مطبع مصر)  
اعلان کر دیا کہ اسلام حقیقی توحید و عدل کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہی دین خدا کے نزدیک دین ہے اور اسے  
علان خدا کے نزدیک خارج از دین ہے

نیز خباب قاضی عبداللہ بن عمر صاحب تفسیر بیضاوی تحریر فرماتے ہیں:-

قائما بالقطر) مقیما للعدل فی قسمة وحکمہ خداوند عالم قسیم و حکم میں عدل کرنے والا  
تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ قلی کتور) ہے۔

تبیین قاضی صاحب نے قسیم و حکم علی للاطلاق فرمایا ہے زمان با مکان کی تخصیص نہیں کی ہے جس کا مطلب  
واضح ہے کہ تقسیم اور حکم دنیا میں ہو یا آخرت میں جب تقسیم اور حکم کہے گا اُس میں عدل کرے گا  
نیز خباب علامہ علیہ السلام والدین بندہ الی المعروف بانما ان تحریر فرماتے ہیں:-

قائما بالقطر) ای بالعدل (العزیز) قائم بالقطر کے معنی یہ ہیں کہ خداوند عالم قائم بالعدل ہو



ای القابل لندی لا یقهر (الحکیم) یعرفی اور عزیز کے معنی ہیں کہ ایسا غالب ہے کہ غلوب نہیں ہو سکتا  
 جمیع افعال چہ (باب ثانی جلد ۱ صفحہ ۲۰۰) اور حکیم کے معنی یہ ہیں کہ نہ لپٹے نام اعمال میں عادل ہے  
 نیز جناب علامہ بنوری تحریر فرماتے ہیں :-

فانما بالقسط ای بالعدل خدا قائم بالقسط یعنی عدل کے ساتھ متصف

و عالم التشریل بر حاشیہ باب ۱ صفحہ ۲۰۰) ہے۔

نیز جناب ابن عباس اسی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں :-

فانما بالقسط بالعدل زخیر القیاس تفسیر جناب ابن خدا قائم بالقسط یعنی عدل کے ساتھ متصف

میں بر حاشیہ زخیر جلد اول صفحہ ۱۲۰) ہے۔

اتما اور عرض کر دو کہ قائم و مقیم بالعدل صیغہ مضمتی میں فلا تک من العادین

نیز جناب علامہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں :-

واخرج ابن حاتم عن الحسن فی قوله تعالى ابن ابی حاتم قول جناب ابی عمر اسمہ قائم بالقسط

قائما بالقسط قال ربنا قائما بالعدل واخرج ابن حاتم عن ابن عباس بالقسط

یابن حاتم عن طریق ضحاک عن ابن عباس بالقسط عدل کے ساتھ متصف، نیز ابن ابی حاتم بنہ ضحاک

قال بالعدل (در ذخیرہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۰) عدل کے ساتھ متصف، نیز ابن ابی حاتم بنہ ضحاک

جناب ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بالقسط کی تفسیر بالعدل فرمائی ہے یعنی خدا قائم بالعدل ہے

تفا سیرہ کورہ کے بعد خدا کے عادل ہونے میں کھن مسلمان کو شک و شبہ ہو سکتا ہے اور کون اس آیت باہر

کے انکار کی جرات کر سکتا ہے جس کی جلالت قدر کے تصور سے رو گئے کھڑے ہوتے ہیں و

حضرت الگ الملوک نے آیت مبارکہ کا سرنامہ خود اپنی شہادت قرار دیا ہے اور خود اس دولت و اجد بچکا

نے صفت عدل کو اپنے ذات کے لئے ثابت فرمایا ہے اب بھی العباد باللہ کسی میں وہم ہے کہ اس صفت حقہ

کو اس ذات سے جدا کر سکے یہ ماملاطین دنیا کے خطابات نہیں ہیں کہ جس سے چاہا نکال لیا اور جس کو چاہا دیر یا

عظیم الظلار کی صین کرن صفت ہے کہ جو حضرت شہادت لاہوتیہ و ملکوتیہ نامہ تہ کی جاذبہ

یا احکم الحاکمین عن توحیدک وعدلک من الشاہدین

اے سب سے بڑے حاکم ہم تیری توحید اور تیرے عدل کے گواہ ہیں

اگر ان شہادت کے بعد بھی کسی نے اس کے خلاف کچھ نہ کہے گا لاؤ اس پر یہ آیت قاضی ملط ہے۔

من لم یتکم ذہا ازل اللہ فاولک هم الکافرون



عدل تویم ہے اور شرک ظلم عظیم (بہضادی صفحہ ۲۵)

بہر حال معلوم ہو کہ نفی ظلم تسلیم عدل ہے اور نقیض جو بھی عدل ہے اور ظالم نہیں ہے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ عادل ہے اور شرک ظلم عظیم اور ایمان عدل تویم ہے جس کا لابر ہی تعبیر ہی ہے کہ جو کبھی جائز و ظالم ہو گا وہ تھا عادل حقیقی ہو گا جو لوگ خدا کے ظالم و جائز ہو نیکی کے معتقد ہوں وہی انکو غیر عادل کہہ سکتے ہیں لیکن جو لوگ انکو کبھی ظلم و جور سے متصف نہیں کہتے بلکہ ظالم و جائز ہونا محال سمجھتے ہیں انسے واجب ہے کہ وہ ایسے عادل ہو نیکیا رنج عقیدہ رکھیں مرنہ جس قدر عدل میں کمی فرض کیا جائیگی ظلم میں زیادتی تسلیم کرنا پڑیگی اور اگر قطعاً انکار عدل کو دیا تو بالیقین علی وجہ التمام ظالم تسلیم کرنا پڑے گا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ کوئی معتقد الوہیت خدا کے لئے ظلم روا نہیں رکھتا علی انھیں مسلمین کہ جس کے پاس نفی ظلم پر دوہری ختین عقلی و نقلی وجود ہیں کہ جب لازمی تعبیر یقین و اتفاق عدل ہے :-

ومن كفر بعد ذلك فسوف نصلبه سعيرا

## عدل عقل

فرقہ احمد شیعہ جن منوں سے خدا کے عادل ہو نیکیا معتقد ہے نہ یہ ہیں کہ خدا کے حکیم کی فعل فیج جس کا قابل عقلاً مستحق ملامت ہو کہ ترک نہیں ہوا اور کبھی فعل واجب جس کا ارک عقلاً مستحق مذمت ہوا کو ترک نہیں کرتا اگرچہ این افعال کی قدرت ضرور ہے مگر لمجا ط عدالت انکا وقوع محال ہے :-

اس مطلب پیل کے ثبوت میں کثرت دلائل مآثر موجود ہیں مگر ہم انحصار کو مد نظر رکھتے ہوئے چند براہین قابلہ بطور مشتبہ نمونہ اور خود ارمی پیش کرتے ہیں لیکن پہلے آسانبادیں کہ افعال کی اجمالی اور برائی عقلی ہے جس شرعی نہیں ہے جیسے خوبی احسان و صنف وغیرہ اور قبح ظلم و جور و کذب وغیرہ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک فعل میں خوبی یا بری کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہوتا ہے۔ کوئی فعل ایسا نہیں ہے جو خوبی و بری دونوں سے خالی ہو۔ یہ بات اور ہے کہ انسانی عقل کی رسائی اس کے حق و قبح تک نہ ہو مگر ایسے افعال میں بھی حکم اجمالی عقل ضرور ہوتا ہے اس کے بھی دلائل کثرت ہیں مگر لمجا ط انحصار دو دلیلوں پر اکتفا کرتے ہیں :-

دلیل اول اگر حق و قبح افعال عقلی ہو گا بلکہ محض شرعی فرض کیا جائے گا تو شریعت پر عمل کر نیکیا حق ہونا اور ترک عمل کا قبیح ہونا اور اس کے امور بما کا حق اور برائی عقلاً قبیح ہونا بھی شریعت ہی ہے حاصل ہو گا اور جس کی سلطان ہے کہ چونکہ جب یہ امور شریعت ہی ہے معلوم ہو نیکی تو شریعت کا اپنے نفس پر برتوف ہونا لازم آئے گا جو مستلزم قدام الشئ علی نفسہ ہے و هذا هو السداد و الحال طلاق بریں اس صورت میں شریعت بھی قابل

عمل نہ رہے گی کیونکہ جب اس کا حق عقلی نہیں ہے تو جس قدر کہیں اور امر و نہی دو عدل و وعید وغیرہ ہیں سب میں احتمال کذب و خلاف حق ہونا ممکن ہوگا جبکہ بعد اسکا قابل اعتماد نہ ہوا واضح ہے۔  
 دلیل دوم جن احسان و عدل و صدق اور قبح اسات و ظلم و کذب اور انہر مرج و ذم کا مترتب ہونا۔  
 البتہ مشہور معلوم ہے اور ہر قابل اسکو بخوبی جانتا ہے حتیٰ کہ منکرین شرایع مثل دہرین وغیرہ بھی اس سے واقف ہیں پس اگر یہ تمام امور معین شرعی ہوتے تو جو لوگ شریعتوں کا انکار کرتے ہیں نہ کبھی حق و قبح اور حق و ذم کا حکم نہ کرتے جیسے براہمہ ہند حالانکہ ایسے لوگ بھی محسن و عدل و صادق کی طرح اور ان افعال کی خوبی اور مسیحی و ظالم و کاذب کی مذمت اور ان افعال کی برائی کا حکم کہتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ حق و قبح افعال عقلی ہے اگرچہ تمام اشیاء کے حق و قبح اس عقل کی رسائی ضروری نہیں ہے مگر بالاجمال اس کا حکم عام ہے جب یہ بات واضح ہوگئی تو ہم ضلکے عادل ہونے پر چند براہین قطعیہ پیش کرتے ہیں۔

برہان اول عقل قبح کا مرکب وہی ہو سکتا ہے جسکو فعل و برکی احتیلاج یا اسکے قبح سے واقعیت ہو یا اسکے کھنڈے پر چھو کر دیا جائے اور خداوند عالم چونکہ غنی بالزلت اور تمام اشیا کا عالم ہے اور قادر علی الاطلاق ہے لہذا اسکا ہے فعل قبح کا صادر ہونا محال ہے اور اسی طرح ایسے فعل کا ترک کرنا محال ہے جسکا ترک مذموم ہو کیونکہ یہ بھی خبر الی القبح ہے اور نہ ہر قبح سے منزہ ہے۔

برہان ثانی اگر خدا ہے فعل قبح کا صادر ہونا ممکن ہوگا تو کبھی نبی کی نبوت بھی ثابت نہوگی کیونکہ جب اس سے صدور فعل قبح ممکن ہو تو یہ بات جائز ہوگی کہ نہ کسی کاذب شخص کو صاحب معجزہ قرار دیکر اس سے دعوائے نبوت کرادے حالانکہ نبوت نبوت حتمہ یقینی ہو لہذا صدور قبح محال ہو۔

برہان ثالث اگر خدا ہے صدور قبح محال ہوگا تو وجود جنت و نار اور تطایر کتب و صراط و میزان و حلب و کتاب اور نیکو کا کوا و لب اور بدکار کے عذاب کی خبر کا غلط ہونا ممکن ہوگا لیکن ان تمام امور مذکورہ کی خبر بالیقین صحیح ہے لہذا اس سے صدور قبح محال ہو

برہان رابع اگر خدا ہے صدور قبح محال ہوگا تو اللہ و ملائکہ و کتب و دیوم آئینہ پر ایمان لانے والوں کے لئے خوشخبری اور انکے شکرین کے لئے وعید کے اخبار کا غلط ہونا یا ان کا شکس ہونا یا انی منکرین کے لئے خوشخبری اور مؤمنین کے لئے وعید ممکن ہوگا حالانکہ اخبار مذکورہ کی صحت و امتثل تغیر یقینی ہے لہذا صدور قبح محال ہے۔

برہان خامس اگر خدا ہے صدور قبح محال ہوگا تو یہ بات ممکن ہوگی کہ نادر و مروج و مذکورہ و جہاد عند اللہ قبح ہو اور ایسے قبح ہوں کہ جسکے پیالانہ والوں کو عذاب کیا جائے اور خدا نے اسی لئے حکم دیا ہو کہ نہ انہر خدا کی ہے

اور ممکن ہو گا کہ دین اسلام کہ جسکے اتباع کا اس نے حکم دیا ہے اور جس کو تم حق سمجھتے ہو باطل و کفر و ضلال ہوا حدیث کو تم ضلال و کفر سمجھتے ہو وہی حق ہو تھا کہ مسلمانوں کو کہہ دیا ہو اور حق کو میوہ کہہ دیا ہو نیز اس نے جو اپنے صفات جواد و کریم و رحیم و رحمان و مالک بیان کیے ہیں غیب اطہر میں نیز ممکن ہو گا کہ انبیاء علیہم السلام کو مذہب کہے اور فرعونوں اور شیطانوں کو ذوب عطا فرمائے اور ایسے نبی کو مہوت فرمائے کہ جسکے دین میں عبادت شیطان و مشرب سکر و قتل انبیاء و اوجب ہو اور صوم و صلاۃ و حج عبادت مطلقاً حرام ہوں حالانکہ یہ تمام امور قطعی البطلان ہیں پس اُس سے صد درجہ تبلیغ یقیناً منع ہے

ابن براہین یقینیہ کہے بعد کن مشرف خدا انکار عدل کہ سخت ہے اور کہ مسلمان میں جنت ہے کہ ان فعال قیصر کی نسبت ذات مقدسہ البیتہ کی طرف سے کہے الا من سفر فضہ گویا جو غیبہ النفس ہو

## معنی عدل اور تکرار

ہم نے جو عدل کے معنی بیان کیے ہیں کہ خدا در عالم کبھی فعل قبیح نہیں کرنا ہمیشہ فعل حسن ہی کرتا ہے اس پر ملاوٹ و آلات عقل کے قرآن مجید کی متعدد آیتیں دلائل کے ذریعہ منجملہ ان کے ہم دلائل پیش کرتے ہیں کہ خطبہ المذہبی احسن کل شئی خلفہ

و خدا ہے کہ جس شے کو بھی اُسے لباس و جود ادا کرتے کیلئے حسن و خوبی ہی ہے اسے ادا کرتے کیا ہے۔

(سورہ جون رکوع ۱۲ تا ۱۴) (۲)

اس میں کوئی قسم کا قبیح نہیں ہے لہذا نازل فعل حسن ہی ہے فاعل قبیح نہیں ہے۔

حل ذلک کان سیئۃ عند ربک جو کام بھی برے ہیں نازلہ رسول) بخاری پروردگار کا کہ مکروہا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ تا ۵) نو یک مکون و قابل نفرت ہیں

افمن یعلم انما انزل الیہ من ربک الحق کمین وہو علی تمام، یتذکر و لو لا انما

پھر کیا شخص جو حائل ہے کہ جو کچھ تیسرے رب کی طرف سے تجھے ازل کیا گیا ہے وہی حق ہے مثل اُس شخص کے ہے جو انداز ہے کہ طرقت جان عقل ہی یاد رکھتے ہیں۔

## شہادت اور عدل

یہ بات بالکل یہی ہے کہ شہادت میں عدل کا ہونا موجب یقین ہوتا ہے اور غیر عادل کی شہادت قابل اطمینان نہیں ہوتی کیونکہ جواد و کریم و رحیم و رحمان و مالک بیان کیے ہیں غیب اطہر میں نیز ممکن ہو گا کہ انبیاء علیہم السلام کو مذہب کہے اور فرعونوں اور شیطانوں کو ذوب عطا فرمائے اور ایسے نبی کو مہوت فرمائے کہ جسکے دین میں عبادت شیطان و مشرب سکر و قتل انبیاء و اوجب ہو اور صوم و صلاۃ و حج عبادت مطلقاً حرام ہوں حالانکہ یہ تمام امور قطعی البطلان ہیں پس اُس سے صد درجہ تبلیغ یقیناً منع ہے

اُس سے صدر و سراج ممکن ہوگا اور یقین اُس اعتقاد جادوم کا نام ہے جس میں احتمال جانب مخالف نہ ہو۔ لب  
میں آیہ مذکورہ شہد اللہ کو پیش کرتا ہوں جبکہ ابتدائے شہادت حضرت باری عزوجل سے ہے پس اگر خدا ہے صدر  
قبائح جائز رکھا اور اس کو عادل تسلیم نہیں کیا تو اُس ہے کذب بیانی ممکن ہوگی اور دروغ گوئی کا احتمال مرتفع  
ہوگا لہذا اُنکی شہادت پر یقین و اطمینان حاصل نہ ہوگا حالانکہ تمام مسلمین مقتصد اور مدعی یقین ہیں اور یقین عدل  
پر موقوف ہے معلوم ہوا کہ عدل کے مقتصد ہیں نہ شہادت الیہ پر دعویٰ یقین و اعتماد غلط ہے۔  
ربنا اسما بما انزلت و اتبعنا الرسول فاصتبننا مع الشاہدین  
اے ہمارے پاتھروں کو جو کچھ تو نے نازل کیا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے رسول کی متابعت  
کی لہذا تو ہمارے شاہدین میں تحریر فرما۔

## عدل اور است

تمام است کا اجتماع ہے کہ خدا عادل عالم عادل ہے یعنی اس سے صدر و سراج و ترک جبات متین ہو اگرچہ ایسا  
سنی کے طرق مختلف ہیں مگر نفس مطلب عدل میں جمیع است کا اتفاق ہے کوئی ایک فرد ایسی نہ ملے گی جو  
عدالت خدا کا انکار کرے اور واقف کون ایسی صفت کا انکار کر سکتا ہے جس پر پوری شریعت کا دار و مدار ہے  
جیسا کہ براہین خمسہ قاطعہ میں توضیح گذر چکا تھا اس اجتماع کا پتہ تمام کتب کلامیہ سے معلوم ہو سکتا ہے فی الحال ہم  
شرح تجرید علامۃ توحیدی صفحہ ۳۷ کا حوالہ بتائے دیتے ہیں نیز کشاف جلد اول صفحہ ۴۲ بھی ملاحظہ فرمائیے  
لیکن آج کل کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ جتنی نظر میں کو تاہ نظری و تنگ خیالی کی وجہ سے عدل کی  
کوئی اہمیت نہیں ہے اور بغیر غور و فکر اپنی جہالت کی وجہ سے انکار عدل کر کے انکار شریعت اور تہری مشرار  
دیریت کا طوق گلے میں ڈالنے پر تیار ہو گئے ہیں خدا انکو ہدایت کرے،

## مقتدین عدل کی طرح اور یقین کی قوت

جب آیات قرآنیہ سے عدل حضرت باری جل جلالہ ثابت ہو چکا تو ایمان بالقرآن رکھنے والوں پر لازم  
ہو گیا کہ عدل پر ایمان لائیں ورنہ جو لوگ اسکا انکار کریں گے ادا اسکو چھپائیں گے حکم آیہ ذیل کے متقی ہوں گے  
ان السخین یکمون ما انزلنا من البیتا یعنی جو لوگ ہمارے نازل کردہ وائیل و ہدایت کو باؤڑ  
ما لہدیٰ من بعد ما بینا للناس فی لکنا۔ اے کہ ہم نے قرآن میں بیان کر دیا ہے چھپاتے ہیں  
اولمات یلعنہم اللہ و یلعنہم اللعنون انہم ضالعت کرتا ہے اور لعنت کرنے والا گروں بھی

نست کرتا ہے۔

ومن يكذب بايات الله فان الله سرّح

بست جلا حجاب لینے والا ہے۔

الحساب

یہ آیت یہ شہد اللہ کے بعد ہی مذکور ہو اور ممکنین عدل کے لیے سزا عذاب ہے۔

اور جو لوگ جہنم و ارنے شاہی کو پہچانتے ہیں اور مخالفت عقل و انکار آیات کے مہلناک عذاب سے واقف ہیں ان بھی خدا کے غیر عادل ہونیکے رد و ارنہ میں دلائل سے مستدبر کے کمال سمجھتے ہیں یہی جہنم ہیں کہ جہاں قرآن مجید میں مدح سہرا ہے۔

والذین یؤمنون بما انزل الیك و ما انزل من قبلک و بالاخره هم یؤمنون اولئک علی  
یعنی اور ایسے لوگ کہ جو کچھ تم پر (رسول) آدم ہے پہلے نازل کیا گیا ہے اُس پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت کا بھی ہدای من رہم و اولئک هم المفلحون  
یعین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی اگ نسلخ پانے والے ہیں۔

تقریب استدلال آیہ جلیلہ شہد اللہ آیا ما انزل الی الرسول ہے کہ نہیں اگر اسکا انکار کیا تو کفر واضح ہے اور اگر اسکا اقرار ہے تو اس آیت کا ایمان بغیر اُس شے کا ایمان ہے جو رسول پر نازل ہوئی اور جب ایسا ہے تو ایمان بالعدل بالیقین ثابت ہے پس ثبوت و مدح مذکور یؤمن بالعدل کے لیے قطعی الثبوت میں:

فبشر عباد الذین یتبعون القول فیتبعوا  
لے رسول میرے ان بندوں کو بشارت دے کہ جو بات احسن اولئک الذین ھدا ھم اللہ و اولئک  
سے ہیں اسی قول جن کا اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ جو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ صاحبان عقل ہیں

ھم اولو الالباب

تقریب استدلال آیہ ابتداء عدل ابتداء قول جن ہے کہ نہیں اگر نہیں ہے تو پھر خدا سے مستدبر کے ممکن سمجھ کر شریعت کہنے غرور غیر قابل اعتماد تسلیم کیجئے اور اسلام کے ضلال ہونیکا امکان مان لینے کے بعد تھان و حیت سے گلے میں ڈال لیجئے؛ بہر حال تمام خدایاں جو براہین مختلفہ میں بیان ہو چکی ہیں بے چون و چرا تسلیم کر نیکی لیے آئیں ہو جائیے اور اگر اس بات کا اعتراف ہے کہ ابتداء عدل بالیقین ابتداء قول جن ہے تو پھر بشارت مذکور کا ثبوت تبیین عدل کے لیے واضح ہے لہذا یہی لوگ من جانب اللہ ہدایت یافتہ اور صاحبان عقل میں یہ نہ کیجئے گا کہ قرآن مجید میں فقط ایمان بالعدل مذکور نہیں ہے کیونکہ اگر کہیں یہ بات منہ سے نکالی تو قرآن مجید کی جلالت قدر و عظمت کی امانت الگ ہوگی اور آپ کی ایہ ناجہالت الگ تشہیر ہوگی اور یہ اس لیے کہ قرآن مجید غایت احکام و نہایت آغاف پر مبنی ہے اس کو نہ وار ھمرا و حکمت الیہ کے مطالعہ سے عید کا

اتخراج کبھی بنوان دلائل مطالبہ ہوتا ہے اور کبھی بطرز دلائل التزاسیہ اور انیس ہے جس طریقہ سے بھی کوئی مطلب مستخرج ہوتا ہے وہ بلاشبہ حکم قرآنی ہوتا ہے اسپر ایمان لانا واجب اور اسکا اتباع لازم ہے اگر اگر اس سے انکار ہے تو براہ سمرانی صحیح ابواب فقہ و اصول اور جو بیات مسائل اصولیہ و فروعیہ تصریحات قرآن سے پیش کریں تمام مسائل کو جانے دیجئے نقطۃ ایمان توحید اللہ کی لیت قرآنی سے پیش کر دیجئے اور ہم سے خاطر خواہ انعام حاصل کیجئے

ولا یثبت هذا حتی یلبس الجمل فی سدر الخیات

اور یہ اُس وقت تک ثابت نہو گا جب تک اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو جائے۔

اب ہم آیہ شہد اللہ کے بعض خصوصیات ذکر کرتے ہیں جن سے فضائل و زیارات متعقدین عدل پر کافی روشنی پڑتی ہے :

ابن ابی بنی علی یوم ولید میں اور ابو منصور شجائی نے ابنین میں خباب علی سے روایت کی ہے نہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ اور آیتہ الکرسی اور آیتہ شہد اللہ آلاء الہام الہیہ و آلاء اللہ ہیں اللہ الاسلام۔ عرش الہی سے ملتی تھیں اور انکے اور خدا کے درمیان میں کوئی حجاب نہ تھا ان آیات نے خدا کی درگاہ میں عرض کی بار اے تو ہمیں زمین پر آنا دے گا اور ایسے لوگوں کی طرف بھیجے گا کہ جو تیری نافرمانی کرینگے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس بلست پر حلف کر لیا ہے کہ جو کوئی میرے بندہ دل میں سے تمہیں سمجھا کر بیٹھے گا اسکو جنت میں پناہ دوں گا اور جہنم الفردوس میں جگہ دوں گا اور اسپر ہر روز ستر مرتبہ نظر مرحمت کر دوں گا اور اسکی ہر روز ستر حاجتیں پوری کر دوں گا کہ انیس کی ادنیٰ حاجت مغفرت ہے اور اسکو دشمنوں سے محفوظ رکھوں گا اور اسکی نصرت کروں گا اور دلیلی نے منفردوں میں ابواب انصاری سے مرفوعانقل کیا ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو عرش کے پلنگہ درگاہ الہی میں عرض کی کہ اے خدا تو نے ہمیں ایسی قوم میں بھیجا کہ جو تیری نافرمانی کرتے ہیں پس حضرت اقدس الہی نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال و رفعت کی قسم جو بندہ تمہیں سمجھا کر بیٹھے گا اُسے بختہ دوں گا اور جنت الفردوس میں جگہ دوں گا اور ہر روز ستر مرتبہ اسپر رحمت نازل کروں گا اور ستر حاجتیں پوری کر دوں گا کہ ان میں کی ادنیٰ حاجت مغفرت ہے :

اور احمد اور طبرانی اور ابن ابی اسنی اور ابن ابی حاتم نے زبیر بن عوام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت نعمتی مرتبہ مقام عرش میں تشریف فرما تھے میں نے نہ کہ اپنے آپ مبارک شہد اللہ انزل الہ الا ھو والملائکۃ واولو العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم کی تلمذ فرمائی اور اس آیت کے ختم ہوتے ہی نور الکا وانا علی ذلک من الشاہدین یارب یعنی اے میرے پائنے والے میں بھی اسپر شاہ ہوں۔ اللہ ری جلالت



تدریجاً غلط شہادت عدل و توحید کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارگاہ کے پڑھنے کے بعد اپنی شہادت پیش کرتے ہیں فضیلت شاہدین کی دلیل واضح ہے اور ابن عربی و ابن نجائے بنی طبرانی نے اوسط میں اور خلیفے اپنی تاریخ ابن کلاب قطان سے روایت کی ہے نہ کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں عیش کے پاس ہی قیام کیا پس جب کچھ شب گزرا تو عیش نے ناد تہجد اوکی تو ایہ شہد اللہ ان الدین عند اللہ الاسلام کہ تلامذہ کی اور فوراً ہی کہا:۔

والاشہاد بما شہد اللہ بہ واستوعب اللہ ہذا یعنی میں بھی انکی گواہی دیتا ہوں کہ جی گواہی خداوند عالم الشہادۃ دہی ودیۃ عند اللہ نے دی ہے اور اس شہادت کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اللہ یہ شہادت خدا کے اس میری ہانت ہے۔

ان کلمات کو کمر اپنی زبان پر جاری کیا یعنی ان فقرات کو سنکر دلیں مہمان لی کہ اسکو عیش سے پوچھو گلا فتر پس جب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو وائل نے اور اُس نے عبداللہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ رد قیامت اس آیت کا سمجھ پڑھنے والا لا با جا لگا پس خداوند عالم فرمے گا کہ اُسکے لئے میرے پاس ایک عہدہ ہے اور مجھ سے زائد کون عہدہ کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے اے ملائکہ میرے اس بندہ کو جنت میں داخل کر دو (ورنہ جلال الدین سیوطی جلد دوم صفحہ ۱۲) یہ آخری روایت بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۳۴ اور کیا۔

اتحاد صفحہ ۲۷۸ اور معالم التنزیل صفحہ ۲۷۷ بر حاشیہ لباب میں بھی منقول ہے، نیز علامہ جارا اللہ زنجیری صاحب تفسیر کشاف مومنین بالعدل کی فضیلت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

(فان قلت) ما المراد باولی العلماء الذین عظمہم اللہ حیث جمعہم معہ ومع الملائکہ علم ہے کون لوگ متصور ہیں جنکی خدا نے اس قدر تعظیم کی ہے کہ انھیں اپنے عدل اور اپنی وحدانیت کی شہادت میں اپنے اولیاء کے ساتھ حج کر لیا ہے تو یاد رکھو کہ با الحج الساطع والبراہین القاطعہ و ہم علماء العدل والتوحید ہی حضرات ملک عدل و توحید ہیں۔

نحن نقذف بالحق علی الباطل فید مغدہ

ہم باطل پر حق کی چوٹ دیکر باطل کو کچس دیتے ہیں

جب ہم طرق متعدد سے بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ عدل الہی کو ثابت کر چکے تو مناسب سمجھتے ہیں کہ صاحب حسام الدین احمدی کے بیانات بخفہ کا بھی پرن چاک کر دیں اگرچہ ہم نے بحث عدل کو ایسے ہی سید

سے بیان کیا ہے کہ کسی شبہ کو ہائیں مسکتی مگر حامد الدین صاحب کی بایں جن علم بے جا رجز و زبانی اور میلان علم میں بایں صلاح و حالت حل من مبادیہ کی نادر و تعلیمات اس بات پر مجبور کرتی ہیں کہ ان کے خرم ثبہات باطلہ پر صافقہ ذوالفقار حقہ اگر خاک کر دیں تاکہ حامد کو ذوالفقار حیدری کے آگے جو ہر تاجات یا در میں ادا ان کے ہم مشرب اور آئندہ کئے والی نسلوں کے لیے سبب عبرت قرار پائیں

حسام ماکنت تدری ما الکتب ولا الایمان الا ینبئ اسے رسول تو نہ جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے لیکن بنا و یا ہم نے اس کو ذرا راہ دکھلاتے ہیں اس سے جسے چاہتے ہیں اپنے بندوں میں ہے لاریب تو رہنا ہے صراط مستقیم کی طرف۔ اب دیکھا ہے کہ قرآن کریم میں ایمان کو کس جگہ بیان فرمایا ہے جبکہ اس زور سے اشاعت کی جا رہی ہے اور کونسا ایمان ہے جس کو خود رحمان نے محمد صلعم کو سکھایا تھا ارشاد ہوتا ہے من یکفر بالله و ملائکته و کتبہ و رسوله و الیوم الاخر فقد ضل ضلالاً کبیراً

ذوالفقار بنابر استدلال کو چاہتے ہیں کہ استدلال کے وقت اپنے دعویٰ کو مد نظر رکھتے تاکہ دلیل و مدعی میں ربطاتی رہے ورنہ ہزاروں ٹھوکریں کمانا پڑیں گی اور ہر دعویٰ بے دلیل رہ جائیگا یہ بات حسام کی سمجھ میں اتنی نہیں آئی اور اگر یہی گمراہ طریقہ رہا تو آئندہ کبھی نہ آئے گی اپنے دعویٰ تو یہ پیش کیا ہے کہ اس ایمان کو بتاتے ہیں کہ جس کی تعلیم خود رحمان نے حضرت ختمی مرتبت کو دی اور اس زور و ثبوت سے اشاعت کی اور دلیل میں وہ ثابت پیش کرتے ہیں کہ جس میں محض اولیٰ افراد کا ذکر ہے کہ جن پر ایمان لایا جاتا ہے نہ بیان حقیقت ایمان پس جس شخص کی سمجھ میں نہ آئے اور یوں یہ کافر نہ آئے اس کے اور اس کو اتنی تیز بھی کہ نہ کہ ایمان اور یوں یہ میں کیا فرق ہے نہ یہ نہیں سمجھتا کہ ایمان اور شے ہے اور من بہ اہ ہے تو پھر ایسا انسان ایمان کو کیا سمجھ سکتا ہے۔

مگر ہمیں مسجد و مسین ملا کار طلاق حسب خواہد شد

حسام آگے چل کر خدائے تعالیٰ ایمان میں کفر کرنے کے عام معنوں کے علان ایک اور طرف توجہ دلاتا ہے کہ جو حضرت تثنیہ کیا اچھی اضافت کے عادات سے تعلق رکھتا ہے الذین آمنوا و لم یلبسوا ایمانہم بظلمہ اولئک لیسوا الا من دھم صحتہ و ان بعد نبرہ آیت ۳۰ (وہو غلط ہے دیکھ کے لکھا کر د) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور یمنیں تلبیس کی اپنے ایمان کی وہی صاحب ایمان تسلیم کرنے والے ہیں۔ اہل آیت ایک سے سلگ ہوا کہ جس طرح ہے ایمان کا انکار کفر ہے اسی طرح ایمان میں تلبیس بھی کفر عظیم ہے کیونکہ من کفر اور لم یلبسوا دونوں الفاظ ہم آہنگ ہیں غلط ہے بلکہ لم یلبسوا محنتین کی صفت ہے مابین وہ حضرات اہل تثنیہ کے اصول تملج نص قرآنی کے ہیں این تذہبون۔

ذوالفقار بنابر ع عدو و سبب خیر گمراہ خواہ۔ آپ کا مقصد اس بیان سے یہ تھا کہ آپ حضرت اہل

تفیع کے پاک دامنوں پر پیس کھایں مگر اپنے اپنی ناہمی سے ن کثرت پیش کی ہے کہ جس سے منکون  
عدل کی رگ حیات قطع ہوتی ہے اور نہ ہی تیر کی خانت کالتس فی وسط الخمار و الخمر و الخمار ہوتی ہے  
کیونکہ آیہ مبارکہ الذین آمنوا و لم یلبسوا ایمانہم بالکفر کہ جس کا ترجمہ یہ ہے (وہ لوگ کہ جو ایمان لائے  
اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا یہی لوگ وہ ہیں کہ جن کے لیے امن و اطمینان ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں)  
محض اُن لوگوں کو بشارت دی ہے کہ جن کے ایمان میں ظلم لا ہوا نہیں ہے نہ اُن لوگوں کو کہ جن کے ایمان ظلم کو دیکھ  
اور بہ التفصیل گزر چکا ہے کہ نفی ظلم عدل ہے جیسا کہ نجات سے پیش کیا جا چکا ہے اور قاضی بیضاوی کہہ چکے  
ہیں ان نفی الظلم ینزلو مر العادل لہذا جن کے ایمان میں عدل داخل ہے یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے ایمان ظلم  
کو دیکھتے ہیں اب رہے وہ لوگ جو نفی عدل کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے ایمان ظلم ہے علو ماہیں کیونکہ نفی عدل  
مناسم ظلم ہے پس آیہ مبارکہ جلیلہ انھیں بشارت دی ہی ہے جن کے ایمان ظلم ہے پاک ہیں انھیں کے لیے  
امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں نہای القدریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون (اچھا بتاؤ تو دونوں  
فریق میں کونسا فریق سخی امن ہو اگر تم جانتے ہو) آپ غالباً اس مطلب کی طرف ناظر نہ تھے ایسے اپنے ترجمہ میں  
لفظ ظلم کو اڑا دیا اور ضالقا تبیس نہیں کی لکھ دیا اور تبیس پر یعنی جس کے ساتھ ایمان کی تبیس نہیں کی اس کو  
جھوڑ کر یوں ترجمہ فرمایا جو لوگ ایمان لائے اور انھیں تبیس کی اپنے ایمان کی وہی صاحب ایمان تلی پانے والے  
ہیں اور یہ جرم خیانت اپنے نفسا ایسے کیا کہ اگر لفظ ظلم ذکر کرتے ہیں تو مذہب و نصرت ہو جاتا ہے اور اعتراض خود  
اپنی طرف پلٹتا ہے اور پورا الزام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے لکھ رہے ہیں میں پر عائد ہوتا ہے حالانکہ قرآن مجید نے  
حق کو ظاہر کر دیا تھا مگر اپنے اپنے مطلب کے لیے حق پوشی و باطل پوشی میں بہت کوشش کی جہا پر نہ جتنے بخوبی  
چاک کر دیا۔

یا اہل الکتاب لم یلبسوا الحق بالباطل و تکتون الحق دانتم تعلمون

اے اہل کتاب کیوں تم حق کے ساتھ باطل کو ملاتے ہو اور کیوں حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم حق کو جانتے ہو؟

حسام (۳) دلکی البتہ من امن باللہ لا یراب ان جملہ کائنات ایمان کی تشریح بھی ہو گئی اور یہ بھی معلوم  
ہو گیا کہ کفر بالایمان کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس ایمان کا بنائے لکھ سکاتے والا کون ہے اور یہ بھی  
معلوم ہو گیا کہ ان پانچوں چیزوں پر ایمان نہ رکھنے والوں کے لیے وعید یعنی عذاب ہے اور یہ بھی بخوبی یقین ہو گیا کہ  
اس ایمان کے قبول کرنے والوں کے لیے خوشخبریاں ہیں عدل سے تم کے ان تمام ظاہر و باہر تصریحات بخوبی تفہیم  
ہو گیا کہ شیعوں کے اصل دین زلے اور بالکل اٹھتی ہیں اور انہیں دینی اور غیر دینی اصولوں پر حضرت عیسیٰ  
کی نبی شائش کا تمام ولہ و مدار ہے الم

ذوالفقار تبار بہ کچی پوری عبارت دعوائی ہے دلیل ہے کہ: کیا کچی پیش کردہ کسی آیت میں ایمان کی ہرگز  
کشتہ نہیں ہے بلکہ مومن بہ کی تفصیل ہے اسی طرح کفر ایمان کی تصریح نہیں ہے بلکہ کفر المومنین ہم کا ذکر  
ہے نا سقیظ دامستقر۔ ہاں حقیقت مذہب شیعہ کا ثبوت آپ کی پیش کردہ نص قرآنی ہے ضرور ظاہر و باہر ہو گیا  
اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسی فرقہ کے مولیٰ نہ ہیں کہ جن پر ایمان لانا باعث امن و مہمانت ہے جیسا کہ آید الذین  
امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم ادلث لهم الامن دھم مہتدون ہے ایت ہو گیا مگر جو لوگ  
اپنے ایمان میں ظلم کے ساتھ ملیں کرتے ہیں اور انکار عدل انکا مذہب ہے انکی نجات لیں! یقیناً معرض خطر میں  
ہے بلکہ ایسے لوگ دہریت و لامذہبیت کے بنور میں سرگرداں ہیں کما صوفی البراہین الخشنہ۔ اب  
تبلیغی کہ جنہی وجہی مولیٰ نہ ہیں کہ جو قرآن و عقل کے خلاف ہیں یا نہ کہ جو قرآن و عقل و سنت کے مطابق اور  
انہیں سے متفرج ہیں قل ہا تو باہر ہا تکلم اتکنتم صادقین دیکھ دے مولیٰ کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل  
پیش کرو)

اسکے بعد آپ نے انجیل و عہد عتیق ہے ایمان کا ثبوت دیا ہے جو اولاد ہمارے لئے محبت نہیں ہے کیونکہ فریغ  
ہو نیکی علان عرفہ، ثانیاً جن آیات کو آپ نے پیش کیا ہے وہ ایک مطلب کے بالکل خلاف اور ہمارے ہم کواں  
ہیں بلا خطہ کیجئے آیت بنبر باب ۱۱ عبرانی۔

(۱) ایمان امید کی ہوئی چیزوں کا اعتقاد اندکی چیزوں کا ثبوت ہے۔

اس آیت ہے اندکی چیز یعنی غیبت اہم عصر میل اللہ فرجہ ثابت ہوئی اسی کو قرآن مجید نے بیان  
کیا ہے ھدای للمتقین الذین یؤمنون بالغیب یعنی قرآن مجید انہیں متقین کے لئے ہدایت ہے جو  
اندکی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں کہ اہل بیت میں غیب ہے مراد حضرت محبت ہیں دیکھو فرقۃ المسلمین، مناقب اہل  
زیلع الموت، اور حضرت کی جلت کے متعلق الیو اقصیت و ابجواہر، تذکرہ خواص الامۃ زیابج الموت، کتاب البیان  
وغیرہ وغیرہ۔

(۲) اے یوں اور یروشلم کے رہنے والو میری سند خداوندانچے پر ایمان لاؤ تو قیام کرو گے اور اسکے

فیول پر ایمان لاؤ تو کامیاب ہو گے (۲۰ تواریخ بائٹ آیت ۲۰)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خداوند عالم اور انبیاء پر ایمان لانا تمہاری لئے مفید ہے لیکن عدل و ممانت  
و فرآن و دما و غیرہ پر ایمان لانا غیر مفید کہا ہے۔ علان اسکے ان دونوں باتوں ہے انکا کس کو معاف  
جو آیتیں آیت کو پیش کیا انہیں ایمان بالعدل کی ممانت تو ہی نہیں تاکہ آپ کے مقصد میں زور پیدا ہوا ہو مگر  
آپ انہیں چیزیں پر ایمان لانا کافی سمجھتے ہیں تو ہر یوم آئندہ فرآن و ملائکہ وغیرہ اسکے کو دیکھئے اور نصرتی ہو کہ

انجیل کی پیروی کیجیے غلام احمد کی تقلید ہے اس میں زائد مالی فائدہ ہو گا اسکے اعلان اس آیت میں بھی جتن  
بہ کا ذکر ہے ایمان کی حقیقت و تعریف کا اظہار نہیں ہے :

۱۲، پس جان لو کہ ایمان لائے دلے وہی ابراہیم کے فرزند ہیں دلیلوں باب ۳ آیت ۱،  
اس آیت کو آپ نے غلط سمجھا ہے سوچی سمجھی کیلئے اسکا انکار عدل ہے کیا لگاؤ ہے اس میں ایمان لانے  
والوں کی مدح ہے لیکن کس پر ایمان لائے دلے اور ایمان کیا ہے اسکا کچھ تذکرہ نہیں ہے ہاں اس سے بہت ابراہیمی  
کا چہرہ تھا ہے جو قرآن مجید بیان کرتا ہے :-

ومن يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه یعنی احمق کے سوا کون بہت ابراہیم سے روگردانی کر سکتا  
فہو ہے کہ کو جو صاحبان عقل ہیں وہ کسی غلط بات کا انکار نہیں کر سکتے

اب بہت ابراہیمی کو دیکھنا چاہیے کہ جس سے روگردانی کرنے والا احمق اور اسکا قبلہ کرنے والا صاحب  
عقل و دانش ہے ہم ایک آیت پیش کرتے ہیں جس سے حضرت ابراہیم کی طریقہ اور اعتقاد معلوم ہو گا مگر حضرت  
خلیل اللہ کی ایک طویل دعا قرآن مجید میں مذکور ہے جس میں وحدانیت و دیگر صفات باری کا ذکر ہے جس کے  
آخری فقرہ یہ ہیں :-

ربنا و ابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم اے ہمارے پائے دلے ساکنان کہ میں ایک رسول نہیں  
ايانك و يعلموا الكتاب و الحكمة و يزكيهم میں سے بھیج کہ جو انکو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انکو  
انت انت العزيز الحكيم کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انھیں پاک و پاکیزہ کرے  
کیز کہ نیک و عزیز و حکیم ہے۔

حضرت خلیل اللہ کی یہ دعا متجاوب ہوئی جس کا پتہ سون جمعی کی اس آیت سے چلتا ہے :-

هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم تلو یعنی بنو خدائے کہ جس نے مکہ والوں میں لکھ کر پل  
عليهم اياته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب کہ انھیں میں سے بھیجا جو انھیں آیات خدا کو پڑھ کر سنائے اور  
و الحكمة و ان كانوا من قبل لفي ضلال اور انھیں پاک و پاکیزہ کر لے اہ کتاب و حکمت کی تعلیم  
ذی ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے گمراہی میں تھے

خواب ابراہیم نے اس دعا میں خداوند عالم کو صفت حکیم سے نصف کیا ہے اور رسول کے علم حکمت ہونے  
کی دعا کی ہے جو خدا نے قبول فرما لے جیسا کہ آیہ ثانیہ سے معلوم ہوا اور منی حکمت عدل اور منی حکیم عادل و محض  
طریقے بیان کر چکے ہیں پس معلوم ہوا کہ خواب ابراہیم خدا کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے ورنہ اس صفت سے خدا کو  
نصف نہ کرتے جیکہ اور صفات بھی بیان کر چکے تھے اور ایسے رسول کی دعا کی جو علم حکمت یعنی عدل ہو اور یہ دعا قبول

بھی ہری لہذا معلوم ہوا کہ اعتقادات ملت ابراہیم میں خدا کا عادل ہونا داخل ہے ومن یغیب عن ملئہ ابراہیم الامن سفہ نفسہ اور بولے احق کے کون ملت ابراہیم ہے روگردانی کر سکتا ہے اب تو آپ کا حکم عدل ہے بات کیے اور ملت ابراہیم کا اتباع کیجیے ورنہ حکم آیہ مذکور حقا روٹھا دیں میں شمار کیے جائیں گے (۴) ممکن ہے کہ ایمان کے بغیر کسی انسان کے بعض بعض اعمال اچھے ہو سکیں مگر ایسے اعمال کا آخری

نتیجہ اُسکے واسطے کچھ نہیں ہو سکتا (یوحنا باب ۲ آیت ۲۳ء)

اس آیت کو بھی آپ کے مطلب کے کوئی ربط نہیں ہے کیونکہ اسکا مطلب بس اتنا ہے کہ ایمان نہ لانے سے انسان کا آخری نتیجہ خراب ہوگا اگر اچھے انکار عدل اور ایمان کی حقیقت کا پتہ نہیں ہے اور مومن یہ ہی کا ذکر ہے کہ وائے برکندہ بنی معترض کہ ربط و بے ربط جو بااثر اذلاک بانہم یکتفرون بابا ت ملہ و جہ اسکی یہ ہے کہ کنایات الہی کے منکر ہیں اسکے بعد آپ نے کچھ تعلیم کی جہاں دوسرے سوال اپنے خیال ناقص میں داخل پیش کیے ہیں لہذا ہم اٹھا مکت و متع جواب دیتے ہیں فاستمع لما امان علیک حسام سوال استقرار ہے خداوند عالم کا عادل ہونا ثابت کیجیے

فوالفقار تبار دنیا میں جعفر مذہب متعبدین الوہیت حصہ ہیں اور اس ذات بے ہمتا کی عبادت کرتے ہیں ان سبکا متفقہ عقیدہ ہے کہ کن ظالم و جابر و فاعل افعال قبیحہ نہیں ہے خصوصاً مذہب اسلام کی کوئی فردیسی نہایت کی جو دائرہ اسلام میں رہ کر اپنے بعد حقیقی کو ظالم یعنی دافع الشی علی غیر حملہ کی شئی کو اُسکے مقام کے علاوہ دوسرے مقام پر رکھنے والا جابر و فاعل قبیح کہنے کی جرأت کرے کہ اسی کا نام اقرار عدل ہے کیونکہ عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ فاعل قبیح نہیں ہو کر کچھ ایسا ہوگا تو اس کا متعلق ہونا اچھا یا مجبور ہونا لازم آئیگا جیسے بعد جب اوجہ کا احیہ وجبے خارج ہو کر حیطہ امکان میں داخل ہونا جبری ہے جیسا کہ ہم اُسکو متفقہ طور پر غصہ میں بیان کر چکے ہیں پس ہر مقررہ حقیقی یا علوی ہے یا غلی اود ہر ایک علوی و غلی الہ حقیقہ سے عدم صدق قبل (یعنی عدل) کا مقرر ہے لہذا جو بھی مقررہ حقیقی ہے وہ اس سے عدم صدق قبل یعنی عدل کا مقرر ہے) و ہذا اھوا الاستقرار التام اور یہی استقرار نام ہے، یہ ہم نے آپ کی خواہش پوری کر دی ہے ورنہ اس بہت دلیل و ہے جو ہم پیش کر چکے ہیں کہ اگر عادل ہوگا اور صدق قبل ممکن ہوگا تو یا جہل یا جیاج یا مجبور ہونا لازم آئے گا اور ہر تقدیر پر واجب الوجود نہ ہے گا کیونکہ قیاس کا بالاراد صادر ہونا انہیں میں صورتوں میں منحصر ہے اور دینوں صورتیں متعین مکان ہیں لہذا واجب تعالیٰ عادل ہے نہ لا تکن من الجاہلین (ابو جہل زہری)

حسام سوال عدل توحید کے مفہوم ہے کیوں باہم ہے

فوالفقار تبار معلوم ہوتا ہے کہ اپنے عدل کے معنی ہی ابھی تک نہیں سمجھ چکے لہذا دیکھئے صفات

ثبوۃ الیہ قسم کے ہیں صفات ذات۔ صفات فعل۔ صفات ذات واجب الوجود ہے جن صفات مراد ہیں  
جذات الہی کے لیے کمال اولیٰں ذات کیسے مرتبہ ذات میں ثابت ہیں یعنی ذات واجب الوجود اور ان صفات  
میں تغایر نہیں ہے محض سمجھانیکے لیے لفظ صفات ذکر کیا جاتا ہے جس سے محض تغایر اعتباری مفہوم ہوتا ہے ورنہ  
درحقیقت اسکے لیے صفات ہیں نہیں جو متاثر ذات ہوں اور ذات کے لیے ثابت کیے جائیں بلکہ جو صفات  
اسکی ذات کے لیے کمال ہیں جن میں ذات ہیں اور ان صفات میں کوئی تغیر نہیں ہے جس کا حکم  
اور واضح مطلب یہ ہے کہ جو آثار صفات سے صادر ہوتے ہیں اور ان کا سبب صفات ہوتے ہیں جن کا نام آثار ذات واجب  
ہے صادر ہوتے ہیں اور ان کا سبب نفس ذات واجب الوجود ہے اس کا نام توحید حقیقی ہے حضرت سید المرعین مولانا جعفر  
امیر المؤمنین صلوات اللہ وسلامہ علیہ اس مطلب کو یوں ارشاد فرمایا ہے۔

کمال الاخلاص لہ فی الصفات عنہ لشہادۃ کل  
صفتہا بخلاف الموصوفات وشہادۃ کل موصوف  
انکما غیر الصفات  
یعنی کمال اخلاص اس لیے کہ اس سے صفات  
کی نفی کر دینی جن آثار کا سبب صفات کو قرار دیتے ہو ان  
آثار کا سبب اسکی ذات کو قرار دے اور اسکے لیے صفات کو

ثابت نہ کر دیکر ہر صفت اثبات کی شہادہ ہے کہ غیر موصوف ہے اور ہر موصوف اثبات کا شہادہ ہے کہ غیر صفت  
یہ مطالب و قیہ ہیں کہ جو آپ کے بزرگوں کی سمجھ میں نہ ہو سکے ہمیشہ عنایت صفات کا انکار کرتے رہے جس سے توحید  
کی صورت بگڑتی رہی اور یہ سب اسلئے ہوئے کہ وہ دواہ ہے رسول تک نہیں آئے باب ذیۃ العلم کو چھوڑ دیا ورنہ نہ تو کیں  
نہ کما پڑتیں اور جو لوگ اس نکتہ تک پہنچ بھی گئے وہ بھی پڑوسی کے منہ ان احسان ہیں منجملہ ان کے ایک فضل تحقیقین  
مولانا فضل حق صاحب میں جنہوں نے کتاب نفوس البقیات فی مسئلۃ الصفات صغیر پر تحریر فرمایا ہے۔

هذا تقریر الدلیل علی اثبات ہئیتہ الصفا  
والبطلان مادہا علی النہج السدید  
یعنی اثبات عنایت صفات اور ابطال زیادتی صفات پر یہ  
دلیل نہایت مضبوط طریقہ ہے۔

ادید جو لوگ عنایت صفات کے قابل نہیں ہیں ان کے متعلق فرماتے ہیں :-  
ولا یجوز علی التقویۃ برکات من ہو موصوف  
الفرحیہ  
سوائے دیوانہ کے کوئی شخص ایسی بات نہ کہہ سکتا ہے  
کی جرات نہیں کر سکتا۔

دوسری قسم صفات کی صفات فعل ہے اور اس سے جن صفات مراد ہیں کہ جو افعال الہی کے لیے کمال ہیں اگر  
فعل الہی ان صفات سے خالی ہو تو سبب نقص فعل ہو کر موجب نقص فاعل ہوتا یہی ہے منجملہ ان کے عمل ہے  
جس کے معنی یہ ہیں کہ اسکے افعال قیہ سے متصف نہیں ہیں کہ ان کو افعال جو قیہ سے متصف ہیں اور باوجود افعال  
بالتبع ذات واجب الوجود سے صادر ہوں تو اسکی ذات میں نقص لازم آئے گا کیونکہ افعال قیہ کا صادر ہونا مستلزم

جل یا احتیاج یا حیر ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً جب معنی عدل یعنی عدل کا صفت قبیحہ ہے متصف ہونا مسلم ہو گیا تو معنی عادل بالکل واضح ہیں یعنی ذات کہ چپکے افعال صفات قبیحہ سے متصف نہیں ہیں معلوم ہوا کہ خداوند عظم عادل ہے کیونکہ اس سے افعال قبیحہ کا صدر و نہیں ہوتا خدا کے عادل ہونے کے یہی معنی ہیں اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ عدل کا مفہوم کیا ہے اور عدل مفہوم توحید سے کیوں خارج ہے اور

هل يستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ۝

عالم اور غیر عالم برابر نہیں ہو سکتے :

حسام سوال کیا رحمن و رحیم و الہام کی طرح قرآن شریف نے عدل کو بھی صفت حقیقی خداوند عالم بتایا ؟ اگر بتایا ہے تو آیت پیش کرو ۔

ذوالفقار تبار ہم بتا چکے ہیں کہ عدل صفات افعال الکیہ میں سے ہے نہ کہ صفات حقیقیہ ذاتیہ میں سے لہذا آپ کے سوال کا جواب اول قطعاً ہے اب رہا جز ثانی اس کے متعلق قرآن مجید میں کثرت آیات موجود ہیں جن سے خداوند عادل ہونا بیان فرمایا ہے چند آیات بطور مشتمل از خوداری پیش کر چکے ہیں تفصیلی بیان گذر چکا منجملہ ان کے آیہ شہد اللہ انہ اعلم ما فی صدورہم الا اللہ اور صحت دلیل اللہ کی دعا وغیرہ فلترجم الیہا ۔

آپ نے اس سوال میں چند صفات رحمن و رحیم وغیرہ پیش کیے ہیں اور انکو اپنی بنے ہوادی کی وجہ سے صفات حقیقیہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بری البطلان ہے کیونکہ یہ صفات ذاتیہ پر متصرف ہیں اور اگر انکو اس میں کچھ مخر ہے تو یہ قدم عالم کے قابل ہو کر اس اسلام ظاہری سے بھی اٹھ اٹھائے اذلت باری جل جلالہ کو متصف بصفات ماہو بالقوة مانے اور انکی ذات میں نقص کے قابل ہو کر الوہیت کا اعتقاد چھوڑ دیجئے اور اگر چہ پسندی کا کچھ مان ، سے تو صفات ذاتیہ الہیہ پر انکو متصرف سمجھئے کہ صفات ماہو بالقوة سے جو واجب نقص ہیں ذات واجبہ میں بری عزائے تو قدم عالم کا نہ رہی انہم تبارک و تعالیٰ جب آپ کی جمالت اس نقطہ اعلیٰ پر فائز نہ ہو تو طبی میدان میں قدم رکھتے ہے تو یہ کھیلے لہ فیقولون علی اللہ ما لا تعلون (کیوں نہ بات کہتے ہو جے نہیں جانتے)

حسام سوال قرآن شریف میں ایمان باللہ ایمان بالرسول کی طرح عدل پر ایمان لے لے کی کوئی آیت ہے ذوالفقار تبار یہ مطلب ہم نے بیشتر نہایت وضاحت سے بیان کر دیا ہے اور ایمان بالعدل کی آیتیں بھی پیش کر چکے ہیں مگر جو کہ ہیں آپ کی تنبیہ اور احقاق حق مقصود ہے لہذا بہر بتانے ہیں کہ مولات قرآنیہ لجام و دفع میں تم کے ہمیں مطابقیہ تصنیف ، التشریعیہ اور انہیں سے ہر ایک مدلول بالیقین حکم قرآنی ہے اور انہیں منوں سے علوم اولین و آخرین کا ذمہ دار ہے اور لا طلب ولا یامیں کافی کتاب مبین کی بے عدل صفت موصوف ہے ورنہ انہیں مجمع علوم و فنون اور جملہ واقعات اہم سابقہ و لاحقہ و احوال و احوال آئندہ کے تصریحات



اور اوسروں کی فریاد و اصرار و احتجاج کماں نہ کر رہی حالانکہ قرآن مجید میں ہے کہ انہیں یہ سب کچھ موجود ہے لہذا آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں مطالب الصراحت نہیں کہیں بلکہ یہ ہیں جن میں لالت الترامیہ پر کٹھالی گئی ہے کہیں تفسیر پر اور کسی مقام پر مطالبہ ہے کام لیا گیا ہے اور اگر آپ کو دعویٰ ہے اور دولات تفسیر و الترامیہ ہے انکار ہے اور اہل الذکر کے بیان ہے استغناء ہے کہ جنہوں نے مولوی کی ڈاڑھی کا ذکر اسی قرآن میں دیکھا تھا تو آپ ان تمام تفصیل کو الفاظ قرآن سے دلائل طاغیہ پیش فرمائیں کل تفصیلات کو جانے دیکھئے نقطہ لفظ ایمان توحید اللہ و لفظ ایمان لعلم اللہ بقدرت اللہ اور عدد و کلمات ملوۃ حسنہ ہی قرآن مجید ہے و کہاویں و دو نہ خرطاف اللہ اسکے علان آپ جو غلام احمد پر ایمان لائے ہیں انکی مخصوص آیت ایمان باللہ و ایمان بالکتاب کی طرح جاننا بسلام احمد کماں ہے اگر وہ ہے تو پیش کیجئے

ہمارے مطالبہ ایمان توحید اللہ کے متعلق یہ نہ فرمائے گا کہ قرآن میں قل هو اللہ احد وغیرہ موجود ہے کیونکہ اس سے بالمطابقۃ ۱۰ منوا بتوحید اللہ نہیں ثابت ہو گا بلکہ اسی طریقہ سے ثابت ہو گا جو ہم تارہے ہیں اور آپ نے خود اسی رسالہ میں لکھا ہے جسکو لکھکر بھول گئے ہیں کیونکہ آپ نے آیت من کفر باللہ و ملت کذا لایذکار ترجمہ لکھا ہے جو کوئی ایمان نہ رکھے اللہ پر اور اسے فرشتوں پر ایمان ہے آپ نے لیکھو کا ترجمہ ایمان نہ رکھے کماں ہے لکھا ہے اور دولات ثلثہ میں ہے کس مولول میں داخل ہے نیز بتائیے کہ آیہ الذین امنوا و عملوا الصالحات ایمان لکھا ہے کے ذیل میں عبارت مندوجہ ذیل کس آیت کا ترجمہ ہے، اور یہ دولات ثلثہ میں ہے کس دلیل میں نہیں ہے اپنی عبارت ملاحظہ کیجئے

اس آیت پاک ہے معلوم ہوا کہ جس طرح ہے ایمان کا انکار کفر ہے اسی طرح ایمان میں یسیر بھی کفر عظیم ہے کیونکہ من یکفر اور لعلمینو اللہ انہم انہما ہیں

بہر حال آپ کی یہ خواہش بھی پوری کی جا چکی ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیتیں بطور نمونہ سنئے اور خوداری پیش کیجئے ان کے علان آپ کی تسلی کے لئے ائمہ پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ہوا ہے۔

لکن الرافضون فی العلم و منہ و المومنون یعنی لیکن انہیں ہے جو علم میں مانع ہیں اور جو منین یومنون بما نزل الیک الایۃ ہیں وہ انہیں ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے

اب بتائیے کہ کیا ت جنہیں خدا نے اپنا مادل ہوا بیان کیا ہے اہم تفصیل ہے لکھ چکے ہیں کیا مائل الی الموصول ہیں کہ نہیں اگر مائل ہیں تو پھر ایمان لانا ایمان بالعدل نہیں تو اراد کیا کہ میں اگر آپ کو بھی حجت و معین فی العلم اور افراد منین میں ہے ہونے کی تناسق تو ایمان بالعدل اختیار کیجئے نہ خود مائل اللہ ہرگز خاص میں مائل ہو جائیے گا اسکے علان دیگر آیات میں مائل اللہ پر ایمان لانا حکم و ایک ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے استنوا بما نزل اللہ

اللہ یعنی جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اُس پر ایمان لاؤ اور نیز امنو! امنو! جانا زلت یعنی جو میں نے نازل کیا ہے اُس پر ایمان لاؤ اب کہئے آیات عدل اس حکم ایمان بانزل ہے خارج ہیں یا نہیں اگر خارج ہیں تو قرآن میں تحریف بالزبان کے قائل ہو چکے ہو اور تم ہی اُسے کہتے ہو اس اجلع کو کہ وہ ما ازل میں داخل ہیں شکتہ کرنے کے بعد خارج من دائرة الاسلام کو تسلیم کیجئے۔ اور اگر اس حکم سے خارج نہیں ہیں تو یہی تو حکم ایمان بالعدل ہے فلو تکفون۔ وہ ان لوگوں کو خود حق سناؤ کہ تالی ما ازل کی شہادت دیتے ہیں لیکن اللہ شہد ہما ازل الیک ازل کھر بعلمہ والملائکۃ شہدوا ون کفی باللہ شھیدا یعنی لیکن اے ہول جو کہ خدا نے تم پر نازل کیا ہے اور سبھ دیکھ کر نازل کیا ہے اُسکی اللہ خود کو اہی دیتا ہے اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کی گواہی تو بہت کافی ہے۔

اب ذرا انصاف سے فرمائیے گاں کہ کتنا مقام ما ازل الیک ہے جہاں خدا کی شہادت اور ملائکہ کی شہادت ایک جگہ جمع ہو گئی ہے بلکہ اول العلم کی بھی شہادت موجود ہے کہ جس کو لیکن الواسخون فی العلم میں بھی بیان کیا ہے اگر تعصب سے قطع نظر کی تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ وہ ہی آئینہ مبارک ہے جس میں اُسکے عدل پر تین شہادتیں گزری ہیں :-

شھد اللہ انزل الہ الاھو والملائکۃ خدا خود کو اہی دیتے ہیں اور ملائکہ اور صاحبان علم کو اہی  
 واولو العلم فانما بالقسط لا الہ الاھو العزیز دیتے ہیں کہ اُسکے سوا کوئی الہ نہیں وہ صفت عدل  
 الحکیمہ کے ساتھ متصف ہے پھر اُسکے کوئی خدا نہیں ہی  
 غالب و عادل ہے

جب ایسی سبیل القدر شہادتیں گزری ہیں تو پھر انکو شہادت دینے میں کیا عذر ہے در صورتیکہ حضرت ختمی مرتبت نے بھی اپنے کو شاہدین میں داخل فرمایا ہے لہذا گاہ باری میں عرض کیلئے۔ وانا من الشاہدین  
 كما مرنا غنم الغرض فی الرخصہ

حسام سوال قرآن مجید میں کہا ہے کہ عدل پر ایمان لانوالوں کے لئے خوشخبریاں ہیں  
 ذو النقرار بتبار اُسکے متعلق ہم مفصل آیات قرآن اور احادیث و احوال علماء پیش کر چکے ہیں زیر عنوان دین  
 معتقدین عدل و حق متکون عدل) ملاحظہ کیجئے یہاں ایک آیت اور اپنی تفسیر کے لئے لکھے مینے ہیں :-  
 الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم الاثمہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ  
 مخلوط نہیں کیا انکے لیے امن و امان ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں؛

سابق میں آپکو بتا چکے ہیں کہ نفی ظلم عدل جو حق پرست کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے ایمان کو

ظلم کو دہنیں کیا یعنی انکے ایمان میں مدخل داخل رہا ہمیشہ نفی ظلم کرتے رہے یہی لوگ امن و امان پانے والے اور ہدایت یافتہ ہیں۔

حسام سوال: قرآن شریف میں عدل نہ ماننے والوں کے لیے وعید کہاں آئی ہے؟  
ذوالفقار تبار: اس کا جواب بھی مفصلاً زیر عنوان (مدح متقدمین عدل و مذمہ متکبرین عدل) اگر چھاپا  
فائدہ کو اللہ تعالیٰ بخیر دے۔

نیز آیہ مذکورہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایاہم بظلم الا ینذرتکم ان عدل کے لیے سو مہذبانے بڑے  
انکار عدل اقرار ظلم ہے پس جن لوگوں نے انکار یہاں کیا ہے اور اپنے ایمان میں ظلم کو شامل کر لیا ہے انکے لیے  
امن و امان نہیں ہے اور نہ ہی ہدایت یافتہ ہیں بلکہ گمراہ ہیں۔

نیز ارشاد ہوتا ہے:-

ومن اظلم ممن کلم شھادۃ عندہ من اللہ یعنی اُس شخص ہے بڑا کون ظالم ہو گا جسکے پاس خدائی  
طرف سے گواہی موجود ہو اور بہرے چھپا ڈالے۔

لہذا جن لوگوں نے خدا کی گواہی کو چھپا ڈالا بلکہ ملائکہ اور اولو العلم کی شہادت کو بھی چھپا ڈالا اور دیکھ  
بتین گواہیاں عدل پر گزر چکی تھیں مگر بڑے کون ظالم ہو سکتا ہے۔ و ما للظالمین من انصاف (اور ظالموں کا  
کوئی مددگار نہیں ہے)

حسام سوال: خدائے تعالیٰ قبل قانون (کتب آسمانی) نازل کرنے اور انہیں وعید و وعید کر نیچے عدل کس  
طرح سے کرتا تھا قرآن ہے ثبوت دیکھئے اور پچاس رد پیر انعام لیجئے۔

ذوالفقار صاحب حقہ بار: ہم اس سوال کا ان ذراں سخن جواب دیتے ہیں کہ ازلیت کچھ یاد رہے  
فاستمع لما غلی علیک ولا ینذہب عنک ما نطق لسانک

خداوند عالم قبل تنزیل کتب آسمانی آسمان و زمین و ملائکہ و جنات و غیرہ کو پید کر چکا تھا اور اسکے  
یہ تمام احوال بالیقین منج سے منظر تھے و ہذا هو العدل اسکے بعد جب آدم کو پیدا کیا اور تمام مرسلان نبی  
تخلیق کے لئے بھیجے تو ملائکہ سے متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا:-

واذ قال ربک للسلطان (فی جاعل بنے) اے رسول! اوکرو اس وقت کہ جبکہ تمہارے اپنے والے  
الارض خلیفۃ قالوا تعجل فیما من ینبہ بنے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے  
فیما و ینفک الدماء و نحن نسبح بحمیدک والہوں یہ سنکر ملائکہ نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ  
و نقدرس لك قال اقی اعلم ما لا تعلمون بنے کاجز میں میں فساد و خواری کر گیا اھم و تیری

فصلہ آدمی اجتماع کلہا شرعہ و علیہ الملائکہ فقال انبئونی باسماء هؤلاء ان کنتم صادقین قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمنا انک انت العلیم الحکیم (لانا انما نقصہ) لے ملائکہ جو ازین جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو اور کوہ کول اما تعلیم فرمائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے فرمایا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو مجھے ان لوگوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے عاجزی سے عرض کیا کہ تو ہر قبیح سے پاک و منزہ ہے ہم تو کچھ تو نے بتا دیا ہے اس کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں اور تو بڑا جانتے والا عادل ہے (الیٰ آخرہ القصد)

انفلیت و خلافت آدم کا فیصلہ ہو رہا ہے ملائکہ اپنا استحقاق پیش کر رہے ہیں کبھی اپنی تسبیح پیش کرتے ہیں کبھی تقدیس پر زور دیتے ہیں اور اس طرف اہلس کی یہ حالت ہے کہ تسلیم نہ اندازیں اپنی نفیبت کا اظہار کر رہے ہیں کبھی کتاب و انانہ میں آدم سے بہتر مہوں کبھی اپنی اور آدم کی خلعت کو پیش کر رہے ہیں خلعتی من نار و خلعتی من طین تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور اس قدر قدرت زور دہری ہے جو پھر جہنم میں ہو رہی ہیں دعویٰ تسبیح و تقدیس ملائکہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اس کو رو نہیں کیا جاتا ہے کہ چونکہ میاں اخصیبت و خلافت انکی نظر میں محض عبادت نہیں ہے کیونکہ اسکا اثر فقط عاید تک رہتا ہے اور ضرورت سے کہ دو مہوں تک پونچا جاتا ہے لہذا علم کو میاں قرار دیا جاتا ہے آدم اس میاں پر ٹھیک اترتے ہیں اور ملائکہ اپنے نفیبت کا اظہار کر کے نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں قالوا سبحانک تو ہر بلائی اور نفع سے منزہ ہے مجھ سے فعل نفع ہرگز صادر نہیں ہو سکتا انک انتا لعلیم الحکیم بیشک تو بڑا جانتے والا عادل ہے

معلوم ہو کہ ملائکہ کبھی اس سے صدور و تسبیح کجاڑ نہیں سمجھتے تھے اور اس فیصلہ خلافت و انفلیت آدم میں بھی انکو ہر قبیح ہے بری سمجھتے تھے عباد کہ لفظ سبحانک اور لفظ الحکیم سے ظاہر ہے اور یہی معنی عدل ہیں لہذا نہایت ہوا کہ قبل نزول کتب آسمانی بھی خدا عادل تھا چونکہ ملائکہ نے اس کے عدل کو تسلیم کیا اور ہر برائی سے منزہ سمجھا کہ سرسبوح ہو گئے اور انکی مرج کرنے لگے لیکن قرآن مجید انکا بوں مرج سطر ہے۔

بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول و ہو خدا کے بزرگ نہ کہ ہیں اس کے سامنے کبھی بڑھ کر نہیں باورہ یعملون

اور اہلس خدا کے فیصلہ پر راضی نہوا اور ماوا شد اسکو فاعل قبیح قرار دیا جیسا کہ اس کے قول خلعتی من نار و خلعتی من طین سے واضح ہے کہ اس نے اپنے ماناریہ کو بہتر اور آدم کے مادیہ و طینیہ کو پست سمجھا کہ فیصلہ منفضول علی الفاضل کے عقلی قبیح کا خدا کو مرکب قرار دیا اور روح جناب آدم جو مہاں صفات عظمیٰ تھی جس کے سامنے اور لاجلہ کو جھکنا پڑا اس پر اس مردودہ نے کچھ غور نہیں کیا بے سوچے سمجھے نائے شرف و فضل محض مان کو قرار

و یخضعوا لعل فی قیاس بنیاد احکام ہو کہ حکم ہو چکا خارج منها فانک رجیعہ و ان علیک لعنتی  
الحی یوم الدین یہاں ہے دود ہو تو یقینی مرد ہے اور تجھ پر دوزخ کا ایک میری لعنت ہے۔

اب آپ کی سمجھ میں آیا کہ قبل نزول کتب آسمانی بھی خدا عادل تھا جیسا کہ ہم نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے  
خدا کے لئے مابین الہیں کا ساتھ چھوڑ دیا اور توبہ کر کے مشرت بہت ملائکہ مقررین حاصل کیے؛

اسکا ہی بہانہ قاطع ہے کہ آپ کے سوال نمبر ۷ و سوال نمبر ۸ کے جواب پر بھی کافی روشنی پڑ گئی کیونکہ اب  
اس سے زائد کیا خوشخبری ہوگی کہ ایمان بالعدل میں خدا کے کرم بندے ملائکہ مقررین اور ہم ایک نقطہ پر جمع

ہیں۔ اور محکومین عدل کے لئے اس سے زائد کیا وعید ہو سکتی ہے کہ ان الہیں استحقاق عتاب الہی میں ملے  
ہیں فانظر ای الفریقین خیر مقامنا و احسن ندیاد و نوں فریق میں ہے مرتبہ میں کون زبان نہ ہے

اور کس کی محفل زبان اچھی ہے

کیا میں آپ سے اتنا درافت کر سکتا ہوں کہ خداوند عالم قبل خلق مخلوقات جب ہوا اس کے کچھ تھا اس  
وقت خداوند عالم کس پر رحم کرتا تھا اور کس کی توبہ قبول کرتا تھا اور کس جینے کا مالک تھا کیونکہ آپ ان صفات  
کو مصائب حقیقہ قرار دیتے ہیں کہ جس سے ذات باری کا خالی ہونا موجب نقص ہو؛

حسام عدل کا منہوم جانبین میں حقوق کی مساوات چاہتا ہے لہذا بتائیے کہ بندہ کا خداوند عالم پر کیا حق ہے  
کہ جو اس سے عدل کو چاہتا ہے؛

ووالفکار صاعقہ بار اگر آپ کہ عدل کے معنی معلوم ہوتے تو ہرگز ایسی رکبیک باتیں منہ سے نہ نکالتے کاش  
آپ نے ہمارے عقائد کی کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہوتا اور اگر اپنی تہی ظنی وجہ سے ایسی علم کو جسے ہماری  
کتابوں کے سمجھنے سے قاصر تھے تو کسی کے سامنے زانوئے ادب نہ کیا ہوتا کہ آپ کی جہالت وجہ سے ہر گز ایک

مردوں کے سامنے بے نقاب ہوتی ہم آپ کو کمرہ تباہی کے ہیں اور اب پھر تنبیہ کرتے ہیں کہ خدا کے عادل  
ہونیکے معنی یہ ہیں کہ خدا کوئی فعل قبیح نہیں کرتا اور جس فعل کا ترک مذموم اور کرنا ممدوح ہو اسکو ترک نہیں کرتا

کیونکہ فعل ممدوح کے لئے داعی موجود ہے اور لمن اس کے لئے کوئی ہے نہیں لہذا کبھی ترک نہیں کریگا  
اور اس مطلب پر ہم کافی روشنی ڈال چکے ہیں پس جب ہم آپ کو تباہی کے خداوند عالم سے صدقہ بشارت محال ہو

تو بحمد اللہ تعالیٰ ہم پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا، اب آپ کا یہ فرماؤ کہ عدل کا منہوم جانبین میں حقوق کی  
مساوات چاہتا ہے کیا معنی رکھتا ہے؛

اگر مساوات حقوق جانبین ہے مراحق فاعل اور حق فعل میں مساوات کا لازم ہوتا ہے تو ہمیں یہ کیا ہو  
یقیناً منہوم عدل ہی ہے کیونکہ حق فاعل ہے جب فعل صادر کرنے تو صدر تو سام میں صادر کرے یعنی خدا فاعل

و خدا تعالیٰ ہے بچائے جس کو وضع الٰہی علی غیر مجلہ یعنی ظلم کئے ہیں اور حق فعل یہ ہے کہ جب اُسکا تحقق ہو تو جانب افراط و جانب تفریط ہے برہی ہذا کہ قبح جانین ہے منصف نہ ہو سکے اسی مساوات حقوق جانین کو عدل کئے ہیں اور انہیں منوں ہے خدا عادل ہے کہ اُسکے افعال افراط و تفریط یعنی وضع الٰہی علی غیر مجلہ ہے برہی ہوتے ہیں کیونکہ دو توفیق ظلم اور قبیح اور خدا ظلم اور قبیح ہے منزه ہے جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے :-

ما تروى فی خلقی الرحمن من تفادوت  
یعنی خدا کے خلق میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہیں پاؤ گے  
و دیکھو مقام پر ارشاد فرماتا ہے :-

و ما خلقتنا السموات و الارض و ما بینہما  
اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُنکے امین  
الا بالحق  
پیدا کیا ہے با حق پیدا کیا ہے  
یعنی حق فاعل و حق فعل جہا متقنی تھا و یا ہی پیدا کیا ہے اب آپ کو معلوم ہو کہ عدل کا مفہوم مساوات حق جانین ہی کا متقنی ہے :-

اور اگر حقوق جانین ہے مراد حقوق اللہ علی العباد اور حقوق العباد علی اللہ ہے تو یقیناً اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کیونکہ حقوق اللہ علی العباد ہے یہ مراد ہے کہ جس نے جو احکام نازل فرمائے ہیں شرعیات بھی ہیں اور ان کے ساتھ انبیاء بھیجے گئے کہ میں فرمائی ہیں اور ان احکام پر عمل کر نیکی کے لئے اسباب پیدا کیے ہیں اور پھر استغفار نہیں عطا فرمائی ہیں کہ نجات و فوق ہے اپنی رحمتوں میں و جانب لیا ہے دان تعددا نعمتہ اللہ لا یحصیہا اور اگر خدا کی نعمتوں کو شمار کر دو تو ناممکن ہے کہ تم اُنکا احصاء کر سکو ان تمام امور کے بعد اُن احکام متقنی یہ ہے کہ بندے اُنکی پابندی کریں اور اُن پر عمل کریں اگر اُن احکام کے متعاضد کے مطابق عمل کیا اور کوئی فرد گناہ اشت کی زیادتی نہیں کی تو یہ بندہ نیکى طرف ہے عدل کہا جائے گا۔ اور حقوق العباد علی اللہ ہے یہ مراد ہے کہ جن بندوں نے اُنکے احکام پر عمل کیا ہے اور اُنکے رسل کا اتباع کیا ہے اُنکی جزا عطا فرمائی کیونکہ اگر جزا دینا علان ان دنیاوی نعمتوں کے ضرور ہی ہو گا تو ارسال رسل و ازال کتب وعدہ و عید وغیرہ ب باطل ہر جائینگے اور قیامت کا قائم کرنا بالکل لتو فرما پائے گا حالانکہ ان تمام امور کا صحیح ہونا یقینی ہے لہذا جزا کا دینا لازم اور اسی لئے روزِ حسرت معین کیا گیا ہے تاکہ حقوق عباد ادا کیے جائیں جب یہ ثابت ہو گیا تو متعاضد اعمال یہ ہے کہ جو جزا دینے اُن اعمال کی مقرر فرمائی ہے اُنسی کے موافق جزا عطا فرمائے اور اسی کو عدل کہتے ہیں جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے و نضع الموازن القسط لیومہم الفیلیم فلا تظلم نفسا یعنی ہم قیامت کے روز عدل کی ترازویں قائم کریں گے پس کسی نفس پر ظلم

نہیں کیا جائے گا دوسرے مقام پر اشارہ فرمایا ہے :-

فن عیمل مشغال ذرۃ خیر ابرہ ومن عیمل  
منقال ذرۃ شر ابرہ  
یعنی جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ نیکی جزا دیکھ  
لیگا اور جس نے فسدہ برابر بدی کی ہوگی وہ اسکی  
جزا دیکھ لیگا ۱۱

اب آپ کو معلوم ہو کہ حقوق عباد میں عدل کسے کیا معنی ہیں اور غالباً آپ اس کے قبل بھی سمجھتے تھے مگر  
براہو تعصب و باطل کو شبی کا کار آپ کو اعتراض پر مجبور کر کے دروغ و حادقہ بنا کر ثابت بنا دیا کہ اسی مسئلہ کے  
صفحہ ۵ پر لکھ چکے ہیں عدل کی حقیقت قانون الہی نازل ہو سیکے بعد اور عدوہ و عید ہو سیکے بعد محقق ہوتی جو  
اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ قانون الہی بندوں کے وجود کے ساتھ ساتھ مل ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ بند  
موجود ہوں اور قانون الہی نہ ملندہ ایوں کیلئے کہ بندوں کے وجود کے ساتھ عدل کی حقیقت محقق ہوتی ہے اور  
ہم بتا چکے ہیں کہ نہ مل قانون کے قبل ہی حقیقت عدل کا تحقق تھا جو قرآن ہی سے ثابت ہے ۔ لہذا اب یوں کہیے  
کہ نازل قانون کے قبل بھی اور نازل قانون کے بعد بھی حقیقت عدل متحقق ہے

آپ کو اتنا اور سمجھا دیں کہ زمین کی خطاؤں کا سامان کرنا ان پر رحم کرنا وغیرہ خلاف عدل نہیں ہے کیونکہ ہم  
دعوتِ قصیراتِ حسن ہے فیج نہیں ہے اور خداوند عالم بالیقین فاعلِ حسن ہے پس ان افعال کے صادر ہونے سے  
اسکا فاعل فیج ہونا لازم نہیں آتا ہے تاکہ خلاف عدل ہو ۔

اب آپ کا یہ سوال کرنا کہ بندہ کا خدا پر کیا حق ہے جو اس سے عدل کو چاہتا ہے ۔ بالکل دہریت میں ڈوبنا  
سوال ہے کیونکہ دنیا میں جس قدر تابعین شریعت ہیں ان سب کا اعتقاد ہے اور اس پر یقین ہے کہ ہم جو کچھ شرائع  
کی پابندی کرتے ہیں محض اسلئے کرتے ہیں اور صرف اسلئے کرتے ہیں کہ نجات حاصل ہو پس گناہیں ، حصولِ نجات و جزا  
کا یقین نہ اور نہ خدا پر جزا کا دنیا لازم نہ تو شرائع کا نازل کرنا عدوہ و عید کرنا انبیاء کا بھیجنا اور بندوں کا ان پر عمل  
کرنا مسلمان کے نزدیک قیامت کا معین ہونا یہ تمام امور باطل ہو جائیں حالانکہ ان سب امور کا بالیقین صحیح ہونا ضروری  
ہے پس حقوق عباد کا تحقق لازمی ہے اور انکا مقتضی عدل ہونا بھی ضروری ہے جبکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اگر  
آپ اس کے منکر ہیں تو شرائعِ دال قیامت و عید کا انکار کر کے لاندہریت کے اندر ہوں گے اور ان میں داخل ہو جائیں گے جو عید جب  
خدا ضروری نہیں ہے تو پھر یہ تمام امور نہ دے سو دیں اور اگر جزا کو ضروری قرار دیتے ہیں مگر حقیقت کا انکار کرتے  
ہیں تو قیامت تو نقل حقیقت سے ثابت ہو جائیگی مگر انبیاء کا بھیجنا شرائع کا نازل کرنا تو جو کچھ انکار کر دیں انکار  
انکار ہے یعنی انبیاء کا بھیجنا اور قیامت میں جزا کا دینا تو پھر ہمارا مطلب ثابت ہے اور آپ کا سوال محال غلط اور  
جہالت کی دلیل ہے ۱۱

## قطع الحجب

جب حام الدین صاحب کے سولات کا جواب دیکھتے تو اب ان کے اعتراضات کی طرف رخ کرتے ہیں جو کہ انہوں نے زیر عنوان (پردہ دیگر) بیان کیا ہے اور عدل کے مسئلے میں چار خرابیاں بیان کی ہیں۔  
 حسام (۱) پس لفظ توحید کو جو ذات متعینہ صفات و کمالات ہے اس پر صفت عدل زائد موجودہ کو ماننا تو حیکو مصداق ہونے میں تعدد و تشبیہ کو چاہتا ہے اور یہ شرک ہے (کفر و خوش نام عبارت)۔  
 ذو الفقار قلاطع (۲) بریں عقل و دانش بیاہر گریست۔ آج کو ابھی تک یہ تمیز نہیں ہے کہ لفظ اور مصداق میں کیا فرق ہے اس پر کہ عدل میں خرابیاں نکالنے کے لئے آں ہوتے ہیں۔

آپ لفظ توحید کو ذات متعینہ صفات و کمالات کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل بے عقلی ہے بلکہ اس کا مصداق وہ ذات ہے جو متعینہ جمع صفات کمال ہے اسکے بعد آپ کی یہ عبارت بھی جہالت کی واضح دلیل ہے کہ توحید کے لفظ ہونے میں تعدد و تشبیہ کو چاہتے ہیں کیونکہ یہ ترکیب عبارت کی غلطی ہے بلکہ مصداق ہونے میں کے بجائے مطلق ہیں لہذا چاہئے ایسے افلاطون کما تکان و کھٹے بائیں جبکہ پورا رسالہ اعلیٰ طرز پر مشتمل ہے۔

بہر حال ہم اس کا جواب لکھ چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں کہ عدل صفات ذاتیہ میں سے نہیں ہے بلکہ صفات افعال الہیہ میں سے ہے اور ہم جن صفات کو صفات ذاتیہ کہتے ہیں ان کو ہم زائد بر ذات نہیں کہتے بلکہ عین ذات کہتے ہیں جس کا مطلب ہم تو ضیح ہے لکھ چکے ہیں بلکہ نہ سبب کی کوئی صفت نہ الٰہی زائد بر ذات نہیں ہے لہذا نہ تعدد و تشبیہ لازم آتا ہے نہ تشبیہ اگر آپ اپنی خبر لیجئے کہ آپ صفات ذاتیہ کو عین ذات نہیں کہتے ہیں بلکہ زائد بر ذات ماننا آپ کا مذہب ہے ملاحظہ کیجئے بطلان الباطل معنی شتم لہذا آپ کے مذہب کی بنا پر مصداق توحید میں تعدد و تشبیہ کیا تعدد و تشبیح کا تحقق ہے اور بجائے توحید کو باہر اس سے بھی زائد قدیم ہوئے جاتے ہیں جو شرک عظیم ہے۔

حسام (۲) اگر صفت عدل بھی صفات حقیقیہ ہے عین ذات ہے تو افتراق و انفصام اس صفت عدل کا موصوف کے ساتھ منقسم ترکیب ہوگا اور الٰہی تعالیٰ برتر ہے اس سے کہ نقص ترکیب اس کے لئے لازم آئے۔  
 ذو الفقار قلاطع صفات حقیقیہ ذاتیہ میں سے صفت عدل نہیں جیسا کہ گذرا لہذا یہ اعتراض سراسر جہل کا کرشمہ ہے۔

حسام (۳) اگر صفت عدل زائد کو قائم لذاتہ تسلیم کیا جائے تو اتکال ذات الٰہی کا سبب غیر لازم آتا ہے اس سے الٰہی ذات میں جس کو توحید کہتے ہیں کوئی کمال ہوگا بخلاف اسکے بلکہ الٰہی توحید صفات حقیقیہ اور



میدار آثار مترتبه ہو۔

ووالفارقاطع هذا التلاكليل عليكم۔ ہم صفات حقیقہ کو میں ذات مانتے ہیں اور صفت عدل کو صفات افعال الیہ میں ہے مانتے ہیں لہذا یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں ہوتا بلکہ آپ ہی پر وارد ہوتا ہے کیونکہ آپ میں ذات نہیں مانتے ہیں بلکہ زائد بذات تسلیم کرتے ہیں اور خدا کو باقی بقاء قادر بقدرۃ عالم جلیل علی ہذا القیاس مانتے ہیں لہذا التکمال ذات بے غیر لازم آتا ہے

حسام اگر کہو کہ عدل ہوگا تو ظالم ہوگا تو یاد رکھو یہ دو لاشعین حکم ارتعاع نقضین میں ہے انکیا خولت عبارت ہے کہ جو عند الفصل باطل ہے پس نہ عدل ہے اور نہ ظالم بلکہ مبصداً فی کمالہ شریف جمید الملک ہو

فاین توذکون۔

[illegible]

حسام سوال ہر روز ہزاروں انسانوں کے بچے اور چند اور پرند اور کبوتر کے اور کوڑے کبوتر ہلاک کیے جاتے ہیں خدا و جود عدل کی داعی صفت ہے موصوف ہونے کے ان کے تعلق عدل کیوں نہیں کرتا۔

این تذهیبون

ذوالفقار قاطع۔ یہ جوانوں کو ہلاک کئے جاتے ہیں اسکا فاعل یا انسان ہی یا خدا ہے اگر انسان ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں یا تو اسکی فعل موافق حکم الہی ہے یا مخالف حکم الہی ہر تقدیر اول باعث توبہ اور ہر تقدیر دوم باعث عقاب ہے اور دونوں صورتوں میں رزق قیامت اسکا محاسبہ ہوگا اور موافق عمل خیرا دی جائیگی کیونکہ اُسے بندوں کے افعال کا فیصلہ رزق قیامت پر مقرر کیا ہے دنیا مقام جسرا نہیں ہے وہ خط مقام عمل اور محل اعتبار امتحان سے پہنچاؤ ہرگز درجہ انہیں ہو سکتی بخلاف عطا آریہ کہ جہاں ہے۔

اور اگر اس کا فاعل خدا ہے تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ یا تو یہ اس کا یہ فعل وضع الشی علی غیر علم ہے یا نہیں بر تقدیر اول ظلم لازم آئے کہ خدا کا ظالم ہونا محال ہے لہذا تقدیر اول محال ہو لہذا بر تقدیر دوم علم علی ہونا ثابت ہے۔

اسی مطلب کی دوسری تقریر یہ ہے کہ قبل مذکور یا ب مصلحت ہے یا بلا مصلحت بر تقدیر اول عدل ثابت اور بر تقدیر دوم اسکا فاعل قبیح ہونا لازم آجاتا ہے جو محال ہے لہذا بلا مصلحت ہونا محال ہے۔ اسکے بعد اپنے بیان کیا ہے کہ شیعوں کا عقیدہ عدل عیسائیوں اور آریوں سے اخذ ہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ یہ عقیدہ ہمارا ان ہے کہ جو ملائکہ مقربین کا عقیدہ ہے حضرت خلیل کا عقیدہ ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ہے اولو العزم کا عقیدہ ہے اولیائے علیہ السلام کا عقیدہ ہے بلکہ یوں کہئے کہ عیسائیوں نے آریوں نے اس حق عقیدہ کو ہم سے لکھا ہے اور عقل بھی بتاتی ہے کہ قول ابنِ حنن کو اختیار کرو اس معاملہ میں انھوں نے موافق عقل کیا ہے مگر آپ کی حالت پر صد حیف ہے کہ باوجود حکم قرآن فیتبعون احسنہ آپ نے اس سے اعراض کیا اور خدا کو ظالم ماننے کے لئے تیار ہو گئے۔ تو بوالہی اللہ تو بے حق تصور تھا۔

اسکے بعد اپنے تابعین احکام عقل کا استہزاء کیا ہے اور احکام عقل کا انکار کیا ہے لہذا ہم آپ سے چند عقل کرتے ہیں اور اس استہزاء کے جواب میں اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں :-  
اللہ یتھنی محمد و محمد و ہدیٰ طینا ہم اللہ انکو انکے مسخرے پن کی نذر دیتا اور انکو انکی عیبوں سے۔

سوال اول۔ آپ نے یہ کس دلیل سے بچانا اور اسپر ایمان لائے کہ قرآن مجید خدا کی بھیجی ہوئی کتاب اور معجزہ ہے۔

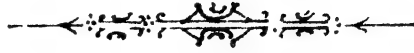
سوال دوم۔ انبیاء و مرسلین کا ابداع اور نزول کی پابندی کا حق آپ کو کس دلیل سے معلوم ہوا اور اسپر ایمان لائے۔

سوال سوم۔ بنی صادق دینی کاذب کی مسرت کا کیا مبارک ہے اور بن کس دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔

سوال چہارم۔ خدا نے آدم سے لیا خاتم تک جس قدر انبیاء بھیجے اور انکو معجزات عطا فرمائے ان کے ہادی صادق ہونے پر کس دلیل سے ایمان لائے کیونکہ ممکن ہے کہ (الیاذ باللہ) ابتداء سے لیکر انتہا تک سب گمراہ کنندہ و کاذب ہوں اور خدا نے انھیں صحت نذر دیکر بھیج دیا ہو۔

سوال پنجم۔ قرآن مجید میں تو خدا کے لئے لفظ الیس مجبور و الیس بعرض و الیس بجوہر و غیرہ ہے نہیں جو بالمطالعة ان معانی پر دلالت کرے ہر آپ نفی حجم و جوہر و عرض پر

کس دلیل ہے ایمان لائے ہیں ؟  
 یہ ایک مختصر سالہ عدل حضرت باری کے متعلق حاضر ہوتا ہے اور انشا اللہ عنقریب مسئلہ  
 امامت میں ایک مبسوط کتاب پیش کریں گے۔ فانظر وانی معصم من المنتظرین۔  
 (البدیع المحقیر محمد بشیر عفی عنہ)



# انجمن یل علم و التالیف مدرسہ العظیم کے مفید و قابل تصنیفات

## نور امین گائیے قیمتوں میں بدست عات

النبوة و الخلفاء تصنیف حضرت شمس العلماء انجم الملہ ظلہ  
صدر انجمن ملکہ خلافت پر تفتیدی اور محققانہ نظر قابل  
دیدر سالہ ہے اگر نثری ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳  
الموحد ترجمہ قلم شمس العلماء انجم الملہ ظلہ صدر انجمن  
ملکہ توحید کو نہایت محقق و لائل سے ثابت کیا گیا  
ہے غریب اگر نثری ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا ۳  
خطبات فاضل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جاک  
شمس العلماء مولانا الیہ باطن صاحب بنہ باب صد انجمن  
اسلام اور عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳  
مساکات الحکما اردو ترجمہ سراج الحکما از جناب شمس العلماء  
الید باطن صاحب بلادن پرستوں کے مذہب کی  
تفصیل اور ان کے خیالات کا رد ۳  
یہ مبصلا تدریس کی پیشگوئیوں سے جناب سالتاب  
کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی سید علی غصنفر  
صاحب نبیرہ جناب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ ۳  
رو التناخ، مضیفہ جناب مولانا محمد امجد نصیب  
قبلہ مرحوم مسئلہ تناخ پر حکیمانہ علم فہم بحث روح  
و مان کی قدامت کا ابطال اور آریوں کی باہر  
کتابوں کا مکتب جواب ۱  
انسانی قربانی دیدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی  
از جناب خواجہ غلام احسن صاحب ۲  
دیدرست قربانی دیدرست قربانی کلمہ از جناب

غلام احسن صاحب  
تصدیق رسالت گوتم بدھ پیشگوئیوں سے جناب سالتابی  
مرتب کی رسالت کا ثبوت از جناب مولوی مسید  
احمد علی صاحب مولانی فی طبع ۲  
اسلام اینڈ دی لائٹ آف غفران اگر نثری ترجمہ  
شرعیہ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب بابا شاہ حسین  
صاحب بی لائے رسول عقدا اسلام کی حقیقت پر غور  
کے مقابلہ میں بدست لائل سے ثابت کی گئی وہ جاکہ انجمن  
دی پرافٹ شپ اینڈ دی کلپیٹ اگر نثری ترجمہ النبوة  
و الخلفاء ترجمہ جناب مولوی قاضی علیہ و اعجاز جلد کشن ۱۲  
دی ترکیب بی آف کرلما عزاداری را اگر نثری  
زبان میں تبصرو از جناب امیر علی صاحب لیکچر انجمن یونانی  
الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور شہادت کا رد  
از جناب مولانا مولوی محمد امجد نصیب بد مرحوم ۱  
المعراج دلائل غیاتیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از  
جناب مولانا الیہ محمد امجد نصیب بد مرحوم ۱  
اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب ۳  
شرعیہ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب کا لائل  
نیزکہ از جناب مولانا الیہ صاحب ابن سراج انجم الملہ ظلہ ۳  
شرعیہ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل  
مضیفہ از سراج انجم الملہ ظلہ ۴  
شرعیہ الاسلام صمیمہ کنوڑا کے متعلق ضروری احکام و تحریر

## سیاستِ لویہ

حضرت امیر المومنین صلاوات اللہ علیہ کی عمد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تحریریں  
سرگرموں کی وجہ سے اداوائف مسلمانوں کے درمیان اختلافِ خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی ہے  
اس پر نظر رکھ کر اکثر اواقف کو تاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذاتِ لکھنوی  
صفات میں سیاستِ پاکِ نظم کو مست کاں لکھ ہو جو تھا جو ایک بڑے حکمران میں ہونا چاہیے اس  
خلافتِ واقع خیال کو دفع کرنے کے لئے فاضلِ مجلسِ خانبے لوی تہ محمد رضی صاحب نے نئی پوری میں  
حضرت قاری الکاملین مولانا ابوالکلام محمد ہارون صاحب مرحوم و مغنیہ زرنگی پوری نے اس کو اقلیدہ سالہ  
کی ترتیب و ایف میں محققانہ جرح و جہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوعِ خاص میں یہ رسالہ  
کم نظیر بلکہ عدیم النظیر ہے فاضلِ معنی نے دین و دنیا اور انہی سیاسیات کا، ہمہی تعلق اور اہل دنیا  
کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعتِ نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے  
کہ حضرت امیر المومنین صلاوات اللہ علیہ نے نظامِ حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی  
انہی سے بہتر کسی انداز میں عدالتِ شہرہ بر دولہ میں نہیں آ سکتی اور انہیں عمل میں  
دین و دنیا دونوں کا فلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف  
و اختلاف کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے  
کہ اہل ذوق اس کے مطالعہ سے دریغ نہ کرنا چاہیے قیمتِ علانِ محمولہ ایک ۱۱

لکھنے کا پتہ

منیجر الواعظ مدرستہ الواعظین لکھنؤ





